اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

١١

فتاویٰ عالمگیریہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اُردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

2
Acc

toobaa-elibrary.blogspot.com

(جملہ حقوق بحق مترجم و ناشر محفوظ ہیں)

فتاویٰ عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبروار احکام کیساتھ

(جلد ۱۱)

مترجم ــــــ حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری

کتابت ــــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی

طباعت ــــــ عکسی

تعداد اشاعت ــــــ ایک ہزار

ناشر ــــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

نظر ثانی ــــــ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ــــــ اعلیٰ سفید،

تاریخ اشاعت ــــــ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ بمطابق اپریل ۱۹۷۸ء

مطبع ــــــ المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور

مقام اشاعت ــــــ سہگل آباد۔ ضلع جہلم پاکستان،

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

(جلد ۱) طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۱، قیمت ۳۰۔۰۰ — (جلد ۲) نماز کی بحث، عنوانات ۱۳۳، احکام ۲۶۱۹، قیمت ۷۰۔۰۰

(جلد ۳) زکوٰۃ کی بحث، 〃 ۳۲، 〃 ۵۳۱، 〃 ۱۷۔۰۰ — (جلد ۴) روزہ کی بحث، 〃 ۲۶، 〃 ۵۱۰، 〃 ۱۷۔۰۰

(جلد ۵) حج کی بحث، 〃 ۴۳، 〃 ۱۰۱۹، 〃 ۵۰۔۰۰ — (جلد ۱۴) حدود کی بحث، 〃 ۳۰، 〃 ۸۵۵، 〃 ۳۸۔۰۰

(جلد ۱۳) احکام المرتدین، 〃 ۱۳، 〃 ۳۹۰، 〃 ۳۰۔۰۰ — (جلد ۱۵) جنایات یعنی قصاص و دیت کی بحث 〃 ۱۹، 〃 ۹۸۸، 〃 ۴۶۔۰۰

(جلد ۲۱) ذکر مصحف و مسجد، 〃 ۲، 〃 ۱۹۵، 〃 ۱۲۔۰۰ — (جلد ۱۲) نظر ثانی دے کر عام فہم بنائے ہیں، در اردو 〃 ۱۳، 〃 ۴۴۴، 〃 ۲۶۔۰۰

(جلد ۶) نکاح باب ۱ تا ۵، 〃 ۲، 〃 ۵۰۷، 〃 ۴۸۔۰۰ — در اردو دان سبھی ارباب ذوق فقہ ۲۲۔۰۰

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ ۶۰۰

... جلدیں زیر تدوین۔

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71 -2-10 / 2 - GM / 97001 / 96104 - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب -

〃 〃 〃 71 -13-4 / A-D.S.E / 2-M / 28386 / 28056 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد -

〃 〃 〃 71 -14-7 / 1974 / 19650 / 11-B / E/F.P.U-B ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی -

〃 〃 〃 72 - 12 - 13 / 33145 / 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفر آباد -

العارض :- قاضی محمد عرفان چغتائی، بی اے ایل ایل بی، مقام میانہ موہڑہ، ڈاک خانہ فریال، ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ: مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ سہگل آباد۔ ضلع جہلم۔ پاکستان۔

طابع: عبدالرشید — المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد ۱۱

کتاب الحدود والسرقۃ

الحادی عشر کتاب الحدود والسرقہ اور چوری کی بحث

شرعی مقررہ سزاؤں کے احکام

حصہ ۱۱

عربی متن مع اُردُو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ "فتاوی عالمگیریہ"

۱۳۸۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست فتاوی عالمگیری مترجم جلد ۱۱ کتاب الحدود

(شرعی مقررہ سزاؤں کی بحث)

شرعی حد کا مفہوم، رکن، شرط اور حکم، زنا کا مفہوم، رکن، شرط اور ثبوت۔ موجبِ حد وغیر موجب حد وطی اور زنا پر شہادت، شرابِ نوشی کی حد، حدِ قذف، تعزیر، چوری اور اس کا ظہور، قطع ید کی حد کے قابل چیزیں، مال کا محفوظ قرار مانا، قطع عضو کا اثبات اور کیفیت، مسروقہ مال میں چور کا نیا امر واقع کرنا، اور رہزنوں کے احکام

ابحاث ۲، ابواب ۱۰، عنوانات ۲۰، تعداد شق ۸۵۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ	تفسیر الحد	حوالہ

وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا

اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین، اجمعین،

کتاب الحدود والسرقۃ

دفعات ۴۵۴ تا ۴۷۳ - عنوانات ۲۰ - تعداد شق ۸۵۵

کتاب الحدود

دفعات ۴۵۴ تا ۴۶۷ - عنوانات ۱۴ - تعداد شق ۵۳۲

وفیہ ستۃ ابواب

الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ

دفعات ۴۵۴ تا ۴۵۷ - عنوانات ۴ - تعداد شق ۴

۴۵۴- تفسیر الحد

تعداد شق ۱

۱ والحد فی الشریعۃ العقوبۃ المقدرۃ حقا للہ تعالی حتی لا یسمی القصاص حدا لما انہ حق العبد ولا التعزیر لعدم التقدیر — کذا فی الہدایۃ

---

۱ یہ منتخبہ بحث فتاوی عالمگیری عربی میں بحث نمبر ۱۲۷۱ پر ہے اس کے متعلق فہرست فتاوی عالمگیری کا مترجم ج ا کا ص ۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ (۱) اسلامی تعلیمات کی رو سے جرم کا مرتکب شخص ایک طرف اپنے خالق کی نافرمانی کرتا ہے اور دوسری طرف مخلوقِ خدا کی حق تلفی چنانچہ بعض جرائم کی سزا شریعت نے مقرر کردی ہے اور بعض کی سزا حکومتِ مجاز کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے پھر جن جرائم کی سزائیں شریعت میں مقرر ہیں ان میں سے بعض میں حق اللہ تعالی کو اور بعض میں حق العبد کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس لحاظ سے اسلامی شریعت میں جرم و سزا، حدود، کفارات، قصاص اور تعزیر پر مشتمل ہے (ب)، حدود (۱) اسلامی شریعت میں جس جرم کی سزا مقرر ہے اور اس میں حق اللہ تعالی کی اہمیت کو غالب رکھا گیا ہے اسے "حد" کہا جاتا ہے جس کی جمع حدود ہے مثلاً چوری پر قطع ید کی حد، رہزنی پر قطع عضو کی حد، زنا پر سو کوڑوں یا سنگسار کرنے کی حد، زنا کی تہمت پر اسی کوڑوں کی حد، شراب نوشی پر اسی کوڑوں کی حد۔ ان میں سے پہلی چار حدیں قرآن وسنت میں منصوص ہیں۔ ۱۱ در شراب نوشی کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جرم کے مرتکب کو سزا دی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اجماع سے شراب نوشی کی حد میں اسی درے مقرر ہوئے۔ یہ حدود بحیثیت حق اللہ تعالی نافذ کی جاتی ہیں چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ شرعی حدود اللہ تعالی کا حق ہیں۔ کفارہ کی سزائیں عبادت اور عقوبت کی جامع ہیں اور حدود عقوبات خالصہ ہیں۔ اور لکھا ہے کہ زنا کی حد سے نسب کی حفاظت، چوری کی حد سے مال

دفعات وشق نمبر	حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، شرط اور حکم	حد کی تفسیر	حوالہ

پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، شرط اور حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے۔ اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل پر، انکے اصحاب پر، اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سب پر ہو۔

شرعی حدود اور چوری کی بحث[1]

دفعات ۴۵۴ تا ۴۸۳ - عنوانات ۳۰ - تعداد شق ۸۵۵

حدود کی بحث

دفعات ۴۵۴ تا ۴۶۷ - عنوانات ۱۴ - تعداد شق ۵۳۲

حدود کی بحث میں چھ باب ہیں

پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، اسکی شرط اور اسکا حکم

دفعات ۴۵۴ تا ۴۵۷ - عنوانات ۴ - تعداد شق ۴

۴۵۴- **حد کے مفہوم کی وضاحت** اور اس میں ۱ شق ہے

۱ شریعت میں "حد" سے مراد ایسی مقررہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق (کی اہمیت کو غالب رکھنے) کی وجہ سے ہو۔ پس قصاص کو حد سے موسوم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے کہ وہ بندے کے حق (کو غالب رکھنے) کی وجہ سے ہے۔ اور تعزیر کو بھی حد نہیں کہا جاتا اس لئے کہ اس کی مقدار مقرر نہیں ہے[2] — ہدایہ

کی حفاظت، شراب نوشی کی حد سے عقل کی حفاظت اور حد قذف سے عزت کی (مؤثر طور پر) حفاظت کی گئی ہے الخ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۲- اور بروایت ابوھریرہؓ نسائی شریف ج ۲ ص۲۵۶ میں، بروایت ابن عمرؓ بحوالہ ابن ماجہ مشکوۃ شریف ج ۳ ص۴۴ میں، وتفسیر ابن کثیر مترجم پ۱۸ ص۲۳ میں، مروی حدیث کے مفہوم میں ہے کہ (شرعی حدود میں سے) ایک حد کا زمین میں قائم ہونا زمین والوں کے لئے چالیس رات کی بارش (یعنی بارانِ رحمت) سے بہتر ہے اور بحوالہ الحلیہ ابونعیم ج ۱ ص۲۴۷ منقول ہے کہ حضرت عمیر بن سعد انصاری رضؓ جنکے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے تمنا کے لئے کہا جائے تو مجھے تو یہ پسند ہے کہ مجھے حضرت عمیرؓ جیسے آدمی مل جائیں تا کہ ان سے مسلمانوں کے کاموں میں مدد لوں۔ اور جب عہد فاروقی بن سعدؓ حمص کی گورنری چھوڑ کر گھر مقیم ہوئے اور کچھ عرصہ بعد خلیفہ کی طرف سے حارثؓ نامی قاصد خیریت دریافت کرنے بھیجا گیا تو حضرت عمیر بن سعدؓ انصاری نے خلیفہ اور مسلمانوں کی حالت دریافت فرماتے ہوئے اہم سوال یہ کیا کہ "کیا شرعی حدیں لگائی جاتی ہیں"، اور جب قاصد نے جواب میں ہاں کہی تو دست بدعا ہوتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ تو عمرؓ کی اعانت فرما کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے وہ تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔

(۲) شرعی حدود انتہائی مؤثر سزائیں ہیں۔ یہ سزائیں ایسی نہیں ہیں کہ جرائم پیشہ لوگ سزایافتہ ہونے کے باوجود ان سزاؤں کو کھیل سمجھیں اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرہ شرعا و رکنہ و شرطہ و حکمہ	تفسیر الحد	حوالہ

(1/454) جیلخانے میں بیٹھکر از سر نو ارتکاب جرم کے لئے منصوبے باندھیں۔ بلکہ شرعی سزائیں تو ایسی عبرتناک ہیں کہ ان کی دھاک انسان کو جرم کے قریب بھٹکنے سے باز رکھتی ہے۔ یہ حدود ارتکاب جرم اور اعادہ جرم کا حقیقی انسداد کر کے انسانیت کو تہذیب سکھاتی اور امن عامہ کا مؤثر ذریعہ قرار پاتی ہیں۔ اور اس حقیقت پر اس دور کی تاریخ اور اس سرزمین کے حالات شاہد ہیں جہاں شرعی حدود نافذ ہوئیں۔

(۳) **مگر** شرعی حدود جس قدر مؤثر اور عبرتناک ہیں اسی قدر ان کے نفاذ کی شرائط انتہائی محتاط ہیں۔ حدود کے نفاذ کی شرطیں، قابلِ حد جرم کے ارتکاب کی تکمیل، اس جرم کے ثبوت کی تکمیل، اسلامی قانون شہادت، اور بالخصوص حدود کے لئے ضابطہ شہادت میں اتنی احتیاط برتی گئی ہے اور پھر ملزم کو شبہ کا فائدہ دینے کی اتنی گنجائش رکھی گئی ہے کہ شرعی حد عملاً نافذ ہونے کی نوبت شاذ و نادر اور اس سے سزا یافتہ افراد کی تعداد اقل القلیل ہی ہوتی ہے۔ اور اس کے باوجود اثرات اور ثمرات دور رس ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شرعی حدود نافذ شدہ ممالک کے کوائف گواہ ہیں۔

(۴) **تاہم** جب کبھی کسی قابلِ حد جرم کے مجرم پر حسبِ شرائط شرعی حد واجب ہو جائے تو پھر کوئی فرد یا جماعت یا حکومت یا صاحبِ حق اسے معاف کرنے یا اس حد میں تغیر و تبدل یا کمی بیشی کرنے کا مجاز نہیں۔ بلکہ قابل حد مجرم کی مخلصانہ توبہ سے بھی اخروی عذاب سے معافی ہو سکتی ہے مگر دنیا میں لازم شدہ حد اس سے ساقط نہیں ہو سکتی۔ حکم نمبر ۱ب/۴۵۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ البتہ رہزنی کا مرتکب گرفتاری سے قبل صحیح معنوں میں تائب ہو جائے تو اس کے **متعلق** حکم نمبر ۵، ۱۷ تا ۱۹/۴۷۳ ملاحظہ ہوں۔ نیز شرعی حد کی معافی کے لئے سفارش کرنا یا سفارش سننا بھی جائز نہیں ہے۔ چنانچہ سورۃ نور آیت ۲ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "میرا حکم نافذ کرنے میں نرمی مت دکھاؤ" اور رد المحتار میں ہے کہ چونکہ شرعی حد کتاب و سنت پر مبنی مقرر سزا ہے اور قابلِ حد جرم کا مقدمہ حاکم مجاز کے ہاں پیش ہو چکنے کے بعد معافی کے لئے سفارش کرنا امر واجب کے ترک کا مطالبہ کرنا ہے پس یہ جائز نہیں ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حد کے متعلق حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش رد کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ" (بخاری، و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۹) یعنی "اے اسامہؓ تم ایسی سزا معاف کرانے کے لئے سفارش کرتے ہو جو اللہ کی حدود (یعنی اس کی مقرر کردہ سزاؤں) میں سے ہے"۔ البتہ حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پہنچنے اور اسکے ہاں ثبوت پیش ہونے سے پہلے سفارش جائز ہے اس لئے کہ حد قائم کرنے کا وجوب محض اس جرم کے ارتکاب سے نہیں ہوتا بلکہ حاکم مجاز کے ہاں ثبوت فراہم ہونے سے ہوتا ہے۔ پس اس سے بظاہر حکم یہی ہے کہ حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے کے بعد اسکے سامنے اس جرم کا ثبوت فراہم ہونے سے پہلے سفارش کا جواز ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۳ و هكذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۲ اور بروایت حضرت عائشہؓ صحیح بخاری میں مروی حدیث میں ہے کہ حضور صلعم نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ پہلی قومیں اسلئے (بھی) ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں عزت والا کوئی شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ ماخوذ از صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۳ و کذا فی النسائی ج ۲ ص ۲۵۶ اور تفسیر کبیر میں مروی ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک ایسا حاکم لایا جائیگا جس نے (جرم کی حدیں) خدا کی مقرر کردہ حد سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا۔ اس سے پوچھا جائیگا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی۔ وہ عرض کریگا کہ آپ کے بندوں پر رحم کھا کر۔ ارشاد ہوگا اچھا تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا چنانچہ اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حاکم لایا جائیگا جس نے (کسی قابل حد جرم کی سزا میں) از روئے حد ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا اس سے پوچھا جائیگا کہ تو نے یہ کس لئے کیا تھا۔ وہ عرض کرے گا کہ تاکہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز رہیں۔ تو ارشاد ہوگا، اچھا تو انکے معاملہ میں مجھ سے زیادہ حکیم تھا۔ چنانچہ اسے بھی دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ ماخوذ از تفسیر کبیر المسمی بمفاتیح الغیب لعلامہ فخر الدین عمر رازی م سنہ ۶۰۴ھ ج ۶ ص ۲۲۵۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، شرط اور حکم	حد کی تفسیر	حوالہ

نیز ردالمحتار میں ہے کہ حدود کے بیان میں زنا کا ذکر پہلے ہے اس لئے کہ اس کا تعلق نسل انسانی کی حفاظت سے ہے۔ اس کے اسباب
۴۵۴ - (۵) کا وقوع اکثر اور اس کی حد قطعی اور یہ جرم شراب نوشی سے بھی زیادہ قبیح اور از روئے عذاب زیادہ غلیظ ہے۔ نیز شراب نوشی کی حد کی قطعیت زنا کی حد کی طرح نہیں ہے اس لئے اس کا ذکر زنا کی حد کے بیان کے بعد مگر حد قذف سے پہلے ہے اس لئے کہ شرابی یقینی مجرم ہے اور قاذف میں صدق کا احتمال موجود ہے۔ چوری کی حد کا بیان اس کے بعد ہے اس لئے کہ اموال نفوس کی ذیل میں ہیں اور چوری (در ہزنی) کی حدود کا تعلق اموال کی حفاظت سے ہے۔ ماخوذ از رد المختار ج ۳ ص ۱۹۳، ص ۲۲۳۔ چنانچہ حدِ زنا کا بیان حکم نمبر ۴۵۸ تا ۴۶۴ میں، حد الشرب کا بیان حکم نمبر ۴۶۵ میں، حد القذف کا بیان حکم ۴۶۶ میں، حدِ سرقہ کا بیان حکم نمبر ۴۶۸ تا ۴۷۱ میں، اور رہزنی کی حد کا بیان حکم نمبر ۴۷۳ میں ہے اور کتاب الحدود میں سرقہ کی حد کو باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ کے عنوان سے ذکر کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ "د" کا ۲ ملاحظہ ہو۔

(ج) **قصاص** - اسلامی شریعت میں جس جرم کی سزا مقرر ہے اور اس میں حق العبد کی اہمیت کو زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ انہیں قصاص (و جنایات) کہا جاتا ہے (مگر ج کی جنایات کے متعلق حکم نمبر ۳۰۸ تا ۳۱۳ ملاحظہ ہوں) مثلاً قتل و ضرب وغیرہ میں قصاص کی سزا بطور حق العبد نافذ کی جاتی ہے اسی لئے اس میں، صاحبِ حق یعنی مقتول کے ولی یا اس مضروب یا مجروح یا عضو تلف شدہ شخص کو شریعت اختیار دیتی ہے کہ وہ حاکم مجاز کے فیصلہ کے بموجب قصاص یعنی بدلہ لے لے اور چاہے تو مجرم کو معاف کر دے۔ جیساکہ البحر الرائق ج ۵ ص ۲ میں ہے اور قصاص و جنایات کے احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۵۵ میں ہیں۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۱ کے حاشیہ کا د ۲ ملاحظہ ہو۔

(د) **تعزیر** - (۱) اسلامی شریعت نے جن جرائم کی سزا مقرر نہیں کی بلکہ حکامِ مجاز کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ جرم، مجرم، زمانہ اور ماحول کے مطابق کسی جرم کی سزا خود طے کریں اور جاری کریں ایسی سزاؤں کو تعزیر کہا جاتا ہے جس کی جمع تعزیرات ہے۔ تعزیرات کے متعلق یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت شرعی قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہل رائے کے مشورہ سے تعزیری سزائیں مقرر کر دے جیساکہ مجالس قانون ساز تعزیری سزائیں طے کرتی ہیں۔ تاکہ قاضی و جج صاحبان تعزیری جرائم پر مقررہ تعزیری سزائیں جاری کریں تعزیرات میں حسب دستور، حکومت کو کمی بیشی کرنے یا معاف کرنے یا اس قانون میں رد و بدل کرنے کا اختیار حاصل رہتا ہے۔ تعزیر کا ذکر حکم نمبر ۴۶۷ میں ملاحظہ ہو۔

(۲) قابلِ حد جرم یا قابلِ قصاص جرم کی جن صورتوں میں جرم ثابت ہو مگر کسی خاص شرط کی کمی یا شبہ کی وجہ سے وہ حد یا قصاص ساقط ہو جائے یا قابلِ قصاص جرم کی صورت میں مجرم کو صاحبِ حق معاف کر دے تو ان صورتوں میں حکومت مجاز ہے کہ دوسرے لوگوں کی حفاظت کے حق کی بنا پر ایسے مجرم کو تعزیری سزا دے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۴۶۷، ۱ب/۴۷۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ — رکن الحد وشرطہ وحکمہ	حوالہ
۴۵۵	**رکن الحد** تعداد شق ۱	
۱	ورکنہ اقامۃ الامام او نائبہ فی الاقامۃ[1]	کذا فی محیط السرخسی
۴۵۶	**حد کی شرط** تعداد شق ۱	
۱	وشرطہ کون من یقام علیہ صحیح العقل سلیم البدن وکونہ من اھل الاعتبار والانتذار حتی لا یقام علی المجنون والسکران والمریض وضعیف الخلقۃ الا بعد الصحۃ والافاقۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۵۷	**حد کا حکم** تعداد شق ۱	
۱	وحکمہ الاصلی الانزجار عما یتضرر بہ العباد وصیانۃ دار الاسلام عن الفساد والطھرۃ من الذنب لیست بحکم اصلی لاقامۃ الحد لانھا تحصل بالتوبۃ لا باقامۃ الحد ولھذا یقام الحد علی الکافر ولا طھرۃ لہ	کذا فی التبیین

[1] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ شرعی حدود اللہ تعالی کا حق ہیں اس کا نفاذ شرع کا نائب یعنی حاکم مجاز یا اسکا نائب مجاز ہی کر سکتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۴۴۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۷، ۴۳/۴۶۳، ۳/۴۶۵ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۷/۲۶۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۳۳/۴۶۱، ۴۲، ۴۹، ۵۱، ۶۱/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] حکم نمبر ۱/۴۵۷، ۱۰/۴۶۱، ۷۶/۴۶۳، ۴، ۵، ۱۱/۴۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

[4] حکم نمبر ۴۱ تا ۴۶/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۵۱، ۵۲/۴۶۲، ۱/۴۷۱ کا پانچواں حاشیہ، ۲۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۱/۵۴۴ کے حاشیہ کا ب ۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	حد کے رکن، شرط اور حکم کا بیان — پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، شرط اور حکم	دفعات و شق نمبر
محیط سرخسی	**حد کا رکن** اور اس میں ۱ شق ہے حد قائم کرنے کے لئے رکن یہ ہے کہ امام وقت (یعنی مسلمانوں کا حاکم مجاز) حد قائم کرے یا وہ شخص حد قائم کرے جو حد قائم کرنے میں امام وقت کا نائب ہو [1]	۴۵۵ ۱
محیط سرخسی	**حد کی شرط** اور اس میں ۱ شق ہے حد قائم کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ جس شخص پر حد قائم کی جائے وہ صحیح العقل ہو، سلیم البدن ہو اور وہ ایسا ہو کہ عبرت حاصل کر سکنے اور (انجام بد سے) ڈر حاصل کر سکنے والوں میں سے ہو۔ پس جو شخص پاگل ہو [2] یا نشہ کی حالت میں ہو [3] یا مریض ہو [4] یا ضعیف الخلقہ (یعنی بہت کمزور) ہو تو اس پر اس کی صحت وافاقہ کے بعد ہی حد قائم کی جائے گی [5]	۴۵۶ ۱
تبیین	**حد کا حکم** اور اس میں ۱ شق ہے (ا) (شرعی) حد کا اصلی حکم یہ ہے کہ جس امر سے بندوں کو ضرر پہنچتا ہو [6] اس سے باز رکھنا اور دار الاسلام کو فساد سے بچانا ہے [7] (ب) (قابل حد گناہ کی حد قائم ہونے سے) اس گناہ سے پاک ہونا حد قائم کرنے کا اصلی حکم نہیں ہے اس لئے کہ گناہ سے پاک ہونے کا تعلق توبہ سے ہے حد قائم ہونے سے نہیں۔ اور اسی لئے (دار الاسلام میں رہنے والے) کافر پر بھی حد قائم کی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ (محض حد کی وجہ سے) گناہ سے پاک نہیں ہو جاتا۔ [8]	۴۵۷ ۱

[7] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ حدود کی مشروعیت کا علم قابل حد جرائم کے ارتکاب کے لئے اور حد کا قیام ایسے جرائم کے اعادہ کے لئے باعث رکاوٹ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ ۱۹۳ (مترجم) [8] درمختار میں ہے کہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صـ ۲۶۴ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی - فی الزنا / الزنا	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثانی فی الزنا	
	دفعات ۴۵۸ تا ۴۶۱ عنوانات ۴ تعداد شق ۴۴	
۴۵۸	**الزنا** تعداد شق ۵	
۱	وهو قضاء الرجل شهوته محرما فی قبل المرأة الخالی عن الملكين و شبهتهما و شبهة الاشتباه او تمكين المرأة لمثل هذا الفعل	هکذا فی النهایة
۲	حتی ان وطء المجنون و الصبی العاقل لا یكون زنا لان فعلهما لا يوصف بالحرمة	كذا فی محیط السرخسی
۳	وكذا اذا وطی الرجل جارية ابنه اوجارية مكاتبه اوجارية عبده المأذون المديون او الجارية من المغنم بعد الاحراز فی دار الاسلام فی حق الغازی لا يكون زنا لشبهة ملك اليمين	هکذا فی النهایة
۴	وكذا اذا وطی امرأة تزوجها بغير شهود او امة تزوجها بغير اذن مولاها او وطی عبد امرأة تزوجها بغير اذن مولاه او وطی الرجل امة تزوجها على حرة لشبهة ملك النكاح	هکذا فی النهایة
۵	وكذا اذا وطی الابن جارية ابيه على انها تحل له لشبهة الاشتباه	هکذا فی النهایة

۱؎ حکم نمبر ۱/۴۵۸ کے حاشیہ کتاب ۱۰۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۲ب/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۴۵۹، ۴/۴۶۲، ۱۰۳/۴۶۲، ۵۶/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز البحر الرائق میں ہے کہ فرج کی قید سے دبر میں وطی کرنا زنا موجب حد ہونے سے خارج ہو گیا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۲۔ البتہ حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۴؎ دونوں طرح کی ملکیت یعنی ملک الیمین اور ملک نکاح۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۰۳/۴۵۸، ۲۵/۴۶۳ ملاحظہ ہوں۔ نیز ان شبہات کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر عورت نے مرد کو ایسا ہی فعل کرنے دیا تو (دیگر شرائط حد پائے جانے کی صورت میں) اسپر بھی حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۵۔ نیز حکم نمبر ۵۹، ۶۰، ۸۰/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام / زنا کا مفہوم	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دوسرا باب - زنا کے احکام

دفعات ۴۵۸ تا ۴۶۱ عنوانات ۴ تعداد شق ۴۴

۴۵۸ زنا کا مفہوم اور اس میں ۵ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	زنا[۱] سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی شہوت حرام طور پر ایسی عورت[۲] کے فرج[۳] میں پوری کرے۔ جو دونوں طرح[۴] کی ملکیت یا دونوں طرح کی ملکیت کے شبہ یا شبہِ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے سے ایسا ہی فعل کرنے دے[۵]	نہایہ
۲	حتی کہ (مذکورہ تعریف کی بنا پر) پاگل آدمی اور سمجھدار بچے کی وطی زنا نہ قرار پائے گی۔ اس لئے کہ ان دونوں کے فعل کو حرام نہیں قرار دیا جاتا[۶]	محیط سرخسی
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر مرد نے اپنے بیٹے کی باندی، یا اپنے مکاتب غلام کی باندی، یا اپنے ماذون[۷] مقروض غلام کی باندی سے وطی کی۔ تو (مذکورہ صورتوں میں وطی کرنا) زنا نہ قرار پائے گا۔ اس لئے کہ ملک یمین (یعنی ملکیت) کا شبہ موجود ہے[۸]	نہایہ
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی مرد نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے اس مرد نے گواہوں کے بغیر نکاح کیا تھا یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جس سے اس مرد نے اس باندی کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تھا یا کسی، غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے اس غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر[۹] نکاح کیا تھا یا کسی مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جس سے اس مرد نے اپنی آزاد بیوی موجود ہونے کے باوجود نکاح کیا تھا، تو ان مذکورہ سب صورتوں میں وطی کرنا زنا نہ قرار پائے گا) اس لئے کہ ملک نکاح کا شبہ موجود ہے[۱۰]	نہایہ
۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر بیٹے نے اپنے باپ کی باندی سے اس اشتباہ سے وطی کر لی کہ وہ اس کے لئے حلال ہے تو (مذکورہ وطی کرنا) زنا نہ قرار پائے گا۔ اس لئے شبہ اشتباہ موجود ہے[۱۱]	نہایہ

[۶] وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۴۔ نیز حکم نمبر ۳۲ ج/۴۶۱، ۴۲، ۵۱ تا ۵۵/۴۶۳، ۳۲، ۳۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] ماذون غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۲، ۴۲/۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ نیز شبہات کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] اسلئے کہ آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں ہوتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی مصری ج ۱ ص ۲۷۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۰] جیسا کہ حکم نمبر ۳۴/۴۶۳ میں ہے۔ نیز اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۶۲/۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ نیز شبہات کے متعلق مزید احکام حکم ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا — رکن الزنا وشرطہ وثبوتہ	حوالہ
۴۵۹ -	**رکن الزنا** تعداد شق ۱	
۱	ورکنہ التقاء الختانین ومواراۃ الحشفۃ لان بذلک یتحقق الایلاج والوط	کذا فی محیط السرخسی
۴۶۰ -	**شرط الزنا** تعداد شق ۱	
۱	وشرطہ العلم بالتحریم حتی لو لم یعلم بالحرمۃ لم یجب الحد للشبہۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۶۱ -	**ثبوت الزنا** تعداد شق ۳۷	
۱	ویثبت الزنا عند الحاکم ظاہرا بشہادۃ اربعۃ یشہدون علیہ بلفظ الزنا لا بلفظ الوطء والجماع	کذا فی التبیین

۱؎ اسکے متعلق حکم نمبر ۳۴/۱، ۱/۴۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ رد المحتار میں ہے کہ دار الاسلام میں ہونا دیگر احکام میں علم کے قائمقام ہوتا ہے مگر حد واجب ہونے کے لئے ایسا نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۵ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۴ (مترجم) ۳؎ البحر الرائق میں ہے کہ قرآن مجید میں زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی شرط ہے اور اس میں پردہ داری کا تحقق ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵ نیز حکم نمبر ۴/۴۶۱، ۹۶/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ ایسے چار گواہ مرد ہوں۔ اسلئے کہ حد قائم کرنے کے لئے عورتوں کی گواہی کو دخل نہیں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۶ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵۔ نیز حکم نمبر ۳ب، ۲و/۴۶۱، ۱۰/۴۶۵، ۵/۴۶۶۔ نیز ۹/۴۶۷، ۴۹/۴۶۸، ۲۹/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ گواہی کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا حاشیہ ۳، ۴ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲د/۴۶۱ ملاحظہ ہو اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر مذکورہ فعل کا مرتکب خفیۃ اور متخوف ہو تو اسکی پردہ داری مندوب ہے اور اس صورت میں اسکے اس فعل کی گواہی دینا غیر اولی ہونا چاہیئے لیکن اگر وہ دونوں (فاعل اور مفعول

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب ۔ زنا کے احکام — زنا کا رکن ، اس کی شرط اور اس کا ثبوت ہونا	حوالہ
۴۵۹۔	**زنا کا رکن** اور اس میں ۱؎ شق ہے	
۱	زنا کا رکن یہ ہے کہ مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جائیں اور مرد کے ذکر کا سر (عورت کے فرج میں) چھپ جائے۔ اس لئے کہ دخول اور وطی اسی قدر سے متحقق قرار پاتی ہے ۱؎	محیط سرخسی
۴۶۰۔	**زنا قرار پانے کے لئے شرط** اور اس میں ۱؎ شق ہے	
۱	زنا قرار پانے کی شرط یہ ہے کہ وہ اس فعل کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہو۔ پس اگر کسی کو اس فعل کے حرام ہونے کا علم نہیں تو اس پر (زنا کی) حد لازم نہ ہو گی اس لئے کہ شبہ موجود ہے ۲؎	محیط سرخسی
۴۶۱۔	**زنا کا ثابت ہونا** اور اس میں ۳۷؎ شقیں ہیں	
۱	زنا ، حاکم مجاز کے ہاں بطور ظاہر چار ۳؎ ایسے (مرد) ۴؎ گواہوں کی گواہی ۵؎ سے ثابت ہوتا ہے جو زنا کی شہادت زنا کے لفظ سے دیں (صرف) وطی کرنے اور جماع کرنے کے لفظ سے زنا کی شہادت دینا (زنا کے ثبوت کے لئے) معتبر نہیں ہے ۶؎	تبیین

یا ان میں سے کوئی ایک منتہک (یعنی ہتک کرنے والا) اور تعدی کرنے والا ہو تو پھر گواہی دینا واجب ہے تاکہ خدا کی زمین معاصی اور فواحش سے پاک ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۸ ۔ ملخصا (مترجم) ۶؎ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ اس فعل کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والا لفظ "زنا" کا لفظ ہے۔ وطی اور جماع کا لفظ یہ دلالت نہیں کرتا۔ پس اس گواہی میں زنا کا لفظ شرط ہے۔ اور اس سے بظاہر یہ حکم اخذ ہوتا ہے کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ "اس نے حرام وطی کی"، تب بھی اس سے زنا ثابت نہ ہو گا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵ ۔ نیز حکم نمبر ٢، ٣/۴۶۱ ، ۴۸/۴۶۴ ملاحظہ ہوں۔ اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم ثبوت کے متعلق احکام حکم نمبر ١/۴۶۵ ، ۴/۴۶۶ ، ٨، ٩/۴۶۷ ، ٢١، ۴٩/۴۶٨ ، ٢٩/۴۷٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز زنا کی حد کیلئے دعوی شرط نہیں اسکے متعلق حکم نمبر ٢٥/۴۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور دیگر قابل جرائم کی حد کے لئے دعوی اور مطالبہ کے متعلق حکم نمبر ٢/۴۶۶ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

صفحات و شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
٤٦١ - ٢	اذا شهد اربعة على رجل بالزنا فى مجلس واحد فالقاضى يسألهم عن الزنا ما هو و اين زنى فاذا بينوا ما هو زنا حقيقة و قالوا رأيناه ادخل كالميل فى المكحلة الآن يسألهم عن كيفية الزنا ثم اذا بينوا كيفية الزنا يسألهم عن الوقت ثم اذا بينوا وقتا لا يصير به العهد متقادما يسألهم المزنى بها ثم يسألهم عن المكان ثم اذا بينوا المكان و القاضى يعرفهم بالعدالة يسأل المشهود عليه عن احصانه فان قال انا محصن او يشهد الشهود على احصانه ان انكر سأله الحاكم عن الاحصان فاذا وصفه على الوجه رجمه و ان لم يصفه وقد ثبت احصانه بالبينة سأل الشهود عن الاحصان فاذا وصفوه على الوجه يجب رجمه	

ا؎ حوالات کے متعلق حکم نمبر ١/٤٥٨ ، ٢٥ ، ٢٦/٤٦١ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢؎ چنانچہ ردالمختار میں مندرجہ حکم کا مفہوم یہ ہے کہ ان چاروں گواہوں کا قاضی کی ایک مجلس میں جمع ہونا اور اسی ایک مجلس میں گواہی دینا لازم ہے۔ ورنہ ان پر حد قذف لازم ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از ردالمختار ج ٣ صـ١٩٦ نیز حکم نمبر ٥ ، ٦/٤٦٤ ملاحظہ ہو۔ اور زنا کے (اقرار کی صورت میں احکام حکم نمبر ٣/٤٦١ سے شروع ہوتے ہیں۔ (مترجم) ٣؎ حکم نمبر ١/٤٦١ کا پہلا اور دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤؎ ردالمختار میں ہے کہ قاضی وجوبا سوال کریگا اور زنا کی ماہیت کے متعلق سوال کا مفاد یہ ہے کہ ممکن ہے گواہ شرمگاہوں کے محض مل جانے کو ہی (موجب حد) زنا قرار دیتا ہو یا وہ ہر حرام وطی کو زنا قرار دیتا ہو۔ ماخوذ از ردالمختار ج ٣ صـ١٩٧ اور البحرالرائق میں ہے کہ زنا کی ماہیت کے متعلق سوال اسلئے بھی ہے کہ ممکن ہے اس نے زنا سے مراد موجب حد زنا کے علاوہ زنا مراد لیا ہو۔ اسلئے کہ حدیث شریف میں آنکھوں کا زنا مذکور ہے (حالانکہ اس سے حد لازم نہیں) نیز بعض لوگ ہر حرام وطی کو موجب حد زنا قرار دیتے ہیں ماخوذ از البحرالرائق ج ٥ صـ٥۔ اور اگر گواہ زنا کی ماہیت اور اس کی کیفیت نہ بیان کریں تو اس کے متعلق حکم نمبر ٣/٤٦١ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥؎ البحرالرائق میں ہے کہ زنا کے بیان میں یہ اضافہ حد کے دفاع کے لئے ہے ورنہ زنا کی ماہیت دریافت کرلینا کافی ہے۔ تاہم فقہائے کے ظاہر کلام کی رو سے حکم کا انعقاد اس بیان پر موقوف ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ٥ صـ٦ وھکذا فی الدرالمختار و ردالمختار ج ٣ صـ١٩٧ (مترجم) ٦؎ ردالمختار میں ہے کہ زنا کی ماہیت کے سوال کے بعد کیفیت اور مکان کا سوال عطف الخاص علی العام احتیاطا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اس خاص زنا میں اس کی شرعی ماہیت متحقق ہوئی ہے یا نہ۔ نیز لکھا ہے کہ زنا کی کیفیت کا سوال اسلئے بھی ہے کہ ممکن ہے اسپر جبر کیا گیا ہو۔ ماخوذ از ردالمختار ج ٣ صـ١٩٧۔ اور جبر کی صورت میں حکم نمبر ١١/٤٦١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٧؎ درمختار و ردالمختار میں ہے کہ وقت کے متعلق اسلئے کہ ممکن ہے اس نے یہ فعل بچپن میں کیا ہو (اور اس کے متعلق حکم نمبر ٢/٤٥٨ ملاحظہ ہو) یا اس نے یہ فعل بلوغ کے بعد کیا ہو اور وہ (زنا جسپر شہادت دی گئی ہے) عرصہ دراز پہلے کا واقعہ ہو۔ ماخوذ از درمختار و ردالمختار ج ٣ صـ١٩٧۔ نیز زمانہ دراز گذر جانے سے مانع شہادت مانع حد

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	دوسرا باب - زنا کے احکام — زنا کا ثابت ہونا	دفعات نمبر
	(ا) جب کسی مرد [1] کے زنا پر ایک مجلس [2] میں چار مردوں [3] نے گواہی دی تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) ان سے زنا کی ماہیت اور مقام (وغیرہ) کے متعلق دریافت کرے گا [4] جب گواہوں نے زنا کی حقیقت بیان کر دی اور کہا کہ ہم نے اسے یوں دخول کرتے دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی [5] تو پھر قاضی ان سے (اس) زنا کی کیفیت [6] دریافت کرے گا۔ جب انہوں نے کیفیت بیان کر دی تو قاضی ان سے زنا کے وقت [7] کے متعلق دریافت کرے گا جب انہوں نے ایسا وقت بیان کر دیا جو گذرا ہوا زمانہ دراز نہیں قرار پاتا تو قاضی ان سے اس عورت [8] کے متعلق دریافت کرے گا جس سے زنا کیا گیا۔ پھر قاضی ان سے اس زنا کے مکان [9] کے متعلق دریافت کرے گا۔ جب انہوں نے زنا کی جگہ بیان کر دی اور قاضی ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کے متعلق معرفت رکھتا ہے [10] تو قاضی مشہود علیہ (یعنی جس مرد کے زنا پر گواہی دی گئی ہے اس) سے اسکے محصن [11] ہونے کے متعلق دریافت کرے گا۔ اگر اس نے خود کہا کہ وہ محصن ہے یا اس کے انکار کی صورت میں (معتبر) گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی [12] تو قاضی (محصن ہونے پر اس کے اقرار کی صورت میں) اس سے احصان کے مفہوم کے متعلق دریافت کرے گا۔ پس اگر اس نے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو قاضی اس زانی کو رجم کرنے کا حکم دے گا [13] (ب) اور اگر اس نے محصن ہونے کا مفہوم بیان نہ کیا اور اس کا محصن ہونا گواہی سے ثابت ہو گیا تو قاضی گواہوں سے احصان کے مفہوم کے متعلق دریافت کرے گا [14]۔ پس جب (معتبر) گواہوں نے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو اس زانی کو رجم کرنا واجب ہو جائے گا [15]	۴۶۱ - ۲

... ہونے کے متعلق حکم نمبر $\frac{85}{464}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{20}{464}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [8] زانیہ عورت کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{458}$ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [9] البحر الرائق میں ہے کہ جگہ کا سوال اسلئے کہ ممکن ہے وہ زنا دار الحرب میں ہوا ہو اور پھر اس پر حد قائم نہ ہو گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵ حکم نمبر $\frac{43-44}{463}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [10] اگر قاضی مذکورہ معرفت نہ رکھتا ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{2}{461}$ د مع حواشی ملاحظہ ہو - اور البحر الرائق میں کہ اگر قاضی ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کے متعلق علم رکھتا ہو تو اس پر یہ واجب نہیں کہ وہ ان گواہوں کی عدالت کے متعلق سوال کرے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵ مگر حد قائم کرنے کے لئے قاضی کا علم حجت نہیں ہوتا اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{37}{461}$ اور حد قذف کی صورت میں $\frac{15}{466}$ اور تعزیر کی صورت میں $\frac{3}{467}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ اور معتبر گواہی اور معتبر گواہ کے متعلق حکم $\frac{7}{267}$ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [11] محصن ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{2 \text{ تا } 19}{462}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [12] اور اگر اس نے محصن ہونے کا اقرار نہ کیا اور نہ گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{2 \text{ ج}}{461}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{18}{461}$ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [13] اگر زنا کا مرتکب شخص غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ ہو اور اسکا زنا حاکم مجاز کے ہاں معتبر شہادت یا خود مجرم کے اقرار سے ثابت ہو جائے تو اسے زنا کی حد میں سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہے۔ جیسا کہ بحوالہ الکافی حکم نمبر $\frac{30}{462}$ میں ہے۔ اور اگر زنا کا مرتکب شخص محصن یعنی شادی شدہ ہو اور اسکا زنا حاکم مجاز کے ہاں معتبر شہادت یا خود مجرم کے اقرار سے ثابت ہو جائے تو اسے زنا کی حد میں رجم یعنی سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ بحوالہ المحیط حکم نمبر $\frac{2}{461}$ ، بحوالہ التبیین حکم نمبر $\frac{17}{461}$ میں ہے۔ زنا کی حد میں محصن زانی و زانیہ کیلئے رجم کے حکم پر جمہور اسلاف کا اتفاق رہا ہے۔ سوائے خوارج کے کسی کا اختلاف منقول نہیں۔ البتہ اب تقریباً چودہ صدیاں گذرنے کے بعد اس دور کے بعض حضرات کی رائے اسکے خلاف ہے چنانچہ مورخہ ۵ راگست ۱۹۷۶ء بمطابق ۸ شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ بروز جمعۃ المبارک باشاعت روزنامہ نوائے وقت ایک پڑھے لکھے معاصر صاحب کی جو دفعہ زانی کے رجم کے متعلق شائع ہوئی ہے اسمیں لکھا ہے کہ "سو دروں والی آیت پانچویں سال ہجرت میں نازل ہوئی تھی اس سے پہلے حضور بائبل کی سزا نافذ کیا کرتے تھے۔ یعنی زانی کو سنگسار کر دیتے تھے"۔ نیز لکھا ہے کہ "میری ذاتی رائے یہ ہے کہ دروں کی سزا نے رجم کے حکم کو منسوخ کر دیا" انتہی بلفظہ۔ اسلاف کے ہاں رجم کے حکم کے متعلق تفصیلی دلائل تو متعلقہ کتب میں ہی ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ البتہ صاحب موصوف نے جن معلومات کا ذکر کر کے اسلاف کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا ہے یہ معلومات قرآن مجید میں تو مذکور نہیں۔ ان معلومات کو صاحب موصوف نے قرآن مجید کے علاوہ مثلاً احادیث اور تاریخی روایات وغیرہ سے اخذ کیا ہو گا چنانچہ رجم کے حکم کے متعلق بھی

مثلاً احادیث، معتبر روایات اور مسلّم تحقیقات ... ملاحظہ ہوں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا	ثبوت الزنا	حوالہ

۲/۳۶۱ ۱۔ (و) صحیح بخاری مطبوعہ اصح المطابق ج ۲ ص ۱۰۰۷ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ مروی روایت کے مفہوم میں ہے کہ توریت میں زانی کے لئے رجم کا حکم موجود تھا۔ مگر بعد کے پڑھے لکھے لوگوں نے اس حکم کو چھپایا اور اس کی جگہ ہلکی سزائیں مثلاً منہ کالا کرنا وغیرہ تجویز کیا الخ۔ (ب) اسلام میں سورۃ نساء کی آیت ۱۵ کے بموجب زانیہ کے لئے گھر میں بند رکھنے کی سزا کا حکم ہوا مگر ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہوا کہ " اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا " ۔ یعنی یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی سبیل یعنی سزا کا کوئی اور طریقہ مقرر کر دے گا۔ (ج) چنانچہ سورہ نور کی آیت ۲ میں (محض) زانی و زانیہ کے لئے زنا کی حد میں سو سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہوا اور محصن یعنی شادی شدہ زانی و زانیہ کے لئے قرآن مجید میں حکم بیان نہ ہوا (د) البتہ احادیث میں بموجب تفسیر ابن کثیر مترجم پارہ ۱۸ ص ۳۳، ص ۳۴ بحوالہ صحیح مسلم، سنن نسائی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجۃ اور مسند احمد، بروایت عبادۃ بن الصامتؓ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائۃ والرجم الحدیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے علم کی بات لے لو۔ مجھ سے علم کی بات لے لو اللہ تعالیٰ نے اس سبیل کو بیان فرما دیا اور وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ زانی و زانیہ کے لئے سو سو کوڑے اور سال بھر کی جلا وطنی ہے اور شادی شدہ زانی و زانیہ کے لئے سو سو کوڑے اور رجم کرنا ہے۔ الخ (س) اور صحیح مسلم مطبوعہ اصح المطابق ج ۲ ص ۶۵ میں حضرت عبادۃ بن الصامتؓ کی مذکورہ مفہوم کی روایت کے ابتداء میں یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرہ انور پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ایک دن آپ پر ایسی ہی کیفیت طاری ہوئی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ ارشاد فرمایا کہ خذوا عنی الحدیث۔ اس روایت میں اس سبیل کی تفصیل میں غیر محصن زانی و زانیہ کے لئے سو سو کوڑوں اور محصن زانیہ و زانیہ کے لئے رجم کا ذکر ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و آپ کے خلفاءؓ و دیگر صحابہؓ کے تعامل کی بنا پر رجم کی حد کے ساتھ از روئے حد کوڑوں کی سزا جمع نہ ہونے کے متعلق، اور جلا وطنی کی مذکورہ سزا کا حاکم مجاز کی صوابدید پر منحصر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۰ ا، ب/۳۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(س) صحیح بخاری ج ۲ کتاب التفسیر ص ۶۵۷ میں مذکورہ آیت " اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا " کی تفسیر میں رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے کہ وہ سبیل، شادی شدہ زانی و زانیہ کے لئے رجم کرنا اور غیر شادی شدہ زانی و زانیہ کے لئے سو سو کوڑوں کی حد ہے۔ الخ۔ تو ان احادیث و تفسیری روایات سے معلوم ہوا کہ توریت میں زانی کے لئے رجم کا حکم امت محمدیہ کے حق میں بھی باقی رکھا گیا۔ جیسا کہ توریت میں قتل عمد کی سزا بقولہ تعالیٰ " وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ " الآیۃ ۴۵ مائدہ کچھ تفصیل کے ساتھ اس امت کے حق میں بھی باقی رکھی گئی۔ یا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے قتل مرتد کی سزا بقولہ تعالیٰ " فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ " الآیۃ ۵۴ بقرہ۔ کچھ تفصیل کے ساتھ اس امت کے حق میں بھی باقی رکھی گئی۔ اسی طرح توریت میں زانی کے لئے رجم کا حکم کچھ تفصیل کے ساتھ محصن زانی کے لئے اس امت کے حق میں بھی باقی رکھا گیا۔ پس معلوم ہوا کہ رجم کی حد وحی غیر متلو کے بموجب لازم ہے۔

۲۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۸ میں بروایت حضرت ابو ھریرۃؓ مروی حدیث کے مفہوم میں ہے کہ ایک غیر شادی شدہ مرد نے شادی شدہ عورت سے زنا کیا۔ زانی مرد کے باپ نے معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور دونوں فریقوں نے درخواست کی کہ ہمارے درمیان کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تم میں کتاب اللہ تعالیٰ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں کے اقرار کی بنا پر غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے اور سال بھر کی جلا وطنی کی سزا اور شادی شدہ زانیہ کے لئے رجم کا فیصلہ فرمایا اور رجم کی حد نافذ کرنے کے لئے حضرت انیسؓ کو مامور فرمایا الخ جلا وطنی کی مذکورہ سزا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و بعض خلفاءؓ و دیگر صحابہؓ کے تعامل کی بنا پر حاکم مجاز کی صوابدید پر منحصر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۰ ب/۳۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام زنا کا ثبوت	حوالہ

۲/۴۶۱ وسلم نے زنا کے مرتکب محصن کے لئے زنا کی حد میں رجم کے حکم کو کتاب اللہ تعالی کا حکم قرار دیا اور اس سے معلوم ہوا کہ محصن زانی کے لئے رجم کی حد بموجب وحی غیر متلو بطور اللہ تعالی کے حکم کے لازم ہے۔

۳ - ابوداؤد مطبوعہ نولکشور ج ۴ صفحہ ۲۵۳ میں بروایت حضرت جابر رضہ مروی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زانی کو زنا کی حد میں سو کوڑے لگوائے پھر آپ کو خبر دی گئی کہ وہ زانی محصن یعنی شادی شدہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے رجم کا حکم فرمایا چنانچہ اسے رجم کیا گیا - الخ - اس سے معلوم ہوا کہ کوڑوں کی حد غیر محصن زانی کے لئے اور رجم کی حد محصن زانی کے لئے مقرر ہے - نیز معلوم ہوا کہ رجم کی حد کوڑوں کی حد کے حکم کے باوجود باقی ہے -

۴ - صحیح مسلم مطبوعہ اصح المطابع ج ۲ صفحہ ۶۷، صفحہ ۶۸ میں بروایت بریدہ رضہ مروی روایت کے مفہوم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضہ کو ان کے اقرار کی بنا پر زنا کی حد میں رجم کا حکم فرمایا چنانچہ انہیں رجم کیا گیا - اس کے دو تین دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماعز رضہ کے لئے استغفار کرو - صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے لئے بخشش مانگی - پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک ماعز رضہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ امت کے لئے تقسیم کی جائے تو کفایت کر جائے - پھر قبیلہ غامد کی عورت کا واقعہ پیش آیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے اقرار کی بنا پر زنا کی حد میں اسے رجم کرنے کا حکم فرمایا اور لوگوں نے رجم کیا - اس رجم میں حضرت خالد بن ولید رضہ بھی شامل تھے آپ کے چہرے پر اس عورت کے خون کا چھینٹا پڑ گیا - جس کی وجہ سے آپ نے اس عورت کے متعلق کوئی سخت جملہ کہہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے خالد ایسا نہ کہو - قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس خاتون نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ (ظالمانہ) ٹیکس لینے والا بھی کرتا تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی - اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی - الخ - اس روایت سے منجملہ دیگر احکام کے یہ بھی معلوم ہوا کہ زانی کے لئے کوڑوں کی سزا والی آیت جس کا نزول مبینہ طور پر ۵ھ میں ہوا اس سن کے بعد بھی زنا کی حد میں رجم کی سزا نافذ کی جاتی رہی - کیونکہ حضرت خالد رضہ بن ولید رضہ کا مذکورہ رجم میں شامل ہونے کا واقعہ ۵ھ سے کئی سال بعد کا ہے جیسا کہ معتمد تاریخی کتب مثلاً ہدایہ ج ۴ صفحہ ۲۳۷، صفحہ ۲۳۸، ابن عساکر، کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۰، تاریخ ابن خلدون مترجم حصہ اول صفحہ ۱۵۳ اور تاریخ ابن ہشام مترجم صفحہ ۴۹۶، صفحہ ۴۹۷ سے ماخوذ حوالہ جات کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضہ ۸ھ میں اسلام لائے تھے - جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا سے فارغ ہو چکے تھے - اور مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے - کہ صفر ۸ھ میں حضرت خالد رضہ مشرف بہ سلام ہوئے - اور جب رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضرت خالد رضہ بن ولید رضہ اسلامی لشکر میں تھے اور آپ ہی کے دستہ نے اسفل مکہ میں بنی بکر کے شریروں کو شکست فاش دی تھی - پس اس سے واضح ہے کہ ۵ھ میں زنا کی حد سے متعلق کوڑوں کی سزا والی آیت نازل ہو چکنے کے باوجود بعد میں بھی حسب تفصیل محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا باقی رہی -

۵ - مشکوۃ مترجم ج ۳ صفحہ ۷، صفحہ ۸ میں بحوالہ الدارمی، ابن ماجہ، اور ترمذی بروایت خلیفہ حضرت عثمان رضہ محصن زانی کی حد کے متعلق، حدیث مروی ہے - حضرت عثمان رضہ نے یہ حدیث اپنے عہد خلافت میں اپنے گھر کے محاصرہ کے دوران مکان کے اوپر سے لوگوں کے سامنے بیان کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بطور حد و قصاص) کسی مسلمان کا خون بہانا، تین امور کے سوا حلال نہیں وہ تین امور یہ ہیں - وہ محصن یعنی شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے یا وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے یا وہ کسی کو ناحق قتل کر دے - اس روایت کے الفاظ الدارمی سے منقول ہیں - الخ - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے اسلامی احکام کی طرح اپنی امت کو شادی شدہ زانی و زانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا کی تعلیم دی -

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا	ثبوت الزنا	حوالہ

۴۶۱/۲ ۶۔ ترمذی مطبوعہ نولکشور ج ۱ ص۱۸۳ میں محصن زانی وزانیہ کے متعلق زنا کی حد میں رجم کے حکم پر مشتمل حضرت عبادة بن الصامت رض کی مروی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بعض اہل علم صحابہ رض مثلاً حضرت علی بن ابی طالب رض، حضرت ابی ابن کعب رض، حضرت عبداللہ بن مسعود رض وغیرہ کے ہاں محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑے بھی ہیں اور دیگر اہل علم صحابہ رض مثلاً حضرت ابوبکر الصدیق رض، حضرت عمر رض اور امام سفیان ثوریؒ، امام ابن مبارکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کے ہاں محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کی سزا بطور حد جمع نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رض وغیرہ کو زنا کی حد میں رجم کا حکم فرمایا اور کوڑوں کا حکم نہیں فرمایا، الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کی حد جمع کرنے میں تو اختلاف ہے۔ مگر محصن زانی وزانیہ کے لئے رجم کی حد متفق علیہ ہے۔

۷۔ صحیح بخاری ج ۲ ص۱۰۰۸، ص۱۰۰۹ میں بروایت عبداللہ بن عباس رض خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم کا خطبہ مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ "مجھے خدشہ ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد لوگ یوں کہنے لگ جائیں کہ ہم زانی کے لئے رجم کا حکم کتاب اللہ تعالیٰ میں نہیں پاتے اور پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں۔ خوب جان لو کہ زانی اگر محصن (یعنی شادی شدہ) ہو اور (معتبر) گواہی یا خود اس کے (معتبر) اقرار سے زنا ثابت ہو جائے تو اسے زنا کی حد میں رجم کرنا حق ہے۔ اور خوب جان لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا" الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی نہ صرف محصن زانی وزانیہ کے لئے رجم کی حد باقی رہی بلکہ اس کے متعلق سخت تاکید کی جاتی رہی۔

۸۔ الصحیح البخاری ج ۲ کتاب التفسیر ص۶۵۷ میں آیت "اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا۔" کی تفسیر و تشریح میں رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے کہ "الرجم للثیب و الجلد للبکر الخ۔ یعنی وہ سبیل شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے رجم کرنا اور غیر شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے سو سو کوڑوں کی حد ہے۔ الخ۔ تو رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رض سے منقول اس اہم قول سے معلوم ہوا کہ محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا مقرر ہے۔

۹۔ معتبر تفاسیر میں زنا کی سزا کے متعلق سورۃ نور کی آیت کی ذیل میں مفسرین رح نے صراحت کی ہے کہ محصن یعنی شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے رجم یعنی سنگسار کرنے کی حد مقرر ہے۔ مثلاً

(۱) تفسیر روح المعانی لعلامۃ شہاب الدین سید محمود آلوسی مفتی بغدادؒ ج ۱۸ ص۷۸، ص۷۹ مطبوعہ مطبع رشیدیہ میں محصن زانی وزانیہ کے زنا کی حد میں رجم کے متعلق لکھا ہے کہ "فعل فی زمانہ علیہ الصلوۃ و السلام مرات"، نیز لکھا ہے کہ "وقد اجمع الصحابۃ ومن تقدم من السلف و علماء الامۃ وائمۃ المسلمین علی ان المحصن یرجم بالحجارۃ حتی یموت وانکار الخوارج ذلک باطل"، الخ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں رجم کی حد کئی بار نافذ فرمائی۔ نیز صحابہ رض، سلف صالحینؒ علماء امت رح اور امراء اسلام کے اجماع و تعامل سے متفقہ طور پر محصن زانی وزانیہ کے لئے رجم کی حد ثابت ہے۔ صرف خوارج نے انکار کیا اور وہ باطل ہے الخ۔

(۲) تفسیر البحر المحیط لعلامۃ اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن حیان اندلسیؒ میں محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا کے متعلق لکھا ہے "وقد ثبت الرجم بالسنۃ المستیقنۃ عمل بہ بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء الاسلام ابوبکر رض وعمر رض وعلی رض ومن الصحابۃ جابر رض وابوھریرۃ رض وبریدۃ الاسلمیؓ وزید بن خالد رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یعنی محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا قطعی سنّت سے ثابت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رض، حضرت عمر فاروق رض

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام	زنا کا ثبوت	حوالہ

۲/۴۶۱ حضرت علی مرتضیٰ رض اور دیگر صحابہ رض جیساکہ حضرت جابر رض، حضرت ابوھریرۃ رض، حضرت بریدۃ الاسلمی رض اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنھم نے اس پر عمل کیا - الخ -

(۳) تفسیر مدارک المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التأویل لعلامۃ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رح علی حاشیہ تفسیر خازن مطبوعہ میمنیہ مصر ج ۳ ص۳۱۳ میں لکھا ہے کہ " اذ حکم المحصن الرجم "یعنی زنا کا مرتکب اگر محصن یعنی شادی شدہ ہو تو اس کے لئے زنا کی حد میں رجم کا حکم مقرر ہے - الخ

(۴) تفسیر جلالین لعلامۃ جلال الدین محمد بن احمد محلی رح مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ ص۲۹۲ میں ہے کہ " لرجمها بالسنة "یعنی محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے - الخ

(۵) تفسیر خازن المسمی لباب التأویل فی معانی التنزیل لعلامۃ محی السنۃ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر ج ۳ ص۳۱۳ میں لکھا ہے کہ " ان کان الزانی محصنا فعلیہ الرجم " یعنی اگر زنا کا مرتکب شخص محصن یعنی شادی شدہ ہو تو زنا کی حد میں اس کی سزا رجم ہے - الخ -

۱ - چنانچہ مذکورہ نوعیت کی احادیث، آثار صحابہ رض، تفسیری روایات وحوالہ جات کی بنا پر فقہاء احناف رح کی تحقیق میں رجم کی حد منسوخ نہیں ہوئی بلکہ محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا مقرر ہے جیساکہ

(۱) بحوالہ المحیط وبحوالہ التبیین فتاوی عالمگیری میں بموجب حکم نمبر ۲، ۱۷/۴۶۱ میں ہے (۲) جیساکہ مؤطا امام محمد رح ص۳۰۵ میں ہے کہ " ھٰذا قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقہائنا " ، یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رح اور ہمارے عام فقہاء رح کے بموجب محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا کا حکم ہے (۳) جیساکہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۴۷۲ میں ہے (۴) اور جیساکہ ہدایہ ج ۲ ص۲۲۵ میں (۵) کنز الدقائق ص۱۶۵ میں (۶) البحرالرائق ج ۵ ص۵ میں (۷) الجوھرۃ النیرۃ ج۲ ص۲۳۹ میں (۸) شرح وقایہ ج ۲ ص۲۵۴ میں (۹) خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص۴۶۶ (۱۰) درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص۲۰۰ میں اور دیگر متون وشروح میں ہے -

پس جو حکم اسلامی شریعت میں تقریباً چودہ صدیوں تک متقدمین ومتأخرین جمہور ماہرین اسلام کی مسلمہ تحقیق میں متفق علیہ رہا ہو اسے اس دور کے کسی فرد یا جماعت کی ذاتی رائے کے اختلاف سے متاثر نہیں کیا جا سکتا -

البتہ اسلام میں اس حد کے نفاذ میں انتہائی احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے - اسلام کا قانون شہادت جو ویسے ہی محتاط تر ہے - حدود کی بحث میں تو محتاط ترین ہے اور رجم کی حد کے ثبوت کے لئے قواعد شہادت کتنے سخت ہیں اس جرم کے ثبوت کے لئے شرائط کتنی کڑی ہیں - اور اس میں مجرم کو شبہہ کا فائدہ کتنا زیادہ دیا گیا ہے - ان امور کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ " ب " کا ۳ اور تفصیلی احکام کے متعلق حکم نمبر ۴۶۱ ملاحظہ ہوں - نیز زنا کی حد میں محصن یعنی شادی شدہ ہونے کے پورے مفہوم کے متعلق حکم ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۱۴ حکم نمبر ۱۸/۴۶۱، ۱۰، ۱۲/۴۶۲، ۵۸/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۵ اور غیر محصن زانی کی حد کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲ نیز حکم نمبر ۱۸/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات تشخیص نمبر	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۴۶۱ - ۲	وان قال انا غیر محصن ولم یشهد الشهود علی احصانه جلد وان لم یعرفهم القاضی بالعدالة حبس المشهود علیه الی ان تظهر عدالتهم	کذا فی المحیط
۳	الاربعة اذا شهدوا علیه بالزنا فسئلوا عن کیفیته وماهیته وقالوا لانزید علی هذا لم تقبل شهادتهم ولکن لاحد علیهم لتکامل عددهم فان تکامل عدد الشهود مانع من وجوب الحد کما لو شهد علیه اربعة من النساء وکذلك ان وصف بعضهم دون بعض فلا یقام علیه الحد ولا علی الشهود ایضا	کذا فی المبسوط
۴	ویثبت الزنا باقراره	کذا فی البحر الرائق
۵	ولا یعتبر اقراره عند غیر القاضی ممن لا ولایة له فی اقامة الحدود ولو کان اربع مرات حتی لا تقبل الشهادة علیه بذلك	کذا فی التبیین
۶	ولا بد ان یکون الاقرار صریحا ولا یظهر کذبه فلا یحد الاخرس لو اقر بکتابة او اشارة وکذا لا تقبل الشهادة علیه لاحتمال ان یدعی شبهة	کذا فی النهر الفائق

[1] اور اگر اس نے محصن ہونے کا اقرار کیا یا گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲ و ب / ۴۶۱ ملاحظہ ہو۔ اور محصن ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] زنا کی حد میں کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] گواہوں کی عدالت (یعنی انکا معتبر ہونا) ظاہر ہونے کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر قاضی کو ان گواہوں کی گواہی معتبر ہونے کا علم نہ ہو تو خفیة اور اعلانیة ان گواہوں کا مقبول الشہادۃ ہونا معلوم کرے گا۔ خفیة یہ کہ ان گواہوں کی فہرست اور پتہ لکھکر انہیں جاننے والے کو بھیجے گا جو گواہ کے نام کے ساتھ لکھے گا کہ وہ مقبول الشہادۃ ہے۔ ایسی تصدیق کا تصدیق کنندہ مزکی کہلاتا ہے۔ اور اعلانیة یہ کہ قاضی اس گواہ اور اس کے مزکی کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ یہ وہ گواہ ہے جس کے مقبول الشہادۃ ہونے کی تو نے تصدیق کی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام صاحب کے ہاں دیگر احکام میں گواہ کے معتبر قرار پانے کے لئے یہ امر کفایت کرجاتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اس کا فسق ظاہر نہیں ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۷ / ۲۶۷ کے دوسرے حاشیہ میں ہے) مگر حدود میں صرف اتنا بالاتفاق کافی نہیں ہے (بلکہ خفیة اور اعلانیة گواہ کا معتبر قرار پانا ضروری ہے) اور ایسا کرنا حد کے دفاع کے لئے ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۷۔ نیز حکم نمبر ۶ / ۴۶۵ کا چھٹا حاشیہ اور حکم نمبر ۲ و / ۴۶۱ کا دسواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] البحر الرائق میں ہے کہ یہ قید احتیاط کے طور پر نہیں بلکہ اسپر تہمت کی وجہ سے تعزیر کے طور پر ہے مگر مقروض کو اس وقت تک قید نہیں کیا جاتا جبتک گواہوں کی عدالت ظاہر نہ ہو۔ اس لئے کہ قرض کی صورت میں قید آخری سزا ہے۔ پس وہ ثبوت سے پہلے جائز نہیں۔ اور حدود میں ایسا نہیں ہے بلکہ حدود میں قید سے سخت تر ید

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام / زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۴۶۱ -	(ج) اگر اس (زانی) نے کہا کہ میں غیر محصن ہوں اور گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی نہ دی [1] تو اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی [2]	
	(د) اور اگر قاضی کو ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کے متعلق علم نہ ہو تو قاضی اس آدمی کو جس کے زنا پر گواہی دی گئی ہے گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے [3] تک قید رکھے گا [4]	محیط
۳	(و) اگر چار مرد گواہوں نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی اور جب ان سے (مجلس قضا میں) زنا کی کیفیت اور ماہیت دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم تجھے اس پر مزید کچھ نہیں بتائیں گے تو ان گواہوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ لیکن ان گواہوں پر حد (قذف) بھی لازم نہ ہوگی۔ کیونکہ گواہوں کی (مطلوبہ) تعداد پوری ہے اور گواہوں کی تعداد کا پورا ہونا حدِ قذف واجب ہونے کے لئے مانع ہے [5] (ب) جیسا کہ اگر کسی مرد پر چار عورتوں نے گواہی دی تو یہی حکم ہے [6] (ج) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ان چار گواہوں میں سے بعض نے (مذکورہ) کیفیت اور ماہیت بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو اس آدمی پر (زنا کی) حد قائم نہ کی جائے گی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) لازم نہ ہوگی۔	مبسوط
۴	زنا کا ثبوت (قاضی کے ہاں [7]) اس مرد کے اپنے اقرار سے بھی ہو جاتا ہے [8]	بحرالرائق
۵	کسی شخص نے قاضی کے علاوہ ایسے آدمی کے سامنے زنا کا اقرار کیا جسے حدیں قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ تو ایسا اقرار معتبر نہیں قرار دیا جاتا۔ خواہ اس نے مذکورہ اقرار چار بار کیا ہو حتی کہ اس شخص کے مذکورہ اقرار پر گواہی مقبول نہیں ہے [9]	تبیین
۶	(زنا کے معتبر اقرار میں) یہ ضروری ہے کہ وہ اقرار صریح (یعنی واضح) ہو اور اس کا جھوٹ ہونا ظاہر نہ ہو پس اگر گونگے آدمی نے اپنی تحریر یا اشارہ سے زنا کا اقرار کیا تو اس پر (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی [10] اسی طرح اس کے اس اقرار پر گواہی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ وہ شبہ کا مدعی ہو۔	نہر فائق

سزا بھی ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۶ وھکذا فی رد المحتار نیز لکھا ہے کہ اگر تعزیرا درحد جمع ہونے کا اعتراض کیا جائے تو اس کا جواب اس حکم سے ہے جس میں کہا گیا ہے کہ درے لگانا اور جلا وطن کرنا جمع نہیں کئے جاتے مگر سیاسۃ اور تعزیرا ایسا کیا جا سکتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۱۹۷ ھکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص۱۱

[2] اور جیسا کہ حکم نمبر ۴۰/۴۶۲ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۲ و/۴۶۱ مع دسواں حاشیہ، حکم نمبر ۶ ب/۴۶۵ مع حواشی، ۹۹/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اقرار سے ثابت شدہ زنا کے احکام حکم نمبر ۵/۴۶۱ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور گواہی سے ثابت شدہ زنا کے احکام حکم نمبر ۱/۴۶۱ سے شروع ہوتے ہیں اور اقرار سے مزید قابلِ حد جرائم ثابت ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۶۱، ۱، ۲۹/۴۶۵، ۴، ۶/۴۶۶، ۲۱، ۲۳/۴۶۸، ۲۸/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[9] حکم نمبر ۶۲ ب ۲/۴۶۸ نیز حکم نمبر ۷۹/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] چنانچہ البحرالرائق میں ہے کہ گونگے شخص پر حد لازم نہیں۔ نہ اس کے اقرار سے اور نہ دوسرے کی گواہی سے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۶ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس کا گونگا پن نہ ہونے کی صورت میں حد ساقط کرنے والا کوئی امر ظاہر ہو جائے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص۱۹۸۔ نیز حکم ۷/۴۶۱، ۴۱، ۴۱/۴۶۳، ۷/۴۶۵، ۳۱/۴۶۶، ۳۲/۴۶۸، ۲۲/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ و شق نمبر	الباب الثانی فی ثبوت الزنا	حوالہ
۴۶۱-۱۷	فاذا اقرار بع مرات نظر فی حالہ فان عرف انہ صحیح العقل وانہ ممن یجوز اقرارہ یسئل عن الزنا بما ہو وکیف ہو وبمن زنی واین زنی لاحتمال الشبھۃ فی ذلک	کذا فی محیط السرخسی
	قیل لا یسألہ عن الزمان لان تقادم العہد یمنع الشہادۃ دون الاقرار والاصح انہ یسئل لاحتمال انہ زنی فی صباہ فاذا بین ذلک وظہر زناہ سألہ عن الاحصان فاذا قال انہ محصن سألہ عن الاحصان ما ہو فان وصفہ بشرائطہ حکم برجمہ	کذا فی التبیین
۱۸	وان قال المقر لست بمحصن وشہد علیہ الشہود بالاحصان رجمہ الامام	کذا فی المحیط
۱۹	وندب تلقینہ لعلک قبلت او لمست او وطئت بشبھۃ وقال فی الاصل لعلک تزوجتہا او وطئتہا بشبھۃ والمقصود ان یلقنہ ما یکون دارئا کائنا ما کان	کذا فی البحر الرائق
۲۰	وان شہد اربعۃ علی رجل بالزنا فاقر مرۃ حد عند محمدؒ وعند ابی یوسفؒ لا یحد وہو الاصح	کذا فی الکافی
	ھذا اذا کان الاقرار بعد القضاء اما اذا کان قبل القضاء فیسقط الحد اتفاقا	ھکذا فی فتح القدیر

۱؎ زمانہ دراز کے واقعہ پر شہادت و حد کے متعلق حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ محصن ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۸/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۰، ۱۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۶/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی کے زنا پر قاضی نے فیصلہ دیا اور قاضی کا وہ فیصلہ گواہوں کی گواہی پر تھا اس کے اقرار کی بنا پر نہ تھا۔ پھر اس نے ایک بار یا دو بار یا تین بار زنا کا اقرار کر لیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد نہ لگائی جائے گی اور اس میں امام محمدؒ کا اختلاف ہے حد نہ لگائی جانے کی وجہ یہ ہے کہ زنا پر شہادت کے لئے عدم اقرار شرط ہے اور حدود کے فیصلہ پر عمل اس فیصلہ کا حصہ ہے (حکم نمبر ۲۵ ج/۴۶۲ کا حاشیہ، ۲۷/۴۶۸ ملاحظہ ہوں) پس فیصلہ کے بعد (اور حد جاری ہونے سے قبل) اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۴۶۱-۱۷	(و) (زنا کا) اقرار کرنے والے نے (مذکورہ طریق سے) چار بار اقرار کرلیا تو حاکم مجاز اس کی حالت پر نظر کرے۔ پس اگر وہ یہ جان لے کہ وہ صحیح العقل ہے۔ اور وہ ان میں سے ہے جن کا اقرار جائز قرار پاتا ہے تو وہ حاکم اس سے زنا کی ماہیت اور اس کی کیفیت کے متعلق دریافت کرے اور اس سے یہ دریافت کرے کہ اس نے کس سے زنا کیا اور کہاں کیا۔ اس لئے کہ اس میں شبہ کا احتمال ہے۔	محیط سرخسی
	(ب) بعض کا قول ہے کہ (زنا کے اقرار کی صورت میں) قاضی اس سے زمانۂ زنا کے متعلق سوال نہ کرے اس لئے کہ زمانۂ دراز کا گذر جانا شہادت کیلئے مانع ہے۔ اقرار کے لئے مانع نہیں ہے [1]۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ زمانۂ زنا کے متعلق سوال کرے اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ اس نے وہ زنا بچپن میں کیا ہو (ج) پس اگر اقرار کرنے والے نے زمانہ بیان کردیا اور اس کا زنا کرنا ظاہر ہوگیا تو حاکم مجاز اس سے اس کے محصن ہونے [2] کے متعلق دریافت کرے گا۔ پس جب اس نے کہا کہ وہ محصن ہے [3] تو اس سے احصان کے متعلق دریافت کرے گا کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ پھر جب اس نے احصان کا مفہوم ٹھیک ٹھیک اس کے شرائط کے ساتھ بیان کردیا تو حاکم مجاز اس کے رجم کرنے کا حکم دے گا۔	تبیین
۱۸	اگر (مذکورہ صورت میں) زنا کا اقرار کرنے والے نے کہا کہ میں محصن نہیں ہوں اور (معتبر) گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی تو حاکم مجاز اسے رجم کرے گا [4]	محیط
۱۹	زنا کا اقرار کرنے والے کو یہ "تلقین کرنا مندوب ہے کہ شاید تو نے (محض) بوسہ لیا ہے یا چھوا ہے یا تو نے شبہ میں وطی کی ہے۔ اور الاصل میں اسے یوں "تلقین کرنا بھی منقول ہے کہ شاید تو نے اس سے نکاح کیا ہے، یا تو نے شبہ سے وطی کی ہے۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اسے ایسی بات کی تلقین کرے جو حد کے دفاع کا کام دے خواہ وہ تلقین کچھ ہو [5]	بحر رائق
۲۰	(الف) اگر چار مردوں نے کسی مرد کے زنا پر گواہی دی پھر اس مرد نے ایک مرتبہ خود اقرار کرلیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام محمدؒ کے ہاں اسے حد لگائی گی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [6]	کافی
	(ب) یہ (مذکورہ اختلاف) اس صورت میں ہے کہ اس نے حاکم کے فیصلہ کے بعد اقرار کیا اور اگر اس فیصلہ سے قبل اقرار کیا تو بالاتفاق اس سے حد ساقط ہو جائے گی [7]	فتح قدیر

کا اقرار گویا فیصلہ سے قبل اقرار ہے اقرار پائے جانے کی وجہ سے شہادت کا اعتبار نہیں اور چونکہ اقرار کا نصاب بھی (چار بار نہ ہونے کی وجہ سے) مکمل نہیں لہٰذا حد لازم نہیں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ حدود میں اقرار اور شہادت جمع نہیں ہوتے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۷ نیز حکم نمبر ۲۱، ۲۲/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۲۰ ب/۴۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات تنقیح	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۴۶۱-۲۱	اربعة شهدوا على رجل بالزنا فاقر الرجل بعد شهادتهم ثم اكرد لم يقر اربع مرات لاحد عليه	كذا فى فتاوى قاضيخان
۲۲	اذا شهد عليه اربعة بالزنا و قضى بذلك عليه ثم اقر اربعا اقيم عليه الحد	هكذا فى الحاوى القدسى
	ولو رجع يصح رجوعه وبه أخذ الطحاوى	كذا فى الغياثية
۲۳	ولو اقر بالزنا بعد الشهادة لا يحد هولاء الشهود وان كانوا اقل من اربع	كذا فى العتابية
۲۴	وان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد او فى وسطه قبل رجوعه وخلى سبيله	كذا فى الهداية
۲۵	والمرأة والرجل فى قبول الرجوع سواء	كذا فى السراج الوهاج
۲۶	وكذا فى ظهور الزنا عند القاضى بالبينة والاقرار	كذا فى فتح القدير
۲۷	ولو هرب الرجل ولم يرجع لم يتعرض له ولو ثبت على الزنا ورجع عن الاحصان قبل منه ولم يرجم وجلد	كذا فى الايضاح
۲۸	واذا ثبت حد الزنا على رجل بشهادة الشهود وهو محصن او غير محصن فكما اقيم عليه بعضه هرب فطلبه الشرط فاخذوه فى فوره اقيم عليه بقية الحد	كذا فى المبسوط
	وان كان بعد ايام سقط	كذا فى العتابية
۲۹	والذمى والعبد فى الاقرار بالزنا كالحر المسلم ماذونا كان او محجورا	كذا فى المبسوط

۱؎ حکم نمبر ۲۰ و ۲۲/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ (حسب شرائط) چار بار کے اقرار سے وہ شہادت باطل ہو جائے گی اور پھر اس کے اقرار کی بنا پر حکم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹، نیز حکم نمبر ۱۲، ۲۰، ۲۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴، ۲۰/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۴، ۲۷/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس کا بھاگ جانا فعلی رجوع ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹ (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۲۴، ۲۸/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۶۱ ملاحظہ ہوں اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے حد مکمل ہونے سے پہلے یا حد سے پہلے پھر زنا کیا یا شراب نوشی کی حد کی صورت میں پھر شراب پی تو اسے اس کے آخری جرم کے بعد سے اسے اس جرم کی مکمل حد لگائی جائے گی اور اس جرم کی پہلی بقیہ یا پوری حد اس جنس کے بعد کے جرم کی حد میں داخل ہو جائے گی اور اگر کسی نے

دفعات نمبر	دوسرا باب۔ زنا کے احکام — زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۲۱-۴۶۱	چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی پھر ان کی گواہی کے بعد اس شخص نے اقرار کر لیا اور پھر انکار کر دیا البتہ چار بار اقرار نہ کیا تو (اس صورت میں) اسپر حد لازم نہ ہوگی ؎۱	قاضیخان
۲۲	(و) جب کسی شخص پر چار مرد گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور ان کی گواہی کی بنا پر (حاکم مجاز نے) اسپر فیصلہ صادر کر دیا پھر اس نے چار بار (حسب شرائط) اقرار کر لیا تو اسپر حد قائم کی جائے گی ؎۲	حاوی قدسی
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے (اقرار سے) رجوع کر لیا تو اس کا رجوع صحیح قرار پائے گا۔ طحاوی نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے ؎۳	غیاثیہ
۲۳	اگر گواہوں کی گواہی کے بعد اس شخص نے زنا کا اقرار کر لیا تو ان گواہوں پر حدِ (قذف) نہ آئے گی خواہ وہ گواہ چار سے کم ہوں ؎۴	عتابیہ
۲۴	اگر کسی شخص نے زنا کے (حسب شرائط) اقرار کے بعد اور اسپر حد قائم ہونے سے پہلے یا حد قائم ہونے کے دوران اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اس کا وہ رجوع قبول کر لیا جائے گا اور اسے آزاد کر دیا جائے گا ؎۵	ہدایہ
۲۵	(زنا کے اقرار کے بعد اس سے رجوع کرنے میں) مرد ہو یا عورت ہو۔ اس کے رجوع کے قبول ہونے میں حکم برابر ہے۔	سراج وہاج
۲۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح قاضی کے ہاں گواہی یا اقرار سے زنا ثابت ہونے میں مرد اور عورت کے لئے حکم برابر ہے۔	فتح قدیر
۲۷	(و) اگر (زنا کا) اقرار کرنے والا مرد بھاگ گیا اور اس نے (اقرار سے) رجوع نہ کیا تو اس سے تعرض نہ کیا جائے گا ؎۶	
	(ب) اور وہ زنا کے اقرار پر ثابت رہا اور البتہ اس نے محصن ہونے (کے اقرار سے) رجوع کر لیا تو اس کا یہ رجوع قبول کر لیا جائے گا۔ اسے رجم نہ کیا جائے گا اور اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی ؎۷	ایضاح
۲۸	(و) جب کسی شخص پر گواہوں کی گواہی سے زنا کی حد ثابت ہوئی اور وہ زانی محصن ہے یا غیر محصن ہے پھر جونہی اسپر بعض حد جاری ہوئی وہ بھاگ نکلا پھر پولیس نے اس کا پیچھا کیا اور جلد ہی اسے گرفتار کر لیا تو اس پر بقیہ حد قائم کی جائے گی ؎۸	مبسوط
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کئی دنوں کے بعد گرفتار ہو تو اس سے بقیہ حد ساقط ہوگئی ؎۹	عتابیہ
۲۹	زنا کے اقرار کے احکام میں ذمی اور غلام شخص بھی آزاد مسلم کی طرح ہے۔ خواہ وہ غلام ماذون ہو یا ماذون نہ ہو ؎۱۰	مبسوط

پہلے جرم کی حد لگنے کے بعد اس جنس کا جرم کا اعادہ کیا تو حد پھر لگے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۳۰ ۔ نیز حکم نمبر ۱۲۷ ک / ۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۹ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ مذکورہ صورت میں عرصہ بعد پکڑا گیا تو پھر (بقیہ) حد قائم نہ کی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صـ ۱۹۹ ۔ نیز حکم نمبر ۸۶ تا ۸۹ / ۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱۰ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷ / ۱۸۱ کا حاشیہ اور ماذون شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹ / ۲۶۱ ملاحظہ ہو نیز ۳۰ / ۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۴/۶۱-۳۰	ولا تشترط حضرة المولی فی الاقرار وتشترط فی الشهادة لان له طعن الشهود	هکذا فی خزانة المفتین
۳۱	وان اقر الخصی بالزنا او شهدت علیه الشهود حد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	وکذا العنین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	الاعمی اذا اقر بالزنا حد ولو اقر انه زنی بمجنونة او صبیة یجامع مثلها فعلیه الحد ولو اقرت انها زفت بمجنون او صبی فلا حد علیها	کذا فی الایضاح
۳۴	واذا اقر انه زنی بامرأة لا یعرفها حد	کذا فی فتح القدیر
۳۵	وکذا اذا اقر انه زنی بفلانة وهی غائبة یحد استحسانا	کذا فی فتح القدیر
۳۶	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر رجل اقر اربع مرات انه زنی بفلانة وفلانة تقول تزوجنی او اقرت المرأة بالزنا بفلان اربع مرات وفلان یقول تزوجتها فلا حد علی واحد منهما وعلیه المهر	کذا فی المحیط
۳۷	وعلم القاضی لیس بحجة فی الحدود باجماع الصحابةؓ وان کان القیاس یقتضی اعتباره	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۲۹/۴۶۱، ۹۵، ۹۴/۴۶۴، ۶۲، ۷۸/۴۶۸ اور ۳۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۳/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع پہلا حاشیہ و حکم نمبر ۷۳، ۷۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲/۴۵۸، ۵۱/۴۶۳ مع حاشیہ، ۶۱/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ جیساکہ ردالمحتار میں ہے کہ کیونکہ اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور حد ساقط کرنے والا کوئی امر نہیں پایا گیا اس لئے کہ انسان اپنے لئے حلال عورت، بیوی یا باندی کے متعلق یہ نہیں کہتا کہ وہ اسے پہچانتا نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۸ اور اگر اس کے اقرار کی بجائے اس پر گواہ گواہی دیں کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے وہ نہیں پہچانتے تو اس پر حد لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۸/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۸۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ جیساکہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس مرد پر حد لازم نہ ہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عورت حاضر ہو تو انکار کردے اور حد قذف کا دعوی کردے یا وہ عورت اس سے نکاح کا دعوی کردے اور حق مہر

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام — زنا کا ثبوت ہونا	حوالہ
۴۶۱/۳۰	(و) (غلام زنا کا اقرار کرے تو اس کے) اقرار کی صحت کے لئے اس غلام کے آقا کی حاضری شرط نہیں ہے (ب) اور غلام پر زنا کا ثبوت گواہی سے ہو تو اس) گواہی میں اس غلام کے آقا کی حاضری شرط ہے اس لئے کہ اس کے آقا کو گواہوں میں طعن کا حق ہے [۱]	خزانۃ المفتین
۳۱	اگر خصی مرد نے (حسب شرائط) زنا کا اقرار کیا یا گواہوں نے اسپر (زنا کی) شہادت دی تو اسے حد لگائی جائے گی	قاضیخان
۳۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح عنین (نامرد) کے لئے بھی یہی حکم ہے (یعنی اگر اس نے زنا کا حسب شرائط اقرار کیا یا گواہوں نے اس کے زنا پر شہادت دی تو اسپر حد لازم ہوگی) [۲]	قاضیخان
۳۳	(و) اندھے شخص نے جب زنا کا (حسب شرائط) اقرار کیا تو اسے حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر اس نے یہ اقرار کیا کہ اس نے پاگل عورت سے زنا کیا ہے یا اس نے ایسی بچی سے زنا کیا ہے کہ اس جیسی سے مجامعت کی جا سکتی ہو (اور دیگر شرائط حد پائی گئیں) تو اسپر حد لازم ہے [۳] (ج) اور اگر کسی عورت نے یہ اقرار کیا کہ اس نے پاگل سے یا بچہ سے زنا کیا ہے تو اس عورت پر حد لازم نہ ہوگی [۴]	ایضاح
۳۴	اگر کسی مرد نے یہ اقرار کیا کہ اس نے کسی ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے وہ پہچانتا نہیں تو اسے حد لگائی جائے گی [۵] -	فتح قدیر
۳۵	اسی طرح اگر کسی مرد نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ عورت غائب ہو تو اس مرد پر از روئے استحسان حد لگائی جائے گی [۶]	فتح قدیر
۳۶	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ کسی مرد نے چار بار اقرار کیا کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ عورت یہ کہتی ہو کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہوا ہے - یا کسی عورت نے چار بار اقرار کیا کہ اس نے فلاں مرد سے زنا کیا ہے اور وہ مرد یہ کہتا ہو کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہوا ہے تو (ان صورتوں میں) ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی حد لازم نہ ہوگی اور اس مرد پر حق مہر لازم ہوگا [۷]	محیط
۳۷	(کسی قابلِ حد جرم کے لئے) قاضی کا علم حد قائم کرنے کے لئے حجت قرار نہیں پاتا - اسپر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے - اگرچہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ قاضی کا مذکورہ علم معتبر قرار دیا جائے [۸]	کافی

طلب کرے اور حد کی صورت میں اس عورت کا مذکورہ حق باطل ہو جاتا ہے مگر استحسان یہ ہے کہ اس مرد پر حد لازم ہو - کیونکہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ والی حدیث میں یوں ہی وارد ہے - کیونکہ حضرت ماعز رضی کے اقرار پر اس عورت کے غائب ہونے کے باوجود زنا کی حد لگائی گئی تھی ماخوذ از شرح المحتاج ۳ ص ۱۹۸ اور اگر اس کے اقرار کی بجائے اسپر گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے فلانہ سے زنا کیا ہے اور وہ فلانہ غائب ہو تو اسپر حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۴ ملاحظہ ہو - نیز حکم نمبر ۸۹/۴۶۴، ۹، ۳۶/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۹، ۳۵/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور گواہی سے ثابت شدہ زنا کی صورت میں حکم نمبر ۸۲، ۸۳/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] اور حد قذف کی صورت میں حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۶ اور تعزیر کی صورت میں حکم نمبر ۳/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ — کیفیۃ الحد واقامتہ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ

دفعات ۴۶۲ تا ۴۶۲ عنوان ۱ تعداد شق ۵۳

۴۶۲- کیفیۃ الحد واقامتہ

تعداد شق ۵۳

نمبر	متن	حوالہ
۱	اذا وجب الحد وکان الزانی محصنا رجمه بالحجارة حتی یموت ویخرجه الی ارض فضاء	کذا فی الھدایۃ
۲	واحصان الرجم ان یکون حرا عاقلا بالغا مسلما قد تزوج امرأة حرة نکاحا صحیحا ودخل بها وهما علی صفة الاحصان	کذا فی الکافی
۳	فلا یکون محصنا بالخلوة الموجبة للمهر والعدة ولا یکون محصنا بالجماع فی النکاح الفاسد ولا بالجماع فی النکاح الصحیح اذا کان قال لها ان تزوجتک فانت طالق لانها تطلق بنفس العقد فجماعه ایاها بعد ذلک یکون زنا الا انه لا یجب به الحد لشبهة اختلاف العلماء۔ وکذا ان تزوج المسلم مسلمة بغیر شهود فدخل بها	ھکذا فی المبسوط

۱؎ زنا کی حد کی شرائط وغیرہ کے متعلق احکام حکم نمبر ۴۵۴ تا ۴۶۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ محصن قرار پانے کے متعلق احکام حکم نمبر ۲ تا ۱۹ / ۴۶۲ میں ملاحظہ ہوں۔ اور اگر حد واجب ہو جائے اور زانی غیر محصن ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۰ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ وسیع جگہ میں حد قائم کی جائے گی۔ جہاں رجم کرنے کی گنجائش ہو تاکہ پتھر مارنے والوں میں سے بعض کے پتھر بعض کو نہ لگیں ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ۲۰۰ (مترجم)

۴؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ احصان باقی رہنے کے لئے اس نکاح کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی (آزاد) مرد نے کسی (آزاد) عورت سے نکاح کیا پھر اس سے دخول کیا پھر اسے طلاق دے دی یا وہ نکاح اس عورت کی موت یا عورت کے ارتداد کی وجہ سے زائل ہو گیا اور پھر اس مرد نے زنا کا ارتکاب کیا تو (دیگر شرائط حد پانے پر) اسے رجم کیا جائے گا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ۲۰۶۔ نیز کسی کے ارتداد سے اس کا اپنا احصان

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب ۔ حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام	حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسرا باب ۔ حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام

دفعات ۴۶۲ تا ۴۶۳ عنوان ۱ تعداد شق ۵۳

۴۶۲ ۔ زنا کی حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت

اور اس میں ۵۳ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	جب کسی شخص پر (حسب شرائط) زنا کی حد واجب ہوگئی اور زانی محصن [۲] ہو تو اسے پتھروں سے رجم (یعنی سنگسار) کیا جائیگا ۔ حتیٰ کہ وہ مرجائے (ب) اور اسے (حد قائم کرنے کے لئے) فضا (یعنی کھلی زمین) میں لایا جائے [۳]	ہدایہ
۲	زانی کو رجم کرنے کے لئے جس احصان کا اعتبار ہے وہ یہ ہے کہ وہ آزاد عاقل، بالغ اور مسلمان ہو ۔ اس نے کسی آزاد عورت سے صحیح [۴] نکاح کیا ہو ۔ اور اس سے دخول [۵] بھی کیا ہو درآنحالیکہ وہ دونوں (مذکورہ) صفتِ احصان [۶] پر قائم ہوں ۔	کافی
۳	(۱) پس (احصان میں مذکورہ قیود کی بنا پر کوئی آدمی اپنی بیوی سے محض) ایسی خلوت کی بنا پر محصن نہ قرار پائیگا جو خلوت، حق مہر اور عدت کو واجب کرنے کا باعث بن جاتی ہے (ب) اور کوئی آدمی) ایسے جماع سے بھی محصن نہ قرار پائیگا جو جماع نکاحِ فاسد میں ہوا ہو (ج) اور کوئی آدمی) ایسے جماع سے بھی محصن نہ قرار پائے گا جو جماع ایسے (صحیح) نکاح میں ہوا ہو جسمیں اس نے اس عورت سے یہ کہا تھا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے ۔ اس لئے کہ (اگرچہ) وہ عورت محض عقدِ نکاح سے طلاق یافتہ قرار پا جائے گی اور اسکے بعد اس عورت سے اس آدمی کا جماع زنا قرار پائیگا مگر ایسے زنا کی وجہ سے حد واجب نہ ہوگی اسلئے کہ علماء کے اختلاف کی وجہ شبہ موجود ہے (د) اسی طرح اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان عورت سے بغیر گواہوں [۷] کے نکاح کیا اور پھر اس سے دخول کیا تو اس (زنا) سے وہ محصن نہ قرار پائیگا (اور ان سب صورتوں میں اس پر رجم کی حد لازم نہ ہوگی) ۔	مبسوط

باطل ہونے کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] معتبر دخول کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] رجم میں صفت احصان کے متعلق احکام حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں ۔ اور حدِ قذف میں احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] بغیر گواہوں کے نکاح کے مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے شبہ کے متعلق حکم نمبر ۳۳ب/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۴-۴/۶۲	والمعتبر فی الدخول الایلاج فی القبل علی وجه یوجب الغسل	کذا فی الکافی
۵	وشرط صفة الاحصان فیهما عند الدخول حتی ان المملوکین اذا کان بینهما وطء بنکاح صحیح فی حالة الرق ثم عتقا لم یکونا محصنین وکذا الکافران وکذا الحر اذا تزوج امة او صغیرة او مجنونة ووطئها وکذا المسلم اذا تزوج کتابیة ووطئها وکذا لو کان الزوج موصوفا باحدی هذه الصفات وهی حرة عاقلة بالغة مسلمة بان اسلمت قبل ان یطأها الزوج ثم وطئها الزوج الکافر قبل ان یفرق بینهما فانها لاتکون محصنة بهذا الدخول	کذا فی الکافی
	ولو دخل بها بعد الاسلام والعتق والافاقة یصیر محصنا	کذا فی المبسوط للامام السرخسی
۶	ولا تشترط العفة عن الزنا فی هذا الاحصان	کذا فی المبسوط للامام السرخسی
۷	ولو کانت تحته حرة مسلمة وهما محصنان فارتدا معا والعیاذ باللہ بطل احصانهما فاذا اسلما لا یعود احصانهما حتی یدخل بها بعد الاسلام	کذا فی فتح القدیر

۱ دخول سے غسل واجب ہونے کے احکام حکم نمبر ۳۴ میں ملاحظہ ہوں - نیز حکم نمبر ۱/۴۵ مع حاشیہ ۳، ۶۸/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۶/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ چنانچہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ قبل العتق وطی سے صفت احصان حاصل نہیں ہوتی اور اگر آزاد مکلف مسلم نے اپنی منکوحہ کافرہ یا مجنونہ یا صغیرہ سے دخول کیا تو مرد اور عورت دونوں میں سے کوئی بھی محصن نہ قرار پائے گا اور اگر اس عورت کے اسلام لانے یا جنون سے افاقہ یا اس کے بلوغ کے بعد دخول کیا تو پھر محصن قرار پائیں گے اسی طرح اگر زوج بچہ یا مجنون یا کافر ہو اور وہ آزاد مکلفہ عورت سے دخول کرے تو محصن نہ قرار پائیں گے اور پھر زنا پر رجم نہ ہوگا۔ اور مسلمہ کا زوج کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی کافر تھے پھر عورت اسلام لے آئی تو قاضی اس کے خاوند کو اسلام پیش کرے گا اور اس کے انکار کی وجہ سے ان میں تفریق کا حکم دے گا اور اس کے انکار کی بنا پر قاضی کے حکم تفریق سے پہلے وہ خاوند بیوی ہیں پس قبل اس کے کہ قاضی اس خاوند کو اسلام پیش کرے اس کے خاوند نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۴	اور (مذکورہ احکام میں) دخول سے مراد یہ ہے کہ عورت کے فرج میں ایسا دخول ہو جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے [1]	کافی
۵	(د) اور احصان کی صفت (مذکورہ ۲/۴۶۲) کے لئے شرط ہے کہ وہ ان دونوں میں دخول کے وقت موجود ہو [2] حتی کہ اگر دو مملوکوں (یعنی غلام اور باندی) میں صحیح نکاح کے ساتھ غلامی کی حالت میں وطی ہوئی اور پھر وہ آزاد کر دیئے گئے تو وہ (مذکورہ وطی سے) محصن نہ قرار پائیں گے (ب) اسی طرح دو کافروں کا حکم بھی یہی ہے (ج) اسی طرح جب کسی آزاد آدمی نے باندی سے یا چھوٹی لڑکی سے یا پاگل عورت سے نکاح کرکے اس سے وطی کی (تو اس وطی سے وہ محصن نہ قرار پائے گا (د) اسی طرح جب کسی مسلمان نے کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرکے اس سے وطی کی (تو اس سے محصن نہ قرار پائے گا) (س) اسی طرح اگر خاوند میں مذکورہ صفات میں سے کوئی امر موجود ہو اور عورت آزاد عاقلہ بالغہ اور مسلمہ ہو مثلاً عورت اپنے (کافر) خاوند کی وطی سے پہلے اسلام لے آئی پھر اس کے کافر خاوند نے ان دونوں میں تفریق (یعنی علیحدگی کے حکم) سے پہلے اس سے وطی کی تو وہ عورت اس وطی کی وجہ سے محصنہ نہ قرار پائے گی۔	کافی
	(ص) اور اگر (مذکورہ صورتوں میں) اسلام لانے کے بعد یا آزاد ہونے کے بعد یا پاگل پن سے افاقہ کے بعد اس عورت سے دخول کیا تو (پھر) وہ محصن قرار پائے گا [3]	مبسوط سرخسی
۶	اس احصان (یعنی زنا کی حد کے لئے معتبر احصان) میں زنا سے پاکدامن ہونا شرط نہیں ہے [4]	مبسوط سرخسی
۷	اگر کسی مسلمان مرد کے تحت (نکاح میں) آزاد مسلمان عورت ہو اور وہ دونوں محصن ہوں پھر وہ دونوں العیاذ باللہ مرتد ہو جائیں تو ان دونوں کا احصان باطل قرار پائے گا۔ پھر جب وہ دونوں از سر نو مسلمان ہو جائیں تو ان کا احصان نہ لوٹے گا۔ حتی کہ وہ اسلام لانے کے بعد اس بیوی سے دخول کر لے (تو پھر وہ محصن قرار پائیں گے) [5]	فتح قدیر

اس عورت سے وطی کی تو اس دخول سے وہ محصنہ نہ قرار پائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۶ (مترجم) [4] اس احصان کی دیگر شرائط کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں۔ اور حد قذف لازم ہونے کے لئے مقذوف کے احصان میں عفت شرط ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] رد المحتار میں ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ایک مرتد ہو گیا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر عورت مرتد ہو کر دار الحرب چلی گئی اور قید کی گئی تو اس کے خاوند کا احصان باطل نہ قرار پائے گا۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ احصان باقی رہنے کے لئے اس نکاح کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے اور اس عورت کا وہ احصان باطل قرار پائے گا خواہ مسلمان ہو کر لوٹے کیونکہ ارتداد سے سابقہ احصان باطل ہو گیا البتہ اسلام لانے کے بعد جب شرائط نیا احصان قرار پا سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۶۔ نیز حکم نمبر ۲/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ — کیفیۃ الحد واقامتہ	حوالہ
۴۶۲-۸	واذا ارتد بعد وجوب الحد ثم اسلم یجلد ولا یرجم وکذا لا یجلد اذا کان الواجب هو الجلد[1]	کذا فی العتابیۃ
۹	ولو زال الاحصان بعد ثبوته بالجنون والعته یعود محصنا اذا افاق وعند ابی یوسف رحمہ اللہ لا یعود حتی یدخل بامرأته بعد الافاقۃ	کذا فی البحر الرائق
۱۰	ویثبت الاحصان بالاقرار أو بشهادۃ رجلین او رجل وامرأتین	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۱	وان انکر الدخول بعد وجود سائر الشرائط فاذا جاءت امرأته بولد فی مدۃ یتصور ان یکون منه جعل واطئا شرعا	هکذا فی التبیین
۱۲	الشهادۃ علی الاحصان کالشهادۃ علی المال یثبت بالشهادۃ علی الشهادۃ	کذا فی الایضاح
۱۳	الزانی لو کان عبدا مسلما لذمی فشهد ذمیان انه اعتقه قبل الزنا وقد استجمع سائر شرائط الاحصان لا تقبل شهادتهما	کذا فی الکافی
۱۴	امرأۃ الرجل اذا اقرت انها امۃ هذا الرجل فزنی الرجل یرجم وان اقرت بالرق قبل ان یدخل بها ثم زنی الرجل بها لا یرجم استحسانا	کذا فی محیط السرخسی

[1] فتاوی عالمگیری مطبوعہ امیریہ مصر و میمنیہ مصر و مجیدیہ ہند میں فتاوی عتابیہ (یعنی جوامع الفقہ المعروف بالفتاوی العتابیۃ لاحمد بن محمد بن عمر العتابی الحنفی زین الدینؒ) سے ماخوذ اس عبارت میں یوں ہی حکم درج ہے۔ اس صورت میں بموجب حکم نمبر ۲/۴۶۲ رجم کی حد تو محصن نہ رہنے کی وجہ سے نہ ہوگی لیکن اگر کوڑے ہی لازم تھے تو اس کا ہٹانا ممکن ہے قبل ارتداد محصن وغیر محصن کی لازم شدہ حدود میں فرق کو بعد ارتداد ملحوظ رکھنے کی بناپر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسلمان پر شراب نوشی یا نشہ کی حد لازم ہوئی پھر وہ مرتد ہوگیا پھر دار الحرب (یعنی مملکت کفار) میں چلے جانے سے پہلے وہ اسلام لے آیا تو اس سے مذکورہ حد کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کفر مذکورہ حد کے لئے ابتداء مانع ہے اور اسی لئے ذمی اور مستامن پر یہ حد لازم نہیں ہوتی (حکم نمبر ۳۰/۴۶۵ ۴۷/۴۶۳ ملاحظہ ہوں) پس مذکورہ حد لازم ہونے کے بعد کفر کا عارضہ مذکورہ حد کی بقا کے لئے بھی مانع ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ مرتد مسلمانوں کے حاکم مجاز کی قید میں تھا کہ اس نے مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا تو اسے شراب نوشی اور نشہ کی حد کا مواخذہ نہ کیا جائے گا اور اس سے دوسری حدود کا مواخذہ کیا جائے گا اس لئے کہ وہ اس کے سبب کی حرمت کا معتقد ہے (چنانچہ درمختار و رد المختار ج ۳ صفحہ ۱۹۵ میں ہے کہ زنا ہر دین و ملت میں حرام رہا ہے۔ نیز حکم ۸/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور حاکم مجاز اسے حد لگانے پر قادر ہے جبکہ وہ حاکم مجاز کے قبضہ میں ہے اور اگر وہ شخص دیگر قابل حد جرم کے ارتکاب کے وقت حاکم مجاز کے قبضہ میں نہ تھا پھر وہ دار الحرب چلے جانے سے پہلے اسلام لے آیا تو اس سے وہ حد بھی ہٹادی جائے گی۔ نیز لکھا ہے کہ جب کسی مسلمان نے اللہ تعالی کی حدود میں سے کسی قابل حد جرم مثلاً زنا، چوری یا رہزنی کا ارتکاب کیا پھر وہ مرتد ہوگیا یا اس نے مرتد ہوکر مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ دار الحرب میں چلا گیا پھر مسلمان ہوکر آگیا تو اس سے وہ حدود ہٹادی جائیں گی۔ لیکن چوری کی صورت میں وہ اس مال کا ضامن ہوگا اور رہزنی کی صورت میں اگر اس نے کسی کا خون بہایا تھا تو اس کا قصاص اس پر لازم ہوگا۔ اسلئے کہ بندوں کے حق کے لئے مرتد سے مواخذہ کیا جاتا ہے۔ الخ ماخوذ از فتاوی قاضیخان

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام / حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۸	(ا) جب (رجم کی) حد واجب ہونے کے بعد وہ شخص مرتد ہو گیا۔ پھر وہ اسلام لے آیا تو اسے جلد (یعنی کوڑوں کی سزا) دی جائیگی اور اسے رجم (یعنی سنگسار) نہ کیا جائیگا [1]	
	(ب) اسی طرح اگر کسی شخص پر کوڑوں کی حد واجب ہوئی (اور پھر وہ مرتد ہو کر مسلمان ہو گیا) تو اسے کوڑوں کی وہ حد نہ لگائی جائیگی [2]	عنایہ
۹	(ا) کسی شخص کا احصان ثابت تھا پھر اسکے پاگل پن اور مخبوط الحواس ہونے کی وجہ سے اس کا احصان زائل ہو گیا پھر اسے افاقہ ہوا تو اسکا محصن ہونا لوٹ آئے گا (ب) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں (مذکورہ صورت میں) جبتک وہ افاقہ کے بعد اپنی بیوی سے دخول نہ کرے اسکا محصن ہونا نہ لوٹے گا۔	بحر رائق
۱۰	احصان کا ثابت ہونا اسکے اقرار سے ہوتا ہے یا دو مردوں کی گواہی سے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوتا ہے [3]	خزانۃ المفتین
۱۱	اگر کسی شخص نے سبھی شرائط موجود ہونے کے باوجود دخول سے انکار کیا تو اگر اسکی بیوی سے اتنی مدت کے اندر بچہ پیدا ہو جس مدت میں وہ بچہ اس شخص سے ہونا متصور ہو سکتا ہو تو وہ شخص از روئے شرع اپنی بیوی سے وطی کرنے والا قرار پائے گا [4]	تبیین
۱۲	محصن ہونے پر گواہی دینا مال پر گواہی دینے کی طرح ہے۔ یہ گواہی پر گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے [5]	ایضاح
۱۳	زانی اگر کسی ذمی شخص کا مسلمان غلام ہو اور دو ذمی یہ گواہی دے دیں کہ اس (غلام کے ذمی مالک) نے اس غلام کو اسکا ارتکاب زنا سے قبل آزاد کر دیا تھا اور اس زانی میں احصان کی دیگر شرطیں پائی جائیں تو (اسکے محصن قرار پانے کیلئے) ان دو ذمیوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	کافی
۱۴	کسی مرد کی عورت نے اقرار کیا کہ وہ اس کی باندی ہے۔ پھر اس مرد نے زنا کا ارتکاب کیا تو اس مرد کو (دیگر شرائط حد پائے جانے کی صورت میں محصن قرار دیکر) رجم کیا جائے گا (ب) اور اگر اس عورت نے اس مرد کے دخول سے پہلے اس مرد کی باندی ہونے کا اقرار کیا پھر اس مرد نے زنا کیا تو از روئے استحسان اس مرد کو (غیر محصن قرار دیکر) رجم نہ کیا جائیگا [6]	محیط سرخسی

[1] علی هامش عالمگیری ج ۳ ص۵۸۳ و هکذا فی ردّ المحتار ج ۳ ص۴۱۹۔ نیز ردّ المحتار میں ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی کا مال لیا یا قابل قصاص جرم یا قذف کا ارتکاب کیا پھر مرتد ہو گیا یا اس نے مرتد ہو کر مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ دار الحرب چلا گیا پھر اس نے توبہ کر لی تو اس سے مذکورہ جرم کا مؤاخذہ کیا جائیگا اور اگر اس نے دار الحرب چلے جانے کے بعد مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ اسلام لے آیا تو اس سے مذکورہ جرم کی حد کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ ماخوذ از ردّ المحتار ج ۳ ص۴۱۹ (مترجم)

[2] حکم نمبر $\frac{۸ ب}{۴۶۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیسا کہ درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۲۲ میں ہے۔ نیز حکم $\frac{۱۲، ۱۶}{۴۶۲}$ ملاحظہ ہوں اور گواہوں اور گواہی کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷}{۴۶۲}$ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ درمختار و ردّ المحتار میں ہے کہ اس مرد کے زنا سے پہلے اس کی بیوی نے اس سے بچہ جنا تو بچہ کی نسب اس مرد سے ثابت ہونے کے حکم سے یہ قرار پائے گا کہ اس مرد نے بیوی سے دخول کیا ہے۔ نیز ردّ المحتار میں ہے کہ خواہ اسکی بیوی نے اس مرد کے زنا کے بعد چھ ماہ سے کم عرصہ میں بچہ جنا تو اس سے یہ جان لیا جائے گا کہ زنا کے وقت وہ مرد نے بیوی سے وطی کرنے والا قرار پا چکا تھا (پس وہ محصن قرار پائے گا) ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۲۳ (مترجم)

[5] حکم نمبر $\frac{۵۱}{۴۶۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] حکم نمبر $\frac{۲}{۴۶۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۲۶۲-۱۵	رجل تزوج امرأة بغیر ولی فدخل بها قال ابو یوسفؒ لایکونان بذلک محصنین لان هذا النکاح غیر صحیح قطعا [1] لاختلاف العلماءؒ والاخبار فیه	کذا فی محیط السرخسی
۱۶	وینبغی للقاضی ان یسأل الشهود عن الاحصان ما هو فان قالوا فیما وصفوا تزوج امرأة حرة ودخل بها فعلی قول ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ یکتفی بقولهم دخل بها خلافا لمحمدؒ [2] واجمعوا علی انه لا یکتفی بقولهم مسها او لمسها واجمعوا علی انه یکتفی بقولهم جامعها وباضعها و فی البقالی انه یکتفی بقولهم اغتسل منها	کذا فی المحیط
	ولو قال اتاها او قربها لا یکتفی بذلک	کذا فی المبسوط
۱۷	وفی المنتقی ابراهیمؒ عن محمدؒ لو خلا رجل بامرأته ثم طلقها فقال الزوج وطئتها وقالت المرأة لم یطأنی فان الزوج یکون محصنا باقراره [3] والمرأة لا تکون محصنة لانکارها	کذا فی المحیط
۱۸	وکذلک لو دخل بها وطلقها وقال هی حرة مسلمة وقالت المرأة کنت نصرانیة	کذا فی المحیط
۱۹	وان اتی امرأة فی دبرها لایکون محصنا	کذا فی المضمرات

[1] کسی عورت سے اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے شبہ کے متعلق حکم نمبر ۳۳ب/۲۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس میں اختلاف کی وجہ سے شبہ ہے۔ یعنی ایسے نکاح کی صحت کے متعلق علماء کا اختلاف اور روایات مختلف ہیں۔ پس یہ نکاح ایسا ہے کہ اس کی صحت قطعی نہیں ہے اور اس میں اختلاف کی وجہ سے شبہ موجود ہے پس ایسے نکاح سے وہ محصن نہ قرار پائیں گے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۳ اور اختلاف العلماء سے شبہ کا فائدہ دینے کی نظیر حکم نمبر ۳ج/۲۶۲ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اللمس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷۹/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲ب/۲۶۱، ۱۰، ۱۲/۲۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۲/۲۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	تیسرا باب۔ حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۵-۴۶۲	کسی مرد نے کسی عورت سے اس کے ولی (کی اجازت) کے بغیر نکاح کیا پھر اس سے دخول کیا تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس دخول سے دونوں محصن نہ قرار پائیں گے۔ کیونکہ یہ نکاح ایسا ہے کہ بحالت قطعی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس کے متعلق علماء کا اختلاف اور روایات مختلف ہیں۔	محیط سرخسی
۱۶	(ا) قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو چاہیئے کہ وہ (احصان پر گواہی دینے والے) گواہوں سے احصان کے متعلق دریافت کرے کہ احصان کیا ہوتا ہے پس اگر انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اس نے آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ان گواہوں کا یوں کہنا کہ " دخل بھا" (یعنی اس نے اس سے دخول کیا) احصان ثابت ہونے کے لئے کافی قرار دیا جائے گا اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے (ب) اس پر اجماع ہے کہ ان گواہوں کا یوں کہنا کہ "مسھا او لمسھا" ؎۲ (یعنی اس نے اسے چھوا اور ہاتھ لگایا) احصان ثابت ہونے کے لئے کافی نہ قرار دیا جائے گا (ج) اور اس پر (بھی) اجماع ہے کہ ان کا یوں کہنا کہ "جامعھا و باضعھا" (یعنی اس نے اس سے جماع کیا) ؎۳ احصان ثابت ہونے کے لئے کافی قرار پائے گا (د) اور ابقالی میں ہے کہ ان گواہوں کا یوں کہنا "اغتسل منھما" (یعنی اس نے اس سے غسل کیا) احصان ثابت ہونے کے لئے کافی قرار پائے گا۔ (س) اگر احصان پر گواہی دینے والے نے یوں کہا کہ "اتاھا او قربھا" (یعنی وہ مرد اس عورت کے ہاں آیا یا اس کے قریب ہوا) تو اس کا یوں کہنا (محصن قرار دینے کے لئے) کافی نہ قرار پائے گا۔	محیط مبسوط
۱۷	المنتقی ابراہیمؒ میں امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے خلوت کی اور پھر اسے طلاق دے دی اور خاوند نے کہا کہ میں نے اس سے وطی کی ہے اور عورت نے کہا کہ اس نے مجھ سے وطی نہیں کی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) وہ خاوند اپنے اقرار کی وجہ سے محصن قرار پائے گا اور وہ عورت اپنے انکار کی وجہ سے محصنہ نہیں قرار پائے گی۔	محیط
۱۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی مرد نے اپنی عورت سے دخول کیا پھر اسے طلاق دے دی اور کہا وہ عورت آزاد اور مسلمان تھی اور اس عورت نے کہا کہ میں (اس وقت) نصرانیہ تھی (تو وہ مرد اپنے اقرار کی وجہ سے محصن اور وہ عورت اپنے انکار کی وجہ سے غیر محصنہ قرار پائے گی) ؎۴	محیط مضمرات
۱۹	اور اگر کسی مرد نے (اپنی) عورت سے اس کے دبر میں وطی کی تو اس وطی سے وہ محصن نہ قرار پائے گا ؎۵	

؎۵ حکم نمبر ۴/۴۶۲ و حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ — کیفیۃ الحد واقامتہ	حوالہ
۴۶۲-۲۰	ویستحب للامام ان یأمر جماعۃ المسلمین ان یحضروا لاقامۃ الرجم	کذا فی الشمنی
۲۱	وینبغی للناس ان یصفوا عند الرجم کصفوف الصلوۃ وکلما رجم قوم تأخروا وتقدم غیرھم فرجموا	ھکذا فی البحر الرائق والسراج الوھاج
۲۲	ولا بأس لکل من یرمی ان یتعمد بقتلہ الا اذا کان ذا رحم محرم منہ فانہ لا یستحب لہ ان یتعمد بقتلہ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	اذا وجب الرجم بالشہادۃ یجب البداءۃ من الشہود ثم من الامام ثم من الناس حتی لو امتنع الشہود عن الابتداء سقط الحد عن المشہود علیہ ولا یحدون لان امتناعھم لیس صریحا فی رجوعھم	کذا فی فتح القدیر
۲۴	وکذا اذا امتنع واحد منھم	کذا فی التبیین
۲۵	وموت الشہود او احدھم مسقط وکذا اذا غابوا او غاب احدھم فی ظاھر الروایۃ وکذا یسقط الحد باعتراض ما یخرج عن اھلیۃ الشہادۃ کما لو ارتد احدھم او عمی او خرس او فسق او قذف فحد ولا فرق فی ذلک بین کونہ قبل القضاء او بعدہ قبل اقامۃ الحد ولو کان بعضھم مقطوع الایدی او مریضا لا یستطیع الرمی وحضروا یرمی القاضی ولو قطعت بعد الشہادۃ امتنعت الاقامۃ	کذا فی فتح القدیر

۱ حکم نمبر ۲۷/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۷/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اسکے علاوہ لوگ گفایت کر جائیں گے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۸ نیز حکم نمبر ۵۱/۲۵۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر وہ ذو رحم محرم زانی کے رجم میں اس کے قتل کا ارادہ کرے تو وہ اس وجہ سے اس کی میراث سے محروم نہ قرار پائے گا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۰۱ اور ذو رحم محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ اور اقرار سے واجب شدہ رجم کی حد قائم کرنے کے آغاز کے متعلق حکم ۲۸/۴۶۲ اور رجم کے علاوہ حد قائم کرنے کے آغاز کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ رد المحتار میں ہے کہ حاکم مجاز بعض اوقات گواہوں میں ایسی بات دیکھ لیتا ہے جو حد ہٹانے کا موجب قرار پاتی ہے۔ (پس حاکم مجاز رجم کرے) ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۲۰۳ اور البحر الرائق میں ہے کہ گواہوں کی گواہی کی بناپر واجب شدہ رجم میں گواہوں کے آغاز کے بعد اگر حاکم مجاز کی طرف سے رجم نہ ہو تو قیاس یہی ہے کہ وہ حد ساقط ہو جائیگی ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۹۔ اور رد المحتار میں بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ اگر کسی حاکم مجاز نے رجم کا فیصلہ دیا اور پھر وہ رجم سے پہلے معزول ہو گیا یا تبدیل ہو گیا اور اسکی جگہ کوئی حاکم مقرر ہوا تو وہ مذکورہ رجم کا حکم نہ دیگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۲۰۳ نیز حکم نمبر ۲۶، ۲۷/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ حدود میں حد کا جاری کرنا اس کے فیصلہ کا حصہ ہوتا ہے پس اگر ثبوت کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے کوئی مانع عارضہ آگیا تو گویا فیصلہ سے پہلے عارضہ آگیا اور فیصلہ حاصل نہیں ہوا (جیسا کہ مذکورہ صورت میں گواہوں میں گواہی کی اہلیت نہ رہنے

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲--۲۰	حاکم وقت کے لئے مستحب ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو حکم دے کہ وہ رجم کی حد قائم کرنے کے لئے حاضر ہوں[۱]	شمنی
۲۱	رجم کرتے وقت لوگوں کو چاہیئے کہ وہ نماز کی صفوں کی طرح صفیں بنالیں اور جب ایک گروہ رجم کر چکے تو وہ پیچھے ہٹ آئے پھر ان کے علاوہ (دوسرے لوگ) آگے بڑھیں اور رجم کریں۔[۲]	بحرالرائق سراج الوہاج
۲۲	اسمیں کوئی حرج نہیں کہ ہر وہ شخص جو زانی کو رجم کرے وہ اسے قتل کرنے کے ارادے سے پتھر مارے لیکن اگر وہ اس کا ذی رحم محرم ہو تو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے کہ وہ (اسے رجم کے لئے پتھر مارنے میں) اس کے قتل کا ارادہ کرے[۳]	قاضیخان
۲۳	جب (زنا کے مرتکب کو) رجم کرنا گواہوں کی گواہی سے واجب ہوا ہو تو یہ واجب ہے کہ رجم (یعنی پتھر مارنے) کا آغاز[۴] گواہوں سے ہو پھر حاکم[۵] وقت کی طرف سے اور پھر عام لوگوں کی طرف سے رجم ہو۔ حتیٰ کہ اگر ان گواہوں نے رجم شروع کرنے سے انکار کردیا تو اس زانی سے حد ساقط ہو جائے گی۔ البتہ ان گواہوں پر حد (قذف) لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ رجم شروع کرنے سے انکار، انکار شہادت سے رجوع کر لینے میں واضح نہیں ہے۔	فتح قدیر
۲۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان گواہوں میں سے کسی ایک نے رجم شروع کرنے سے انکار کردیا (تو اس زانی پر حدِ زنا اور ان گواہوں پر حد قذف نہیں ہے)۔	تبیین
۲۵	(ا) (گواہی سے واجب رجم کے) سب گواہوں کا وفات پاجانا یا ان گواہوں میں سے کسی ایک کا وفات پاجانا وہ حد ساقط کر دیتا ہے (ب) اسیطرح اگر وہ سب گواہ غائب ہوگئے یا ان میں سے کوئی ایک گواہ غائب ہوگیا تو ظاہر روایت میں یہی حکم ہے (کہ وہ حد ساقط ہوجائے گی) (ج) اور اسی طرح (گواہی سے واجب شدہ حد کے گواہ میں) ایسا عارضہ پیش آنا حد کو ساقط کر دیتا ہے جو عارضہ گواہ کو گواہی کی اہلیت سے خارج کردیتا ہے۔ مثلاً اگر ان گواہوں میں سے کوئی گواہ مرتد ہوگیا یا وہ اندھا ہوگیا یا گونگا ہوگیا یا فاسق ہوگیا یا اس نے قذف کیا اور اسپر حد قذف لگائی گئی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ (اس گواہ میں) وہ عارضہ قاضی کے فیصلہ سے پہلے پیش آیا یا قاضی کے اس فیصلہ کے بعد اور وہ حد قائم ہونے سے پہلے پیش آیا (حکم برابر ہے)[۶] (د) اگر مذکورہ گواہوں میں سے بعض کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا وہ ایسا مریض ہو کہ وہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سبھی گواہ حاضر ہوئے ہوں تو (رجم کے آغاز کیلئے) قاضی پتھر مارے اور اگر کسی گواہ کا ہاتھ اس کی گواہی کے بعد کاٹا گیا تو (اسکی گواہی سے واجب شدہ) حد کا قائم کرنا ممنوع ہو جائیگا[۷]	فتح قدیر

عارضہ کا ذکر ہے) نیز لکھا ہے کہ گواہوں کی موت، یا انکے غائب ہونے کی صورت میں رجم کی حد تو اسلئے ساقط ہوگی کہ رجم کا آغاز گواہوں سے ہونا ضروری ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۲۶،۲۳/۴۶۲ میں ہے) کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ وہ حاضر ہوں تو رجوع کرلیں۔ مگر محصن زانی کے علاوہ کی حد میں گواہوں کی موت یا ان کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حد لازم ہوسکے گی جیسا کہ کافی الحاکم میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ۵ ج ۳ صـ۲۰ نیز حکم نمبر ۲۰ و ۱/۴۶۱، ۵۳،۵۲،۲۷/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر زنا پر گواہی سے پہلے ان گواہوں کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں تو چونکہ ان کے غیر قادر ہونے کی وجہ سے رجم کے آغاز کا استحقاق ان سے متحقق نہیں ہوا لہذا ان کی موجودگی میں حاکم مجاز رجم کا آغاز کریگا اور اگر زنا پر گواہی کے بعد ان گواہوں کے ہاتھ کٹ گئے تو چونکہ (گواہی کے وقت) انکے قادر ہونے کی وجہ سے رجم کے آغاز کا استحقاق ان سے متحقق ہوچکا تھا لہذا رجم میں ان کی طرف سے آغاز نہ ہونے سے وہ حد ساقط ہوجائیگی۔ نیز مریض ہوجانے کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ہاتھ کٹنے سے مراد کسی فاسقانہ جنایت کی حد کے بغیر ہاتھ کٹنا ہے۔ ورنہ فسق کی وجہ سے وہ شہادت کی اہلیت سے خارج ہوجائیں گے (اور پھر وہ حد ساقط ہو جائیگی) ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صـ۲۰۔ نیز حکم نمبر ۵۳،۵۲/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ — کیفیۃ الحد واقامتہ	حوالہ
۴۶۲ -	وعن ابی یوسفؒ آخر موتھم وغیبتھم لا یبطل الحد وبہ ناخذ	کذا فی الحاوی القدسی
	اذا کان المشھود علیہ غیر محصن فقد قال الحاکم الشھیدؒ فی الکافی اقیم علیہ الحد فی الموت والغیبۃ ویبطل فیما سواھما	ھکذا فی غایۃ البیان
۲۶	واجمعوا علی ان فی سائر الحدود سوی الرجم لا تجب البداءۃ لا من الشھود ولا من الامام	کذا فی الذخیرۃ
۲۷	القاضی اذا امر الناس برجم الزانی وسعھم ان یرجموہ وان لم یعاینوا اداء الشھادۃ وروی ابن سماعۃؒ عن محمدؒ انہ قال ھذا اذا کان القاضی فقیھا عدلا اما اذا کان فقیھا غیر عدل او کان عدلا غیر فقیہ لا یسعھم ان یرجموہ حتی یعاینوا اداء الشھادۃ	کذا فی الظھیریۃ
۲۸	وان کان مقرا ابتدأ الامام ثم الناس	کذا فی الکافی
۲۹	ویغسل ویکفن ویصلی علیہ	کذا فی الکافی
۳۰	وان کان غیر محصن فحدہ مائۃ جلدۃ ان کان حرا وان کان عبدا جلدہ خمسین یامر الامام یضربہ بسوط لا عقدۃ علیہ ضربا متوسطا بین الجرح المبرح وغیر المؤلم ولا یجوز التعدی عن حد تدرہ الشرع	کذا فی الکافی
۳۱	وینبغی ان یقیم الحد من یعقل وینظر	کذا فی الایضاح

ـلـہ شہادت سے ثابت شدہ رجم میں ابتدا کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۴۶۲ اور اقرار سے واجب شدہ رجم میں ابتدا کے متعلق حکم ۲۸/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـلـہ ۲ حکم نمبر ۲۰ تا ۲۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـلـہ ۳ حکم نمبر ۲۶/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـلـہ ۴ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر اقرار سے واجب شدہ رجم میں حاکم مجاز کی طرف سے رجم کا آغاز نہ ہو تو لوگوں کیلئے حلال نہ ہوگا کہ وہ رجم کریں خواہ حاکم مجاز دوسروں کو حکم دے اور رد المحتار میں ہے کہ اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ" لوگو! زنا دو ہیں۔ پوشیدہ اور اعلانیہ۔ پوشیدہ زنا یہ ہے اس زنا پر گواہ گواہی دیں بس اس سے لازم شدہ رجم میں پہلے گواہ رجم شروع کریں پھر حاکم مجاز اور پھر دوسرے لوگ رجم کریں۔ اور اعلانیہ زنا یہ ہے کہ حمل سے زنا ظاہر ہو یا زنا کرنے والا خود زنا کا اعتراف کرے اور اس سے لازم شدہ رجم میں حاکم مجاز رجم کا آغاز کرے (اور لکھا ہے کہ اقرار کی صورت میں حاکم مجاز سے رجم کا آغاز اسلئے ہے کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ حاکم مجاز نے حد اور فیصلہ کرنے کی شرطوں میں میں تساہل نہیں کیا۔ اور اگر حاکم مجاز رجم کا آغاز نہ کرے تو ظہور شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جائیگی۔ مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے حق میں مذکورہ شبہ منتفی ہے۔ لہذا حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے رجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ وشق نمبر	تیسرا باب۔ حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۶۲۔	(س) امام ابو یوسفؒ سے ایک اور روایت یہ ہے کہ (گواہی سے واجب شدہ حد کو) گواہوں کا وفات پا جانا یا انکا غائب ہو جانا اس حد کو باطل نہیں کرتا اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	حاوی قدسی
	(س) اگر زنا کا مرتکب غیر محصن ہو تو (اسکے متعلق) الحاکم الشہیدؒ نے الکافی میں کیا ہے کہ (گواہی سے واجب شدہ حد کے) گواہ کے وفات پا جانے یا اس کے غائب ہو جانے کی صورت میں اس پر وہ حد قائم کی جائے گی اور ان دو صورتوں کے علاوہ (دیگر عوارض) کی صورت میں وہ حد باطل ہو جائے گی۔	غایۃ البیان
۲۶	اس پر اجماع ہے کہ رجم کے علاوہ باقی سبھی حدود قائم کرنے میں گواہوں اور حاکم وقت میں سے کسی پر حد کی ابتدا کرنا واجب نہیں ہے[۱]۔	ذخیرہ
۲۷	قاضی نے جب لوگوں کو زانی کے رجم کا حکم[۲] دیا تو لوگوں کیلئے اس زانی کو رجم کرنے کی گنجائش حاصل ہو جائیگی خواہ ان لوگوں نے ادائے شہادت کا معائنہ (خود) نہ کیا ہو۔	
	(ب) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے آپ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ یہ حکم تب ہے جبکہ وہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) فقیہ (یعنی احکام اسلام کا ماہر) اور عادل ہو۔ اور اگر وہ قاضی فقیہ غیر عادل ہو یا وہ عادل غیر فقیہ ہو تو لوگوں کے لئے تب تک اس زانی کو رجم کرنے کی گنجائش نہیں ہے جب تک وہ ادائے شہادت کا معائنہ خود نہ کریں۔	ظہیریہ
۲۸	اگر زنا کا ارتکاب کرنے والے نے زنا کا خود اقرار کیا[۳] ہو اور (حسب شرائط بنا بر اقرار حد لازم ہوئی ہو) تو رجم کرنے میں آغاز حاکم مجاز[۴] کرے اور پھر لوگ رجم کریں۔	کافی
۲۹	رجم شدہ زانی کو غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	کافی
۳۰	(ا) اگر (زنا کی حد واجب ہو جائے اور) وہ زانی غیر محصن ہو تو اس کی حد سو کوڑے ہیں[۵] بشرطیکہ وہ آزاد ہو۔ (ب) اور اگر وہ زانی غلام ہو تو اس کی حد پچاس کوڑے ہیں[۶]۔ (ج) اس (زانی کو کوڑوں کی سزا) حاکم مجاز کے حکم سے مارنے والا ایسے کوڑے سے مارے جس پر گھنڈی نہ ہو اور وہ ایسی ضرب لگائے جو درمیانہ درجہ کی ہو نہ ایسی کہ وہ ضرب سخت زخم پہنچائے اور نہ ایسی کہ وہ غیر تکلیف دہ ہو (د) اور جو حد شرع نے مقرر کی ہے اس سے زیادتی جائز نہیں ہے[۷]۔	کافی
۳۱	اور چاہیئے کہ (حد واجب ہونے پر بحکم حاکم مجاز) ایسا شخص حد قائم کرے جو عقل اور نظر رکھتا ہو[۸]۔	الیضاح

کا رجم نہ کرنا حد ساقط ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ماخوذ از درمختار ودرالمحتار ج ۲ ص ۲۰۱ اور حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے کہ غامدیہ عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس کے رجم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری ماری تھی پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسے پتھروں سے مارو اور اس کے چہرے کو بچاؤ۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۵۲ و هکذا فی سنن ابی داؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۲۵۲ کذا فی الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۴۰/۲۵ و هکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۹۔ حکم نمبر ۲۶/۲۶۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۲/۲۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اور اگر وہ محصن ہو تو اسکی حد کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۶۲ ملاحظہ ہو۔ اور کوڑوں کی حد کے متعلق درمختار ودرالمحتار میں بحوالہ الجوہرہ لکھا کہ اس حدیث کو کسی کو ایکدن پچاس کوڑے پے در پے مارے اور پھر دوسرے دن پچاس کوڑے پے در پے مارے تو زیادہ صحیح حکم کے بموجب کفایت کر جائیگا۔ اور ہر روز ایک دو کوڑے مار دینے سے قیام حد جائز نہیں قرار پایا ماخوذ از درمختار ودرالمحتار ج ۲ ص ۲۰۳۔ [۶] نیز غلام کی حد اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۶۲، ۲۸/۲۶۵، ۶/۲۶۶، ۱۸/۲۶۶، ۳۰/۲۶۸، ۲۲/۲۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۷] حکم نمبر ۳۰، ۳۱/۲۶۲، نیز حکم نمبر ۴۰/۲۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۳۰ ج/۲۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و نمبر	كيفية الحد واقامته	حوالہ
	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته	
٣٢-٤٦٢/٣٢	الرجل والمرأة فی ذلك سواء فان كان كل منهما محصنا رجما اولا فعلى كل الجلد او احدهما محصنا فعلى المحصن الرجم وعلى الآخر الجلد وكذلك فی ظهور الزنا عند القاضی بالبينة والاقرار	كذا فی فتح القدير
٣٣	ويجرد الرجل فی الحد والتعزير ويضرب فی ازار واحد وكذا فی حد الشرب فی ظاهر الرواية ولا يجرد فی حد القذف ولكن ينزع عنه الحشو والفرو	كذا فی فتاوی قاضيخان
٣٤	ولا تجرد المرأة الا عن الفرو والحشو	كذا فی الاختيار شرح المختار
	فان لم يكن عليها غير ذلك لا ينزع	كذا فی العتابية
٣٥	وتضرب جالسة وان حفر لها فی الرجم جاز وان تركه لا يضر	كذا فی الاختيار شرح المختار
	لكن الحفر احسن ويحفر الی الصدر ولا يحفر للرجل وهذا هو ظاهر الرواية	كذا فی غاية البيان
٣٦	ويضرب الرجل قائما فی جميع الحدود	كذا فی الاختيار شرح المختار
٣٧	ولا يمد فی شیئ من الحدود ولا يمسك ولا يربط لكنه يترك قائما الا ان يعجزهم فيشد	كذا فی محيط السرخسی
٣٨	قد قيل المد ان يلقی على الارض ويمد كما يفعل فی زماننا وقيل ان يمد السوط فيرفعه الضارب فوق رأسه وقيل ان يمد بعد الضرب وذلك كله لا يفعل لانه زيادة على المستحق	كذا فی الهداية

ـــه ١ البتہ قیام حد کی کیفیت میں عورت کے مخصوص احکام کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{٣٤ تا ٣٥، ٤٢ تا ٤٧}}{\text{٤٦٢}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ٢ الحشو کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وہ کپڑا جس میں روئی بھری ہوئی ہو یا اسکی مانند ہو۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ٢ صفحہ ٤٢٧ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{\text{٣٣ تا ٣٩}}{\text{٤٦٢}}$ ملاحظہ ہو اور شراب نوشی کی حد کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{٢٧}}{\text{٤٦٥}}$، حد قذف کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{٣}}{\text{٤٦٦}}$ اور تعزیر کے کوڑوں کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{١٨ تا ٢٥}}{\text{٤٦٧}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـــه ٣ مد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{٣٨}}{\text{٤٦٢}}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ـــه ٤ حکم نمبر $\frac{\text{٣٠ د}}{\text{٤٦٢}}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	حوالہ
۹۲۴م ۳۲	(ا) زنا کی حد میں مرد اور عورت کے لئے حکم برابر ہے [۱] - پس اگر وہ دونوں محصن ہوں تو دونوں کو رجم کیا جائے اور اگر وہ دونوں محصن نہ ہوں تو ہر ایک کو (آزاد ہونے کی صورت میں سو اور غلام ہونے کی صورت میں پچاس) درّے مارے جائیں اور اگر ان میں سے ایک محصن ہو اور دوسرا غیر محصن ہو تو محصن کے لئے رجم اور غیر محصن کے لئے دروں کی حد لازم ہوگی (ب) اور اسی طرح حاکم مجاز کے ہاں زنا کا ظاہر ہونے میں خواہ گواہوں کی گواہی سے ہو یا زانی کے اقرار سے ہو یہی حکم ہے (یعنی مرد اور عورت کے لئے حکم برابر ہے)	فتح قدیر
۳۳	(ا) حد اور تعزیر کی سزا میں مرد کے (دیگر) کپڑے اتار دئے جائیں گے اور اسے ایک تہبند (یا پاجامہ) پہنے ہوئے کی حالت میں (حد کی) سزا دی جائے گی - (ب) اسی طرح ظاہر روایت کے بموجب شراب خوری کی حد میں بھی یہی حکم ہے - (ج) حد قذف میں اس کے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے البتہ حشو [۲] (یعنی گدا) اور فرد (یعنی پوستین) کو اتار دیا جائے گا -	قاضیخان
۳۴	(ا) عورت کو (حد یا تعزیر کی سزا دینے کے لئے) اس کے کپڑے نہ اتارے جائیں گے مگر گدا اور پوستین ہو تو وہ اتار دیا جائے گا - (ب) اگر اس عورت کے جسم پر پوستین یا گدا کے سوا اور کپڑے نہ ہوں تو (پھر پوستین یا گدا) نہ اتارا جائے گا -	اختیار شرح مختار عتابیہ
۳۵	(ا) عورت کو (حد یا تعزیر کی) سزا بٹھا کر دی جائے گی اور اگر رجم کی صورت میں اس کے لئے گڑھا کھود دیا گیا جائے ہے - اور اگر نہ کھودا گیا تو اس میں بھی کوئی ضرر نہیں - (ب) لیکن (عورت کے لئے رجم کی صورت میں) گڑھا کھودنا اچھا ہے اور یہ گڑھا سینہ تک گہرا کھودا جائے (ج) اور مرد کے لئے گڑھا نہ کھودا جائے اور ظاہر روایت کے بموجب یہی حکم ہے	اختیار شرح مختار غایہ بیان
۳۶	مرد کو تمام حدود میں کھڑا کر کے سزا دی جائے -	اختیار شرح المختار
۳۷	اور کسی حد میں مدّ [۳] نہ کیا جائے - نہ اسے پکڑ کر تھاما جائے اور نہ رسی سے باندھا جائے بلکہ اسے کھڑا چھوڑا جائے لیکن اگر وہ (ایسا کرنے میں) لوگوں کو عاجز کردے تو اسے مضبوطی سے باندھ دیا جائے -	محیط سرخسی
۳۸	(ا) مدّ (کرنے کے مفہوم) کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ اسے زمین پر ڈالا جائے اور کھینچا جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں کیا جاتا ہے (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اسے اپنے سر سے اوپر کی بلندی تک لے جائے (ج) بعض کا قول یہ ہے کہ مارنے والا کوڑا مارنے کے بعد کھینچے (د) اور یہ سب مذکورہ امور نہ کئے جائیں اس لئے کہ ایسا کرنا قدرِ مستحق میں زیادتی کرنا ہے [۴]	ہدایہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
٣٩-٤٩٢	ویضرب متفرقا علی جمیع اعضائه ماخلا الفرج والوجه والرأس	کذا فی العتابیة
٤٠	ولایجمع بین جلد ورجم فی المحصن وبین جلد ونفی فی البکر وان رأی الامام فی ذلك مصلحة غرّب بقدر ما یری ذلك وذلك تعزیر وسیاسة لاحد ولا یختص بالزنا بل یجوز فی کل جنایة والرأی فیه الی الامام	کذا فی الکافی
	وفسر التغریب فی النهایة بالحبس وهو احسن واسکن للفتنة من نفیه الی اقلیم آخر	کذا فی البحر الرائق وهکذا فی التبیین
٤١	والمریض اذا وجب علیه الحد ان کان الحد رجما یقام علیه للحال وان کان جلدا لایقام علیه حتی یتماثل ای یبرأ ویصح الا اذا کان مریضا وقع الیأس من برئه فحینئذ یقام علیه	کذا فی الظهیریة
	ولوکان المرض لایرجی زواله کالشلل اوکان خداجا ضعیف الخلقة فعندنا یضرب بعثکال فیه مائة شمراخ فیضرب دفعة ولابد من وصول کل شمراخ الی بدنه ولذا قیل لابد حینئذ ان تکون مبسوطة	کذا فی فتح القدیر

سه ١ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ ایک ہی عضو پر حد کی سزا دینا بعض اوقات اسکے تلف کا باعث بن جاتا ہے اور یہ حد اسے تلف کرنے کے لئے نہیں اسے زجر کرنے کے لئے ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ٢ ص ٢٣٦ اور البحرالرائق میں ہے کہ چہرے، فرج اور سر کا استثنا بنا بر روایت ہے۔ نیز اسلئے کہ چہرہ مجمع محاسن ہے۔ سر مجمع حواس ہے اور فرج پر ضرب بعض اوقات موجب قتل ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ٥ ص ٩ نیز حکم نمبر ٢٧/٤٢٥، ٣/٤٢٢، ٢٠/٤٢٧ ملاحظہ ہوں (مترجم) سه ٢ جیسا کہ ہدایہ شریف میں مع بین السطور بحوالہ عنایہ لکھا ہے کہ اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ و غامدیہ عورتؓ کو رجم کی حد لگائی تو کوڑے نہیں لگوائے۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ج ٢ ص ٢٢٩ اور ترمذی شریف میں حضرت عبادۃؓ بن صامت کی روایت (جو کہ حکم نمبر ٢/٤٤١ کے حاشیہ ص ١٣ کے (١) میں مذکور ہے اس) کے متعلق لکھا ہے کہ بعض اہل علم کے ہاں شادی شدہ زانی و زانیہ پر زنا کی حد میں صرف رجم لازم ہے لیکن ساتھ کوڑوں کی سزا نہیں ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کیلئے زنا کی حد میں رجم کا حکم فرمایا تھا اور کوڑوں کا حکم نہیں فرمایا تھا اور یہی حکم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، دیگر کئی صحابہؓ اور حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت ابن المبارکؒ حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں ہے۔ ماخوذ از ترمذی شریف مطبوعہ نولکشور ج ١ ص ١٨٣ نیز حکم نمبر ٤٠/٤٤٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات ومتن نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۳۹	(حدود تعزیر کی سزا کے کوڑوں میں) مضروب کے فرج (یعنی ذکر اور فرج) اور چہرے اور سر کو چھوڑ کر باقی تمام بدن پر متفرق ضربیں لگائی جائیں [1]	عنایہ
۴۰	(ا) محصن کو (زنا کی حد لگانے میں) کوڑوں کی حد اور رجم کی حد کو جمع نہ کیا جائے گا [2] (ب) اور غیر شادی شدہ (یعنی غیر محصن) کو کوڑے مارنے اور نفی یعنی گھر سے دور کرنے کو جمع نہ کیا جائے گا اور اگر حاکم وقت اسمیں مصلحت سمجھے تو بقدر تقاضائے مصلحت اسے تغریب (یعنی وطن سے جدا یا قید کرنے) کی سزا دے اور ایسا کرنا تعزیر اور سیاسۃ ہوگا از روئے حد نہ ہوگا اور ایسا کرنا محض زنا کی سزا سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جرم میں ایسا کرنا جائز ہے اور اس کا مدار حاکم وقت کی رائے پر ہے [3]	کافی
	(ج) تغریب کی تفسیر النہایہ میں (جلا وطن کرنے کی بجائے) قید کرنا بیان کیا گیا ہے اور یہ تفسیر زیادہ اچھی ہے [4] اور مجرم کو دوسرے ملک میں جلا وطن کر دینے کی بجائے اسے قید کر دینا، فتنہ کو نسبتاً زیادہ دبا دینے والا ہے	بحر الرائق تبیین
۴۱	(ا) مریض پر اگر حد واجب ہوئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر رجم کرنے کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کر دی جائے گی (ب) اور اگر کوڑے مارنے کی حد واجب ہوئی تو اس پر وہ حد قائم نہ کی جائے گی حتی کہ وہ بیماری سے صحت پائے یعنی شفا پاکر بالکل تندرست (کی طرح) ہو جائے لیکن اگر وہ مریض ایسا ہو کہ اس کی صحت سے (بظاہر) مایوسی ہو گئی ہو تو ایسی صورت حال میں اس پر وہ حد قائم کر دی جائے گی [5]	ظہیریہ
	(ج) اگر اسکی بیماری ایسی ہو کہ اسکے زائل ہونے کی امید نہ ہو مثلاً شلل [6] (یعنی سوکھا کی بیماری سے بیکار ہو جانا) یا وہ شخص خداج [7] ضعیف الخلقت (یعنی پیدائشی طور پر ناقص) ہو تو ہمارے ہاں اسے ایسے عثکال (یعنی کسی جھالر دار شئی یا گچھا) سے مارا جائیگا جسمیں سو چھوٹی شاخیں ہوں پس وہ مٹھا اسے ایک بار مارا جائے گا اور (اسمیں) یہ ضروری ہے کہ اس کی ہر شاخ اس کے بدن پر پہنچے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس صورت میں ان چھوٹی شاخوں کا پھیلا ہوا ہونا ضروری ہے [8]	فتح قدیر

[3] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ تغریب (یعنی قید یا جلا وطنی) کی سزا (لازمی نہیں)، امام (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر بقدر مصلحت ہے اور یہ سزا تعزیرا وسیاسۃ ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۲۹، ص ۲۳۳۔ نیز حکم نمبر ۲/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ، ۱/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۶/۴۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] شلل یعنی سوکھ جانا، بیکار ہو جانا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۲۵۲ (مترجم) [7] الخداج یعنی النقصان۔ رجل مخدج الید ای ناقصھا۔ قاموس۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قاموس میں ہے کہ خداج نقصان کو کہتے ہیں اور مخدج ہاتھ والا آدمی یعنی ناقص ہاتھ والا۔ اور المنجد میں ہے کہ خداج یعنی چیز کا ناقص ہونا۔ ناتمام ہونا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد اردو ص ۳۰۶ (مترجم) [8] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم احمدؒ اور ابن ماجہؒ کی اس روایت کی بنا پر ہے جس میں ایک ایسے ہی ضعیف شخص کو زنا کی حد کے کوڑے لگانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو یوں ہی حکم دیا تھا۔ نیز لکھا ہے کہ عثکال اور عثکول کھجور کے گچھے کو کہتے ہیں اور شمراخ اسکی چھوٹی شاخ کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۱۔ اور المنجد اردو میں ہے کہ عثکال ہو وہ ج کی جھالر اور کھجور کے گچھے کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۷۷ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و ثبوت نمبر	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد و اقامتہ — کیفیۃ الحد و اقامتہ	حوالہ
۴۲-۴۶۲	والنفساء فی اقامۃ الحد علیھا بمنزلۃ المریضۃ	کذا فی الظھیریۃ
۴۳	والحائض بمنزلۃ الصحیحۃ حتی لا ینتظر خروجھا من الحیض	کذا فی الظھیریۃ
۴۴	الحامل اذا زنت لا تحد حالۃ الحمل سواء کان حدھا جلدا او رجما لکن تحبس الحامل ان کان ثبت زناھا بالبینۃ الی ان تلد ثم اذا ولدت ینظر ان کانت محصنۃ ترجم حین تضع ولدھا وھذا ظاھر الروایۃ وان کانت غیر محصنۃ ترکت حتی تخرج من نفاسھا ثم یقام علیہ الحد	کذا فی غایۃ البیان
۴۵	وان ثبت الحد بالاقرار لا تحبس لکن یقال لھا اذا وضعت فارجعی فاذا وضعت ورجعت فانھا یقام الرجم علیھا اذا کان للولد من یقوم بارضاعہ وان لم یکن ینتظر الی ان ینفطم ولدھا	کذا فی الظھیریۃ
۴۶	ولو اطالت فی التأخیر وتقول لم اضع بعد او شھدوا علی امرأۃ بالزنا فقالت انا حبلی تری النساء ولا یقبل قولھا فان قلن ھی حامل اجلھا حولین فان لم تلد رجمھا	کذا فی فتح القدیر
۴۷	اذا شھدوا علیہ بالزنا فادعت انھا عذراء او رتقاء فنظرت الیھا النساء فقلن ھی کذلک یدرأ عنھا الحد ولا حد علی الشھود ایضا	کذا فی غایۃ البیان
۴۸	وکذلک المجبوب	کذا فی غایۃ البیان

۱؎ اور مریض پر حد واجب ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اگر حاملہ پر رجم کی حد اسکے اقرار کی وجہ سے واجب ہوئی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۵/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے تاکہ وہ عورت بھاگ نہ جائے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۱ (مترجم) ۴؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس پر حد جاری کرنے میں تاخیر بچہ کی رعایت کی وجہ سے تھی اور پیدائش کے بعد وہ اس سے الگ ہوگیا۔ اور امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت میں بچہ کی ضرورت ختم ہونے تک تاخیر کا حکم بھی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۱ کذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۰۵ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۴۲/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ اور اگر حاملہ پر حد اس کے گواہی سے ثابت ہوئی تو اسکے متعلق حکم نمبر ۴۴/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ اگر حاملہ پر کوڑوں کی حد اسکے اقرار کی وجہ واجب ہوتی ہو تو اس کے بچہ جننے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۴۲	وہ جو عورت جو نفاس کی حالت میں ہو اور اسپر حد قائم کرنی ہو تو وہ مریضہ کے حکم میں ہے [۱]	ظہیریہ
۴۳	وہ عورت جو حیض کی حالت میں ہو اور اسپر حد قائم کرنی ہو تو) وہ صحتمند عورت کے حکم میں ہے۔ اس کیلئے (قیام حد میں) حیض سے پاک ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا۔	ظہیریہ
۴۴	(ا) وہ عورت جو حاملہ ہو اور اس نے زنا کیا ہو تو اسپر حمل کی حالت میں حد نہیں قائم کی جائے گی۔ خواہ اسپر کوڑوں کی حد واجب ہوئی ہو یا رجم کی (ب) البتہ اگر حاملہ کا زنا گواہوں کی گواہی [۲] سے ثابت ہوا ہو تو اسے بچہ جننے تک قید میں [۳] رکھا جائیگا۔ پھر جب وہ بچہ جَن چکے تو دیکھا جائے گا اور اگر وہ محصنہ ہو تو بچہ جننے کے بعد اس پر رجم کی حد جاری کردی جائے گی [۴]۔ یہ حکم ظاہر روایت کے بموجب ہے اور اگر وہ غیر محصنہ ہو تو اسے نفاس سے پاک ہونے تک [۵] چھوڑا جائے گا (یعنی اس حد کا نفاذ، نفاس سے فارغ ہونے تک ملتوی رہیگا) اور پھر اسپر کوڑوں کی حد قائم کیجائے	غایہ بیان
۴۵	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس حاملہ پر زنا کی حد (رجم) اس کے اقرار سے [۶] ثابت ہوئی ہو تو اسے قید نہ رکھا جائے گا۔ لیکن اسے کہا جائے گا کہ جب وہ بچہ جن چکے تو لوٹے پس جب وہ بچہ جننے کے بعد واپس حاضر ہوئی تو اسپر رجم کی حد جاری کی جائے گی بشرطیکہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اس بچہ کے لئے دودھ پلانے کا انتظام کرے اور اگر کوئی ایسا شخص نہ ہو تو (اسپر حد جاری کرنے کے لئے) انتظار کیا جائے گا حتی کہ اس بچہ کا دودھ چھٹے [۷]	ظہیریہ
۴۶	اگر اس عورت نے (یعنی جسپر اس کے اقرار کیوجہ زنا کی حد واجب ہوئی وہ حاملہ تھی اور اسپر حد قائم ہونے میں اس لئے تاخیر تھی کہ اس کے بچہ جننے کا انتظار تھا مگر اسنے اس) تاخیر میں طول دیا اور یہ کہتی رہی کہ میں نے (ابھی) بچہ نہیں جنا۔ یا کسی عورت پر گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور اس عورت نے کہا کہ میں حاملہ ہوں تو (ان دونوں صورتوں میں) اس کا قول قبول نہ کیا جائے گا بلکہ اسے عورتیں دیکھیں گی پس اگر انہوں نے کہا کہ وہ حاملہ ہے تو اسے دو سال کی مہلت دی جائے گی پھر اگر اس نے (دو سال میں بھی) بچہ نہ جنا تو اس پر رجم کی حد جاری کی جائے گی۔	فتح القدیر
۴۷	جب گواہوں نے کسی عورت پر زنا کی شہادت دی اور اس عورت نے یہ دعوی کیا کہ وہ باکرہ ہے (یعنی اس کا پردہ بکارت موجود ہے) یا اس نے یہ دعوی کیا کہ وہ رتقاء (یعنی ناقابل جماع) ہے۔ پس عورتوں نے اسے دیکھا اور کہا کہ وہ ایسی ہی ہے (جیسا کہ اس نے دعوی کیا) تو اس سے وہ حد رفع ہو جائے گی [۸] اور ان گواہوں پر بھی (قذف کی) حد لازم نہ ہوگی [۹]	غایہ بیان
۴۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (وہ شخص جس پر زنا کی شہادت دی گئی) وہ ایسا تھا کہ اس کا ذکر کٹا ہوا تھا (تو اس سے وہ حد رفع ہو جائے گی [۱۰]	غایہ بیان

اور نفاس کے بعد حد قائم کرنے کے متعلق حکم ۴۲، ۴۴/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] رتقاء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۹] حکم نمبر ۳/۴۶۱، ۱۰۷، ۱۴۱/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۳/۳۴۴، ۸/۴۶۱، ۴/۴۶۳، ۲۸، ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۴۶۲/۴-۴۹	ویقبل علی العذراء والرتقاء والاشیاء التی یعمل فیها بقول النساء قول امرأة واحدة قال فی الفتاوی الولوالجیة والمثنی احوط	کذا فی غایة البیان
۵۰	ولایقیم المولی الحد علی عبده الا باذن الامام	کذا فی الهدایة
۵۱	ولایقام الحد فی الحر الشدید والبرد الشدید	کذا فی التاتارخانیة
۵۲	وکذا لایقام القطع عند شدة الحر والبرد	کذا فی السراج الوهاج
۵۳	رجل اتی بفاحشة ثم تاب واناب الی الله تعالی فانه لایعلم القاضی بفاحشة	کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر ۸/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اور ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ چار چیزوں کا تعلق وقت کے حاکم مجاز سے ہے اوران چار چیزوں میں حدود کا بھی ذکر ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۲۵۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر آقا نے حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر اپنے غلام پر حد جاری کی تو ظاہر حکم یہی ہے کہ وہ کفایت نہ کریگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۲ حکم نمبر ۱/۴۵۵، ۶، ۶۴/۴۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۴۷۱ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱/۴۷۱ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۴۹	(ا) باکرہ عورت (کے باکرہ ہونے) اور رتقاء عورت (کے رتقاء ہونے[۱]) اور وہ امور جنہیں عورتوں ہی کے قول پر عمل ہوتا ہے ان سب میں ایک عورت کا قول قبول کرلیا جائے گا (ب) اور فتاوی الولوالجیہ میں ہے کہ دو عورتوں کے قول کی صورت میں زیادہ احتیاط ہے ۔	غایہ بیان
۵۰	غلام پر اس کا آقا حد قائم نہیں کرسکتا ۔ لیکن حاکم مجاز کی اجازت سے کرسکتا ہے [۲]	ہدایہ
۵۱	سخت گرمی اور سخت سردی میں حد قائم نہیں کی جائے گی [۳]	تتارخانیہ
۵۲	اسی طرح سخت گرمی ، یا سخت سردی میں قطع عضو کی حد قائم نہیں کی جاتے گی [۴]	سراج وہاج
۵۲	کسی شخص سے بے حیائی کا فعل سرزد ہوا پھر اس نے توبہ کی اور رجوع الی اللہ تعالی کیا تو وہ اس بُرے فعل کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے علم میں نہ لائے ۔	ظہیریہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبہ

دفعات ۴۶۳ تا ۴۶۳ - عنوان ۱ - تعداد شق ۸۷

۴۶۳- الوط موجب الحد وغیر موجب الحد تعداد شق ۸۷

شق	متن	حوالہ
۱	الوط المؤجب للحد ھو الزنا	
۲	فان تمحض حراما یجب الحد وان تمکنت فیہ الشبھۃ لایجب الحد	کذا فی الکافی کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	والشبھۃ مایشبہ الثابت ولیس بثابت	کذا فی الکافی
۴	وھی انواع (شبھۃ فی الفعل) وتسمی شبھۃ اشتباہ وھی ان یظن غیرہ لیل الحل دلیلا وھو یتحقق فی حق من اشتبہ علیہ دون من لم یشتبہ علیہ ولابد من الظن لیتحقق الاشتباہ فان ادعی انہ ظن انھا حلال لہ لم یحد وان لم یدع حد	کذا فی الکافی
۵	(و شبھۃ فی المحل) وتسمی شبھۃ حکمیۃ وذا القیام دلیل الحل فی المحل و امتنع عملہ لمانع فتعتبر شبھۃ فی حق الکل ولا یتوقف ثبوتھا علی ظن الجانی ودعواہ الحل	کذا فی الکافی

۱؎ زنا کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۵۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ شبہ کے متعلق حکم نمبر ۴۵۸، ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ شبہ کی قسمیں حکم نمبر ۱ تا ۷ / ۴۶۳ میں اور ان کی مثالیں حکم ۴۵۸ میں اور حکم نمبر ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ چنانچہ شبہ فی الفعل کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ لے اس فعل وطی کے حرام ہونے میں شبہ ہوگیا اور اس وطی کے محل یعنی موطوءہ کے حرام ہونے میں شبہ نہ ہو بلکہ محل کا حرام ہونا قطعی ہو۔ اور اسکی مثال کے متعلق لکھا ہے کہ جیسا کہ کوئی شخص یہ ظن کرلے کہ اسکی بیوی کی باندی اسکے لئے حلال ہے بایں وجہ کہ اس سے خدمت لینا حلال ہے اور وہ یہ گمان غالب کرلے کہ یہ بھی ایک خدمت لینا ہے؛ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۹ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۱ / ۴۶۳ میں ہے اور شبہ فی الفعل کی مزید مثالوں کے متعلق حکم نمبر ۹ تا ۲۱ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ چنانچہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اسمیں اعتبار فی نفسہ ظن کا نہیں دعوی ظن کا ہے۔ اسلئے کہ ظن ایک باطنی امر ہے۔ قاضی کو اسکا علم صاحب ظن کے دعوی سے ہی ممکن ہے۔ پس اگر اسے (مذکورہ) ظن تھا

دعوی ظن نہ کیا تو اسے حد لگائی جائے گی اور اگر اسے ظن نہ تھا اور اس نے (مذکورہ) ظن کا دعوی کیا تو اسے حد نہ لگائی جائیگی۔ اور اگر فاعل و مفعول دونوں میں سے کسی ایک نے دعوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام / موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	دفعات وشق نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام

دفعات ۴۶۳ تا ۴۶۳ ۔ عنوان ۱ ۔ تعداد شق ۸۲

۴۶۳ - موجب حد و غیر موجب حد وطی

اور اسمیں ۸۲ شقیں ہیں

حوالہ	متن	شق
کافی	جس وطی سے حد واجب ہوتی ہے وہ زنا ہے ۱	۱
قاضیخان	پس اگر کسی نے محض حرام (زنا) کا ارتکاب کیا تو حد واجب ہوگی اور اگر اس زنا کے حرام ہونے میں کسی شبہ ۲ نے جگہ پائی تو حد واجب نہ ہوگی ۔	۲
کافی	شبہ اسے کہتے ہیں جو ایک ثابت شدہ امر کے مشابہ ہو اور (فی نفسہ) ثابت نہ ہو ۳	۳
کافی	شبہ کی کئی قسمیں ہیں ۔ اس کی ایک قسم شبہ فی الفعل ۴ ہے اور اسے شبہ اشتباہ بھی کہتے ہیں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ حلال ہونے کی دلیل کے غیر کو حلال ہونے کی دلیل ہونے کا گمانِ غالب کرے ۔ اور یہ شبہ اس شخص کے حق میں متحقق ہوگا جسے اس کا اشتباہ ہوا اور یہ شبہ ایسے شخص کے حق میں متحقق نہ ہوگا جسے اس کا اشتباہ نہ ہوا نیز شبہ اشتباہ کے تحقق کے لئے گمانِ غالب کا پایا جانا ضروری ہے ۔ پس اگر اس شخص نے یہ دعوی کیا کہ اس کا گمانِ غالب یہ تھا کہ وہ اس کے لئے حلال ہے تو اسپر حد لازم نہ ہوگی ۔ اور اگر اس نے یہ دعوی نہ کیا تو اسے حد لگائی جائے گی ۵	۴
کافی	شبہ کی ایک قسم شبہ فی المحل ۶ ہے اور اسے شبہ حکمیہ بھی کہتے ہیں ۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ حلال ہونے کی کوئی دلیل محل میں قائم ہو مگر اسکا عمل کسی مانع کی وجہ سے ممنوع ہوگیا ہو ۔ پس یہ شبہ سب کے حق میں معتبر قرار پائیگا اور اس کا ثبوت اس پر موقوف نہ ہوگا کہ مجرم کو حلال ہونے کا ظن ہو اور وہ اس کے حلال ہونے کے ظن کا دعوی کرے ۔	۵

ظن کیا دوسرے نے نہ کیا تو دونوں کو حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ جب ایک جانب کے فعل میں شبہ متمکن ہوگیا تو وہ دوسری جانب بھی ضرورۃً متعدی ہوجائیگا ۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۰ ۔ حکم $\frac{۱۳، ۶۱}{۴۶۳}$ میں قاعدہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ چنانچہ شبہ فی المحل کے متعلق ردالمحتار ج ۳ ص ۲۰۷ میں ہے کہ المحل یعنی موطوءہ جس سے وطی کی گئی اور شبھۃ المحل ای شبھۃ فی حل المحل یعنی اسے موطوءہ کے حلال ہونے کا شبہ ہوا ۔ اور ص ۲۰۹، ۲۱۰ میں ہے کہ اس میں محل کے حلال ہونے کی دلیل سے شبہ قرار پاتا ہے ۔ پس اس میں حلال سمجھنے کے ظن غالب کا ہونا ضروری نہیں ۔ اسلئے شبھۃ المحل کی صورت میں خواہ حلال سمجھنے کا ظن غالب کرے یا نہ کرے اسپر حد لازم نہ ہوگی الخ ۔ چنانچہ شبھۃ فی المحل کی مثال کے متعلق البحرالرائق میں ہے کہ مثلاً بیٹے یا پوتے کی باندی سے وطی کرنے میں شبھۃ فی المحل موجود ہے ۔ اسلئے کہ روایت اَنۡتَ وَمَالُکَ لِاَبِیۡکَ (یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے) کی وجہ سے شبہ فی المحل موجود ہے پس خواہ اسکے گمان غالب میں وہ حرام ہو ۔ حد لازم نہ ہوگی ۔ مفہوم ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۱۱

اور شبہ فی المحل کی مزید مثالوں کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۲ تا ۳۱، ۶۲}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات تشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۶	فالحد یسقط بالنوعین والنسب یثبت فی الثانی ان ادعی الولد ولا یثبت فی الاول وان ادعاه ویجب مهر المثل فی النوع الاول	کذا فی الکافی
۷	(وشبهة فی العقد) فان العقد اذا وجد حلالا کان او حراما متفقا علی تحریمه اومختلفا فیه علم الواطی انه محرم اولم یعلم لایحد عند ابی حنیفة رحمه الله وعندهما اذا نکح نکاحا مجمعا علی تحریمه فلیس ذلک بشبهة ویحد ان علم بالتحریم والالا	کذا فی الکافی
۸	قال الامام الاسبیجابی رحمه الله الاصل انه متی ادعی شبهة واقام البینة علیها سقط الحد فبمجرد الدعوی یسقط ایضا الا ان الاکراه لا یسقط الحد حتی یقیم البینة علی الاکراه	کذا فی البحر الرائق
۹	والشبهة فی الفعل فی وطء المطلقة ثلاثا فی العدة ولو طلقها ثلاثا ثم راجعها ثم وطئها بعد مضی المدة یحد اجماعا وام الولد اذا اعتقها سیدها والمختلعة والمطلقة علی مال فی العدة بمنزلة المطلقة ثلاثا فی العدة لثبوت الحرمة اجماعا ووطء امة ابیه وامه	کذا فی الکافی
۱۰	وکذا وطء جاریة جده وجدته وان علیا	هکذا فی فتح القدیر

۱؎ چنانچہ درمختار ردالمحتار میں ہے کہ شبہ (فی المحل میں) وطی کرنے والا اگر اس (بچہ) کی نسب کا دعوی کرے تو شبہ فی المحل کی صورت میں نسب ثابت ہوگی اور شبہ فی الفعل کی صورت میں نسب ثابت نہ ہوگی اسلئے کہ وہ محض زنا ہے۔ صرف اس کے ظن کی وجہ سے فضلاً من اللہ اس سے حد ساقط ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۱۔ نیز حکم نمبر ۲۲/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲؎ چنانچہ شبہ فی العقد کے متعلق درمختار ردالمحتار میں ہے کہ جس میں صورۃ عقد نکاح پایا جائے نہ کہ حقیقۃ کیونکہ حقیقی عقد نکاح شبہ کی تعریف سے خارج ہے ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۱ اور شبہ کی تعریف کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۶۳ اور حقیقی نکاح کی صورت میں کسی عارض کی وجہ سے حرام وطی کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۳ اور شبہ فی العقد کی مثالوں کے متعلق حکم نمبر ۳۲ تا ۳۴/۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۳؎ حکم نمبر ۷۹، ۸۱/۴۶۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۴؎ جیسا کہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے جبر کرنے کا الزام دینا دوسرے کے فعل کا دعوی ہے۔ اسلئے اسکا ثابت کرنا لازم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۰۰۔ نیز حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۵؎ شبہ فی الفعل کی تعریف اور اسکے حکم کے متعلق ۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوا ور مذکور صورت کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور دوران عدت اس سے وطی کی اور کہا کہ میرا ظن غالب یہ تھا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۶	پس شبہ کی ان دونوں قسموں (مذکورہ $\frac{۵، ۴}{۴۶۳}$) میں (زنا کی) حد ساقط ہوجاتی ہے اور بچہ کی نسب دوسری قسم (یعنی شبہ فی المحل) میں ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بچہ کے لئے دعوی کرے اور پہلی قسم (یعنی شبہ فی الفعل) میں بچہ کی نسب ثابت نہیں ہوتی اگرچہ اس کا دعوی کرے [1] البتہ پہلی قسم (یعنی شبہ فی الفعل) کی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔	کافی
۷	شبہ کی ایک اور قسم شبہ فی العقد [2] ہے (ا) پس جب عقد نکاح پایا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو۔ اس کے حرام ہونے پر فقہاءؒ کا اتفاق ہو یا اختلاف ہو۔ اس کے حرام ہونے کو وطی کنندہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو (عقد نکاح کی وجہ سے) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس پر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اگر کسی نے ایسا نکاح کیا جس کے حرام ہونے پر (فقہاءؒ کا) اتفاق ہے تو اس صورت میں شبہ متحقق نہیں ہے۔ پس اگر وہ اس کے حرام ہونے کا علم رکھتا تھا تو اس پر (اس زنا کی وجہ سے) حد لگائی جائے گی ورنہ نہیں۔	کافی
۸	امام اسبیجابیؒ نے کہا ہے کہ (مذکورہ احکام میں) اصول یہ ہے کہ جب کسی نے شبہ کا دعوی کیا اور اس پر گواہی قائم کی تو اس سے (زنا کی) حد ساقط ہوجائے گی۔ نیز اگر اس نے صرف شبہ کا دعوی کیا (گواہی قائم نہ کی) تب بھی اس سے (زنا کی) حد ساقط ہوجائے گی [3] لیکن جبر ہونے کے محض دعوی کی صورت میں اس سے حد ساقط نہ ہوگی جب تک کہ جبر پر گواہی قائم نہ کرے [4]	بحرالرائق
۹	(ا) (شبہ فی الفعل کی مثال جیسے) تین طلاق دی ہوئی (بیوی) سے دوران عدت وطی کرنا شبہہ فی الفعل [5] ہے (پس اس صورت میں حلال سمجھنے کے دعوئ ظن کے بعد اس پر حد لازم نہ ہوگی) اور اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس کے ساتھ رجوع کرلیا پھر (عدت کی) مدت گزرنے کے بعد اس سے وطی کی تو اسے حد لگائی جائے گی اس پر اجماع ہے [6] (ب) اور ام ولد [7] کو جب اسکے آقا نے آزاد کردیا اور خلع والی [8] عورت اور طلاق علی المال والی عورت سے دوران عدت ان (سے وطی کرنے) کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ تین طلاق دی ہوئی (سے دوران عدت وطی کرنے) کا حکم ہے اس لئے کہ ان (سے وطی کرنے) کی حرمت کا ثبوت اجماعا ہے [9] (ج) اور باپ یا ماں کی باندی سے وطی کرنا (بھی شبہ فی الفعل ہے۔ حلال سمجھنے کے دعوئ ظن کے بعد اس پر حد لازم نہ ہوگی) [10]	کافی
۱۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح دادا یا دادی کی باندی اور خواہ ان سے اوپر (اپنے اصل مثلا پردادا پردادی وغیرہ) کی باندی سے وطی کرنے کا حکم یہی ہے (ان صورتوں میں حلال سمجھنے کے دعوئ ظن کے بعد حد لازم نہ ہوگی) [11]	فتح قدیر

وہ مجھ پر حرام ہے" تو اسے (زنا کی) حد لگائی جائے گی اور لکھا ہے کہ اگر اس نے یہ کہا کہ میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے، تو اسے حد نہ لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ نسب، حبس اور نفقہ وغیرہ کی وجہ سے اثر ملک قائم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۵۔ وکذا فی البحر الرائق نیز لکھا ہے کہ تین طلاقوں کا مطلق ذکر کرنا تین اکٹھی یا متفرق سبھی کو شامل ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۳ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۱۰ (مترجم)۔ [6] غالبا اسلئے کہ اس صورت میں شبہ متحقق نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

[7] ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۲۲۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [8] اسکے متعلق رد المحتار میں ہے کہ خلع والی یعنی خلع علی المال والی اور اگر مال کے بغیر خلع ہوا تو پھر شبہۃ فی المحل قرار پائیگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۱ (مترجم)۔ [9] چنانچہ اسکے متعلق ہدایہ میں ہے کہ ام ولد کو جب اسکا آقا آزاد کردے اور خلع والی اور طلاق علی المال والی بمنزلہ تین طلاق والی کے ہیں۔ اسلئے کہ ان (سے وطی) کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ اور دوران عدت بعض آثار بھی قائم ہیں۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ مذکورہ بعض آثار ملک قائم ہیں مثلا وجوب نفقہ، باہر نکلنے سے منع کا اختیار وغیرہ۔ ماخوذ از ہدایہ وحاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۶۔ اور تین طلاق والی کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹ و}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [10] حکم نمبر $\frac{۴}{۴۶۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [11]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعداد شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۷۶۲- ۱۱	ونی وطء امة زوجته وسیده وفی وطء المرهونة فی حق المرتهن فی روایة کتاب الحدود	کذا فی الکافی
	وهو المختار	کذا فی التبیین
۱۲	والمستعیر للرهن فی هذا بمنزلة المرتهن	کذا فی فتح القدیر
۱۳	وان ادعی احدهما الظن ولم یدع الآخر ذلک لم یحدا حتی یقرا انهما علما بالحرمة	کذا فی الکافی
۱۴	ولو کان احدهما غائبا فقال الحاضر علمت انها علی حرام حد الحاضر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	وان وطی امة اخیه او عمه وقال ظننت انها تحل لی حد وکذا سائر المحارم سوی الولاد	کذا فی الکافی
۱۶	وکذا اذا وطی جاریة ذات محرم من امرأته	کذا فی السراج الوهاج
۱۷	ولو وطی الجاریة المستعارة یلزمه الحد وان قال ظننت انها تحل لی	کذا فی محیط السرخسی
۱۸	وکذا لو وطی الجاریة المستأجرة للخدمة وجاریة الودیعة	هکذا فی السراج الوهاج
۱۹	وکذا الرجل اذا زنی بامرأة الاب او الجد یحد وان قال ظننت انها تحل لی	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] چنانچہ اسکے متعلق درمختار وردالمحتار میں ہے کہ مرہونہ سے وطی کرنے کو امام محمدؒ نے کتاب الحدود میں شبہ فی الفعل کے مسائل کی ذیل میں ذکر کیا ہے اور کتاب الرہن میں شبہ فی المحل کے مسائل کی ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ماخوذ ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۰ نیز حکم نمبر ۴/۲۴۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ درمختار ج ۳ صفحہ ۲۱۰ میں ہے۔ [3] چنانچہ اس کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ "للرھن" (یعنی رہن کے لئے) میں لام تعلیل کے لئے ہے تعدیہ کے لئے نہیں ہے۔ پس مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص نے رہن رکھنے کے لئے کوئی باندی مانگ کر لی اور لام تعدیہ کا ہوتا تو مفہوم یوں ہوتا کہ کسی شخص نے رہن رکھی ہوئی باندی مانگ کر لی۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۱ (مترجم) [4] جیساکہ حکم نمبر ۴/۲۴۳ کے دوسرے حاشیہ میں ہے (مترجم) [5] جیساکہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ ان صورتوں میں ایک دوسرے کے مال میں ملکیت اور فعل کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس حلال سمجھنے کا اس کا دعوی غیر معتبر ہے۔ اور چونکہ اس صورت میں حلال سمجھنے کے دعوی کے باوجود حد لگائی جانے کا حکم ہے اور زنا کی شرط میں ہے کہ اس کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہو جیساکہ

دفعہ و متن نمبر	چوتھا باب ۔موجبِ حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۱۱	(الف) اور (مذکورہ حکم کی طرح) اپنی بیوی کی باندی یا اپنی مالکہ کی باندی سے وطی کرنا (بھی شبہ فی الفعل ہے اسمیں حلال سمجھنے کے دعوی ظن کے بعد حد لازم نہیں ہے) (ب) اور (اسی طرح) رہن رکھی ہوئی باندی سے رہن رکھنے والے کا وطی کرنا (بھی شبہ فی الفعل ہے) یہ حکم کتاب الحدود کی روایت کے بموجب ہے [1]	کافی
	(ج) یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے [2]	تبیین
۱۲	رہن کے لئے مانگ کر لینے والے کا حکم اسمیں (یعنی وطی کرنے میں) رہن رکھنے والے کے حکم کی طرح ہے [3]	فتح قدیر
۱۳	(الف) (اگر شبہ فی الفعل سے وطی کی صورت میں) ان دونوں میں سے ایک نے (حلال سمجھنے کے) ظن غالب کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی نہ کیا تو ان دونوں کو حد نہ لگائی جائے گی [4] حتی کہ وہ دونوں یہ اقرار کریں کہ وہ دونوں اس وطی کے حرام ہونے کا علم رکھتے تھے (تو پھر ان دونوں کو حد لگائی جائے گی)	کافی
۱۴	اگر (وطی بشبہ فی الفعل کی صورت میں) ان دونوں میں سے ایک حاضر ہوا اور دوسرا غائب ہوا اور اس حاضر شخص نے یہ کہا کہ "مجھے معلوم تھا کہ وہ مجھپر حرام ہے" تو اس حاضر شخص کو حد لگائی جائے گی ۔	قاضیخان
۱۵	(الف) اگر کسی آدمی نے اپنے بھائی یا چچا کی باندی سے وطی کی اور یہ کہا کہ "میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے"، تو اسے حد لگائی جائے گی [5] (ب) یہی (مذکورہ) حکم رشتۂ ولادت [6] کے سوا سب محرموں کے متعلق ہے ۔	کافی
۱۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی (تو حلال سمجھنے کے دعوی ظن کے باوجود اسے حد لگائی جائے گی) [7] ۔	سراج وہاج
۱۷	اگر کسی نے عاریۃً لی ہوئی (یعنی مانگی ہوئی) باندی سے وطی کی تو اس پر حد لازم ہوگی اگرچہ وہ یہ کہے کہ "میرا ظنِ غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے"	محیط سرخسی
۱۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے خدمت کے لئے اجرت پر رکھی ہوئی باندی سے وطی کی یا امانت رکھی ہوئی باندی سے وطی کی (تو حلال سمجھنے کے ظن غالب کے دعوی کے باوجود اسے حد لگائی جائیگی) [8]	سراج وہاج
۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی آدمی نے اپنے باپ یا دادا کی بیوی سے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائے گی اگرچہ وہ یہ کہے کہ "میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے" [9]	قاضیخان

حکم نمبر ۱/۴۶۳ میں ہے چنانچہ تعارض کو رفع کرتے ہوئے) لکھا ہے کہ اس کے حلال سمجھنے کے دعوی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ زنا حرام ہے مگر (اسکا دعوی ہے کہ) اس کے ظنِ غالب میں یہ زنا حرام نہیں ہے تاکہ حد واجب ہونے کی اس شرط سے معارضہ نہ ہو جس میں کہا گیا ہے کہ زنا حرام ہونے کا علم حد واجب ہونے کے لئے شرط ہے ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۳ (مترجم) [6] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ "سوی الولاد" یعنی ۔ رشتہ ولادت کے سوا اور مراد یہ ہے کہ اصول و فروع کے رشتے کے سوا، البتہ اصول کی صورت میں حد کا لازم نہ ہونا ثابت ہوگا کہ حلال سمجھنے کا (دعوی) ظن غالب ہو ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۳ ۔ حکم نمبر ۹/۴۶۳ (ج، ۱۰) مع حواشی ملاحظہ ہوں اور فروع کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۳ کا پہلا حاشیہ اور ۲۲/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۵/۴۶۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۳۶/۴۶۳ (ل) مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] اور باپ یا دادا کی باندی سے وطی کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۲۰-۴/۲۶۳	والمرأة لومكنت من عبدها تحد	كذا في العتابية
۲۱	وكذا رب الدين وطی جارية المديون من التركة[1]	كذا في العتابية
۲۲	والشبهة في المحل[2] في وطء امة ولده وولد ولده سواء كان ولده حيا او ميتا ثم ان حبلت وولدت يثبت النسب من الاب ولا يجب العقر وان لم تحبل فعلى الاب العقر ولا يثبت الملك له فيها والجد كالاب لكن لا يثبت نسبه عند قيام الاب	كذا في الكافي هكذا في العتابية كذا في الكافي
۲۳	وفي وطء المعتدة بالكنايات[3] ووطء الامة المبيعة في حق البائع قبل التسليم	كذا في الكافي
۲۴	وكذا في وطء جارية مكاتبه او عبده المأذون له وعليه دين يحيط بماله ورقبته ووطء الجارية المهورة قبل التسليم في حق الزوج ووطء الجارية المشتركة بينه وبين غيره	هكذا في التبيين
۲۵	اذا اعتق احد الشريكين الجارية فان ضمن لشريكه ثم وطی لا يحد وان وطئها الشريك يحد وان سعت فان وطئها المعتق يحد وان وطئها الشريك الاخر لا يحد	كذا في خزانة المفتين
۲۶	وكذلك الجواب فيما اذا كان جميع الامة له وقد اعتق نصفها ثم وطی بعد ذلك لاحد عليه في قولهم جميعا	كذا في المحيط

[1] جیساکہ البحرالرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ غریم (یعنی جس نے قرض دے رکھا ہے) اپنے مقروض کے عین ترکہ کا مالک نہیں بنتا بلکہ ترکہ کی قیمت سے اس کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ اور اگر غریم مقروض کے عین ترکہ کا مالک قرار پاتا تو اسکی اجازت کے بغیر ترکہ کی باندی کی فروخت جائز نہ ہوتی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۳ (مترجم) [2] شبہہ فی المحل کی تعریف اور اس کے حکم کے متعلق ۵/۲۶۳ مع حاشیہ۔ نیز حکم نمبر ۳/۲۵۸ کا دوسرا حاشیہ اور ۱۲ و/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیساکہ درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۸ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۶/۲۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] طلاق بالکنایہ یعنی غیر صریح طلاق اس کے احکام فتاوی ہذا کی بحث ۸ کتاب الطلاق کے باب ۲ کی فصل ۵ میں ہیں (مترجم) [5] جیساکہ البحرالرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام

دفعات وشق نمبر	موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۶۳۴-۲۰	اگر عورت نے اپنے غلام کو (برضا اپنے ساتھ) وطی کرنے دی تو اسپر حد لازم ہوگی (خواہ حلال سمجھنے کے ظنِ غالب کا دعوی کرے)	عتابیہ
۲۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر قرض خواہ نے مقروض کے ترکہ کی باندی سے وطی کی تو اس پر حد لازم ہوگی- خواہ وہ اسے حلال سمجھنے کے ظنِ غالب کا دعوی کرے [1]	عتابیہ
۲۲	(ل) (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) ولد کی باندی سے وطی کرنا شبہ فی المحل ہے [2] (ب) خواہ (مذکورہ صورت میں) اسکا ولد زندہ ہو یا وفات پاچکا ہو۔ (ج) پھر اگر (مذکورہ صورت میں) وہ حاملہ ہوگئی اور اس نے بچہ جنا تو اس بچہ کی نسب باپ سے ثابت ہوگی اور عقر واجب نہ ہوگا اور اگر وہ حاملہ نہ ہوئی تو باپ پر عقر واجب نہ ہوگا اور اس کے لئے اس باندی کی ملک ثابت نہ ہوگی (د) اور داد (مذکورہ حکم میں) باپ کی طرح ہے لیکن باپ کے ہوتے اس کی نسب دادا سے ثابت نہ ہوگی [3]	کافی عتابیہ کافی
۲۳	(ل) اور (شبہہ فی المحل کی مثال جیسے) طلاق بالکنایہ [4] دیکر اس عورت سے دوران عدت وطی کرنا [5] (ب) یا بیچنے والے کا بیچی ہوئی باندی سے (مشتری کو) سپرد کرنے سے پہلے وطی کرنا (بھی شبہہ فی المحل ہے)	کافی
۲۴	(ل) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اپنے مکاتب [6] غلام کی باندی سے وطی کرنے کی صورت میں ہے (ب) یا اپنے ایسے غلام کی باندی سے وطی کرنا جو کاروبار [7] کے لئے اجازت یافتہ ہو اور اسپر اتنا قرض ہو کہ وہ اس غلام کے مال اور خود اس غلام کی قیمت کو گھیرے ہوتے ہو (ج) یا اس کا اپنی ایسی باندی سے وطی کرنا جو اس نے اپنی بیوی کے حق مہر میں دے دی ہے اور ابھی اسے بیوی کے سپرد نہیں کیا (د) یا ایسی باندی سے وطی کرنا جو اسمیں اور ایک اور شخص میں مشترک [8] ہے (تو ان سب صورتوں میں شبہ فی المحل کی وجہ سے اسپر حد لازم نہ ہوگی)	تبیین
۲۵	(شبہ فی المحل کی مثال جیسے دو آدمیوں میں مشترکہ باندی کی صورت میں) جب ایک شریک [9] نے اس باندی سے اپنا حصہ آزاد کردیا تو اگر اس نے دوسرے شریک کو بقیہ کا تاوان دے دیا پھر اس باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم نہ ہوگی اور (اس صورت میں) اگر اس کے دوسرے شریک نے اس باندی سے وطی کی تو اسے حد لگائی جائے گی- اور اگر اس (نصف آزاد) باندی نے (بقیہ نصف کی آزادی کے لئے) [10] سعی کی تو اگر نصف آزاد کرنے والے نے اس باندی سے وطی کی تو اسے حد لگائی جائے گی اور (اس صورت میں) اگر اس کے دوسرے شریک نے اس باندی سے وطی کی تو اسے حد نہ لگائی جائیگی	خزانۃ المفتین
۲۶	اور (مذکورہ حکم کی طرح) یہی جواب اس صورت میں ہے جب ایک باندی (بغیر شرکتِ غیر) پوری اس کی ہو اور اس نے اسکا نصف آزاد کردیا ہو پھر اسکے بعد اس سے وطی کی ہو تو سبکے قول کے بموجب اسپر حد لازم نہ ہوگی۔	محیط

کہ طلاق بالکنایہ کے بائن ہونے کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں وہ طلاق رجعی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ایسا نہیں ہے اور یہی حکم مختار ہے تاہم شبہہ فی المحل کی وجہ سے حد لازم نہ ہو گی مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۱ (مترجم) [6] مکاتب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۲۰۸ ، ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] ماذون غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۰۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] مشترک باندی کے مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] محض مشترکہ باندی کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] مستسعی کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شقات نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۲۷	واذا اعتق امته وهو یطؤها ثم نزع وعاد فی ذلك المجلس لا یحد	کذا فی خزانة المفتین
۲۸	ولو ارتدت المرأة والعیاذ باللہ[1] وحرمت علیه او حرمت بجماع امها او ابنتها او بمطاوعة ابن الزوج ثم جامعها وقال علمت انها علی حرام لا حد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	وکذا لو تزوج خمسا فی عقدة او تزوج الخامسة فی نکاح الاربع او تزوج باخت امرأته او بامها فجامعها وقال علمت انها علی حرام او تزوج متعة لا یجب الحد فی هذه الوجوه وان قال علمت انها علی حرام	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	ولو وطی رجل من الغانمین جاریة من المغنم قبل القسمة بعد ان خرجت الغنائم الی دار الاسلام[2] فلا حد علیه وان قال علمت انها علی حرام	کذا فی السراج الوهاج
۳۱	وکذلك ان کان فی دار الحرب ایضا	کذا فی السراج الوهاج
۳۲	والشبهة فی العقد[3] فی وطء محرم[4] تزوجها فانه لا حد علیه عند ابی حنیفة رحمه اللہ ولکن یوجع عقوبة ان علم بذلك وعندهما یحد ان علم بالحرمة وان لم یعلم فلا حد علیه[5]	کذا فی الکافی

[1] حکم نمبر ۲۶،۳۲،۵/۴۶۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶۹/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] شبہ فی العقد کی تعریف اور اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۳ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳۲ د/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم (مذکورہ) ایسی سب محرم عورتوں کے متعلق ہے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے خواہ وہ نسب کی وجہ سے حرام ہو یا رضاعت (یعنی دودھ پی لینے کی وجہ سے جس کی تفصیل اور اس کے احکام بحث رضاعت کی بحث میں ہیں) یا صہریت (یعنی دامادی کے رشتہ) کی وجہ سے حرام ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۱ اور ایسی باندی کے متعلق حکم نمبر ۳۵ ب/۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ نیز حج میں عورت کے محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] هکذا فی الهدایة اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس حکم میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام زفر رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کا اختلاف ہے الخ۔ ماخوذ از ہدایہ و حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۸ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۲۶۳-۲۷	اور (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) جب کوئی آدمی اپنی باندی سے وطی کر رہا تھا کہ اس نے اسے آزاد کر دیا اور اس سے جدا ہو گیا پھر اس نے اسی مجلس میں اس سے وطی کی تو اسے حد نہ لگائی جائے گی۔	خزانۃ المفتین
۲۸	اور (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) اگر کوئی عورت العیاذ باللہ مرتدہ ہو گئی اور اس وجہ سے خاوند پر حرام ہو گئی یا کوئی عورت اس وجہ سے خاوند پر حرام ہو گئی کہ اس کے خاوند نے اسکی ماں یا بیٹی سے جماع کر لیا یا اس عورت نے خاوند کے بیٹے سے مطاوعت کی (یعنی اسے وطی کرنے دی) پھر (ان مذکورہ صورتوں میں) اس کے خاوند نے اس سے جماع کیا اور یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"، تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔	قاضیخان
۲۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے ایک عقد میں پانچ عورتوں سے نکاح کیا یا کسی نے اپنے نکاح میں چار عورتوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کیا یا کسی نے اپنی بیوی کی بہن سے نکاح کیا یا کسی نے اپنی بیوی کی ماں سے نکاح کیا پھر (ان مذکورہ صورتوں میں) اس آدمی نے اس سے جماع کیا اور یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"، یا کسی آدمی نے کسی عورت سے بطور متعہ نکاح کیا (اور پھر اس سے جماع کیا) تو ان سب صورتوں میں اس پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ یہ کہے کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"، [1]	قاضیخان
۳۰	اور (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) اگر جہاد کے غنائم (دار الحرب سے) دار الاسلام نکال لانے کے بعد اور ان کی تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی باندیوں میں سے کسی باندی سے کسی غازی نے وطی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی اگرچہ اس نے کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"، [2]	سراج وہاج
۳۱	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ وہ غازی دار الحرب میں تھا (اور اس نے مذکورہ فعل کیا تو شبہ فی المحل کی وجہ سے اس پر حد لازم نہ ہوگی)	سراج وہاج
۳۲	(ا) اور (شبہ فی العقد[3] کی مثال جیسے وہ) محرم[4] (عورت جس سے نکاح جائز نہیں ہو سکتا) سے نکاح کر کے وطی کرنا شبہ فی العقد ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسپر (زنا کی) حد لازم نہیں ہے۔ لیکن اسے (تعزیرا) دردناک سزا دی جائے گی بشرطیکہ اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہو[5] (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے حد لگائی جائے گی بشرطیکہ اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہو اور اگر اسے اس کے حرام ہونے کا علم نہیں ہے تو اسپر حد لازم نہیں ہے۔	کافی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۶۲۳-	وبه اخذ الفقيه ابو الليث رح وعليه الفتوى	كذا في المضمرات
	قال الاسبيجابي رح والصحيح قول ابي حنيفة رح	كذا في النهر الفائق
۴۳	ومنكوحة الغير ومعتدته ومطلقة الثلاث بعد التزوج كالمحرم وان كان النكاح مختلفا فيه كالنكاح بلا شهود او بلا ولي فلا حد عليه اتفاقا لتمكن الشبهة عند الكل	كذا في الكافي
۴۴	وكذا اذا تزوج امة على حرة او تزوج مجوسية او امة بلا اذن سيدها او تزوج العبد بلا اذن سيده فلا حد عليه اتفاقا	كذا في الكافي

لہ امام ابوحنیفہ رح اور صاحبین رح کے مذکورہ اختلاف کے متعلق البحر الرائق میں مندرجہ تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ مذکورہ عقد (یعنی محرم سے نکاح) میں شبہ جگہ پاتا ہے یا نہ اور اس کا مدار اسپر ہے کہ یہ عقد وارد علی المحل ہے یا نہ۔ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس میں نفس نکاح کا محل ہے اس لئے کہ ان کے ہاں محل قرار پانا قبولیت حلت سے نہیں قبولیت مقصد سے ہے اور چونکہ مذکورہ نکاح میں فی الجملہ قبولیت مقصد موجود ہے اس لئے کہ اگرچہ وہ محرم اس کے لئے حلال نہیں مگر بنات آدم قابل توالد میں اور اسی لئے اس آدمی کے غیر کا نکاح اس عورت سے صحیح ہوسکتا ہے۔ پس فی الجملہ قبولیتِ مقصد کی وجہ سے محلیت موجود ہے اور عقد علی المحل میں شبہ جگہ پاتا ہے لہذا اس صورت میں حرام ہونے کا علم ہونے کی صورت میں حد لازم نہیں البتہ ارتکابِ حرام کی وجہ سے تعزیر ہے۔ (اور حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ۲ ص۲۶۱ میں ہے کہ جیساکہ (بغیر مجبوری) خنزیر کا گوشت کھانے کی وجہ سے حد نہیں تعزیر ہے اور اس موضوع پر مولانا عبدالحی لکھنوی رح نے ایک مستقل رسالہ بنام "القول الجازم بسقوط الحد بنکاح المحارم" بھی لکھا ہے) اور صاحبین رح کے ہاں مذکورہ عقد وارد علی المحل نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کے ہاں محل قرار پانا (قبولیت مقصد سے نہیں) حکم تصرف یعنی قبولیت حلت سے ہے اور چونکہ محرم سے حرمت دائمی ہے اور یہ عقد صورۃ ہے حقیقۃ نہیں ہے لہذا یہ نکاح لغو ہے جیساکہ کوئی آدمی کسی مذکر سے نکاح کرے۔ پس مذکورہ عقد میں دائمی حرمت کی وجہ سے محلیت موجود نہیں اور عقد علی غیر المحل میں شبہ جگہ نہیں پاتا لہذا اسے حرام ہونے کا علم ہونے کی صورت میں اسپر حد لازم ہے۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۵ وھکذا فی رد المحتار ج ۳ ص۲۱۲ نیز رد المحتار میں ہے کہ حاصل الکلام یہ ہے کہ محرم سے عقد و وطی کسی طرح بھی حلال قرار نہیں پاتی کیونکہ یہ زنا محض ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس میں نسب اور عدت ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صورت میں حد دور کرنے والا شبہ بھی جگہ نہ پائے اور اس سے امام ابوحنیفہ رح کے قول کو ترجیح ملتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں اگر اسے حرام ہونے کا ظن غالب تھا تو امام ابوحنیفہ کے ہاں حد نہیں ہے (تعزیر ہے) اور صاحبین رح کے ہاں اس پر حد ہے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے حلال ہونے کا ظن غالب تھا تو اس پر بالاجماع حد لازم نہ ہوگی۔ اور تعزیر ہوگی۔ اور اگر اسے حلال ہونے کا اعتقاد تھا تو اسکی تکفیر کی جائے گی۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص۲۱۲، ص۲۱۳ اور البحر الرائق میں ہے کہ یہ مسائل دلالت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالی کی حرام کردہ شیئ کو بطور ظنِ غالب حلال جانا تو اسکی تکفیر نہ کی جائے گی۔ البتہ اگر کسی نے اللہ تعالی کی حرام کردہ شیئ کو حلال سمجھنے کا اعتقاد رکھا تو اسکی تکفیر کی جائے گی اور اس کی نظیر مثلاً قرطبی رح نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے نجومیوں اور رملیوں کی طرح امرِ عادی کے تجربہ کی وجہ سے مستقبل کے کسی واقعہ کے متعلق ظنِ غیب کیا تو جائز ہوگا البتہ دعوی علم غیب ممنوع ہے۔ اور اس سے بظاہر حکم یہ ہے کہ ظن غیب کا دعوی حرام ہے کفر نہیں ہے۔ البتہ علم غیب کا دعوی کفر ہے۔ جس کی مزید وضاحت مرتدین کے احکام میں آئے گی ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۶ وکذا فی رد المحتار

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب۔ موجبِ حد اور غیر موجبِ حد وطی کے احکام موجبِ حد وغیر موجبِ حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-	(ج) فقیہ ابو اللیثؒ نے اسی (مذکورہ ۳۲ب/۴۶۳) حکم کو اختیار کیا ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔ (د) فقیہ اسبیجابیؒ نے کہا ہے کہ (اسمیں) صحیح قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے [۱]	مضمرات نہر فائق
۳۳	(د) غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ یا تین طلاق دی ہوئی (اپنی بیوی) سے (بغیر حلالہ) نکاح کا حکم مَحرَم کے حکم کی طرح ہے [۲] (ب) اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً کسی نے بغیر گواہوں کے یا بغیر (اجازت) ولی کے نکاح کیا (اور وطی کی) تو اس پر بالاتفاق حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ (ان صورتوں میں) سب کے ہاں شبہ (فی العقد) جگہ پاتا ہے [۳]	کافی
۳۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب کسی آدمی نے آزاد عورت (سے نکاح) کی موجودگی میں باندی سے نکاح کیا یا کسی مجوسی (آتش پرست مشرکہ) عورت سے نکاح کیا یا باندی سے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا یا غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو (ان سب صورتوں میں) اس پر بالاتفاق حد لازم نہ ہوگی [۴]	کافی

ج ۳ ص ۲۱۲ (مترجم) [۲] اور مَحرَم کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو جس میں حرام ہونے کا علم ہونے کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد نہیں تعزیر ہے اور صاحبینؒ کے ہاں حد ہے (مترجم) [۳] چنانچہ حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ میں ہے کہ صاحبینؒ کے ہاں ہر وہ نکاح جس کی صحت اور فساد مختلف فیہ ہے اس میں وطی سے حد لازم نہیں ہے اگرچہ وہ اسے حرام کہے مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح یا بغیر (اجازت) ولی کے نکاح یا متعہ اور متعین مدت کے لئے نکاح وغیرہ اور ہر ایسا نکاح جس کا حرام ہونا متفق علیہ ہے اسمیں وطی سے حد ساقط نہیں ہوتی بشرطیکہ وہ اسے حرام کہے۔ نیز قبل کے ساتھ لکھا ہے کہ بعض کے ہاں صاحبینؒ کا اختلاف (یعنی حد ساقط نہ ہونا) صرف ان عورتوں سے نکاح اور وطی کے متعلق ہے جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ۲ ص ۲۶۳ چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ البحر، وبحوالہ فتح القدیر عن ابن المنذر، اور بحوالہ الکافی للحاکم لکھا ہے کہ صاحبینؒ کا مذکورہ اختلاف صرف ذوات الارحام کی صورت میں ہے جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے ماخوذ رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۲، ص ۲۱۳ اور البحر الرائق میں ہے کہ غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ۔ الی قولہ۔ یا مجوسیہ الخ وغیرہ سے نکاح کے بعد وطی کی صورت میں زیادہ ظاہر روایت کے بموجب بالاتفاق حد لازم نہیں تعزیر ہے اور حاشیہ البحر الرائق میں بحوالہ الفتح لکھا ہے کہ الکافی میں حافظ الدینؒ نے مجوسیہ وغیرہ کی صورت میں (صاحبین کے ہاں بھی) حد ساقط ہونے کی علت میں لکھا ہے۔ صاحبینؒ کے ہاں شبہ کا جگہ نہ پانا اور پھر حد کا لازم ہو جانا تب ہے کہ اس کا حرام ہونا مجمع علیہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو اور (الکافی میں مذکورہ) اس علت کا تقاضا ہے کہ غیر کی منکوحہ، غیر کی معتدہ اور اپنی مطلقہ الثلاث کی صورت میں بھی صاحبینؒ کے ہاں حد لازم نہ ہو اس لئے کہ انکا حرام ہونا بھی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح مجوسیہ اسلام لے آئے تو نکاح سے حلال ہو سکتی ہے اسی طرح غیر کی منکوحہ وغیرہ بھی طلاق مل جانے اور عدت گذر جانے کے بعد نکاح سے حلال ہو سکتی ہے البتہ ذوات الارحام میں ایسا نہیں ہو سکتا الخ پھر صاحب حاشیہ البحر نے بحوالہ النھر لکھا ہے کہ الکافی کی یہ عبارت جسمیں "غیر کی منکوحہ وغیرہ کا حکم مَحرَم کے حکم کی طرح کہا گیا ہے" اس عبارت میں کوئی لفظ رہ گیا ہے یا اختصار ہے فلیتنبہ۔ ماخوذ از البحر الرائق وحاشیہ البحر الرائق ج ۵ ص ۱۶ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [۴] حکم نمبر ۳۳ب/۴۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۲۵۰۴۶۳	اذا کان الوطء بملک النکاح او بملک یمین والحرمة بعارض امر فذلک لا یوجب الحد نحو الحائض والنفساء والصائمة والمحرمة والموطوءة بشبهة والتی ظاهر منها او آلی منها وکذلک الامة المملوکة اذا کانت محرمة علیه بسبب الرضاع او الصهریة او باعتبار ان ذات محرم منها فی نکاحه او هی مجوسیة او مرتدة فلاحد علیه وان علم بالحرمة	کذا فی المحیط
۳۶	استاجر امرأة لیزنی بها او لیطأها او قال خذی هذه الدراهم لاطأک او قال مکنینی بکذا ففعلت لم یحد وزاد فی النظم و لها مهر مثلها و یوجعان عقوبة و یحبسان حتی یتوبا و قالا یحدان کما لو اعطاها مالا بغیر شرط بخلاف ما اذا قال خذی هذه الدراهم لاتمتع بک لان المتعة کانت سبب الاباحة فی الابتداء فبقیت شبهة	کذا فی التمرتاشی
۳۷	ولو قال امهرتک کذا لازنی بک لم یجب الحد	کذا فی الکافی
۳۸	جاریة الرجل اذا جنت جنایة عمد ثم زنی بها ولی الجنایة لاحد علیه عند الکل وان کانت الجنایة خطاء فزنی بها ولی الجنایة قال ابو حنیفة رحمه الله علیه الحد اختار مولاها الدفع او الفداء و قال صاحباه ان اختار الدفع لاحد علیه وان اختار الفداء علیه الحد	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حکم نمبر $\frac{1}{302}$، $\frac{1}{297}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ ظہار کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۳؎ کتاب الطلاق کے باب ۹ میں ہیں (مترجم) ۳؎ ایلاء کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۳؎ کتاب الطلاق کے باب ۷ میں ہیں (مترجم) ۴؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی نے ایسی باندی سے وطی کی جو اسپر دودھ پینے یا دامادی کے رشتہ کی وجہ سے الخ حرام تھی تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اسپر حد لازم نہیں ہے خواہ وہ کہے کہ اسے اسکے حرام ہونے کا علم تھا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری مصری ج ۳ ص ۴۶۸، حکم نمبر $\frac{32}{343}$ و کا دوسرے حاشیہ میں رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیساکہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے ہاں زنا کیلئے عورت اجرت پر لیکر اس سے وطی کرنے پر حد لازم نہیں ہوتی اسلئے کہ کلام اللہ میں حق مہر کو اجرت نام رکھا گیا ہے (سورہ نساء آیت ۲۴) اور عقد علی المحل سے شبہ ہو گیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۳۵	(و) جب کسی نے ملکِ نکاح (یعنی اپنی بیوی) یا ملکِ یمین (مثلاً اپنی باندی ہونے) کی وجہ سے وطی کی درانحالیکہ (اس سے وطی) کسی امرِ عارض کی وجہ سے حرام تھی تو اس وطی سے حد لازم نہ ہوگی - مثلاً وہ حیض یا نفاس کی حالت میں تھی یا وہ روزہ سے تھی یا وہ احرام [1] کی حالت میں تھی یا اس سے شبہ میں وطی کی گئی یا اس سے ظہار [2] یا ایلاء [3] کیا ہوا تھا (اور اس سے وطی کی) (ب) اسی طرح کسی نے اپنی اس مملوکہ باندی سے وطی کی جو اس پر دودھ پینے کی وجہ سے یا دامادی کے رشتہ کی وجہ سے حرام تھی یا اس لئے حرام تھی کہ اس کی ذات محرم اس کے نکاح میں تھی یا وہ باندی مجوسیہ تھی یا وہ مرتدہ تھی (اور اس سے وطی کی)، تو (ان سب صورتوں میں) اسپر حد لازم نہ ہوگی خواہ اسے علم ہو کہ وہ اسپر حرام تھی [4]	محیط
۳۶	(د) کسی آدمی نے کوئی عورت اس لئے اجرت پر حاصل کی کہ وہ اس سے زنا کرے یا وطی کرے - یا اس نے اس عورت سے یہ کہا کہ "یہ رقم لے تاکہ میں تجھ سے وطی کروں" یا اس نے اس سے یہ کہا کہ "اس رقم کے بدلے مجھے وطی کرنے دے" اور (ان صورتوں میں) اس عورت نے ایسا کرلیا تو اس وطی کی وجہ سے اسے حد نہ لگائی جائے گی - اور النظم میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کو مہر مثل ملے گا - اور ان دونوں کو (تعزیراً) دردناک سزا دی جائے گی اور ان دونوں کو قید کیا جائے گا - حتی کہ (آئندہ کے لئے) توبہ کریں [5] (ب) اور (مذکورہ صورتوں کے متعلق) صاحبینؒ کے ہاں ان دونوں کو (زنا کی) حد لگائی جائے گی جیسا کہ اگر کسی آدمی نے کسی عورت کو بغیر کسی شرط مال دیا (اور اس سے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائیگی (ج) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے یہ کہا کہ "تو یہ رقم لے تاکہ میں تجھ سے متعہ کروں" (تو ایسی وطی پر حد لازم نہ ہوگی) اس لئے کہ متعہ کرنا ابتدائے اسلام میں (وطی کے لئے) سبب اباحت تھا پس شبہ باقی ہے (اور حد لازم نہیں) [6]	تمرتاشی
۳۷	اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے یوں کہا کہ "میں نے تجھے اتنا مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں" (اور پھر اس سے وطی کی) تو اس پر حد واجب نہ ہوگی [7]	کافی
۳۸	(و) کسی آدمی کی باندی نے جان بوجھ کر کوئی جنایت [8] کی پھر ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو سب کے ہاں اس ولی جنایتؒ (اس زنا کی وجہ سے) حد لازم نہ ہوگی [9] (ب) اگر اس باندی کی وہ جنایت (جان بوجھ کر نہ تھی بلکہ) خطاءً تھی پھر ولی جنایت نے اس سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس پر حد لازم ہوگی - خواہ اس باندی کے آقا نے اس ولی جنایت کو وہ باندی دینا اختیار کیا یا اس نے اس جنایت کا فدیہ دینا اختیار کیا اور صاحبینؒ کے ہاں اگر آقا نے ولی جنایت کو وہ باندی دینا اختیار کیا تو اس ولی جنایت پر حد لازم نہیں ہے اور اگر آقا نے اس کا فدیہ دینا اختیار کیا تو ولی جنایت پر (اس زنا کی وجہ سے) حد لازم ہوگی -	قاضیخان

جیسا کہ یوں کہے کہ "میں نے تجھے اتنا حق مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں" مگر خدمت کیلئے عورت اجرت پر لیکر اس سے زنا کرنے کی صورت میں بالاتفاق حد لازم ہے اسلئے کہ عقد مستوفی بالوطی نہیں اور عقد علی المحل پر شبہ کا تحقق اس محل پر قرار پاتا ہے دوسرے محل پر نہیں - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۸ حکم نمبر $\frac{۲۷۰۲}{۴۶۳}$، $\frac{۱۸}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] یعنی مذکورہ اباحت کی بنا پر شبہ جگہ پاکر حد لازم نہ ہوگی گو اب متعہ اور مقررہ مدت کیلئے نکاح کرنا باطل ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ متعہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے یہ کہے کہ "میں تجھ سے اتنے عرصہ کیلئے اس مال پر نکاح متعہ کرتا ہوں اور ایسا نکاح باطل ہے کیونکہ اس کی اباحت منسوخ ہو کر صحابہؓ کا اجماع ہے"۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۸ [7] نیز حکم نمبر $\frac{۹}{۴۶۲}$ کے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر $\frac{۳۶۱۲}{۴۶۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جنایت یعنی قتل کرنا، عضو نقصان کرنا اور اسکے مزید احکام بھی ہیں) ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۵۵ باب ۱ (مترجم) [9] جیسا کہ البحر میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس باندی کی وہ جنایت موجب قصاص تھی بایں صورت کہ اس نے جان بوجھ کر کسی انسان کو قتل کردیا تھا اور ولی جنایت (یعنی اس مقتول کے قریبی وارث) نے اس باندی سے زنا کیا تو اس ولی جنایت پر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اور اسپر عقر لازم ہوگا وجہ یہ ہے کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ مذکورہ صورت میں ولی جنایت اس باندی کا مالک قرار پاتا ہے پس شبہ متحقق ہوتا ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فى الوطء الذى يوجب الحد والذى لا يوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حــوالــہ
۴۹۳-۳۹	اذا قبل الرجل اجنبية عن شهوة اونظر الى فرجها بشهوة ثم تزوج بامها اوابنتها فدخل بها لاحد عليه وان قال علمت انها على حرام فى قول ابى حنيفة رح ولا يبطل احصانها بهذا الوطى حتى يحد قاذفه	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۰	اذا قبل الرجل ام امرأته اوابنتها اوقبلت المرأة ابن زوجها اواباه حتى حرمت عليه ثم ان زوجها وطئها لاحد عليه وان قال علمت انها على حرام	هكذا فى التتارخانية
۴۱	فى الاصل لا يؤخذ الاخرس بحد الزنا ولا بشئ من الحدود وان اقر به باشارة اوكتابة اوشهدت به الشهود عليه	كذا فى المحيط
۴۲	والذى يجن ويفيق اذا زنى فى حال افاقته أخذ بالحد فان قال زنيت فى حال جنونى لا يحد كالبالغ اذا قال زنيت وانا صبى	كذا فى المحيط
۴۳	من زنى فى دار الحرب او فى دار البغى ثم خرج الينا لا يقام عليه الحد	كذا فى الهداية
۴۴	لو دخلت سرية دار الحرب فزنى رجل منهم لم يحد وكذا امير العسكر لا يقيم الحدود والقصاص وان كان الخليفة قد غزا بنفسه او امير مصر كان يقيم الحد على اهله غزا بجنده يقيم الحدود والقصاص فى دار الحرب وهذا اذا زنى بالعسكر فاما اذا لحق باهل الحرب وفعل ذلك لا يقام عليه الحد۔ قالوا وانما يقيم هذا الامير الحد فى عسكره اذا كان يأمن على الذى يقيم عليه الحد ان لا يرتد ولا يلحق بالكفار واما اذا كان يخاف عليه الارتداد واللحاق فانه لا يقيم عليه الحد حتى ينفصل عن دار الحرب ويصير فى دار الاسلام	كذا فى الكافى كذا فى الظهيرية

[1] کیونکہ ایسی صورتوں میں حرمت مصاہرہ قرار پاتی ہے اور حرمت مصاہرہ کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث [2] کتاب النکاح کے باب [3] کی قسم دوم میں ہیں (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۲/۴۵۸، ۳۳ ج/۴۶۱، ۴۹، ۵۱ تا ۵۵/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ بموجب روایت دار الحرب میں حدود قائم نہیں کی جاتیں اور اس کے دار الاسلام میں آنے کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ جرم کا مرتکب ہوتے وقت وہ غیر موجب للحد تھا اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ اگرچہ اس نے دار الاسلام میں آکر حاکم مجاز کے سامنے زنا کا اقرار کیا (حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	چوتھا باب - موجب حد یا غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۳۹-۴۶۳	جب کسی آدمی نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ شہوت سے لیا یا اس کے فرج کو شہوت سے دیکھا [1] پھر اس کی ماں یا بیٹی سے نکاح کرکے دخول کیا تو اس پر حد لازم نہ ہوگی اگرچہ اس نے یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ (حرمت مصاہرہ کی وجہ سے) مجھ پر حرام ہے" یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ہے اور ایسی وطی سے اس کا محصن ہونا باطل نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اس پر قذف کرنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی [2]	قاضیخان
۴۰	جب کسی آدمی نے اپنی بیوی کی ماں یا اپنی بیوی کی بیٹی کا بوسہ شہوت سے لیا یا بیوی نے اپنے خاوند کے بیٹے کا یا خاوند کے باپ کا بوسہ (شہوت سے) لیا حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے اپنے خاوند پر حرام ہوگئی پھر اس کے خاوند نے اس سے وطی کی تو اس کے خاوند پر حد لازم نہ ہوگی اگرچہ اس نے یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"۔	تتارخانیہ
۴۱	الاصل میں ہے کہ گونگا شخص زنا کی حد یا کسی اور حد میں نہ پکڑا جائے گا خواہ وہ اشارہ سے یا لکھ کر زنا کا اقرار کرے یا اس پر گواہ گواہی دیں [3]	محیط
۴۲	(د) وہ شخص جو کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے جب اس نے ٹھیک ہونے کی حالت میں زنا کیا تو وہ زنا کی حد کے لئے پکڑا جائے گا اور اگر اس نے یوں کہا کہ "میں نے اپنے جنون کی حالت میں زنا کیا تھا"، تو اسے حد نہ لگائی جائے گی [4] (ب) جیسا کہ کوئی بالغ شخص یوں کہے کہ "میں نے بچپن میں زنا کیا تھا" [5] (تو اس پر حد نہ لگائی جائے گی)۔	محیط
۴۳	جس شخص نے دارالحرب (یعنی کافروں کی مملکت) میں زنا کیا یا جس نے دارالبغی (یعنی باغیوں کی حکومت) میں زنا کیا پھر وہ ہمارے ہاں (یعنی دارالاسلام میں) آگیا تو اس پر حد قائم نہ کی جائے گی [6]	ہدایہ
۴۴	(د) اگر کوئی فوجی دستہ دارالحرب میں داخل ہوا - ان میں سے ایک آدمی نے زنا کا ارتکاب کیا تو اس پر حد نہ لگائی جائیگی [7] (ب) اسی طرح لشکر کا امیر حدود اور قصاص قائم نہیں کر سکتا [8] (ج) اگر خلیفہ جہاد میں خود شریک ہوا یا کسی شہر کے ایسے حاکم نے اپنے لشکر سمیت جہاد کیا جو اپنی حدودِ ولایت میں حدود قائم کرتا تھا تو وہ (یعنی خلیفہ و مذکورہ حاکم مجاز) دارالحرب میں حدود و قصاص قائم کریں گے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی نے مسلمانوں کی فوج میں ہوتے ہوئے زنا کا ارتکاب کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جا ملا اور زنا کا ارتکاب کیا تو اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی۔ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ حاکم مجاز اپنے لشکر میں تب حد قائم کرے گا کہ جس شخص پر وہ حد قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مرتد ہو جانے اور کافروں سے جا ملنے کے متعلق حاکم مجاز کو اطمینان ہو اور اگر اسے اس کے مرتد ہو جانے اور کافروں سے جا ملنے کا خوف ہو تو اس پر (وہاں) حد نہ قائم کرے گا حتیٰ کہ وہ دارالحرب سے جدا ہو جائے اور دارالاسلام میں آجائے (تو پھر حد قائم کرے گا)	کافی ظہیریہ

نیز حکم نمبر ۲/۴۶۱ کا نواں حاشیہ، ۱/۴۵۵، ۱/۴۵۷، ۴۴/۴۲۳، ۹۲، ۹۳/۴۶۴، ۶/۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۴۳/۴۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[8] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ سریہ اور لشکر کے امیر کو اقامۃ الحدود کا کام نہیں سونپا گیا تھا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۰ نیز حکم نمبر ۴۴ ج/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۳-۴۴-۴۵	الذمی اذا زنی بحربیة مستأمنة یجب الحد علی الذمی بالاجماع	کذا فی الغیاثیة
۴۶	وهکذا الوزنی بها مسلم یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۷	لاحد علی المستأمن والمستأمنة عند ابی حنیفة ومحمد الاحد القذف ولو مکنت مسلمة اوذمیة من مستأمن فعند ابی حنیفة رح تحد المسلمة والذمیة وعند محمد رح لاحد علی واحد وعند ابی یوسف حد واجمیعا	کذا فی العتابیة
۴۸	الذمی اذا زنی ثم اسلم ان ثبت ذلك علیه باقراره اوبشهادة المسلمین لایدرأعنه الحد وان ثبت بشهادة اهل الذمة فاسلم لایقام علیه الحد	کذا فی البحر الرائق
۴۹	ان زنی صحیح بمجنونة اوصغیرة یجامع مثلها حد الرجل خاصة وهذا بالاجماع	کذا فی الهدایة
۵۰	وکذا اذا زنی بنائمة یجب علیه الحد	هکذا فی محیط السرخسی
۵۱	اذا زنی صبی او مجنون بامرأة عاقلة وهی مطاوعة فلاحد علی الصبی والمجنون بلاخلاف وهل تحد المرأة فعلی قول علمائنا لا تحد واذا زنی بصبیة فلاحد علیهما وعلیه المهر	کذا فی الذخیرة
۵۲	ولو اقر الصبی بذلك لایلزمه شیٔ باقراره	کذا فی الذخیرة

۱ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸/۴۶۳، ۳۰/۴۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۴۵، ۴۷/۴۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) ۴ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ زنا کرنے والے دونوں یا تو مسلمان ہوں گے یا دونوں ذمی ہوں گے، دونوں مستأمن ہوں گے۔ یا مرد مسلمان ہوگا اور عورت ذمیہ یا مستأمنہ ہوگی یا اس کا عکس ہوگا یا مرد ذمی اور عورت مستأمنہ ہوگی یا اس کا عکس ہوگا یہ کل نو صورتیں بنتی ہیں اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ان میں سے تین کے سوا باقی سب صورتوں میں حد واجب ہے۔ وہ تین صورتیں جنکا حکم الگ ہے یہ ہیں جبکہ دونوں مستأمن ہوں یا مرد مستأمن ہو یا عورت مستأمن ہو ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۳۔ نیز حکم نمبر ۴۵ تا ۴۷/۴۶۰، ۱۴۴/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۴۵/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کا پہلا حاشیہ، ۶۱/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ حکم نمبر ۵۶، ۶۱/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر غیر مکلف شخص (مثلا نابالغ بچہ یا مجنون) نے مکلفہ (یعنی عاقلہ بالغہ عورت) سے زنا کیا تو اس مکلف

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات حکم نمبر	چوتھا باب - موجبِ حد اور غیر موجبِ حد وطی کے احکام — موجبِ حد و غیر موجبِ حد وطی کا بیان	حوالہ
٤٣ ٤٥	ذمی آدمی[1] نے جب مملکت کفار کی کسی ایسی عورت سے زنا کیا جو امان حاصل کرکے دار الاسلام آئی تھی تو اس ذمی پر بالاجماع حد واجب ہوگی [2]	غیاثیہ
٤٦	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی مسلمان نے مملکت کفار کی کسی ایسی عورت سے زنا کیا جو امان حاصل کرکے دار الاسلام میں آئی تھی تو اس (مسلمان) پر حد لگائی جائے گی [3]	قاضیخان
٤٧	(ا) مملکت کفار کا ایسا مرد یا عورت جو امان حاصل کرکے دار الاسلام آئے ہوں ان پر کوئی حد لازم نہیں ہوتی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے مگر ان پر حد قذف لازم ہوتی ہے (ب) اور اگر کسی مسلمان یا ذمیہ عورت نے ایسے مرد کو جماع کرنے دیا جو مملکت کفار کا ہو اور امان حاصل کرکے دار الاسلام آیا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس مسلمان یا ذمیہ عورت کو حد لگائی جائے گی - امام محمدؒ کے ہاں ان میں سے کسی ایک پر بھی حد لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ان سب پر حد لازم ہوگی [4]	عتابیہ
٤٨	ذمی شخص نے جب زنا کا ارتکاب کیا اور پھر مسلمان ہوگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر) وہ حد زنا اسپر اس کے اقرار کی وجہ سے یا مسلمانوں کی گواہی سے ثابت ہوئی تھی تو اس سے وہ حد نہ ہٹے گی اور اگر اس پر وہ حد ذمی گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی تھی پھر وہ اسلام لے آیا تو اس پر وہ حد قائم نہ کی جائے گی [5]	بحرالرائق
٤٩	اگر صحیح العقل مرد نے مجنونہ عورت سے یا ایسی چھوٹی لڑکی سے زنا کیا جو قابلِ جماع ہو تو اس مرد پر خاصۃً (یعنی مجنونہ یا لڑکی پر نہیں صرف اس مرد پر) حد لازم ہوگی یہ حکم بالاجماع ہے [6]	ہدایہ
٥٠	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی مرد نے سوئی ہوئی عورت سے زنا کیا تو اس مرد پر خاصۃً حد واجب ہوگی (سوئی ہوئی عورت پر حد لازم نہ ہوگی) [7]	محیط سرخسی
٥١	(ا) اگر (نابالغ) بچہ یا مجنون شخص نے کسی ایسی عورت سے زنا کیا جو بالغہ ہے اور رضامند ہے تو اس بچہ یا مجنون پر بلا خلاف حد واجب نہ ہوگی اور کیا اس عورت پر حد لگائی جائے گی (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) ہمارے علماء کے قول کے بموجب اسے حد نہ لگائی جائے گی [8] (ب) اگر اس (نابالغ یا مجنون) نے (نابالغ) بچی سے زنا کیا تو ان دونوں پر حد لازم نہ ہوگی - اور اس زانی پر اس کا حق مہر لازم ہوگا [9]	ذخیرہ
٥٢	اگر کسی (نابالغ) بچہ نے زنا کا اقرار کیا تو اس کے اقرار کی وجہ سے اسپر کچھ لازم نہ ہوگا [10]	ذخیرہ

اور مکلف میں سے کسی پر حد لازم نہ ہوگی (اس لئے کہ زنا میں اصل فعل مرد کا ہے عورت اس کی تبع میں ہے اور اصل پر حد لازم نہ ہونے سے تبع پر بھی حد لازم نہ ہوگی اور عقر بھی لازم نہ ہوگا اور اگر مکلف شخص (یعنی عاقل بالغ مرد) نے غیر مکلف (یعنی نابالغ بچی یا مجنونہ) سے زنا کیا تو اس سے اس زانی مرد پر حد لازم ہوگی غیر مکلفہ پر حد لازم نہ ہوگی اور اگر کسی نابالغ بچہ نے نابالغ بچی سے زنا کیا یا اس نے کسی عورت پر جبر کرکے اس سے زنا کیا تو اسپر عقر لازم ہوگا - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ٣ ص ٢١٦ ملخصا - حکم نمبر ١/٤٥٦ مع پہلا حاشیہ، ٥٢ تا ٥٥، ٦٠، ٦١ / ٤٦٣، ٣/٢٧٠ ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] حکم نمبر ٥١ و ٥٤ / ٤٦٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ٥١ ل / ٤٦٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۵۳-۴۶۳	ولو زنی صبی بامرأة بالغة فاذهب عذرتها وهی مکرهة فانه یضمن المهر بخلاف ما اذا کان مطاوعة	کذا فی الذخیرة
۵۴	واما الصبیة اذا دعت صبیا الی نفسها فاذهب عذرتها فعلیه المهر	کذا فی الذخیرة
۵۵	والامة اذا دعت صبیا فزنی بها ضمن المهر	کذا فی الذخیرة
۵۶	ولو مکنت نفسها من النائم لا یجب علیهما الحد	کذا فی محیط السرخسی
۵۷	من اکرهه السلطان حتی زنی فلا حد علیه وکان ابو حنیفة اولا یقول یحد ثم رجع فقال لا یحد	کذا فی فتح القدیر
۵۸	وان اکرهه غیر السلطان قال ابو یوسف ومحمد لا یحد	کذا فی فتح القدیر
	وعلیه الفتوی	کذا فی السراجیة
۵۹	المرأة لو اکرهت فمکنت له تحد بالاجماع ومعنی المکرهة ان تکون مکرهة الی وقت الایلاج اما لو اکرهت حتی اضطجعت ثم مکنت قبل الایلاج کانت مطاوعة	کذا فی خزانة الفتاوی
۶۰	لو زنی بکرہ بمطاوعة تحد المطاوعة عند ابی حنیفة رح	کذا فی فتح القدیر
۶۱	ثم الاصل ان الحد متی سقط عن احد الزانیین للشبهة سقط عن الآخر للشرکة کما اذا ادعی احدهما	

[1] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس کی رضامندی کی وجہ سے اس کا حق ساقط ہوگیا یا اس لئے کہ اگر وہ بچہ ضامن قرار پائے تو اس کا ولی اس عورت سے لے گا جیسا کہ اگر کوئی شخص بچہ کو کسی کام کا امر کرے اور اس کے اس کام کی وجہ سے بچہ پر تاوان پڑ جائے تو بچہ کا ولی امر کرنے والے سے لے گا پس بچہ کا ضامن قرار پانا فائدہ نہ دے گا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص $\frac{۴۲۹}{}$ (مترجم) [2] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی بچہ نے کسی بچی سے زنا کیا تو اس پر حد لازم نہیں اور اس پر مہر لازم ہے اور اس بچی کا اذن صحیح نہیں قرار پاتا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۲۹ ملخصا۔ نیز حکم نمبر $\frac{۵۱ و}{۴۶۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس باندی کا امر کرنا اس کے آقا کے حق میں صحیح نہیں قرار پاتا ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص $\frac{۴۲۹}{}$ (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{۵۰، ۵۱}{۴۶۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر $\frac{۲۱}{۲۶۹}$

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۵۳	(۱) اگر کسی (نابالغ) بچہ نے بالغ عورت سے زنا کیا اور اس کا پردہ بکارت زائل کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس عورت سے وہ زنا جبراً ہوا ہو تو وہ بچہ اس کے حق مہر کا ضامن ہوگا (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جب کہ وہ زنا اس عورت کی مرضی سے ہوا ہو (یعنی پھر وہ بچہ اس عورت کے حق مہر کا ضامن نہ ہوگا) [1]	ذخیرہ
۵۴	اور (نابالغ) بچی نے جب کسی (نابالغ) بچہ کو زنا کی دعوت دی تو اس نے اس کا پردہ بکارت زائل کر دیا تو اس پر اس بچی کا حق مہر لازم ہے [2]	ذخیرہ
۵۵	باندی نے جب کسی (نابالغ) بچہ کو زنا کی دعوت دی پس اس نے اس باندی سے زنا کیا تو وہ حق مہر کا ضامن ہوگا [3]	ذخیرہ
۵۶	اگر کسی عورت نے سوئے ہوئے مرد کو اپنے اوپر (زنا کے لئے) قابو دیا (یعنی اس عورت نے سوئے ہوئے مرد سے زنا کیا) تو ان دونوں پر حد واجب نہ ہوگی [4]	محیط سرخسی
۵۷	(۱) جس آدمی نے سلطان کے مجبور کرنے سے زنا کیا تو اس پر حد لازم نہیں ہے (ب) امام ابو حنیفہؒ کا قول (مذکورہ صورت کے متعلق) پہلے یہ تھا کہ اس آدمی پر حد لگائی جائے گی پھر آپ نے اس قول سے رجوع کر لیا اور (آپ نے اپنے فیصلہ میں) یہ کہا کہ اس آدمی پر حد نہیں لگائی جائے گی [5]	فتح قدیر
۵۸	(۱) اگر کسی آدمی نے سلطان کے علاوہ کسی دوسرے کے مجبور کرنے سے (زنا کا ارتکاب) کیا تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس آدمی پر حد نہ لگائی جائے گی۔ (ب) اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے [6]	فتح قدیر سراجیہ
۵۹	عورت پر اگر (زنا کے لئے) جبر کیا گیا حتی کہ اس نے اپنے آپ پر قابو دے دیا تو اس عورت پر بالاجماع حد لازم نہ ہوگی اور عورت پر زنا کے جبر کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر دخول ہونے تک جبر کیا گیا اور اگر اس پر جبر کیا گیا حتی کہ وہ لیٹ گئی اور اس عورت نے دخول سے پہلے زنا کے لئے قابو دے دیا تو زنا کے لئے رضامند قرار پائے گی [7]	خزانۃ الفتاوی
۶۰	اگر مرد پر (زنا کے لئے) جبر کیا گیا تو اس نے (زنا کے لئے) رضامند عورت سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس رضامند عورت پر حد لازم ہوگی [8]	فتح قدیر
۶۱	پھر قاعدہ یہ ہے کہ (۱) زنا کا ارتکاب کرنے والے (فاعل اور مفعول) دونوں میں سے جب کسی ایک سے بوجہ شبہ (زنا کی) حد ساقط ہو جائے تو دوسرے سے بھی بوجہ شرکت حد ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر دونوں میں سے کسی ایک	

مع حاشیہ $\frac{۵۸، ۵۹}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{۵۷، ۵۹}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر $\frac{۱۱}{۴۶۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[8] حکم نمبر $\frac{۶۹ تا ۷۱}{۲۶۹}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۸۰}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حـــوالــــہ
۴۶۳-	النکاح والآخر ینکر ومتی سقط لقصور الفعل فان کان القصور من جهتها سقط الحد عنها ولم یسقط عن الرجل کما اذا کانت صغیرة یجامع مثلها او مجنونة او مکرهة او نائمة وان کان القصور من جهته سقط عنهما جمیعا	کذا فی السراج الوهاج
۶۲	اذا وطی الرجل ام ولد ابنه فقال علمت انها علی حرام لا حد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳	ولو تزوج الرجل بامرأة ابیه بعد موت الاب فولدت منه قال الفقیه ابو بکر البلخی ان اقر بالوطء اربع مرات فی مجالس مختلفة حد اجمیعا ولا یثبت نسب الولد وقال الفقیه ابو اللیث هذا قول ابی یوسف و محمد وبه نأخذ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۴	رجل زنی بامرأة میتة اختلفوا فیه قال اهل المدینة حد وقال اهل البصرة یعزر ولا یحد وقال الفقیه ابو اللیث وبه نأخذ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۵	رجل زنی بجاریة مملوکة وقتلها بالجماع ذکر فی الاصل ان علیها قیمتها ولم یذکر فیه خلافا وذکر ابو یوسف فی الامالی عن ابی حنیفة ان علیه قیمتها والحد ایضا وقال ابو یوسف علیه القیمة ولا حد علیه وهو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۶	ولو زنی بالحرة فقتلها به یجب الحد مع الدیة بالاجماع	کذا فی التبیین
۶۷	ولو زنی رجل بحرة ثم قتلها خطأ حتی وجبت الدیة یجب الحد لانهما وجبا بسببین مختلفین	کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر ۳۶،۷،۶/۴۶۱ ، ۲،۴۱/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۱، ۳۳ب/۴۶۱ ، ۴۹، ۵۹/۴۶۳ ، ۹۱/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲/۴۵۸ ، ۳۳ ج/۴۶۱ ، ۵۱/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم ۴؎ حکم نمبر ۳/۴۵۸ ، ۵، ۲۲/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۹، ۳۲/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ جس نے مردہ عورت سے زنا کیا اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۳ (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۷۹/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ (مترجم) ۸؎ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ دیت اس مال کو کہتے ہیں جو قتل کے بدل میں لازم ہوا در قتل سے کم جنایت پر جو مالی تاوان لازم ہو وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۶۳۔	نے نکاح کا دعوی کیا اور دوسرے نے نکاح کا انکار کیا تو حد دونوں سے ساقط ہو جائے گی [۱] (ب) اور اگر زنا کی حد اس فعل میں قصور (یعنی کمی) کی وجہ سے ساقط ہو جائے تو اگر وہ قصورِ فعل عورت کی جانب سے ہو تو عورت سے حد ساقط ہوگی مرد سے ساقط نہ ہوگی مثلاً کسی مرد نے ایسی چھوٹی (یعنی نابالغ) بچی سے زنا کیا کہ اس جیسی سے جماع کیا جا سکتا ہے یا کسی نے مجنونہ عورت سے زنا کیا یا جبر کردہ شدہ عورت سے یا سوئی ہوئی عورت سے زنا کیا تو (ان صورتوں میں اس عورت سے حد ساقط ہوگی مرد سے ساقط نہ ہوگی) [۲] اور اگر قصورِ فعل مرد کی جانب سے ہو تو (فاعل اور مفعول) دونوں سے حد ساقط ہو جائے گی [۳]	سراج وہاج
۶۲	جب کسی آدمی نے اپنے بیٹے کی ام ولد سے وطی کی اور یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"، تو اس پر حد لازم نہ ہوگی [۴]	قاضیخان
۶۳	اگر کسی آدمی نے اپنے باپ کی بیوی سے باپ کی وفات کے بعد نکاح کر لیا پھر اس عورت نے اس آدمی سے بچہ جنا تو اس کے (حکم کے) متعلق فقیہ ابو بکر بلخیؒ نے کہا ہے کہ اگر اس آدمی نے اس عورت سے جماع کا اقرار چار بار چار مختلف مجلسوں میں کیا تو دونوں پر حد لگائی جائے گی اور اس بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا اور فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہے کہ یہ قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں [۵]	قاضیخان
۶۴	کسی مرد نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ (و) اہل مدینہ کا قول یہ ہے کہ اسے حد لگائی جائے گی (ب) اہل بصرہ کا قول یہ ہے کہ اسے تعزیر لگائی جائے گی اور حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ ہم اسی قول (یعنی اہل بصرہ کے قول) کو اختیار کرتے ہیں [۶]	قاضیخان
۶۵	کسی مرد نے کسی کی مملوکہ باندی سے زنا کیا اور جماع سے اسے مار ڈالا تو اس کے حکم کے متعلق (و) الاصل میں مذکور ہے کہ اس پر اس باندی کی قیمت لازم ہے اور اس میں کچھ اختلاف مذکور نہیں (ب) امام ابو یوسفؒ نے الامالی میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اس پر اس باندی کی قیمت اور (زنا کی) حد بھی لازم ہے (ج) اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اس پر اس باندی کی قیمت لازم ہے اور اس پر (زنا کی) حد لازم نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے [۷]	قاضیخان
۶۶	اگر کسی مرد نے کسی آزاد عورت سے زنا کیا اور جماع سے اسے مار دیا تو اس پر (زنا کی) حد اور (قتل کی) دیت [۸] (یعنی تاوان کی ادائیگی) واجب ہوگی۔ اس پر اجماع ہے۔	تبیین
۶۷	اگر کسی آزاد مرد نے کسی آزاد عورت سے زنا کیا پھر اسے خطاءً قتل کر دیا حتی کہ اس پر (اس قتل خطا کی وجہ سے) دیت واجب ہوئی تو اس مرد پر حد بھی واجب ہوگی اس لئے کہ یہ دونوں سزائیں (یعنی دیت اور حد اس پر) دو مختلف اسباب سے واجب ہوئی ہیں۔	ظہیریہ

ارش ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۲ ص۲۴ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۶۸	ان وطی اجنبیة فیما دون الفرج لا یحد لعدم الزنا ویعزر[۱]	کذا فی الکافی
۶۹	ولو وطی امرأة فی دبرها اولاط بغلام لم یحد عند ابی حنیفة ویعزر[۲] ویودع فی السجن حتی یتوب وعندهما یحد حد الزنا فیجلد ان لم یکن محصنا ویرجم ان کان محصنا ولو فعل هذا بعبده او امته او بزوجته بنکاح صحیح او فاسد لا یحد اجماعا	کذا فی الکافی
	ولو اعتاد اللواطة قتله الامام محصنا کان او غیر محصن	کذا فی فتح القدیر

۱؎ اس لئے کہ زنا کی حد فرج میں دخول سے ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۸، ۱/۴۵۹، ۴/۴۶۲ ملاحظہ ہوں۔ اور البحرالرائق میں ہے کہ اجنبیہ کی قید سے مستفاد یہ ہے کہ اپنی بیوی یا باندی سے فرج کے علاوہ میں جماع کی صورت میں (زنا کی) حد واجب نہ ہونا بطریق اولی ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۱۷ نیز حکم نمبر ۴، ۵۶/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ یہ ایسا منکر فعل ہے جس کے متعلق کوئی مقررہ (سزا دینے کا) حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۸ (مترجم) ۳؎ البحرالرائق میں ہے کہ عورت کے دبر میں وطی کرنا بھی لواطت ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۱۶ (مترجم) ۴؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں (اس میں (زنا کی) حد اس لئے نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں اس کی سزا کے متعلق آگ میں جلا دینے، دیوار سے گرا دینے یا اونچی جگہ سے الٹا پھینک کر پتھر مارنے وغیرہ کی سزا کا اختلاف ہے (اور زنا کی سزا میں ایسا اختلاف نہیں ہے) نیز اس میں (زنا کی) حد اس لئے بھی نہیں کہ اس میں زنا کا معنی نہیں پایا جاتا کیونکہ اس میں ولد کا ضیاع، نسب کا اشتباہ اور مفعول کی جانب داعی وطی نہیں ہے البتہ تعزیرا سزا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۸، ص ۲۴۰ نیز حکم نمبر ۶۸/۴۶۳، ۶۹ج/۴۶۳ مع حاشیہ، ۳۱/۴۶۷ ملاحظہ ہوں۔ نیز فتاوی قاضیخان میں ہے کہ لواطت میں مفعول بہ بالغ ہو تو اس پر بھی امام ابوحنیفہ رح کے ہاں تعزیرا اور صاحبین رح کے ہاں حد ہے اور اگر مفعول بہ بچہ (یعنی نابالغ) ہو تو اس مفعول بہ پر کچھ لازم نہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۴۸۰ (مترجم) ۵؎ کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲، محصن کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ اور رجم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ اور اس صورت کے متعلق درمختار میں ہے کہ اس پر تعزیر ہوگی ماخوذ از درمختار ج ۳ ص ۲۱۴ وکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص ۱۷ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی یا باندی کو اپنے ذکر سے کھیلنے دیا جس سے اس مرد کو انزال ہوگیا تو اس سے اس پر حد یا تعزیر یا گناہ میں سے کچھ لازم نہ ہوگا البتہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس سے پیٹ یا بغل سے عمل کیا اور اسے انزال ہوگیا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی یا باندی کے ہاتھ کے عمل سے منی نکلوائی تو اس کا جواز ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنے ہاتھ کے عمل سے منی نکالی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر بغرض جلب شہوت یعنی محض شہوت رانی کے لئے کیا تو اس میں تعزیر ہے اور اگر اس کی بیوی یا باندی نہیں ہے اور اس نے غلبہ شہوت کی تسکین کے لئے ایسا کیا تو اس پر اس کا وبال نہ ہونے کی امید ہے اور اگر اس نے زنا کے خوف سے ایسا کر دیا تو ایسا کرنا واجب قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۵۔ حکم ۸۴، ۸۵/۲۶۹، ۶۲/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۶۸	اگر کسی آدمی نے اجنبیہ (یعنی اس کے لئے غیر حلال) عورت سے فرج کے علاوہ میں جماع کیا تو زنا متحقق نہ ہونے کی وجہ سے (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی۔[1] اور اسے تعزیر لگائی جائے گی۔[2]	کافی
۶۹	(د) اگر کسی آدمی نے کسی عورت کے دبر میں وطی کی[3] یا لڑکے سے لواطت کی (یعنی لڑکے کے دبر میں وطی کی) تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی البتہ اسے تعزیر لگائی جائے گی اور اسے قید خانہ میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ وہ توبہ کرے[4] اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں اسے زنا کی حد لگائی جائے گی۔ پس اگر وہ محصن نہیں ہے تو اسے کوڑوں کی (مقررہ) سزا دی جائے گی اور اگر وہ محصن ہے تو اسے رجم کیا جائے گا[5] (ب) اور اگر کسی نے مذکورہ فعل (یعنی لواطت) اپنے غلام سے یا اپنی باندی سے یا اپنی بیوی سے کیا جو اس کے صحیح یا فاسد نکاح میں ہے تو بالاجماع اسے (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی[6] (ج) اگر کوئی آدمی لواطت (یعنی دبر میں وطی) کرنے کا عادی ہو جائے۔ تو امام وقت (یعنی حاکم مجاز) اسے (تعزیراً) قتل کرنے کا حکم دے سکے گا۔ خواہ محصن ہو یا غیر محصن ہو[7]	کافی فتح قدیر

[7] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ قتل کا حکم اس حدیث کی بنا پر ہے جس میں اس فعل کے مرتکب فاعل اور مفعول دونوں کے قتل کا حکم ہے اور یہ حکم سیاسۃ ہے یا حلال سمجھنے والے پر محمول ہے اور الزیلعی نے کہا ہے کہ اگر امام وقت (یعنی حاکم مجاز) عادی لوطی کے قتل کرنے میں مصلحت جانے تو اسے اس کا قتل کرانا جائز ہے۔ نیز لکھا ہے کہ لواطت عقلاً و شرعاً اور طبعاً حرام ہے اور زنا حرام ہے مگر طبعاً نہیں پس لواطت کی حرمت شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قباحت کے ذکر میں فرمایا کہ "مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ" اور فرمایا کہ "كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ" (یعنی قوم لوط سے پہلے لواطت کے قبیح فعل کو کسی نے نہ کیا تھا۔ قوم لوط یہ فعل خبیث کرنے لگی) اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس فعل پر حد واجب نہ ہونا اس جرم کو خفیف قرار دینے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس پر حد لازم ہونے کی عدم دلیل کی وجہ سے ہے۔ اور اسلئے کہ بعض کے ہاں حد پاک کنندہ ہے اور یہ جرم غلیظ تر ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۶، ص ۱۷ جیسا کہ بعض دیگر گھناؤنے گناہ مثلاً یمین غموس (یعنی گذرے ہوئے واقعہ پر جھوٹی قسم کھانے) میں کفارہ کی بجائے توبہ و استغفار ہی ہے اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ لواطت کے عادی کو امام وقت (یعنی حاکم مجاز) سیاسۃ قتل کر سکتا ہے اور لکھا ہے کہ لواطت کے عادی کے لئے سزا امام وقت کی رائے پر ہے کہ وہ اسے قید کر دے یا مار کی سزا دے یا قتل کرا دے۔ نیز لکھا ہے کہ دو بار کی لواطت سے بظاہر اس جرم کا تکرار متحقق ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۵ نیز رد المحتار میں ہے کہ سیاسۃ حکم ہر جنایت پر ہو سکتا ہے مثلاً امام وقت (یعنی حاکم مجاز) ایسے بدعتی کے قتل کا حکم سیاسۃ دے سکتا ہے جس سے اس کی بدعت کے پھیل جانے کا خدشہ ہو خواہ اس میں کفر کا فتویٰ نہ دیا گیا ہو جیسا کہ التمہید میں ہے۔ نیز بحوالہ البحر لکھا ہے کہ سیاسۃ حکم بظاہر حاکم مجاز کا ایسا فعل ہے جو اس نے مصلحتاً کیا ہو اگرچہ اس فعل پر جزئی دلیل نہ ہو اور بحوالہ حاشیہ مسکینؒ عن الحمویؒ لکھا ہے کہ سیاست کی دو قسمیں ہیں۔ سیاست ظالمہ اور سیاست عادلہ سیاست ظالمہ کو شریعت حرام قرار دیتی ہے اور سیاست عادلہ ظلم کو دفع کرنے، اہل فساد کو ڈرانے اور شریعت کے مقاصد پانے کے لئے ہے۔ نیز صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ بظاہر سیاسۃ اور تعزیراً مترادف ہیں اور تعزیر سیاست کو متکفل ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۳، ص ۲۰۴۔ نیز تعزیراً قتل کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۲۰ب/۳۶۲، ۴، ۵/۳۶۷، ۳/۴۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه — الوطی موجب الحد وغیرموجب الحد	حوالہ
۴۶۳/۷۰	لاحد علی واطی البهیمة عندنا	کذا فی الکافی
۷۱	ومن زفت الیه غیرامرأته وقالت النساء انها زوجتک فوطئها لاحد علیه وعلیه المهر لان الانسان لایمیز بین امرأته وبین غیرها فی اول الوهلة الا بالاخبار وخبرالواحد یکفی فی امورالدین وفی المعاملات ولهذا اذا جاءت جاریة وقالت بعثنی مولائی الیک هدیة یحل وطؤها اعتمادا علی قولها ویثبت نسب الولد ان جاءت به المزفوفة وتجب علیها العدة ولا یحد قاذفه	هکذا فی غایة البیان

ل چوپایہ سے وطی کے متعلق حکم نمبر ۸۳/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے چوپایہ سے وطی کی تو اس پر حد لازم نہیں ہے اس لئے کہ اس میں زنا کا مفہوم نہیں پایا جاتا (حکم نمبر ۶۸/۴۶۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز طبع سلیم اس سے نفرت کرتی ہے اسی لئے چوپایہ کے فرج کا ستر واجب نہیں ہے البتہ چوپایہ سے وطی کی صورت میں تعزیر ہے اور اس چوپایہ کا ذبح کر دینا قطع التحدث (یعنی اس کے متعلق گفتگو ختم کرنے) کے لئے ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ چوپایہ سے وطی کی صورت میں حدیث میں حد لازم نہ ہونے کی روایت بھی ہے اور دا طی اور اس جانور کو قتل کر دینے کی روایت بھی اور چوپائے کے قتل کا حکم قرینہ ہے کہ یہ حکم سیاسۃ ہے (یعنی حد لازم نہیں ہے اور تعزیر ہے) نیز لکھا ہے کہ قطع التحدث کا مفہوم یہ ہے کہ تاکہ اس چوپایہ کے باقی رہنے کی صورت میں اس آدمی کو عار لاناختم ہو۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ مع حاشیہ ص۲۴۰، ص۲۴۱ ملخصا وھکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص۱۷ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ چوپایہ سے وطی کرنے والے پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر ہوگی اور قطع التحدث کے لئے یہ کیا جائے گا کہ اگر وہ جانور (اس کا اپنا ہے اور) ایسا ہے کہ اس کا گوشت نہیں کھایا جاتا تو اسے ذبح کرکے جلا دیا جائے گا۔ البتہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ اور اس جانور سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کوئی فائدہ حاصل کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر وہ جانور ایسا ہے کہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے ذبح کرکے کھانا جائز ہے (چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ خزانۃ الفتاوی لکھا ہے کہ (وطی کے) اس فعل سے اس حلال جانور کا (گوشت) کھالینا حرام نہیں قرار پاتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص۳۶۱) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں پھر بھی (ذبح کرکے) جلا دینے کا حکم ہے اور اگر وہ جانور اس سے وطی کرنے والے کے علاوہ کسی اور کا ہو تو اس چوپایہ کے مالک سے مطالبہ کیا جائیگا کہ وہ قیمت لیکر وطی کرنے والے کو دے دے تاکہ پھر وہ اسے ذبح کر دے فقہاءؒ نے یوں ہی کہا ہے۔ اور مالک سے مذکور مطالبہ مندوب ہے جبرا نہیں ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص۲۱۳، ص۲۱۴ اور رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے (کسی چوپایہ کو مثلا) بندر کو اپنے اوپر قابو دیا اور اس نے اس سے وطی کی تو اس کا حکم بھی چوپایہ سے وطی کرنے کے حکم کی طرح ہے یہ جوہرہ میں ہے یعنی اس میں حد نہیں اور تعزیر ہے اور گفتگو کی طوالت کو ختم کرنے کے لئے تقاضائے علت یہی ہے کہ اس بندر کو ذبح کر دیا جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۲۱۴۔ حکم نمبر ۷۱/۴۶۴، ۴۵، ۵۷/۴۶۷ ملاحظہ ہو ۲ے اس حکم میں جمع کا صیغہ ہے کہ "عورتوں نے یوں کہا"، اور اس کے متعلق درمختار و رد المحتار میں ہے کہ "اسے کہا گیا" (یعنی خواہ خبر واحد ہی ہو) اور لکھا ہے کہ جن امور میں عورتوں کے قول پر عمل کیا جاتا ہے ان میں خبر واحد کفایت کر جاتی ہے ماخوذ

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام ۔ موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳ ۔ ۷۰	چوپایہ سے وطی کرنے والے پر ہمارے ہاں حد لازم نہیں ہے [1]	کافی
۷۱	(ا) اگر کسی آدمی کو زفاف (یعنی اس کے پاس دلہن بھیجنے) میں اس کی عورت کے علاوہ کوئی اور عورت بھیج دی گئی اور عورتوں [2] نے یوں کہا کہ "یہ تیری بیوی ہے"، پس اس نے اس سے وطی کی تو اس آدمی پر حد لازم نہیں [3] ہے اور اس پر حق مہر لازم ہے۔ اس لئے کہ انسان ملاقات کے پہلے مرحلہ میں [4] اپنی (دلہن) بیوی اور اس کے غیر میں تمیز نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ اسے کوئی خبر دے اور امور [5] دین اور معاملات میں خبر واحد کفایت کرجاتی ہے۔ اسی لئے (مثلاً) جب کسی باندی نے آکر (کسی آدمی سے) یوں کہا کہ "میرے آقا نے مجھے تیری طرف تحفۃً بھیجا ہے"، تو اس کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اس آدمی کے لئے اس باندی سے وطی کرنا حلال ہوگا [6] (ب) پھر اگر زفاف میں بھیجی ہوئی (اس غیر عورت) نے (اس وطی کے نتیجہ میں) بچہ جنا تو اس کی نسب ثابت ہوگی۔ اس عورت پر عدت واجب ہوگی اور اس پر قذف کرنے (یعنی زنا کی تہمت لگانے) والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	غایۃ البیان

[1] از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۴ اور جیسا کہ اس حکم میں مابعد میں ہے (مترجم) [2] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے دلیل پر اعتماد کیا ہے اور وہ دلیل وہ خبر ہے جو اسے موضع اشتباہ میں دی گئی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۶ حکم نمبر ۷۴/۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ البتہ ردالمحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ (متون کے اس حکم میں خبر دینے کا ذکر ہے اور) اس کا مقتضی یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) حد تب ساقط ہوتی ہے جبکہ زفاف میں اسے خبر دی جائے کہ یہ تیری بیوی ہے۔ اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر وہ دلہن کو نہیں پہچانتا تو جب تک کوئی اسے خبر نہ دے کہ یہ تیری بیوی ہے اس کے لئے اس سے وطی حلال نہ ہو۔ اور اس میں حرج عظیم ہے اور یہ عمل عامہ کے خلاف بھی ہے۔ پھر لکھا ہے کہ میں نے خانیہ میں لکھا دیکھا ہے کہ "کسی آدمی کے ہاں زفاف میں اس کی بیوی کے علاوہ کوئی اور عورت بھیج دی گئی اور اس نے اس سے قبل بیوی کو نہ دیکھا تھا۔ پس اس نے اس سے وطی کی تو اس پر حق مہر لازم ہے حد لازم نہیں ہے" اس سے بظاہر یہی حکم ہے کہ حد ساقط ہونے کے لئے خبر دینا شرط نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ ظاہر حکم الکافی للحاکم الشہیدؒ میں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کسی آدمی نے نکاح کیا اور زفاف میں اسے کوئی اور عورت بھیج دی گئی پس اس نے اس سے وطی کی تو اس پر حد لازم نہیں اور اس پر قذف کرنے والے پر حد قذف بھی نہیں اور اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے بدکاری کی (یعنی زنا کیا) اور یہ کہا کہ "میرے ظن میں وہ میری بیوی تھی" تو اس پر حد لازم ہے (حکم نمبر ۷۳/۴۶۳ ملاحظہ ہو) اسلئے کہ یہ صورت الگ ہے اور زفاف میں شبہ جگہ پاتا ہے الخ اور اسپر صاحب ردالمحتار نے یہ لکھا ہے کہ مذکور حکم صریح ہے کہ حد ساقط ہونے کیلئے نفس زفاف شبہ ہے خواہ یہ خبر نہ دی جائے کہ یہ تیری بیوی ہے کیونکہ الکافی کتب ظاہر الروایت کی جامع ہے پس متون کی مذکورہ روایت بظاہر ایک دوسری روایت ہے یا وہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اسکے دلہن ہونے کا کوئی قرینہ ظاہرہ مثلاً اسکے پاس عورتوں کے جمع ہونے یا کسی عورت کا دلہن کو اسکے پاس پہنچانے وغیرہ کا ایسا قرینہ نہ ہو جو خبر دینے سے بڑھکر ہوتا ہے اور جب کوئی ایسا قرینہ نہ ہو تو پھر (دفع حد کیلئے) خبر کا ہونا ضروری ہے مثلاً کسی آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ اسکے پاس نہ پہنچائی گئی، پھر عرصہ بعد اسکے گھر ایک (اجنبیہ) عورت داخل کی گئی اور اسے علم نہیں کہ یہ وہی ہے جس سے اسکا نکاح ہوا تھا یا کوئی اور ہے اور اسکا ظن غالب یہ ہے کہ یہ وہی ہے پس اس نے اس سے وطی کی تو (حد ساقط ہونے کے لئے) یہ ضروری ہے کہ اسے یہ خبر دی جائے کہ "یہ تیری بیوی ہے"، ورنہ اسپر حد لازم ہوگی۔ ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۴ کذا فی حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ اور لکھا ہے کہ ردالمحتار کی (مذکورہ) تنقیح حسن ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۲ ص ۲۶۱ حکم نمبر ۸۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور قدیمہ بیوی کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۴ نیز حکم نمبر ۳/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۷/۴۶۷ کے تیسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۷۵/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و متن نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه　　الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳/۴۲-۲	رجل وجد علی فراشه فی لیلة مظلمة امرأة وله امرأة قدیمة فجامع التی وجدها فی فراشه وقال ظننت انها امرأتی قالوا لا یقبل قوله وعلیه الحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	قال ابو حنیفةؒ لو ان رجلا وجد فی بیته امرأة فوطئها وقال ظننتها امرأتی فعلیه الحد ولو کان اعمی۔	کذا فی السراج الوهاج
۴۴	ولو ان الاعمی دعا امرأته فاجابته امرأة غیرها فجامعها قال محمدؒ علیه الحد ولو اجابته فقالت انا فلانة تعنی امرأته فجامعها لا یحد ولو کان بصیرا لا یصدق علی ذلك	کذا فی فتاوی قاضیخان

[۱] مذکورہ صورت میں نئی دلہن ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۳ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۴۳، ۴۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] چنانچہ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے ایسی صورت میں اشتباہ کا دعوی کیا جس میں بظاہر اشتباہ نہیں ہوتا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۳ ص۴۷۰ اور ہدایہ میں ہے کہ اس لئے کہ طول صحبت کے بعد اشتباہ نہیں رہتا پس اسکا ظنِ غالب دلیل پر مبنی نہیں۔ نیز اسلئے کہ کبھی اس کے بستر پر اس کی بیوی کے علاوہ اس کے گھر میں رہنے والے لوگوں میں سے کوئی سو جاتا ہے اور حاشیہ میں ہے کہ محض اس کے بستر پر سو جانا دلیل شبہ نہیں پس حد لازم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص۲۳۸۔ اور رد المحتار میں ہے کہ جب اندھیری رات میں یہ حکم ہے تو دن ہونے کی صورت میں حد بطریق اولی لازم ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۲۱۳ (مترجم) [۳] جیساکہ ہدایہ، درمختار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اندھا ہونے کی صورت میں اس کیلئے ممکن تھا کہ وہ سوال وغیرہ کرکے تمیز کرے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص۲۳۸ و درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص۲۱۳ اور رد المحتار میں ہے کہ درمختار میں مندرجہ حکم ہی متون اور شروح میں مذکورہ ہے۔ اور تتار خانیہ میں اس حکم کو المنتقی اور الاصل سے منسوب کیا ہے۔ لیکن بعد میں بحوالہ ظہیریہ لکھا ہے کہ کسی آدمی نے اندھیری رات میں کسی عورت کو اپنے گھر میں پایا پس اس سے وطی کی اور کہا کہ میرا گمان غالب یہ تھا کہ "وہ میری بیوی ہے" تو اسپر حد لازم نہ ہوگی اور مذکورہ صورت دن میں پیش آئی تو اسے حد لگائی جائے گی۔ اور الحاوی میں ہے کہ امام زفرؒ نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنے کمرہ یا اپنے گھر میں کسی عورت کو پایا (اس سے وطی کی) اور یہ کہا کہ "میرا گمان غالب یہ تھا کہ وہ میری بیوی ہے،، تو اگر یہ صورت دن میں پیش آئی تو اسے حد لگائی جائے گی اور اگر یہ صورت رات کو پیش آئی تو اسے حد نہ لگائی جائیگی اور امام ابو یوسفؒ یعقوبؒ نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ صورت میں دن ہو یا رات اسے حد لگائی جائے گی (حکم نمبر ۴۲/۴۶۳ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہے کہ امام زفرؒ کی روایت کو اختیار کیا جائیگا اور پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ اس کا متقضا یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں اگر وہ آدمی اندھا ہو تو رات ہو یا دن اسے حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۲۱۳۔ نیز حکم نمبر ۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴/۴۶۳، ۸۲/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی نابینا نے اپنی بیوی کو بلایا تو غیر عورت نے اسے یہ کہکر جواب دیا کہ میں تیری بیوی ہوں یا میں فلانہ ہوں یعنی اس کی بیوی کا نام لیا اور اس نابینا نے اس سے وطی کی تو حد لازم نہ ہوگی اس لئے خبر دینا شرعی دلیل ہے۔ اور اگر اس عورت

foobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات ستن نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۲۹۲-۷۲	کسی آدمی نے اندھیری رات میں اپنے بستر پر کسی عورت کو پایا در آنحالیکہ اس کی بیوی قدیمہ ہے [1] پس اس نے اس عورت سے وطی کی جسے اپنے بستر پر پایا اور یہ کہا کہ "میرا ظنِ غالب یہ تھا کہ وہ میری بیوی ہے"، تو (اسکے متعلق) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اس کا (مذکورہ) قول قبول نہ کیا جائے گا اور اس پر حد لازم ہوگی [2]	قاضیخان
۷۳	امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنے گھر میں کوئی عورت پائی پس اس سے وطی کی اور یہ کہا کہ "میں نے اسے اپنی بیوی ہونے کا ظنِ غالب کیا"، تو اسپر حد لازم ہے اور اگرچہ وہ نابینا ہی کیوں نہ ہو [3]	سراج وہاج
۷۴	اگر کسی نابینا آدمی نے اپنی بیوی کو (بستر پر) بلایا تو ایک غیر عورت آگئی پس اس نے اس سے جماع کیا تو (اسکے حکم کے متعلق) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ نابینا آدمی پر حد لازم ہے اور اگر اس عورت نے جواب میں یہ کہا کہ "میں فلانہ ہوں"، یعنی اس کی عورت کا نام لیا - پس نابینا نے اس سے جماع کیا تو اسپر حد نہیں لگائی جائے گی - اور اگر وہ (نابینا نہ ہو) بینائی والا ہو تو (مذکورہ صورت میں) اس شبہ میں اسکی تصدیق نہ کی جائے گی [4]	قاضیخان

نے صرف اپنے فعل سے جواب دیا یا صرف ہاں کہی (اور اس نے اس سے وطی کی)، تو اسپر حد لازم ہوگی اور ردّ المحتار میں ہے کہ مذکورہ حکم نابینا کے لئے ہے آنکھوں والے کے لئے نہیں ہے جیساکہ خانیہ میں ہے اور الزیلعی اور الفتح کی عبارت کا بظاہر حکم بھی یہی ہے - ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص ۲۱۳ وھکذا فی الھدایۃ ج ۲ ص ۴۳۸ - اور اندھے کا زنا اس کے اقرار سے ثابت ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۶۱ ملاحظہ ہو - اور اندھے کا زنا گواہی سے ثابت ہونے کے متعلق البحرالرائق میں ہے کہ گونگے پر زنا کی حد لازم نہیں "بخلاف الاعمی فانہ یصح اقرارہ والشھادۃ علیہ"، یعنی زنا کی حد میں اندھے کے لئے یہ حکم یہ ہے کہ اس کا زنا اس کے اقرار سے اور اسپر گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے - ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۶ - اور جیساکہ ردّ المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ درمختار مع ردّ المحتار ج ۳ ص ۱۹۴ میں بحوالہ شرح وھبانیۃ اندھے کا زنا گواہی سے ثابت نہ ہونے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور ابن الشحنۃؒ نے شرح الوھبانیۃ میں جس نسخہ سے ذکر کیا ہے وہ غلط ہے اس لئے کہ الفتح میں اور البحر میں ہے کہ اندھے کے زنا کا ثبوت اسکے اقرار سے اور اس پر گواہی سے صحیح ہے - اسی طرح یہی حکم التتارخانیۃ میں المضمرات سے منقول ہے اور الشرنبلالیؒ نے شرح الوھبانیۃ میں اور المقدسیؒ نے شرح الکنز میں بھی یہی حکم دیا ہے - ماخوذ از ردّ المحتار ج ۳ ص ۱۹۴ - نیز حکم نمبر ۸۲/۴۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳/۷۵	رجل احل جاریتہ لغیرہ فوطئھا ذلک الغیر لا حد علیہ	کذا فی محیط السرخسی
۷۶	السکران اذا زنی یحد اذا صحا	ھکذا فی السراجیۃ
۷۷	اذا کان البیع فاسدا فوطئھا المشتری قبل القبض او بعدہ لا حد علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷۸	ولو باع جاریۃ علی انہ بالخیار ووطئھا المشتری او کان الخیار للمشتری فوطئھا البائع فانہ لا یحد علم بالحرمۃ او لم یعلم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷۹	قال محمدؒ فی الاصل اذا غصب جاریۃ وزنی بھا ثم ضمن قیمتھا فلا حد علیہ عندھم جمیعا ولو زنی بھا ثم غصبھا وضمن قیمتھا فعلی قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ لا یسقط الحد	کذا فی المحیط
۸۰	رجل استلقی علی قفاہ فجاءت امرأۃ وقعدت علیہ حتی قضت حاجتھا وجب علیھما الحد	کذا فی الظھیریۃ
۸۱	اذا زنی بامۃ ثم اشتراھا ذکر فی ظاھر الروایۃ انہ یحد عندھم جمیعا وکذلک اذا زنی بحرۃ ثم تزوجھا ھکذا ذکر شیخ الاسلامؒ فی شرح کتاب الحدود	ھکذا فی شرح کتاب الحدود
۸۲	واذا زنی بامرأۃ ثم قال اشتریتھا لا حد علیہ سواء کانت حرۃ او امۃ واذا زنی	

۱؎ حکم نمبر ۷۱ ک / ۴۶۳ نیز حکم نمبر ۱۷، ۱۸ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱ / ۴۵۶ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اس کی نظیر حکم نمبر ۳ / ۴۵۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۳ ب / ۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیساکہ درمختار ودرالمختار میں ہے اور لکھاہے کہ (وہ باندی چھیننے کے بعد اس سے زنا کرنے اور پھر) اس کی قیمت کا تاوان ادا کرنے سے وہ اس کا مالک ہوگیا اور کل کی ضمان میں جز کی ضمان داخل ہوتی ہے پس بالتبع منافع کی ملکیت کا شبہ متحقق ہونے سے حد لازم نہ ہوگی لیکن اگر اس زنا سے اس کی موت واقع ہوگئی تو ضمان کے باوجود حد لازم ہے اس لئے کہ اس کی ضمان اس کی موت کے بعد واجب ہوئی اور مردہ مملوک نہیں قرار پاتا اور لکھاہے کہ اگر کسی نے باندی سے زنا کیا پھر چھین لے گیا اور اس کی قیمت کا تاوان ادا کیا تو اس سے حد ساقط نہ ہوگی اسلئے کہ (زنا کے) فعل کے وقت اسے کوئی شبہ نہ تھا۔ ماخوذ از درمختار ودرالمختار ج ۳ صفحہ ۲۱۷، صفحہ ۲۱۸ نیز حکم نمبر ۶۵، ۸۱ / ۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ جیساکہ درمختار ودرالمختار ج ۳ صفحہ ۱۹۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۷۵	کسی آدمی نے اپنی باندی اپنے غیر کے لئے حلال کر دی اور اس غیر نے اس سے وطی کی تو اسپر حد لازم نہ ہوگی [1]	محیط سرخسی
۷۶	جو شخص نشہ میں ہو جب وہ (نشہ کی حالت میں) زنا کرے تو اسے اسوقت حد لگائی جائے گی جب وہ (نشہ سے) ہوش میں ہو [2]	سراجیہ
۷۷	اگر کسی باندی کی) بیع فاسد ہوا اور خریدنے والے نے بیچی ہوئی اس باندی سے قبضہ سے پہلے یا بعد وطی کی تو اس پر حد واجب نہ ہوگی [3]	قاضیخان
۷۸	اگر کسی شخص نے کوئی باندی اس شرط پر بیچی کہ بیچنے والے کو واپس لینے کا اختیار ہے اور خریدنے والے نے اس باندی سے وطی کی یا کسی نے کوئی باندی اس شرط پر بیچی کہ خریدنے والے کو واپس کرنے کا اختیار ہے پھر بیچنے والے نے اس باندی سے وطی کی تو (ان صورتوں میں) وطی کرنے والے پر حد نہیں لگائی جائے گی۔ خواہ اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہو یا نہ ہو [4]	قاضیخان
۷۹	امام محمدؒ نے الاصل میں لکھا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کی باندی چھین لے گیا اور اس سے زنا کیا اور پھر اس کی قیمت کا تاوان دے دیا تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی باندی سے زنا کیا پھر اسے چھین لے گیا اور اس کی قیمت کا تاوان دے دیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب (اس سے) حد ساقط نہ ہوگی [5]	محیط
۸۰	کوئی آدمی، گردن کے بل چت لیٹا کوئی (غیر) عورت آئی اور مرد پر بیٹھی یہاں تک کہ اس عورت نے اپنی حاجت پوری کی (یعنی زنا کیا) تو ان دونوں پر (زنا کی) حد لازم ہوگی [6]	ظہیریہ
۸۱	جب کسی آدمی نے کسی باندی سے زنا کیا پھر اسے خرید لیا تو (اسکے متعلق) ظاہر روایت میں یہ حکم مذکور ہے کہ سب کے ہاں اسے حد لگائی جائے گی۔ اور اس طرح جب کسی آدمی نے کسی آزاد عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہے (یعنی اسے باتفاق حد لگائی جائے گی) شیخ الاسلامؒ نے شرح کتاب الحدود میں ایسے ہی ذکر کیا ہے [7]	شرح کتاب الحدود
۸۲	(ل) اور اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے زنا کیا پھر یہ کہا کہ "میں اس کو خرید چکا تھا" تو اسپر حد لازم نہ ہوگی خواہ وہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو [8] (ب) اور جب کسی آدمی نے کسی باندی سے زنا کیا پھر یہ کہا کہ "میں نے بایں شرط اسے خریدا ہے،	

[1] نیز حکم نمبر ۸۱/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] جیسا کہ درمختار میں ہے کہ کسی نے آزاد عورت سے زنا کیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس سے حد ساقط نہ ہوگی اور رد المحتار میں بحوالہ البحر عن المحیط لکھا ہے کہ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا یا (باندی سے) زنا کیا اور پھر اسے خرید لیا تو ظاہر روایت کے بموجب اس سے حد ساقط نہ ہوگی اسلئے کہ (زنا کے) فعل کے وقت اسے کوئی شبہ متحقق نہ تھا۔ ماخوذ از درمختار رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۸، ص ۱۹۹، ص ۲۰۰ نیز حکم ۸۴،۸۲/۴۶۳، ۸۳،۸۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے، اور رد المحتار میں ہے کہ جب اس نے ملک کا دعویٰ کر دیا تو اس نے زنا کا اقرار نہیں کیا۔ نیز بحوالہ التتارخانیۃ عن شرح الطحاوی لکھا ہے کہ کسی شخص پر چار گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور زنا ثابت کیا پھر اس شخص نے شبہ کا دعویٰ کیا اور کہا کہ "میرا گمان غالب تھا کہ وہ میری بیوی ہے" تو اس سے وہ حد ساقط نہ ہوگی اور اگر اس نے یوں کہا کہ "وہ میری بیوی ہے" یا یوں کہا کہ "وہ میری باندی ہے" تو اسپر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر حد قذف بھی نہ ہوگی اھ اور البحر میں ہے کہ اگر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ "وہ اسکی بیوی ہے" تو اسپر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اگرچہ وہ غیر کی بیوی ہو اور شبہ کیلئے اسے گواہی قائم کرنے کا مکلف نہ بنایا جائے گا جیسا کہ اگر چور یہ دعویٰ کرے کہ مسروقہ چیز اسکی ملکیت ہے تو مجرد دعویٰ سے اس سے چوری کی حد ساقط ہو سکے گی نیز لکھا ہے کہ مذکورہ فعل محض زنا ہے صرف دعویٰ شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہے۔ پس اسے شبہ کی اقسام میں سے شبھۃ فی الفعل میں داخل کرنا ممکن ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۰ - حکم نمبر ۸۴،۲/۴۶۳، ۸۳،۸۲/۴۶۴ نیز حکم نمبر ۸۱/۴۶۳، ۳۱/۴۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۸۱	بامة ثم قال اشتریتها وصاحبها فیها بالخیار وقال مولاها کذب لم ابعها قال لا حد علیه وکذلك لو قال اشتریتها بوصف الی اجل	کذا فی المحیط
۸۲	والحرة اذا زنت بعبد ثم اشترته فانهما یحدان جمیعا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸۴	زنی بامة ثم ادعی انه اشتراها شراء فاسدا او وهبها له وکذب به صاحبها وشهدالشهود انه اقر بالزنا ثم ادعی عند القاضی هبة او بیعا درئ عنه الحد	کذا فی محیط السرخسی
۸۵	لو زنی بکبیرة فافضاها فان کانت مطاوعة له من غیر دعوی شبهة فعلیهما الحد ولا شیٔ علیه فی الافضاء لرضاها به ولا مهر لها لوجوب الحد وان کانت مع دعوی شبهة فلا حد علیه ولا شیٔ علیه فی الافضاء ویجب العقر وان کانت مکرهة من غیر دعوی شبهة فعلیه الحد دونها ولا مهر لها ثم ینظر فی الافضاء فان لم تستمسک بولها فعلیه دیة المرأة کاملة وان کانت تستمسک بولها حد وضمن ثلث الدیة وان کان مع دعوی شبهة فلا حد علیهما ثم ان کان البول یستمسک فعلیه ثلث الدیة ویجب المهر فی ظاهر الروایة وان لم یستمسک فعلیه الدیة کاملة ولا یجب المهر عند ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ وان کانت صغیرة یجامع مثلها فهی کالکبیرة فیما ذکرنا الا فی حق سقوط الارش برضاها وان کانت صغیرة لا یجامع مثلها فان کانت تستمسک بولها لزمه ثلث الدیة والمهر کاملا	

ل‍ہ هکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۷ نیز حکم نمبر $\frac{۸۱،۸۴}{۴۶۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ ؎ چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ کافی الحاکم لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی باندی سے زنا کیا پھر اس نے کہا کہ میں نے اسے بطور بیع فاسد خرید لیا تھا یا یہ کہا کہ بیچنے والے کو اسے واپس لینے کا اختیار دیا گیا تھا یا یہ کہا یہ مجھ پر بطور صدقہ یا ہبہ تھی اور اس کے آقا نے اسکی تکذیب کی اور اس کے پاس گواہی بھی نہ تھی تو (ان صورتوں میں اس سے (زناکی) حد ہٹا دی جائیگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۷ حکم نمبر $\frac{۷۷،۸۰،۸۲}{۴۶۳}$، $\frac{۸۳}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر $\frac{۸۱}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
٤٦٣ -	کہ اسکے آقا کو (اسے واپس لینے کا) اختیار ہے اور اس کے آقا نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے میں نے اس باندی کو فروخت نہیں کیا تو اس واطی پر حد لازم نہ ہوگی [1] (ج) اسی طرح اگر اس (واطی نے) یہ کہا کہ میں نے اس باندی کو ایک (مقررہ) مدت کے وعدہ پر خریدا ہے تو بھی یہی حکم ہے (یعنی واطی پر حد لازم نہیں ہے)	محیط
٨٣	آزاد عورت نے کسی غلام سے زنا کیا پھر اس نے اس کو خرید لیا تو ان دونوں کو (زنا کی) حد لگائی جائے گی -	قاضیخان
٨٤	کسی شخص نے کسی باندی سے زنا کیا اور پھر اس نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے بطور بیع فاسد خرید لیا تھا یا یہ کہ (اس کے آقا نے) اسے ہبہ کر دیا تھا حالانکہ اس کے آقا نے اس کی تکذیب کر دی یا گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کا اقرار کیا اور پھر اس نے قاضی کے سامنے ہبہ ہونے یا بیع کا دعوی کیا تو (ان سب صورتوں میں) اس سے (زنا کی) حد ہٹا دی جائے گی [2].	محیط سرخسی
٨٥	اگر کسی شخص نے (ا) بڑی (یعنی بالغہ) عورت سے زنا کیا اور افضاء [3] کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (اس زنا میں) وہ عورت اس سے رضامند تھی اور اسے شبہ کا دعوی نہ تھا تو ان دونوں پر حد لازم ہوگی اور افضاء کی وجہ سے زانی پر کچھ لازم نہ ہوگا اس لئے کہ وہ عورت اس زنا پر رضامند تھی اور حد واجب ہونے کی وجہ سے اس عورت کے لئے حق مہر بھی لازم نہ ہوگا - اور اگر وہ اس عورت میں شبہ کا دعوی تھا تو اس مرد پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی اور افضاء کی وجہ سے بھی اسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اس زانی پر عقر لازم ہوگا - اور اگر اس زنا میں اس عورت پر جبر کیا گیا تھا اور شبہ کا دعوی نہ تھا تو اس مرد پر (زنا کی) حد لازم ہوگی عورت پر نہ ہوگی اور اس عورت کے لئے حق مہر لازم نہ ہوگا - پھر افضاء (کی صورت حال) کے متعلق یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ عورت اپنا پیشاب نہیں روک سکتی تو اس زانی پر اس عورت کی پوری دیت [4] لازم ہوگی اور اگر وہ عورت اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو زانی کو حد لگائی جائے گی اور اسپر تہائی دیت لازم ہوگی اور اگر شبہ کا دعوی تھا تو ان دونوں پر حد لازم نہ ہوگی اور پھر (اس صورت میں) اگر وہ عورت اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت لازم ہوگی اور حق مہر بھی واجب ہوگا یہ حکم ظاہر روایت کے بموجب ہے اور اگر وہ عورت اپنا پیشاب نہ روک سکتی ہو تو اس مرد پر پوری دیت لازم ہوگی اور حق مہر نہ واجب ہوگا یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں ہے (ب) اور اگر وہ ایسی چھوٹی لڑکی ہو کہ اس جیسی سے جماع کیا جا سکتا ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) مذکورہ احکام میں بڑی عورت کی طرح ہے مگر اس کی رضامندی کی وجہ سے (افضاء کا) اَرْش [5] (یعنی تاوان) ساقط نہ ہوگا (ج) اور اگر وہ ایسی چھوٹی لڑکی ہو کہ اس جیسی سے جماع نہ کیا جا سکتا ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ (افضاء کے بعد) اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس زانی پر تہائی دیت اور کامل حق مہر لازم ہوگا اور اس مرد پر	

[3] افضاء یعنی اس کے پیشاب و پاخانہ کے سوراخ کو صدمہ جماع سے ایک کر دینا (مترجم) [4] دیت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{٦٦}{٤٦٣}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] اَرْش یعنی دیت اور تاوان ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ٢ ص ٢٦٨ نیز حکم نمبر $\frac{٦٦}{٤٦٣}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه (الوطئ موجب الحد وغیر موجب الحد)	حوالہ
۴۶۲-	ولاحد علیه وان کانت لا تستمسک ضمن الدیة ولا یضمن المهر عند ابی حنیفة رحمه الله وابی یوسف رحمه الله	کذا فی التبیین
۸۶	ولو ذهب بصر امة بالوطء لا یجب الحد بلا خلاف ولو کسر فخذها بالوطء یجب الحد ونصف القیمة وان کانت حرة یجب الحد والدیة بلا خلاف	هکذا فی العتابیة
۸۷	کل شیٔ صنعه الامام الذی لیس فوقه امام مما یجب به الحد کالزنا والسرقة والشرب والقذف لا یؤخذ به الا القصاص والمال فانه اذا قتل انسانا او اتلف مال انسان یؤخذ به وان احتاج الی المنعة فالمسلمون منعة فیقدر علی استیفائه فافاد الوجوب	کذا فی الکافی

ل [1] اس (صورت) کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ زیادہ ظاہر یہی ہے کہ اس باندی کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ تاکہ کل قیمت لازم ہو مگر یہاں مفرد اور مضاف ہے پس عام ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۷ (مترجم)۔ [2] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں اس کی قیمت لازم ہوگی اور اس نابینا عورت کے جثہ کا مالک ہونے کی وجہ سے بالتبع منافع کی ملکیت کا شبہ متحقق ہوگا پس حد ساقط ہو جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۷ وکذا فی الهدایة ج ۲ صفحہ ۲۴۴ نیز حکم نمبر ۶۵، ۹۰/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۶۶، ۶۷/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] اور ایسا حاکم مجاز خواہ وہ بڑا ہو مگر اسپر لوگوں میں سے اور حاکم موجود ہے تو اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کوئی حاکم شہر کسی قابل حد جرم کا ارتکاب کرے تو اس سے بڑے حاکم مجاز (مثلاً خلیفہ) کے حکم سے اسپر حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۸ (مترجم) [5] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ خلیفہ (یعنی ایسا بڑا حاکم مجاز جسپر لوگوں میں سے کوئی اور حاکم نہیں ہے) سے قصاص اور اموال کا مواخذہ کیا جائیگا مگر اگر وہ علاوہ ازیں کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جو قابل حد ہے تو اسپر حد نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ قصاص اور اموال کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس میں حق لینے کا حق صاحب حق کو ہے اس میں خلیفہ اس کے غیر کی طرح ہے اور حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسے قائم کرنے کا مکلف خود خلیفہ ہے اور وہ اپنے آپ پر حد قائم نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اس کے نائب کا فعل بھی اس کے اپنے فعل کی طرح ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کے حکم سے ہے اور کسی اور کو اسپر ولایت حاصل نہیں پس اسپر حد نہیں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۲۰ اور جیساکہ شرح وقایہ میں ہے کہ (مذکورہ) بڑے حاکم مجاز پر (مذکورہ) حدود اس لئے قائم نہیں ہوتیں کہ (حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابةً مذکورہ حاکم خود صاحب حق ہے البتہ اسپر قصاص اور مال کا مواخذہ ہے کیونکہ اس میں صاحب حق، مقتول کا وارث اور اس مال کا مالک ہے ماخوذ از شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ۲ صفحہ ۲۶۳ وهکذا فی الهدایة ج ۲ صفحہ ۲۴۴ اور جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ قصاص اور اموال کا حق لینے میں قضا (یعنی حاکم مجاز کا فیصلہ) بطور شرط نہیں ہے بلکہ قضا اس حق کے لینے کے لئے بطور تمکین ہے۔ چنانچہ اگر (قتل عمد میں)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-	حد لازم نہ ہوگی اور اگر وہ (اپنا پیشاب) نہ روک سکتی ہو تو وہ زانی (پوری) دیت کا ضامن ہوگا اور حق مہر کا ضامن نہ ہوگا یہ حکم امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے ۔	تبیین
۸۶	(د) اگر کسی باندی کی بینائی (زانی کی) وطی سے جاتی رہی تو اس وطی پر بلا خلاف حد واجب نہ ہوگی [2] اور اگر (زانی نے) وطی سے باندی کی ران توڑ دی تو اس (واطی) پر حد اور نصف قیمت واجب ہوگی ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ (مزنیہ) آزاد عورت تھی تو (واطی پر) بلا خلاف حد اور دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) واجب ہوگی [3]	عتابیہ
۸۷	(مسلمانوں کا) ایسا (بڑا) امام (یعنی بڑا حاکم مجاز مثلاً خلیفہ) جس پر (لوگوں میں سے) کوئی اور حاکم نہیں [4] ہے جب وہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس پر حد واجب ہوا کرتی ہے مثلاً زنا، چوری، شراب خوری اور قذف (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانا) تو اس کا مواخذہ نہ ہوگا ۔ لیکن قصاص (یعنی انسان کے قتل اور نقصانِ عضو کا بدلہ) اور مال (سے متعلق جرم) کا مواخذہ کیا جائے گا ۔ چنانچہ جب اس نے کسی انسان کو (ناحق) قتل کر دیا یا کسی انسان کا مال ضائع کر دیا تو اس سے مواخذہ ہوگا اور اگر وہ (صاحب حق اپنا حق لینے کے لئے) قوت کا محتاج ہو تو تمام مسلمان اس کے لئے قوت ہیں تاکہ وہ اپنا حق لینے پر قادر ہو پس یہ وجوب کا متقاضی ہے [5]	کافی

مقتول کے ولی (واحد) نے قاتل کو حاکم مجاز کے فیصلہ سے قبل قتل کر دیا تو اس ولی پر ضمان لازم نہ ہوگی (اس کے متعلق حکم نمبر ۹۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو و مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۵۵ میں ہیں) اسی طرح اگر کسی نے غاصب سے اپنا مال لے لیا تو یہی حکم ہے ۔ لیکن زانی پر رجم کے لئے حاکم مجاز کے فیصلہ سے قبل کسی نے اس زانی کو قتل کر دیا تو قاتل ضامن ہوگا اس لئے کہ اس میں قضا شرط ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۸ ۔ حکم نمبر ۷۲/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	
	دفعات ٤٦٤ تا ٤٦٤ عنوان ١ تعداد شق ٩٦	
٤٦٤	**الشهادة علی الزنا والرجوع عنها** تعداد شق ٩٦	
١	ولا تقبل الشهادة علی الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمين	كذا فی شرح الطحاوی
٢	ان شهد علی الزنا أقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ويحد الشاهد حد القذف عند علمائنا[۱]	كذا فی المحيط
٣	واذا حضر اربع مجلس القاضی ليشهدوا علی رجل بالزنا فشهد واحد او اثنان او ثلاثة وامتنع الباقی فان الذی شهد يحد حد القذف عند علمائنا[۲]	كذا فی المحيط
٤	ولو شهد ثلاثة منهم علی الزنا والرابع قال رأيتهما فی لحاف واحد فانه لا يحد المشهود عليه ويحد الشهود الثلاثة حد القذف والشاهد الرابع لا حد عليه الا اذا كان قال فی الابتداء اشهد انه قد زنی بها ثم فسر الزنا علی ماذكرنا حينئذ يحد	كذا فی شرح الطحاوی
٥	واتحاد المجلس شرط لصحة الشهادة عندنا حتی لو شهدوا متفرقين لا تقبل شهادتهم ويحدون حد القذف	كذا فی الكافی

۱؎ حکم نمبر ٢/٤٦٤ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ١ تا ٢/٤٦١، ٣، ٤، ٢٠٠/٤٦٤، ٤٨، ١٤١، ١٤٢/٤٦٦، ٢/٢٤٧ نیز حکم نمبر ٣، ٢٣/٤٦١، ٧/٤٦٤ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ٢/٤٦٤ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ٢/٤٦٤ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ٢/٤٦١، ٦/٤٦٤ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پرگواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنیکے احکام

دفعات ۴۶۴ تا ۴۶۴ عنوان ۱ تعداد شق ۹۶

۴۶۴- زنا پر گواہی دینا اور اس سے رجوع کرنیکا بیان

اسمیں ۹۶ شقیں ہیں

۱ زنا پر گواہی تب قبول ہوتی ہے کہ چار آزاد مسلمان مرد گواہی دیں ۱ھ — شرح طحاوی

۲ اگر زنا پر گواہی میں چار سے کم ایک یا دو یا تین مردوں نے گواہی دی تو ہمارے علماء کے ہاں ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور ان (مذکورہ) گواہوں کو حدِ قذف لگائی جائے گی ۲ھ — محیط

۳ جب قاضی کی مجلس میں کسی آدمی پر زنا کی گواہی دینے کے لئے چار مرد حاضر ہوئے پھر (ان میں سے) ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی (یعنی تین یا دو یا ایک مرد گواہی دینے سے) رک گیا (یعنی اس نے گواہی نہ دی) تو ہمارے علماءؒ کے ہاں جس نے گواہی دی ہے اسپر حد قذف لگائی جائے گی ۳ھ — محیط

۴ اگر گواہوں میں سے تین نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی اور چوتھے نے یہ کہا کہ "میں نے ان دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا تو جس پر گواہی دی گئی اسے زنا کی حد نہ لگائی جائے گی اور ان تینوں گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی اور (مذکورہ) چوتھے گواہ پر حد (قذف) نہ ہوگی لیکن اگر اس نے ابتدا میں یوں کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا"، پھر اس نے زنا کی تشریح اس طرح بیان کی جو ہم نے ذکر کیا تو پھر اس کو بھی حد قذف لگائی جائے گی ۴ھ — شرح طحاوی

۵ ہمارے ہاں (زنا پر) شہادت صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ گواہی کی مجلس ایک ہو حتی کہ اگر ان گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو ان کی گواہی قبول نہ ہوگی اور ان سب (گواہوں) کو حد قذف لگائی جائے گی ۵ھ — کافی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۶-۳۴۶[1]	وعن محمدؒ اذا کانوا قعودا فی موضع الشهود فقام واحد بعد واحد وشهد فالشهادة جائزة وان کانوا خارجین من المسجد فدخل واحد وشهد وخرج ثم دخل آخر وشهد اذا دخل واحد بعد واحد وشهد لا تقبل شهادتهم[2]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	اذا شهد شاهدان علی رجل بالزنا وشهد آخران علی اقرار الرجل بالزنا لا حد علی المشهود علیه ولا علی الشهود وان شهد ثلاثة بالزنا وشهد الرابع علی الاقرار بالزنا فعلی الثلاثة الحد	کذا فی الظهیریة
۸	وان شهدوا انه زنی بامرأة لا یعرفونها لم یحد	کذا فی الهدایة
۹	فلو قال المشهود علیه المرأة التی رأیتموها معی لیست زوجتی ولا امتی لم یحد ایضا لان الشهادة وقعت غیر موجبة للحد وهذا اللفظ منه لیس اقرارا	کذا فی فتح القدیر
۱۰	اربعة شهدوا علی رجل انه زنی بامرأة لا نعرفها ثم قالوا بفلانة لا یحد الرجل ولا الشهود	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	اربعة شهدوا علی رجل انه زنی بهذه المرأة فشهد اثنان منهم انه زنی بها بالبصرة وشهد اثنان منهم انه زنی بها بالکوفة لا حد علی الرجل ولا علی المرأة فی قولهم ولا یحد الشهود عندنا استحسانا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ولو شهد اربعة علی رجل انه زنی بهذه المرأة فشهد اثنان منهم انه زنی بهذه المرأة فی هذا البیت من الدار وشهد آخران منهم انه زنی بها فی هذا البیت الآخر من الدار لا تقبل شهادتهم ولو شهد اربعة علی رجل	

[1] حکم نمبر $\frac{2}{461}$، $\frac{5}{464}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے نیز لکھا ہے کہ مسجد سے تعبیر اس لئے ہے کہ وہ قاضی کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور مراد یہ ہے کہ مجلسِ قضا میں جمع ہوں اور اگر مجلسِ قضا سے باہر جمع ہوں اور ایک کے بعد دوسرا داخل ہو اور گواہی دے تو یہ متفرق ہیں اور پھر سب کو حد قذف لگائی جائے گی ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۶ وهکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵ نیز مذکورہ حکم میں مسجد سے تعبیر کا تعلق حد ثابت کرنے کیلئے ہے۔ مسجد میں حد جاری کرنے کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مسجد میں حد، قصاص اور تعزیری سزا قائم نہیں کی جاتی۔ حاکم مجاز اپنے سامنے حد قائم کرنا چاہے تو وہ مسجد سے باہر نکلے گا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۷۵ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۶-۴۶۴	امام محمدؒ سے روایت ہے کہ جب (زنا پر گواہی دینے والے) سب گواہ گواہی کی جگہ بیٹھیں پس ان میں سے ایک کے بعد ایک اٹھا اور اس نے گواہی دی تو یہ گواہی جائز ہے ۱؎۔ اور اگر وہ گواہ مسجد سے باہر (یعنی گواہی کی جگہ سے باہر) ہوں پس ایک گواہ داخل ہوا اس نے گواہی دی اور باہر چلا گیا پھر دوسرا داخل ہوا اور گواہی دی تو جب ایک کے بعد دوسرا داخل ہوا اور گواہی دی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائیگی ۲؎	قاضیخان
۷	جب دو گواہوں نے کسی مرد کے زنا پر گواہی دی اور دو گواہوں نے اس مرد کے اقرارِ زنا پر گواہی دی تو جس پر گواہی دی گئی (اس پر زنا کی) حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) لازم نہ ہوگی۔ اور اگر تین گواہوں نے اس کے زنا پر اور چوتھے نے اس کے اقرار زنا پر گواہی دی تو ان تین گواہوں پر حد (قذف) لازم ہوگی	ظہیریہ
۸	اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک ایسی عورت سے زنا کیا جسے وہ گواہ نہیں پہچانتے تو (جس پر زنا کی گواہی دی گئی) اسے حد نہ لگائی جائے گی ۴؎	ہدایہ
۹	اگر (مذکورہ صورت میں) جس آدمی پر (مجہولہ سے) زنا کی گواہی دی گئی اس نے کہا کہ "جس عورت کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا نہ وہ میری بیوی ہے اور نہ میری باندی"، تو پھر بھی اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ گواہی ایسی واقع ہوئی ہے جس سے حد واجب نہیں ہوتی اور اس آدمی کا مذکورہ بیان (زنا کا) اقرار نہیں قرار پاتا ۵؎	فتح قدیر
۱۰	چار مردوں نے ایک مرد پر یہ گواہی دی کہ اس نے ایک ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے ہم نہیں پہچانتے پھر ان گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت فلانہ ہے تو اس مرد پر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی ۶؎	قاضیخان
۱۱	چار مردوں نے ایک مرد پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے۔ پس گواہوں میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے بصرہ میں زنا کیا اور دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے کوفہ میں زنا کیا تو سب کے قول میں اس مرد پر اور اس عورت پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی۔ اور ہمارے ہاں ان گواہوں پر بھی از روئے استحسان حد (قذف) لازم نہ ہوگی ۷؎	قاضیخان
۱۲	(د) اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا۔ پس ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت سے اس حویلی کے اس مکان (یعنی کمرے) میں زنا کیا ہے اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس حویلی کے اس دوسرے مکان میں زنا کیا ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائیگی ۸؎	

۳؎ حکم نمبر ۱، ۴، ۵، ۱۲ / ۴۶۱، ۹۶ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں اور دیگر قابل حد جرائم کے متعلق حکم نمبر ۱۵ / ۴۶۵، ۱۴۲ / ۴۶۶، ۷۹ / ۴۶۸، ۲۹ / ۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیساکہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ ممکن ہے وہ اسکی بیوی یا باندی ہو۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۵۔ حکم نمبر ۱۰، ۹ / ۴۶۴ نیز ۱۲۳ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر اقرار سے ثابت شدہ زنا میں مقِر یہ کہے کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے جسے وہ نہیں پہچانتا تو اس پر حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۴ / ۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ یہ متصور ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اسکے بیٹے کی باندی یا نکاحِ فاسد سے اس کی منکوحہ ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۹، ص ۲۲۰۔ نیز حکم نمبر ۸، ۱۰ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۸، ۹ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۳، ۲۰ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۸؎ حکم نمبر ۱۴، ۲۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۴۶۴ -	بالزنا فشہد اثنان منہم انہ زنی بہا یوم الجمعۃ وشہد آخران منہم انہ زنی بہا یوم السبت او شہد اثنان منہم انہ زنی بہا فی علو ہذہ الدار وشہد آخران انہ زنی بہا فی سفل ہذہ الدار او شہد اثنان منہم انہ زنی بہا فی دار فلان ہذا وشہد آخران انہ زنی بہا فی دار ہذا الرجل الآخر فانہ لاحد علی المشہود علیہ فی ہذہ المسائل ولا علی الشہود عندنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	اذا شہد اربعۃ انہ زنی بہا بالبصرۃ وقت طلوع الشمس فی الیوم الفلانی من الشہر الفلانی من السنۃ الفلانیۃ واربعۃ علی انہ زنی بہا بالکوفۃ فی الوقت المذکور بعینہ فلاحد علیہما	کذا فی النہر الفائق
۱۴	ولو شہد اثنان انہ زنی بہا فی زاویۃ ہذا البیت وشہد آخران انہ زنی بہا فی زاویۃ اخری منہ حد الرجل والمرأۃ استحسانا وہذا لانہ یحتمل ان یکون ابتداء الزنا فی زاویۃ وانتہاؤہ فی اخری وہذا اذا کان البیت صغیرا بحیث یحتمل ما قلنا اما اذا کان کبیرا فلا	کذا فی الکافی
۱۵	فان شہد اربعۃ علی رجل بالزنا فشہد کل واحد منہم انہ زنی بفلانۃ تقبل شہادتہم وتحمل شہادۃ کل واحد منہم علی الزنا الذی شہد بہ صاحبہ	کذا فی الکافی
۱۶	ولو شہد شاہدان انہ زنی بہا فی ساعۃ من النہار وشہد آخران انہ زنی بہا فی ساعۃ اخری فانہ لاتقبل ہذہ الشہادۃ قالوا وہذا اذا شہد الآخران علی ساعۃ اخری لایمکن التوفیق بینہما بان شہد اثنان انہ زنی بہا فی ساعۃ من یوم الخمیس وشہد آخران انہ زنی بہا فی ساعۃ من یوم الجمعۃ او شہد الآخران علی ساعۃ	

۱؎ حکم نمبر ۲۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۱۲، ۲۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۲ و ۱/۴۶۱ کا ساتواں حاشیہ، ۲۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب- زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
-۴۶۴	(ب) اور اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پس ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت سے جمعہ کے دن زنا کیا اور ان میں سے دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے ہفتہ کے دن زنا کیا یا ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس گھر کے بالاخانہ میں زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس گھر کے نچلے کمرے میں زنا کیا یا ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس فلاں کے گھر میں زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس دوسرے فلاں کے گھر میں زنا کیا تو ان (مذکورہ) مسائل میں جس آدمی پر زنا کی گواہی دی گئی اس پر (زنا کی) حد لازم نہیں ہے اور ان گواہوں پر بھی ہمارے ہاں حد (قذف) نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۳	جب چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے فلاں سن کے فلاں ماہ کے فلاں دن طلوعِ آفتاب کے وقت بصرہ میں زنا کیا اور چار (دیگر) مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے عین مذکورہ وقت میں کوفہ میں زنا کیا تو ان دونوں پر حد لازم نہیں ہے۔[1]	نہرفائق
۱۴	اگر دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس مکان کے (اس) کونے میں زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس مکان کے دوسرے کونے میں زنا کیا تو (جن پر زنا کی گواہی دی گئی ہے) اس مرد اور عورت پر از روئے استحسان (زنا کی) حد لگائی جائے گی اور یہ اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ زنا کی ابتدا ایک کونے میں ہوئی ہو اور اس کی انتہا دوسرے کونے میں ہوئی ہو اور یہ حکم تب ہے کہ وہ مکان اتنا چھوٹا ہو اس میں اس امر کا احتمال موجود ہو جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اگر وہ مکان بڑا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔[2]	کافی
۱۵	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی شہادت دی پس گواہوں میں سے ہر ایک نے گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور ان میں سے ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر محمول کی جائے گی جس پر اس کے دوسرے ساتھی نے گواہی دی۔	کافی
۱۶	اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے دن کی (فلاں) ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے دن کی ایک دوسری ساعت میں زنا کیا تو یہ شہادت قبول نہ کی جائے گی فقہاءؒ نے (مذکورہ صورت کے متعلق) کہا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ جب دوسرے دو گواہوں نے دوسری ایسی ساعت کے متعلق گواہی دی کہ ان دونوں ساعتوں کا (مذکورہ فعل کے لئے) جمع ہونا ممکن نہ ہو مثلاً دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے بروز جمعرات کی (فلاں) ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے جمعہ کی (فلاں) ساعت میں زنا کیا۔ یا دوسرے دو مردوں نے جمعرات کے دن کی دوسری	

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادة علی الزنا والرجوع عنها — الشہادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-	اخری من یوم الخمیس بحیث لا یمتد الزنا الی تلک الساعة اما اذا ذکر الآخران ساعة یمتد الزنا الی تلک الساعة فتقبل الشهادة	هکذا فی المحیط
۱۷	قال محمدؒ فی الاصل اربعة شهدوا علی رجل بالزنا فشهد اثنان انه استکرهها وشهد اثنان انها طاوعته قال ابوحنیفةؒ أدرأ عنهم الحد جمیعا یعنی الرجل والمرأة والشهود	هکذا فی المحیط
۱۸	ولو شهد اربعة علی رجل انه زنی بهذه المرأة شهد ثلاثة انها طاوعته وشهد الرابع انه استکرهها نعلی قول ابی حنیفةؒ لا یقام الحد علی احدهم	هکذا فی المحیط
۱۹	ولو شهد ثلاثة علی استکراه وواحد علی المطاوعة فلا حد علی واحد عند ابی حنیفةؒ	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	اذا شهد اربعة علی رجل بالزنا واختلفوا فی المرأة المزنی بها او فی المکان او فی الوقت بطلت شهادتهم ولکن لاحد علی الشهود عندنا	کذا فی المبسوط
۲۱	وان اختلفوا فی الثوب الذی کان علیه او علیها حین الزنا او فی لونه او فی طول المزنی بها وقصرها او فی سمنها او هزالها المریض لانهم اختلفوا فیما لا یحتاجون الی ذکره	کذا فی التمرتاشی
۲۲	وکذا لو شهد اثنان انه زنی ببیضاء وآخران انه زنی بسمراء لان اللونین یتشابهان فلم یکن اختلافا فی الشهادة بخلاف البیضاء والسوداء	کذا فی التمرتاشی
۲۳	شهد اثنان انه زنی بحبشیة وآخران بخراسانیة او اثنان بکوفیة	

[1] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں باہمی رضامندی سے زنا اور جبرا زنا دو مختلف زنا ہیں۔ باہمی رضامندی کی صورت میں فعل دونوں کے اشتراک کا متقاضی ہے اور جبر کی صورت میں اس فعل کے ارتکاب میں وہ تنہا ہے اور جب مذکورہ دو مختلف زنا ہیں اور ہر زنا پر دو گواہ ہونے کی بنا پر گواہی کا نصاب پورا نہیں پس زنا کی حد لازم نہیں مگر چونکہ ان چار گواہوں میں اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے لفظ شہادت کے ساتھ اس پر زنا کو منسوب کیا ہے لہٰذا ان کا یہ کلام قذف سے خارج قرار پایا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴ -	ایسی ساعت کے متعلق گواہی دی کہ اس (مذکورہ پہلی ساعت سے اس) دوسری ساعت تک زنا کا فعل طول نہ پاسکتا ہو اور اگر دوسرے دو نے ایسی (دوسری) ساعت کا ذکر کیا کہ اس تک زنا (کا فعل) طول پاسکتا ہو تو پھر وہ گواہی قبول کی جائے گی ۔	محیط
۱۷	امام محمدؒ نے الاصل میں کہا ہے کہ چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پس دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت پر جبر کیا تھا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس (زانی) سے رضا مند تھی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ ان سب سے حد ہٹا دی جائے گی یعنی اس مرد سے اور اس عورت سے (زنا کی حد) اور ان گواہوں سے بھی (قذف کی) حد ہٹا دی جائے گی ۱ے	محیط
۱۸	اور اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے ۔ پس تین مردوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس (زانی) سے رضا مند تھی اور چوتھے نے یہ گواہی دی اس آدمی نے اس عورت پر جبر کیا تھا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ان میں سے کسی پر بھی حد قائم نہ کی جائے گی ۲ے	محیط
۱۹	اگر (مذکورہ صورت میں) تین مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت پر جبر کیا تھا اور ایک مرد نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس زانی سے رضا مند تھی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کسی پر بھی حد لازم نہ ہوگی ۳ے	محیط سرخسی
۲۰	جب چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور گواہوں نے اس عورت کے متعلق اختلاف کیا جس سے زنا کیا گیا یا انہوں نے (زنا کی) جگہ کے متعلق اختلاف کیا یا (زنا کے) وقت کے متعلق اختلاف کیا تو ان کی گواہی باطل قرار پائے گی لیکن ہمارے ہاں ان گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی ۴ے	مبسوط
۲۱	اگر (زنا کی گواہی میں) گواہوں نے اس لباس یا کے رنگ (کے بیان کرنے) میں اختلاف کیا جو زنا کے وقت اس مرد یا عورت پر تھا یا جس عورت سے زنا کیا گیا اس عورت (کے قد) کی لمبائی یا چھوٹائی یا اس کی موٹائی یا دبلا پن کے بیان کرنے میں گواہوں نے اختلاف کیا تو (یہ اختلاف گواہی کے لئے) مضر نہیں اس لئے کہ انہوں نے ایسے امر میں اختلاف کیا جس کا بیان گواہوں پر ضروری نہ تھا ۔	تمرتاشی
۲۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر (اس گواہی میں) دو مردوں نے یہ گواہی دی تھی کہ اس نے گورے رنگ کی عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے گندم گوں رنگ کی عورت سے زنا کیا (تو یہ اختلاف گواہی کے لئے مضر نہیں ہے) اس لئے کہ یہ دونوں رنگ باہم متشابہ ہیں پس یہ اختلاف اصل شہادت میں اختلاف نہ قرار پائے گا ۵ے البتہ اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب (مذکورہ اختلاف) گوری اور کالی میں ہو (یعنی دو گواہوں نے گورے رنگ کی عورت بیان کی اور دوسرے دو نے کالے رنگ کی عورت بیان کی تو پھر اس زنا پر ایسی گواہی مقبول نہ ہوگی)،	تمرتاشی
۲۳	دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک حبشی عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے	

بس ان پر حد قذف بھی نہیں ہے اور صاحبینؒ کے ہاں اس مرد پر زنا کی حد لازم ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۰ نیز حکم نمبر ۱۸، ۱۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۱۷/۴۶۴ مع حاشیہ ۱۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے حکم نمبر ۱۷، ۱۸/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے اس کی مثالیں ۱۰ تا ۱۲/۴۶۴ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ے حکم نمبر ۲۳/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حـوالـہ
۴۶۴ -	وآخران ببصرية او اثنان بجرة وآخران بامة او اثنان ببالغة وآخران بالتی لم تبلغ لم تقبل	كذا فی التمرتاشی
۲۴	واذا شهد اربعة انه زنى يوم النحر بمكة بفلانة وشهد اربعة انه قتل يوم النحر بالكوفة فلانا لم يقبل واحد من الشاهدين ولا احد على شهود الزنا فان حضر احد الفريقين وشهد وا فحكم الحاكم بشادتهم ثم شهد الآخرون فشهادة الآخرين باطلة ولا يقام الحد على شهود الزنا وان كانوا هم الفريق الثانی	كذا فی المبسوط
۲۵	ان شهد وا على رجل انه زنى بفلانة وهی غائبة فانه يحد	كذا فی فتح القدير
۲۶	ان شهد اربعة على امرأة بالزنا فنظر اليها النساء فقلن هی بكر لاحد عليهما ولا على الشهود	كذا فی الكافی
۲۷	وكذا اذا قلن هی رتقاء او قرناء	كذا فی فتح القدير
۲۸	واذا شهد وا على رجل بالزنا وهو مجبوب فانه لا يحد ولا يحد الشهود ايضا	كذا فی التبيين
۲۹	اربعة شهد وا على رجل بالزنا فوجد وه مجبوبا بعد الرجم فالدية على الشهود ولاحد	

ـــ ۱ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ گواہ اس مزنیہ عورت کو پہچانتے ہوں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۹۔ حکم نمبر ۱۲۳/۴۶۲ ملاحظہ ہو اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس مرد نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ فلانہ غائب ہو تو اس مرد پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے فلاں شخص کی چوری کی ہے اور جس کی چوری کی گئی ہے وہ غائب ہو تو اس آدمی کو چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی اس لئے کہ دوسرے کے غائب ہونے سے دعوی معدوم ہو جاتا ہے اور چوری کے مقدمہ میں دعوی شرط ہے زنا میں نہیں۔ نیز اس فلانہ مزنیہ کے حاضر ہونے کی صورت میں دعوی شبہ متوہم ہے (اور یہ شبہ نہیں شبہ الشبہ ہے) پس موہوم کا اعتبار نہیں ہے اور زنا کی حد لازم ہے۔ نیز دعوی شرط ہونے کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ حقوق العباد میں دعوی شرط ہے۔ اسی لئے حقوق العباد میں تقادم العہد یعنی گواہی کی تاخیر مانع نہیں ہوتی کیونکہ وہ تاخیر دعوی نہ ہونے پر محمول ہو سکتی ہے اور پھر گواہوں کا فاسق قرار پانا لازم نہیں آتا۔ اور حد سرقہ میں چوری کی حد کیلئے دعوی شرط نہیں ہے اس لئے کہ وہ خالص اللہ تعالی کا حق ہے۔ اسی لئے حد سرقہ میں تقادم العہد مانع ہے البتہ سرقہ میں مال کی وجہ سے دعوی شرط ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۵۔ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴، ۲۳/۴۷۱، نیز حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر اقرار سے ثابت شدہ زنا میں اقرار کنندہ یوں کہے کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴ –	خراسانی عورت سے زنا کیا یا دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے کوفی عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے بصری عورت سے زنا کیا یا دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے آزاد عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایسی لڑکی سے زنا کیا جو بالغ نہ تھی تو (ان سب صورتوں میں) وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی ۔	تمرتاشی
۲۴	(د) جب چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں فلاں عورت سے زنا کیا اور چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو کوفہ میں فلاں شخص کو قتل کیا تو ان گواہوں میں سے کوئی بھی (گواہی کے لئے) مقبول نہ ہوگا اور اس زنا کے گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی (ب) اور اگر گواہوں کے ان (مذکورہ) فریقوں میں سے ایک فریق (کے چاروں گواہوں) نے (حاکم مجاز کے ہاں) حاضر ہو کر گواہی دی اور حاکم مجاز نے ان کی گواہی کے بموجب فیصلہ دے دیا پھر (گواہوں کے) دوسرے فریق نے گواہی دی تو بعد والے فریق کی گواہی باطل ہے اور (اس صورت میں) زنا کے گواہوں پر حد (قذف) لازم نہ ہوگی خواہ دوسرے فریق کے گواہ وہی ہوں ۔	مبسوط
۲۵	اگر (چار) گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ عورت غائب ہو تو اس زانی کو حد لگائی جائے گی ؎۱	فتح قدیر
۲۶	اگر چار مردوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اس عورت کو عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ باکرہ ہے تو اس عورت اور مرد دونوں پر حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی ؎۲	کافی
۲۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس عورت کو عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ رتقاء یا یہ کہا کہ وہ قرناء ہے (یعنی ناقابل جماع) ہے تو کسی پر حد لازم نہیں ہے) ؎۳	فتح قدیر
۲۸	جب (چار) مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور وہ مجبوب (یعنی کٹے ہوئے ذکر والا ہو) تو اس پر (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی اور گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی ؎۴	تبیین
۲۹	(د) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پھر اسے رجم کئے جانے کے بعد اسے ذکر کٹا ہوا پایا تو اس کی دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) ان گواہوں پر لازم ہوگی اور ان پر حد (قذف) نہ ہوگی ۔	

؎۱ وہ عورت غائب ہو تو اس اقرار کنندہ پر حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے، اور رد المحتار میں ہے کہ زنا کی حد اسلئے لازم نہیں کہ گواہوں کا کذب ظاہر ہوگیا۔ اور گواہوں پر حد قذف اسلئے نہیں کہ باکرہ ہونے اور اس نوع کے دوسرے امور میں ایک عورت یا زیادہ عورتوں کا قول حد ساقط کرنے میں دلیل ہے اس امر کے واجب قرار دینے کی دلیل نہیں۔ پس گواہوں پر حد قذف نہیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۰ - نیز حکم نمبر ۴۷/۴۶۲، ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ رتقاء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو اور قرناء یعنی قرن والی۔ یہ ایک عارضہ ہے جس سے عورت کے فرج کے منہ پر دبہ خایہ کی طرح ایسی فزونی ظاہر ہو جاتی ہے جس کے سبب اس سے جماع غیر ممکن ہوتا ہے۔ ماخوذ از اردو حاشیہ فتاوی عالمگیری از مولانا سید امیر علی - نیز حکم نمبر ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ گواہوں پر حد قذف اس لئے نہیں کہ لفظ شہادت کے ساتھ زنا پر گواہوں کا نصاب پورا ہے۔ نیز یہ کہ مجبوب کے قاذف پر حد قذف نہیں ہوتی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۰ - نیز حکم نمبر ۳/۴۴، ۸/۴۶۱، ۴۸،۴۴/۴۶۲، ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۴۶۴ —	وان کانت امرأۃ فنظر الیہا النساء بعد الرجم فقلن عذراء او رتقاء فلا ضمان علی الشہود ولا حد علیہم	کذا فی محیط السرخسی
۳۰	اربعۃ شہدوا بزنا رجل فشہد اربعۃ علی الشہود انہم ہم الذین زنوا بہا لا تقبل شہادۃ احدہم ولا یقام الحد علی احد للشبہۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وعندہما یحد الشہود الاولون لثبوت زناہم بحجۃ وہی شہادۃ اربعۃ عدول فصاروا فسقۃ ولو قال الفریق الثانی انہم زنوا بہا وسکتوا یجب علیہم الحد لانہم شہدوا بزنا آخر لا بالزنا الذی شہد بہ الفریق الاول	کذا فی محیط السرخسی
۳۱	ولو شہد اربعۃ علی رجل وامرأۃ بالزنا وشہد اربعۃ آخرون علی الشہود بانہم ہم الذین زنوا بہا وشہد ایضا اربعۃ آخرون علی الفریق الثانی من الشہود بانہم ہم الذین زنوا بہا لا حد علی الکل عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وعندہما یحد الرجل والمرأۃ والفریق الاوسط من الشہود حد الزنا	کذا فی التبیین
۳۲	ولو لم یشہد الشہود بعضہم علی بعض بالزنا ولکن شہد بعضہم علی بعض بانہم محدودون فی قذف والمسألۃ بحالہا یحد الرجل والمرأۃ بالشہادۃ الاولی	کذا فی محیط السرخسی
۳۳	ولو شہدوا علی الزنا والشہود عبید او کفار او محدودون فی القذف او عمیان فانہ لا یجب علی المشہود علیہ الحد ویجب علی الشہود حد القذف	کذا فی شرح الطحاوی
۳۴	وان شہد اربعۃ علی رجل بالزنا واحدہم عبد او محدود فی قذف فانہم یحدون ولا یحد المشہود علیہ	ہکذا فی الہدایۃ

۱ حکم نمبر ۲۷ تا ۲۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ کیونکہ اس صورت میں وہ شبہ متحقق نہ ہوگا جس کی بنا پر ۳۰/۴۶۴ کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد ساقط کی گئی تھی واللہ اعلم - (مترجم) ۳ حکم نمبر ۳۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو - (مترجم) ۴ صاحبینؒ کے ہاں یہ حکم غالباً اس لئے کہ گواہوں کے فریق اوسط پر گواہوں کے آخری فریق کی معتبر گواہی کی دلیل موجود ہے اور پھر چونکہ گواہوں کا وہ درمیانی فریق زنا کی حد لگنے سے فاسق قرار پائے گا لہذا فریق اول پر ان کی گواہی غیر مقبول ہوگی - اور جب گواہوں کے فریق اول کے خلاف گواہی رد ہوگئی تو فریق اول کی معتبر گواہی سے اس مرد اور عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی واللہ اعلم (مترجم) ۵ غالباً اس لئے کہ گواہوں کے پہلے فریق پر گواہوں کے دوسرے فریق کی گواہی غیر مقبول ہے کیونکہ گواہوں کے دوسرے فریق کے محدود فی القذف ہونے پر گواہوں کے تیسرے فریق کی معتبر گواہی کی دلیل موجود ہے. واللہ اعلم (مترجم) ۶ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ اندھے، غلام، بچے، پاگل، کفار اور وہ شخص جس پر حد قذف لگی ہو ان سب میں شہادت کی اہلیت نہیں ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۱ اور ہدایہ میں ہے کہ اندھے اور جس پر حد قذف لگی ہو وہ ادائے شہادت کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پرگواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پرگواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۲۹ -	(ب) اگر وہ عورت ہو (یعنی عورت پر زنا کی گواہی دی گئی) پھر اسے رجم کئے جانے کے بعد عورتوں نے اسے دیکھ کر کہا وہ تو باکرہ ہے یا رتقاء ہے تو ان گواہوں پر ضمان نہ ہوگی اور نہ ان پر حد (قذف) ہوگی [۱]	محیط سرخسی
۳۰	(و) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پھر چار اور مردوں نے ان گواہوں پر یہ گواہی دی کہ ان گواہوں نے ہی اس عورت سے زنا کیا ہے۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ان میں سے کسی کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور کسی پر حد قائم نہ کی جائے گی اس لئے کہ شبہ جگہ پاتا ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں پہلے (چار) گواہوں پر (زنا کی) حد قائم کی جائے گی اس لئے کہ ان کا زنا کرنا دلیل سے ثابت ہے اور وہ دلیل چار معتبر گواہوں کی گواہی ہے پس وہ لوگ فاسق قرار پائے (ب) اگر (گواہی کے) دوسرے فریق (یعنی گواہوں پر گواہی دینے والے مذکورہ گواہوں) نے یہ کہا کہ "انہوں نے اس عورت سے زنا کیا اور (مزید کچھ کہنے سے) خاموش رہے تو ان پر (یعنی گواہوں کے پہلے فریق پر) زنا کی حد واجب ہوگی۔ اس لئے کہ (اس صورت میں) انہوں نے (یعنی گواہوں کے دوسرے فریق نے) ایک اور زنا کی گواہی دی ہے نہ کہ اس زنا کی جس کی گواہی پہلے فریق نے دی ہے [۲]	محیط سرخسی
۳۱	اگر چار مردوں نے ایک مرد اور عورت پر زنا کی گواہی دی اور دوسرے چار مردوں نے ان گواہوں پر یہ گواہی دی کہ انہوں ہی نے اس عورت سے زنا کیا ہے اور چار اور مردوں نے گواہی کے دوسرے فریق پر بھی یہ گواہی دی کہ انہوں ہی نے اس عورت سے زنا کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ان سب پر حد لازم نہیں ہے [۳] اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس مرد اور عورت کو اور گواہوں کے درمیانے فریق کو زنا کی حد لگائی جائے گی [۴]	تبیین
۳۲	اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں میں سے بعض (فریق) نے بعض (فریق) پر زنا کی گواہی نہ دی لیکن بعض (فریق) نے بعض (فریق) پر یہ گواہی دی کہ وہ محدود فی القذف ہیں اور باقی مسئلہ کی صورت حسب حال (مذکور) ہو تو اس مرد اور عورت پر پہلی گواہی کی وجہ سے (زنا کی) حد لگائی جائے گی [۵]	محیط سرخسی
۳۳	اگر (چار) مردوں نے زنا پر گواہی دی اور وہ گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی یا وہ نابینا تھے تو جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی ہے اس پر زنا کی حد واجب نہ ہوگی اور ان گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی [۶]	شرح طحاوی
۳۴	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے یا اس پر حد قذف لگی ہوئی ہے تو ان گواہوں پر حد (قذف) لگائی جائے گی اور جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی اس پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی [۷]	ہدایہ

اہل نہیں اور غلام شہادت کے تحمل (یعنی اٹھانے) اور ادائیگی (یعنی شہادت دینے) دونوں کا اہل نہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۴۷ اور حد قذف لگی ہوئے کی شہادت قبول نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷، ۱۲۱ تا ۱۳۸ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ فاسق میں شہادت کے تحمل اور ادا کی اہلیت تو ہے مگر فسق کی تہمت کی وجہ اس کی ادائے شہادت میں ایک نوع کا قصور ہے اسی لئے اگر کسی قاضی نے فاسق کی شہادت سے فیصلہ کیا تو ہمارے ہاں وہ فیصلہ نافذ قرار پائے گا۔ پس فساق کی شہادت سے شبہ زنا ثابت ہوگا اور ان کے ادائے شہادت میں قصور کی وجہ شبہ عدم زنا ثابت ہوگا پس فساق کی شہادت سے حد زنا ثابت نہ ہوگی اور زنا پر چار فاسق کی گواہی کی صورت میں نصاب پورا ہونے کی وجہ سے ان فساق پر حد قذف بھی نہ ہوگی ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۰ وھکذا فی الھدایۃ ج ۲ صفحہ ۲۴۷ حکم نمبر ۲۲، ۲۳ / ۴۶۴ مع حاشیہ، ۱۰۷ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۲۳ / ۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-۳۵	ولو اعتق العبد فاعاد واحدّ[1] وا ثانیا وكذا العبید اذا شهدوا وحدّوا ثم اعتقوا واعادوا واحدّوا ثانیا بخلاف الكفار اذا شهدوا علی مسلم ثم اعادوا وعن محمدؒ لو ضرب بعض الحد فوجد احدهم عبدا فشهد اربعة اخری لا یحد لان ذلك الحد قد بطل	كذا فی العتابیة
۳۶	ولو كان احد الشهود الاربعة مكاتبا او صبیا او اعمی حدوا جمیعا سوی الصبی فان علم ذلك بعد ان اقیم الرجم علی المشهود علیه لم یحدوا والدیة فی بیت المال وان كان الحد جلدا ضربوا الحد ان طلب المشهود علیه واما ارش الضرب فهو هدر فی قول ابی حنیفة[2]	هكذا فی الایضاح
۳۷	معتق البعض كالمكاتب عند ابی حنیفةؒ ولا شهادة للمكاتب	كذا فی المبسوط
۳۸	ان شهدوا وهم فساق او ظهر انهم فساق لم یحدوا	كذا فی الكافی
۳۹	ولو ادعی المشهود علیه ان احد الشهود عبد فالقول له حتی یثبت انه حر	كذا فی التتارخانیة
۴۰	رجل قذف رجلا بالزنا ثم شهد القاذف مع ثلاثة نفر انه زان	

۱؎ یہ صورت بعض حد لگائی جانے کے بعد کسی گواہ کے غلام پائے جانے کی صورت ہے۔ یہ حد باطل قرار پاکر اس میں نئے گواہوں کی گواہی سے حد لازم نہ ہوگی اور حکم نمبر ۴۵/۴۶۴ میں حد نہ لگنے کی صورت میں جب پہلے گواہوں نے باطل گواہی دینے کا اقرار کیا تو اس میں نئے گواہوں کی گواہی سے حد لازم ہونے کا حکم ہے۔ اور حکم نمبر ۵۱/۴۶۴ میں اصل گواہ پہلے پیش نہیں ہوئے اور شہادت علی الشہادت میں شبہ کے جگہ پانے کی وجہ سے بعد میں نئے گواہوں کی گواہی سے حد لازم نہ ہونے کا حکم ہے۔ حکم نمبر ۳۳، ۴۵، ۵۱/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اس لئے کہ انہوں نے زندہ شخص پر قذف کیا تھا اور اس کا اظہار اس وقت ہوا کہ) وہ اب وفات پاچکا ہے تو میراث نہ قرار پائے گی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۲۲ وهكذا فی الهدایة ج ۲ ص ۲۴۹ حکم نمبر ۴۲، ۴۳/۴۶۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۳۵-۴۶۴	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ غلام آزاد کردیا گیا تو ان سب نے (اس زنا پر) گواہی دوبارہ دی تو ان سب کو دوبارہ حدِ قذف لگائی جائے گی۔ اسی طرح اگر (سب گواہ) غلام ہوں اور انہوں نے (زنا پر) گواہی دی اور انہیں حدِ قذف لگائی گئی پھر وہ سب آزاد کردیئے گئے تو انہوں نے (اس زنا پر) دوبارہ گواہی دی تو ان سب کو دوبارہ حدِ قذف لگائی جائے گی۔ اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ (اگر سب گواہ) کافر ہوں تو جب انہوں نے کسی مسلمان پر (زنا کی) گواہی دی پھر (ان پر حدِ قذف لگائی گئی پھر وہ مسلمان ہوگئے اور انہوں نے اس زنا پر) دوبارہ گواہی دی (تو ان پر دوبارہ حدِ قذف نہ ہوگی)۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کچھ حد لگائی گئی تو ظاہر ہوا کہ گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے۔ پھر اس زنا پر چار اور گواہوں نے گواہی دی تو اس پر (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ وہ حد باطل ہوچکی ہے [1]	عتابیہ
۳۶	(الف) اگر (زنا پر) چار گواہوں میں سے ایک گواہ مکاتب غلام تھا یا بچہ تھا یا نابینا تھا تو بچہ کے سوا ان سب گواہوں پر حدِ قذف لگائی جائے گی [2]۔ (ب) اور اگر مشہود علیہ (یعنی جس پر زنا کی گواہی دی گئی اس) پر رجم کی حد لگانے کے بعد یہ معلوم ہوا (کہ گواہوں میں سے ایک مکاتب یا بچہ یا نابینا تھا) تو گواہوں پر حدِ قذف نہ لگائی جائے گی [3] اور رجم شدہ کی دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) بیت المال سے ہوگی (ج) اور اگر مشہود علیہ کو (زنا کی) حد میں درے لگائے گئے (اور پھر مذکورہ امر کا علم ہوا) تو گواہوں کو حد (قذف) لگائی جائے گی بشرطیکہ مشہود علیہ اس کا مطالبہ کرے اور مشہود علیہ پر دروں کی ضرب کی اَرْش (یعنی عضو کا تاوان) ضائع جائے گا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ہے [4]	ایضاح
۳۷	جس غلام کا بعض حصہ آزاد ہو تو وہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مکاتب غلام کی طرح ہے اور مکاتب غلام اہل شہادت میں سے نہیں ہے [5]	مبسوط
۳۸	اگر (زنا پر) چار گواہوں نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہیں یا (بعد میں) ظاہر ہوا کہ فاسق ہیں تو ان سب کو حدِ قذف نہ لگائی جائے گی [6]	کافی
۳۹	اگر مشہود (یعنی جس پر زنا کی گواہی دی اس) نے یہ دعوی کیا کہ گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے تو اس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا حتی کہ یہ ثابت ہو کہ وہ گواہ آزاد ہے [7]	تتارخانیہ
۴۰	کسی آدمی نے کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی پھر تہمت لگانے والے آدمی نے تین اور مردوں سمیت گواہی دی	

[1] ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور اگر زنا پر گواہی میں گواہ نے گواہی سے رجوع کرلیا تو اس کے احکام حکم نمبر ۴۵/۴۶۴ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۱ تا ۴۲/۴۶۴ ملاحظہ ہو [3] اور اَرْش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶۶/۴۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۳۰/۴۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۹۳ تا ۹۵/۴۶۶ ملاحظہ ہو [4] (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ -	ینظر ان کان المقذوف قدمه الی القاضی ثم شهد لم تقبل وان کان لم یقدمه قبلت شهادته	کذا فی محیط السرخسی
۴۱	قال محمد فی الجامع الصغیر اربعة شهدوا علی رجل بالزنا وهو غیر محصن فضربه الامام ثم ظهر ان الشهود کانوا عبیدا او کفارا او محدودین فی قذف وقد مات من الجلد او جرحته السیاط قال ابوحنیفة رح لا ضمان علی القاضی ولا فی بیت المال	کذا فی المحیط
	اذا حد بشهادة شهود جلد فجرحه الحد او مات منه لعدم احتماله ایاه ثم ظهر ان بعض الشهود عبد او محدود فی قذف او کافر فانهم یحدون بالاتفاق قال ابوحنیفة لا شیئ علیهم ولا علی بیت المال	کذا فی فتح القدیر
۴۲	اربعة شهدوا علی الرجل بالزنا وهو محصن او شهدوا علیه بالزنا والاحصان فرجمه الامام ثم وجد احد الشهود عبدا او مکاتبا او محدودا فی قذف فدیته علی القاضی ویرجع القاضی بذلك فی مال بیت المال بالاجماع	کذا فی المحیط
۴۳	ولو ظهر ان الشهود فساق فلا ضمان علی القاضی	کذا فی المحیط
۴۴	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا فزکاهم نفر وقالوا انهم احرار مسلمون عدول ثم ظهر انهم عبید او کفار او محدودون فی القذف ان بقی المزکون علی تزکیتهم ولم یرجعوا عنها ولکن قالوا اخطأنا فلا ضمان علیهم عندهم جمیعا ویجب الضمان فی بیت المال عندهم جمیعا فاما اذا رجعوا عن التزکیة وقالوا کنا عرفنا هم عبیدا او کفارا او محدودین فی القذف الا انا تعمدنا التزکیة مع هذا اختلفوا	

۱؎ حکم نمبر ۲/۲۶۴ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۴۲/۲۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۳، ۳۶، ۶۳/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ اور حدِ زنا میں محصن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ "خطأ الحاکم من بیت المال"، یعنی حاکم مجاز کے فیصلہ کی غلطی کا تاوان بیت المال سے ادا ہوتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰۔ نیز حکم نمبر ۳۶ ب، ۴۱، ۴۲، ۶۳/۲۶۴، ۳۲/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۶ ب، ۴۱، ۴۲/۲۶۴ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۳۳/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۲۶۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ معتبر گواہی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۳۳/۲۶۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر | پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام | زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان | حوالہ

۴۶۴ - کہ وہ شخص زانی ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) دیکھا جائے گا کہ اگر مقذوف (یعنی جس شخص پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی وہ) اس قاذف (یعنی زنا کی تہمت لگانے والے) کو قاضی کے ہاں لایا اس کے بعد اس نے (تین مزید گواہوں سمیت اس پر زنا کی) گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر مقذوف ابھی قاذف کو قاضی کے ہاں نہ لایا تھا (اور قاذف نے تین مزید گواہ ملالئے) تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی [1] — محیط سرخسی

۴۱ امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی وہ شخص غیر محصن تھا حاکم مجاز نے اس شخص پر کوڑوں کی حد جاری کی پھر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی اور وہ شخص، کوڑوں کی سزا سے مرگیا یا کوڑوں سے وہ زخمی ہوگیا تو اس کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ قاضی پر یا بیت المال پر اس کی ضمان لازم نہ ہوگی۔ — محیط

(ب) جب کوئی شخص گواہوں کی گواہی سے زنا کی حد میں کوڑے مارا گیا پس وہ زخمی ہوگیا یا کوڑوں کی سزا برداشت نہ کرنے کی وجہ سے مرگیا پھر ظاہر ہوا کہ بعض گواہ غلام تھے یا ان پر حدِ قذف لگی ہوئی تھی یا کافر تھے تو ان (سب) گواہوں کو بالاتفاق حد قذف لگائی جائے گی۔ (ضمان لازم ہونے کے متعلق) امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ ان گواہوں پر اور بیت المال پر کوئی چیز لازم نہیں ہے [2] — فتح قدیر

۴۲ چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی اور وہ شخص محصن ہے۔ یا چار مردوں نے کسی شخص پر زنا اور احصان (دونوں) کی گواہی دی پس حاکمِ مجاز نے اس پر رجم کی حد جاری کردی پھر (ان گواہوں میں سے) ایک گواہ غلام یا مکاتب یا محدود القذف پایا گیا تو رجم شدہ کی دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) اس حاکمِ مجاز پر ہے اور وہ حاکم وہ دیت بالاجماع بیت المال کے مال سے لے سکتا ہے [3] — محیط

۴۳ اور اگر (مذکورہ صورت میں رجم کے بعد) یہ ظاہر ہوا کہ وہ گواہ فاسق تھے تو حاکم مجاز پر تاوان لازم نہ ہوگا [4] — محیط

۴۴ (د) (مذکورہ) زانی شخص پر چار مردوں نے زنا کی گواہی دی اور کچھ لوگوں نے ان گواہوں کا تزکیہ [5] کیا اور کہا یہ گواہ آزاد مسلمان اور معتبر ہیں [6] پھر ظاہر ہوا کہ وہ گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی [7] تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر تزکیہ کرنے والے اس تزکیہ پر قائم رہے اور اس سے رجوع نہ کیا لیکن انہوں نے یہ کہا کہ ہم سے خطا ہوئی تو سب کے ہاں ان پر ضمان لازم نہ ہوگی اور سب کے ہاں بیت المال سے ضمان واجب ہوگی اور اگر تزکیہ کرنے والوں نے اس تزکیہ سے رجوع کرلیا اور یہ کہا کہ ہم ان گواہوں کو کا غلام ہونا یا کافر ہونا یا ان پر حدِ قذف کا لگا ہونا جانتے تھے مگر اس کے باوجود ہم نے جان بوجھ کر ان کا تزکیہ کیا تو اس کے حکم میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے

مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا و الرجوع عنها — الشهادة علی الزنا و الرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ -	فیہ قال ابو حنیفة رح یجب الضمان علی المزکین ولا یجب فی بیت المال وقال ابو یوسف[1] و محمد[2] رحمهما الله تعالی لا ضمان علی المزکین و یجب فی بیت المال و هذا اذا ظهر ان الشهود عبید او کفار او محدودون فی القذف فاما اذا ظهر انهم فسقة و رجعوا عن التعدیل و قالوا عرفنا هم فسقة الا انا تعمدنا التعدیل فانهم یضمنون و هذا اذا قال المزکون هم احرار مسلمون عدول فاما اذا قالوا عدول لا غیر ثم ظهر ان الشهود عبید لا ضمان علیهم	کذا فی المحیط
	ولا فرق فی هذا بین ما اذا شهدوا بلفظ الشهادة فقالوا نشهد انهم احرار او اخبروا بان قالوا هم احرار	کذا فی النهایة
	لا ضمان علی الشهود ولا یحدون حد القذف	کذا فی الکافی
۴۵	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا ثم افترقوا عند القاضی انهم شهدوا بالباطل فعلیهم الحد فان لم یحدهم القاضی حتی شهد اربعة غیرهم علی ذلک الرجل بالزنا جازت شهادتهم واقیم الحد علی المشهود علیه بشهادتهم و یدرأ عن الفریق الاول حد القذف[3]	کذا فی المبسوط
۴۶	اذا رجع الشهود بعد الجرح بالجلد او الموت بالجلد لا یضمنون عند ابی حنیفة اصلا لا ضمان الارش ولا ضمان النفس و عندهما[4] یضمنون ارش الجراحة ان لم یمت المحدود والدیة ان مات	کذا فی غایة البیان
۴۷	اربعة شهدوا علی غیر محصن فجلده القاضی فجرحه الجلد ثم رجع احدهم لا یضمن الراجع ارش الجراحة وکذا ان مات من الجلد لا ضمان علی احد عند ابی حنیفة لا علی الراجع ولا علی بیت المال و عندهما[5] یضمن الراجع	کذا فی السراج الوهاج

ــــه ۱ حکم نمبر ۴۲، ۳۸، ۳۷ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ــــه ۲ حکم نمبر ۳۸، ۳۵ / ۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ــــه ۳ حکم نمبر ۳۵، ۵۱ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ــــه ۴ حکم نمبر ۴۷، ۵۲ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ــــه ۵ حکم نمبر ۳۵، ۴۶، ۴۸، ۵۰ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۴ -	امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان واجب ہوگی اور بیت المال سے ضمان واجب نہ ہوگی اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان لازم نہ ہوگی اور بیت المال سے ضمان واجب ہوگی۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ گواہ غلام ہیں یا کافر ہیں یا ان پر حدِ قذف لگی ہوئی ہے۔ (ب) اور (۱) اگر یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ گواہ فاسق تھے اور تزکیہ کرنے والوں نے ان گواہوں کو معتبر قرار دینے سے رجوع کرلیا اور یہ کہا کہ ہم ان گواہوں کا فاسق ہونا جانتے تھے مگر اس کے باوجود ہم نے جان بوجھ کر انہیں معتبر قرار دیا تو تزکیہ کرنے والے ضامن ہوں گے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ تزکیہ کرنے والوں نے یوں کہا تھا کہ "وہ گواہ آزاد مسلمان اور عدول (یعنی معتبر) گواہ ہیں" اور اگر انہوں نے (فقط) یوں کہا تھا کہ "وہ معتبر ہیں" اور کچھ نہ کہا اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ گواہ غلام تھے تو تزکیہ کرنے والوں پر ضمان لازم نہ ہوگی۔	محیط
	(۲) اس حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تزکیہ کرنے والوں نے شہادت کے لفظ کے ساتھ گواہی دی اور یوں کہا کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ آزاد ہیں" یا انہوں نے خبر دی اور یوں کہا کہ "وہ آزاد ہیں"۔	نہایہ
	(۳) اور (مذکورہ صورت میں) گواہوں پر ضمان لازم نہ ہوگی اور نہ ان پر حد قذف لگے گی [۱]	کافی
۴۵	(الف) چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی پھر ان گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں یہ اقرار کیا کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان پر حدِ قذف لازم ہوگی [۲] (ب) اور اگر قاضی نے انہیں (ابھی) حدِ قذف کی سزا نہ دی تھی کہ چار اور گواہوں نے اسی شخص پر زنا کی گواہی دی تو ان (دوسرے) گواہوں کی گواہی جائز ہے اور جس پر زنا کی گواہی دی گئی اس پر زنا کی حد قائم کی جائے گی اور گواہوں کے پہلے فریق سے حد قذف ہٹا دی جائے گی [۳]	مبسوط
۴۶	جب (زنا پر گواہی سے لازم شدہ) کوڑوں کی حد سے (مبینہ زانی کے) زخمی ہونے یا کوڑوں کی حد سے موت واقع ہو جانے کے بعد گواہوں نے (گواہی کی صحت سے) رجوع کرلیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں ان پر کچھ ضمان نہ ہوگی نہ عضو کے تاوان کا ضمان اور اس کی جان کی ضمان [۴]۔ اور صاحبینؒ کے ہاں ان گواہوں پر زخم کے تاوان جبکہ حد لگنے ہوئے کی موت واقع نہیں ہوئی۔ اور دیت (یعنی اس کا تاوان) اگر اس کی موت واقع ہوگئی ہو کی ضمان لازم ہوگی	غایہ بیان
۴۷	چار مردوں نے کسی غیر محصن شخص پر زنا کی گواہی دی پس حاکم مجاز نے اسے کوڑوں کی حد لگائی تو کوڑوں سے وہ شخص زخمی ہوگیا پھر ان گواہوں میں سے کسی ایک نے گواہی سے رجوع کرلیا تو رجوع کرنے والا وہ گواہ اس زخم کے تاوان کا ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوڑوں سے وہ شخص مرگیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں رجوع کرنے والے پر اور بیت المال پر کسی پر ضمان لازم نہ ہوگی [۵] اور صاحبینؒ کے ہاں رجوع کرنے والا ضامن ہوگا۔	سراج وہاج

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشھادۃ علی الزنا والرجوع عنھا — الشھادۃ علی الزنا والرجوع عنھا	حوالہ
۴۶۴-۴۸	ولوکان حدہ الجلد فجلد بشہادتھم ثم رجع واحد منھم حد الراجع وحدہ بالاجماع	کذا فی التبیین
۴۹	اذا ضرب وبقی سوط فرجع واحد من الشھود ضربوا جمیعاحد القذف ویدرأعن المشھودعلیہ مابقی من الحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۰	ولورجمہ الناس والشھود فلم یمت حتی رجع بعضھم حد الشھود حد القذف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	ان شھد اربعۃ علی شھادۃ اربعۃ علی رجل بالزنا لم یحد فان جاء الاصول وشھدوا علی ذلک الزنا بعینہ لم یحد ایضا ولا یحد الفروع ولا الاصول	کذا فی الکافی
	وکذا لاتقبل شھادۃ غیرھم	کذا فی خزانۃ المفتین
۵۲	ان شھد اربعۃ علی رجل بالزنا بفلانۃ واربعۃ اخری شھدوا علی زناہ بامرأۃ اخری فرجم فرجع الفریقان ضمنوا دیتہ اجماعا وحدوا للقذف عند ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ	کذا فی الکافی
۵۳	لو شھد اربعۃ بالزنا والاحصان ثم رجع واحد ان رجع قبل القضاء حد الراجع فی قولھم حد القذف ویحد الباقون عندنا وان رجع بعد القضاء قبل الامضاء حد الراجع فی قولھم وحد الباقون عند ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ فی قولہ الاخر وان رجع بعد القضاء	

۱؎ حکم نمبر ۲، ۳، ۴۷/۴۴۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲، ۳، ۴۷/۴۴۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۹/۴۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیساکہ درمختار ودرالمحتار میں ہے۔ اور درالمحتار میں ہے، کہ حدود میں شہادت علی الشہادت جائز نہیں اسلئے کہ احتمالِ کذب اصول اور فروع دو جگہوں میں ہونےکیوجہ سے شبہ کا وقوع زیادہ ہوجاتا ہے پھر فروع پر حد قذف اسلئے نہیں کہ وہ خود تہمت لگانے والے نہیں اس کی حکایت کرنے والے ہیں اور اصول پر بطریق اولی نہیں اور چونکہ فروع کی گواہی رد ہوچکنے کی وجہ سے من وجہ اصول کی گواہی رد قرار پاتی ہے اسلئے فروع کی گواہی کے بعد اصول کی گواہی بھی رد ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ودرالمحتار ج ۳ ص ۲۲۰ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۲۲، ص ۲۳ اور جیساکہ شرح وقایہ میں ہے نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں اصل گواہوں نے غیر مشروع امر سے زنا کے اثبات کی کوشش کی ہے اور اس سے ان کی وہ گواہی حسبۃ للہ تعالی قرار پانے کی بجائے اشاعت فاحش کی کوشش قرار پائیگی پس اصل گواہوں پر اس تہمت کی وجہ سے فروع کی گواہی کے بعد اصل گواہوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۶۷۔ نیز حکم نمبر ۵۱ب/۴۴۴ ملاحظہ ہو اور اگر بعض حد لگائے جانے کے بعد کوئی گواہ غلام ظاہر ہوا اور پھر مزید چار گواہ گواہی دیں تو ان کی گواہی باطل ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۵/۴۴۴ ملاحظہ ہو۔ اور حد قذف وچوری کی حد میں شہادت علی الشہادۃ قبول نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۶، ۴۹/۴۶۸، احصان اور تعزیر میں شہادت

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶-۴۷-۴۸	اگر کسی شخص پر زنا کی حد کوڑے مارنے کی ہو پس گواہوں کی گواہی کی بنا پر اسے کوڑوں کی حد لگائی گئی پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کرلیا تو بالاجماع اس اکیلے کو ہی حد قذف لگائی جائے گی [۱]	تبیین
۴۹	جب کسی شخص کو (گواہی سے لازم شدہ زنا کی حد میں) کوڑے مارے گئے اور ایک کوڑا مارنا باقی تھا کہ گواہوں میں سے ایک گواہ نے گواہی سے رجوع کرلیا تو سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی اور جس پر زنا کی گواہی دی گئی تھی اس سے باقی حد ہٹا دی جائے گی [۲]	قاضیخان
۵۰	اگر کسی شخص کو (گواہی سے لازم شدہ زنا کی حد میں رجم لازم ہوا اور اسے) لوگوں نے اور گواہوں نے رجم کیا اور (ابھی) وہ مرا نہ تھا کہ گواہوں میں سے ایک نے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی [۳]	قاضیخان
۵۱	(ا) اگر چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ چار مردوں نے (فلاں) ایک شخص پر زنا کی گواہی دی ہے تو اس شخص کو زنا کی حد نہ لگائی جائے گی - پھر اگر اصل گواہ آگئے اور انہوں نے اس شخص کے اس زنا پر گواہی دی تب بھی اس شخص کو زنا کی حد نہ لگائی جائے گی اور اصل گواہوں پر گواہی دینے والوں اور اصل گواہوں کو حد قذف نہ لگائی جائے گی [۴]۔	کافی
	(ب) اسی (مذکورہ صورت میں مذکورہ حکم کی) طرح ان اصل گواہوں کے علاوہ گواہوں کی گواہی بھی (اس زنا پر) قبول نہ کی جائے گی [۵]	خزانۃ المفتین
۵۲	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا اور دوسرے چار مردوں نے اس آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس نے ایک اور عورت سے زنا کیا پس اسے زنا کی حد میں رجم کیا گیا پھر گواہوں کے دونوں فریقوں نے گواہی سے رجوع کرلیا تو وہ گواہ اسکی دیت (تاوان) کے ضامن ہوں گے اس حکم پر اجماع ہے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں ان گواہوں پر حد قذف لگے گی [۶]	کافی
۵۳	(ا) چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کا ارتکاب کرنے اور اس کے محصن ہونے کی گواہی دی پھر (ان گواہوں میں سے) ایک گواہ نے حاکم مجاز کے فیصلہ سے پہلے گواہی سے رجوع کرلیا تو سب کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہ کو حد قذف لگائی جائے گی اور باقی گواہوں کو (بھی) ہمارے ہاں حد قذف لگائی جائے گی (ب) اور اگر (ان میں سے) ایک گواہ نے حاکم مجاز کے فیصلہ کے بعد اور وہ حد جاری ہونے سے پہلے گواہی سے رجوع کرلیا تو سب کے قول کے	

علی الشہادۃ قبول ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۴۶۲ ، ۸/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۳۵ ، ۵۱/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۶ حکم نمبر ۴۶ ، ۴۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ فتاوی قاضیخان سے ماخوذ فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ اور میمنیہ مصر دونوں میں یوں درج تھی" وابی یوسف الاخر" اور اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں درج ہے " وابی یوسف فی قولہ الآخر" ، جیساکہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری امیریہ ج ۲ صفحہ ۴۷۴ میں ہے - اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے اصل ماخذ کی عبارت ہی درست ہے لہذا یہی درج ہے (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۵۳ - ۴۶	والامضاء حد الراجع ولا حد على الباقين فی قولهم وعلى الراجع ربع الدية فی ماله فی سنة واحدة فی قولهم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۴	وكذا اكلما رجع واحد حد وغرم ربع الدية	کذا فی الکافی
۵۵	ولو رجعوا جميعا بعد القضاء والامضاء حدوا جميعا عندنا والدية فی اموالهم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۶	ولو قذف رجل هذا المرجوم لا يحد القاذف لما ذكرنا ان رجوع الشاهد بعد القضاء لا يعمل فی حق غيره	کذا فی المحیط
۵۷	شهدوا بالعتق والزنا فرجم ثم رجعوا ضمنوا القيمة للمولى والدية للورثة وحدوا	کذا فی التاتارخانية
۵۸	ولو رجعوا عن العتق لم يضمنوا شيأ لان شهود الاحصان لا يضمنون بالرجوع	کذا فی خزانة المفتین
۵۹	ان كان الشهود خمسة ثم رجع واحد أمضى الحد على المشهود عليه بشهادة من بقى	کذا فی الایضاح

[1] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں گواہی سے رجوع کے سبب وہ گواہی قذف ہوگی اسلئے کہ رجوع کر لینے سے گواہی فسخ ہو جاتی ہے پس وہ گواہی میت کیلئے حال میں قذف قرار پائے گی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ۲۴۸ اور رد المحتار میں ہے کہ رجوع سے پہلے جب یہ گواہی واقع ہوئی تھی تو معتبر تھی پھر (رجم کے بعد) رجوع کی وجہ سے فسخ ہو گئی پس فی الحال قذف قرار پائی لہٰذا حد قذف لازم ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج صـ۲۲۲ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ (رجم کے بعد) گواہوں میں غلام یا کافر ظاہر ہونے کی صورت کا حکم گواہی سے رجوع کے حکم کی طرح نہیں ہے اسلئے کہ انکا کلام (گواہی کے وقت) معتبر گواہی واقع ہی نہ ہوا تھا (پس وہ زندہ پر قذف تھا اور پھر موت کے بعد حد قذف کی میراث نہ ہوگی) ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ صـ۲۴۹ ۔ نیز حکم نمبر ۳۶ ب / ۴۶۴ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاوی قاضیخان سے ماخوذ فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ امیریہ، میمنیہ مصر میں یوں ہی درج ہے کہ "وعلى الراجع ربع الدية"، یعنی رجوع کرنے والے پر چوتھائی دیت لازم ہے اور اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں درج ہے "وعلى الراجع بعد القضاء ربع الدية"، یعنی حاکم مجاز کے فیصلہ کے بعد گواہی سے رجوع کرنے والے پر چوتھائی دیت لازم ہے۔ جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ صـ۴۷۴ میں ہے اور در مختار میں ہے کہ (ويحد من رجع من

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۵۳ -	بموجب رجوع کرنے والے گواہ کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے بموجب باقی گواہوں کو (بھی) حد قذف لگائی جائے گی (ج) اور اگر (ان میں سے) ایک گواہ نے حاکم مجاز کے فیصلہ اور حد جاری ہونے کے بعد گواہی سے رجوع کرلیا تو سب کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہ کو حد قذف لگائی جائے گی [1] اور ان باقی گواہوں کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ نیز سب کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہ پر اس کے مال سے چوتھائی دیت (یعنی تاوان) ایک سال میں ادا کرنا لازم ہوگا [2]۔	قاضیخان
۵۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب بھی (مذکورہ صورت میں) ایک گواہ نے گواہی سے رجوع کیا اسے حد قذف لگائی جائے گی اور وہ چوتھائی دیت کا تاوان دے گا۔	کافی
۵۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) سب گواہوں نے حاکم مجاز کے فیصلہ اور حد جاری ہونے کے بعد گواہی سے رجوع کرلیا تو ہمارے ہاں ان سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی اور اس کی دیت ان سب کے مال سے لازم ہوگی۔	قاضیخان
۵۶	اور اس (مذکورہ) رجم شدہ شخص (یعنی جس پر گواہی دینے والے نے رجم کے بعد گواہی سے رجوع کرلیا ہے اس) کو کسی آدمی نے زنا کی تہمت لگائی تو اس تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی جائے گی اس لئے کہ ہم نے بیان کردیا ہے کہ حاکم مجاز کے فیصلہ کے بعد گواہ کا رجوع کرلینا دوسرے کے حق میں عمل نہیں کرتا [3]۔	محیط
۵۷	(کسی شخص پر) چار مرد گواہوں نے اس کے آزاد ہونے اور زنا کا ارتکاب کرنے کی گواہی دی پس اسے (زنا کی حد میں) رجم کیا گیا۔ پھر ان گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا تو وہ گواہ اس (مرجوم) شخص کے آقا کے لئے اس کی قیمت کے ضامن ہوں گے اور اس کے وارثوں کے لئے دیت (یعنی تاوانِ جان) کے ضامن ہوں گے اور ان گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی [4]۔	تتارخانیہ
۵۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں نے (صرف) اس کے آزاد ہونے کی گواہی سے رجوع کیا تو وہ کسی شئی کے ضامن نہ ہوں گے اس لئے کہ اگر احصان کے گواہ رجوع کریں تو وہ ضامن نہیں ہوتے [5]۔	خزانۃ المفتین
۵۹	اگر (کسی زنا پر گواہ پانچ مرد ہوں پھر ان میں سے ایک نے گواہی سے رجوع کرلیا تو باقی چار کی گواہی کی وجہ سے مشھود علیہ (یعنی جس پر زنا کی گواہی دی گئی ہے اس) پر (زنا کی) حد جاری کی جائے گی [6]۔	ایضاح

الا بعد بعد الرجم فقط) لانقلاب الشہادۃ بالرجوع قذفا (وغرم ربع الدیۃ و) ان رجع (قبلہ) ای الرجم (حدوا) للقذف (ولا رجم) لان الامضاء من القضاء فی باب الحدود الخ اور ردالمحتار میں ہے کہ (قولہ فقط) ای یحد الراجع فقط الخ دون الباقین لبقاء شہادتھم و قولہ (وان رجع قبلہ) ای الرجم سواء کان قبل القضاء او بعدہ نھر الخ یعنی در مختار میں ہے کہ گواہوں کا ثابت شدہ زنا کی حد میں) رجم کے بعد ان چار گواہوں میں سے جس نے گواہی سے رجوع کیا تو فقط اسے حد قذف لگائی جائے گی اسلئے کہ رجوع سے اسکی شہادت منقلب ہوکر قذف قرار پائے گی اور وہ چوتھائی دیت کا تاوان دیگا اور اگر اس نے رجم سے پہلے رجوع کرلیا تو سب گواہوں کو حد قذف لگے گی اور رجم نہ ہوگا اسلئے کہ حدود کے باب میں حد جاری کرنا فیصلہ کا حصہ ہوتا ہے اور ردالمحتار میں ہے قولہ فقط سے مراد یہ ہے کہ صرف رجوع کرنے والے کو حد قذف لگے گی باقی تین گواہوں کی شہادت باقی ہونے کی وجہ سے ان پر حد قذف نہ ہوگی اور قولہ وان رجع قبلہ یعنی رجم سے پہلے رجوع کرنے سے مراد یہ ہے کہ خواہ اس نے فیصلے سے پہلے یا بعد مگر رجم سے پہلے رجوع کرلیا تو سب گواہوں کو حد قذف لگے گی اور رجم نہ ہوگا ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۲۱ نیز حکم نمبر ۵۴، ۵۶ / ۴۶۴ ملاحظہ ہو۔ پس ان حوالجات سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں حد جاری ہونے کے بعد رجوع کرنے والے گواہ پر (حد قذف اور) دیت لازم ہوگی (مترجم) [2] جیسا کہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر اس مرجوم کو اس رجوع کرنیوالے گواہ کے غیر نے قذف کیا تو چونکہ اس مرجوم کے حق میں قاضی کا فیصلہ ہو چکا ہے لہٰذا وہ مرجوم اس غیر کے حق میں غیر محصن ہے پس اسکے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۴۸۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-۶۰	ان شهد خمسة علی رجل بالزنا والاحصان فرجم ثم رجع واحد فلا شئ علیه فان رجع آخر غرما ربع الدیة و یحدان جمیعا	کذا فی المبسوط
۶۱	وکلما رجع واحد بعدهما غرم ربع الدیة وان رجع الخمسة معا غرموا اخماسا .	کذا فی الحاوی القدسی
۶۲	فی المنتقی خمسة شهدوا علی رجل بالزنا وهو غیر محصن فجلده القاضی الحد ثم وجد احد الخمسة محدودا فی القذف او عبدا ثم رجع الشهود الاربعة یحد هولاء الشهود ولا یحد الذی وجد عبدا او محدودا فی القذف لانه قاذف وقد شهد علی المقذوف اربعة بالزنا وحد	
	وفیه ایضا شهد اربعة رجال واربع نسوة علی رجل بالزنا وهو غیر محصن وضرب الحد ثم رجعوا جمیعا ضرب الرجال ولم تضرب النساء فلو رجعوا قبل ان یضرب الحد حد الرجال والنساء جمیعا	کذا فی المحیط
۶۳	ولو رجم بشهادة ستة فرجع اثنان فلا شئ علیهما فلو رجع ثالث غرموا ربع الدیة ویحد الراجعون فی قول ابی حنیفة وابی یوسف فلو شهد الراجعون علی رق احد الباقین یجب ربع اخر من الدیة فی بیت المال فان رجع اثنان من الستة وشهدا علی رق اثنین من الباقین جاز وربع الدیة علی الراجعَیْن وربع فی بیت المال ولو شهدا علی رق ثلاثة لم یجز ولو رجم بشهادة ثمانیة نفر	

[1] حکم نمبر $\frac{۵۹، ۶۲، ۶۳}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{۶۲ و}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{۴۱، ۴۲}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب ۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
٤٦٤-٦٠	اگر پانچ مردوں نے کسی آدمی پر زنا کا ارتکاب کرنے اور اس کے محصن ہونے کی گواہی دی پس اسے رجم کیا گیا پھر ان میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کرلیا تو اس پر کچھ لازم نہیں پھر اگر ان میں سے ایک اور گواہ نے گواہی سے رجوع کرلیا تو وہ دونوں (رجوع کرنے والے) چوتھائی دیت (یعنی تاوانِ جان) اداکریں گے اور ان دونوں گواہوں کو حدِ قذف لگائی جائے گی ؎۱	مبسوط
٦١	اور (مذکورہ صورت میں پھر) جب بھی ان دو گواہوں کے بعد کسی اور گواہ نے گواہی سے رجوع کیا تو وہ چوتھائی دیت کا تاوان اداکرے گا اور اگر ان پانچوں گواہوں نے اکٹھے رجوع کیا تو وہ سب پانچویں پانچویں حصے کا تاوان اداکریں گے ۔	حاوی قدسی
٦٢	(و) منتقیٰ میں ہے کہ پانچ مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہے پس حاکمِ مجاز نے اسے (زنا کی حد میں) دروں کی سزا دی پھر ان گواہوں میں سے ایک گواہ ایسا پایا گیا کہ اس پر حدِ قذف لگی ہوئی ہے یا وہ غلام ہے پھر ان باقی چاروں گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان چاروں کو حدِ قذف لگائی جائے گی اور (مذکورہ ایک گواہ) جس پر حدِ قذف لگی ہوئی تھی یا وہ غلام تھا اس پر حدِ قذف نہ لگے گی اس لئے کہ اس گواہ نے اس آدمی پر زنا کی تہمت لگائی درانحالیکہ اس آدمی پر چار مردوں نے زنا کی گواہی دی ہے اور اسے زنا کی حد لگائی گئی ہے ۔ (ب) نیز المنتقیٰ میں ہے کہ چار مردوں اور چار عورتوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہے پس اسے (زنا کی حد میں) کوڑے مارے گئے پھر ان سب گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان مردوں کو حدِ قذف لگائی جائے گی اور ان عورتوں کو حدِ قذف نہ لگائی جائے گی اور اگر ان گواہوں نے اس آدمی کو زنا کی وہ حد مارے جانے سے پہلے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان مردوں اور عورتوں سب کو حدِ قذف لگائی جائے گی ۔	محیط
٦٣	(و) اگر چھ گواہوں کی گواہی سے (زنا کی حد میں) کسی شخص کو رجم کیا گیا پھر ان گواہوں میں سے دو نے رجوع کرلیا تو ان دو گواہوں پر کچھ لازم نہ ہوگا ؎۲ اور اگر ان چھ گواہوں میں سے تیسرے نے بھی گواہی سے رجوع کرلیا تو رجوع کرنے والے تینوں گواہ چوتھائی دیت کا تاوان اداکریں گے ۔ اور ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ان تینوں کو حدِ قذف لگائی جائے گی ۔ اور اگر ان رجوع کرنے والوں نے باقیماندہ گواہوں میں سے کسی ایک کے غلام ہونے کی گواہی دی تو ایک چوتھائی اور بیت المال پر واجب ہوگی ؎۳ اور اگر ان چھ گواہوں میں سے دو نے (زنا پر گواہی سے) رجوع کرلیا اور یہ گواہی دی کہ باقیماندہ گواہوں میں سے دو غلام ہیں تو جائز ہے اور ان دونوں رجوع کرنے والوں پر چوتھائی دیت لازم ہوگی اور چوتھائی دیت بیت المال سے لازم ہوگی ۔ اور اگر ان دو رجوع کرنے والوں نے (باقیماندہ گواہوں میں سے) تین کے غلام ہونے پر گواہی دی تو یہ جائز نہ ہوگا (ب) اگر آٹھ گواہوں نے کسی شخص کے ایک زنا پر گواہی دی یا ہر چار نے (اس کے) علیحدہ علیحدہ زنا پر گواہی دی اور اسے	ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ –	بزنا واحد او کل اربعة بزنا علی حدة ثم رجع اربعة منهم فلاضمان ولا احد فان رجع الخامس غرموا ربع الدية بینهم ویحدون فی قولهما	کذا فی خزانة المفتین والعتابیة
۶۴	ولو رجمه القاضی بثلاثة او برجل وامرأتین فان قال ظننت انه یجوز فعلی بیت المال وان قال علمت انه لا یجوز فعلیه ولو رجمه بالاقرار مرة لایضمن بکل حال	کذا فی العتابیة
۶۵	ان قال الشهود للرجل والمرأة فی غیر مجلس القاضی نشهد انکما زانیان وقدموهما الی القاضی وشهد وابه علیهما وقالا انهم قد قالوا لنا هذه المقالة قبل ان یرفعونا الیک ولنا بذلک بینة لم تقبل شهادتهما علی ذلک ولم تسقط شهادتهم به وحد الرجل والمرأة	کذا فی المبسوط
۶۶	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر رجل شهد علیه اربعة من بنیه او اخوته او بنی عمه بالزنا وهو محصن والشهود عدول فقضی القاضی علیه بالرجم فانه یأمر الشهود اذا اراد رجمه ان یبدؤا بالرمی فان رجم هولاء الاولاد اباهم فلم یصیبوا مقتله ورجم الناس بعد ذلک واصابوا مقتله ثم رجع واحد من الشهود عن شهادته غرم الراجع ربع الدية ویکون ذلک فی ماله ویکون ذلک فی ثلاث سنین ویکون ذلک بین ورثة المرجوم وبین هذا الراجع فرفع عنه قدر حصته ویغرم الباقی ان کان نصیبه لایفی بربع الدية قالوا انما یغرم الراجع ربع الدية اذا قال له الذین لم یرجعوا ان اباناز نی کما شهدنا رأینا ذلک ولم تره فشهدت بباطل وکان الضمان واجبا فی هذه الحالة باتفاق الکل واما اذا قال له الباقون رأیت معنا زنا الاب وکذبت فی الرجوع لا یغرم	

ـــــہ ۱ حکم نمبر ۶۰/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۲ حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۳ حکم نمبر ۱۲/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۴ احصان کے متعلق احکام ۲ تا ۱۹/۴۶۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــــہ ۵ عادل یعنی معتبر گواہ کے مفہوم کے متعلق ۷/۲۶۷ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۶ حکم نمبر ۲۳ تا ۲۶/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــــہ ۷ حکم نمبر ۲۲/۴۶۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱۱۴/۴۶۶، ۳۱/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب - زنا پرگواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پرگواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴	(زنا کی حد میں) رجم کیا گیا پھر ان گواہوں میں سے چار نے رجوع کرلیا تو ان پر ضمان اور حدِ قذف لازم نہیں ہے۔ پھر اگر ان گواہوں میں سے پانچویں نے (بھی) رجوع کرلیا تو رجوع کرنے والے پانچوں ملکر حسب حصہ چوتھائی دیت کا تاوان ادا کریں گے اور ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح) کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہوں پر حد قذف لگے گی [1]	خزانۃ المفتین، عتابیہ
۶۴	(۱) اگر کسی (قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے کسی شخص کو (زنا کی حد میں) تین مرد گواہوں یا ایک مرد اور [2] دو عورتوں کی گواہی سے رجم کردیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس قاضی نے یہ کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ یہ جائز ہے تو دیت بیت المال پر لازم ہوگی اور اگر اس نے یہ کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ جائز نہیں ہے تو دیت اس پر لازم ہوگی (ب) اور اگر کسی قاضی نے کسی شخص کو (زنا کی حد میں) اس کے ایک بار [3] کے اقرار سے رجم کردیا تو وہ قاضی بہر حال ضامن نہ ہوگا۔	عتابیہ
۶۵	اگر گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی مجلس کے علاوہ میں کسی مرد اور عورت سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم دونوں زانی ہو پھر گواہ ان دونوں کو قاضی کی مجلس میں لے آئے اور ان پر (زنا کی) گواہی دی اور اس مرد اور عورت نے کہا کہ ان گواہوں نے ہمیں یہ بات آپ تک لانے سے پہلے کہی ہے اور اس پر ہمارے گواہ موجود ہیں تو اس پر اس مرد اور عورت کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اس سے ان گواہوں کی گواہی ساقط نہ ہوگی۔ اور اس مرد اور عورت کو (ثبوت کے بعد) زنا کی حد لگائی جائے گی۔	مبسوط
۶۶	امام محمد رح نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ (۱) کسی آدمی پر اس کے بیٹوں میں سے چار مردوں نے یا اس کے چار بھائیوں نے یا اس کے چچا کے بیٹوں میں سے چار مردوں نے زنا کی گواہی دی اور وہ محصن ہے [4] اور گواہ عادل [5] (یعنی معتبر) ہیں پس قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس پر (زنا کی حد میں) رجم کا حکم کیا۔ تو قاضی جب رجم کا ارادہ کرے تو ان گواہوں کو حکم دے گا کہ وہ پتھر مارنے میں ابتدا [6] کریں پس اگر اس اولاد نے اپنے باپ کو رجم کیا اور اسے ایسا نہ مارا کہ وہ [7] مرجائے اور اس کے بعد لوگوں نے رجم کیا اور ایسا مارا کہ وہ مرگیا پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کرلیا تو رجوع کرنے والا چوتھائی دیت کا تاوان ادا کرے گا یہ اس کے مال سے ہوگا اس کی یہ ادائیگی تین [8] سال میں ہوگی اور وہ مال رجم شدہ کے وارثوں اور رجوع کرنے والے اس گواہ کے مابین مشترک ہوگا پس رجوع کرنے والے سے اس کے حصہ کے بقدر اس سے تاوان ساقط کیا جائے گا اور (چوتھائی دیت میں سے) باقی تاوان ادا کرے گا بشرطیکہ اس کا حصہ چوتھائی دیت کو پورا نہ ہوتا ہو۔ فقہاء نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) رجوع کرنے والا گواہ چوتھائی دیت کا تاوان تب ادا کرے گا جبکہ رجوع نہ کرنے والے گواہوں نے اسے یہ کہا کہ ہمارے باپ نے زنا کیا ہے جیسا کہ ہم نے گواہی دی ہے۔ ہم نے وہ زنا دیکھا ہے اور تو نے نہیں دیکھا پس تو نے جھوٹی گواہی	

[8] حکم نمبر ج ۵۳ / ۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
٢/٦٢/٣-٢٢٦	الراجع و یجب حد القذف علی هذا الراجع عند علمائنا الثلاثة[1] الا ان الذین شهدوا معه ینکرون وجوب حد القذف علی ابنه الراجع فلا یکون لهم ان یخاصموه فی ذلک فبعد ذلک ینظر ان کان للمرجوم والد او جد او ولد آخر غیر الشهود کان له ان یخاصم الراجع فی الحد وان لم یکن للمرجوم ولد آخر ولا والد ولا جد وکان لبعض الشهود ولد ینظر ان کان ذلک ولد الراجع لم یکن له ان یخاصم اباه فی الحد وان کان الولد ولد واحد من الذین لم یرجعوا کان له حق استیفاء الحد من الراجع هذا الذی ذکرنا اذا کان الشهود رجموا المشهود علیه ولم یقتلوه		
	فاما اذا رجموه وقتلوه ثم رجع واحد منهم عن شهادته ولا وارث للمیت غیر هؤلاء الشهود فالمسألة علی ثلاثة اوجه اما ان قال الباقون للراجع کذبت فی رجوعک وصدقت فی شهادتک او قالوا کان الاب زانیا ولکنک لم تر زناه او لا ندری انک رأیت زناه ام لا وقد شهدت بالباطل او قالوا لم یزن الاب وقد کذبت فی قولک انه زان ففی الوجه الاول لم یغرم الراجع شیئاً من دیة الاب ولا یحرم عن المیراث وفی الوجه الثانی غرم الراجع ربع الدیة و یحرم عن المیراث ولا حد علیه وان اقر علی نفسه بحد القذف الا ان الباقین صدقوه عن القذف والحق لهم لم یعدوهم حتی لو کان سواهم ممن ذکرنا قبل هذا لاستوفی الحد منه ولا یغرم الباقون شیأ من الدیة ولا یحد الثلاثة الباقون علی الشهادة وفی الوجه الثالث یغرمون جمیعا و یحرمون عن المیراث وتکون الدیة لاقرب الناس من المقتول بعدهم ویحدون حد القذف		کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ١١٤/٢٢٦ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۶۶۴-۶۶۰	دی تو اس صورت میں سب کے ہاں بالاتفاق ضمان (یعنی تاوان) واجب ہوتا ہے۔ اور اگر رجوع نہ کرنے والے گواہوں نے اسے یہ کہا کہ تونے باپ کے زنا کو ہمارے ساتھ دیکھا ہے اور رجوع کرنے میں تو جھوٹا ہے۔ تو رجوع کرنے والا وہ گواہ تاوان ادا نہ کرے گا۔ اور[۲] رجوع کرنے والے پر ہمارے تینوں علماء کے ہاں حدقذف واجب ہوگی لیکن جنہوں نے اس کے ساتھ گواہی دی ہے اگر وہ رجوع کرنے والے اس کے بیٹے پر حدقذف کے منکر ہوں تو انہیں یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اس کے ساتھ قذف کا مخاصمہ (یعنی حدقذف کے لئے مقدمہ) کریں پھر اس کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ رجم شدہ کا باپ یا دادا یا ان گواہوں کے علاوہ کوئی اور بیٹا موجود ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ رجوع کرنے والے کے ساتھ حدقذف کا مخاصمہ کرے اور رجم شدہ کا کوئی اور (مذکورہ) بیٹا یا باپ یا دادا نہ ہو اور گواہوں میں سے بعض کا بیٹا موجود ہو تو دیکھا جائے گا اگر وہ رجوع کرنے والے گواہ کا بیٹا ہو تو اسے اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے باپ سے حدقذف کا مخاصمہ کرے [۱] اور اگر وہ ان گواہوں میں سے کسی کا بیٹا ہو جنہوں نے رجوع نہیں کیا تو اسے اختیار ہے کہ وہ رجوع کرنے والے گواہ سے حدقذف کا حق لے۔ یہ مذکورہ احکام تب ہیں کہ جب مذکورہ صورتوں میں گواہوں نے رجم کیا اور اس رجم سے اسے قتل نہیں کیا (ب) پس اگر ان گواہوں نے اسے رجم کیا اور اسے مار دیا[۲] پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور گواہوں کے علاوہ میت کا کوئی اور وارث نہیں ہے تو اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں یا[۱] تو (رجوع کرنے والے کے علاوہ) باقی گواہوں نے رجوع کرنے والے سے یہ کہا کہ تونے رجوع کرنے میں جھوٹ کہا اور گواہی دینے میں سچ کہا ہے یا[۲] انہوں نے یہ کہا کہ باپ نے زنا کیا تھا مگر تونے اس کا زنا نہیں دیکھا یا ہم نہیں جانتے کہ تونے اس کا زنا دیکھا تھا یا نہیں اور تونے جھوٹی گواہی دی یا[۳] انہوں نے یہ کہا کہ باپ نے زنا نہیں کیا اور تونے اپنے قول میں اسے زانی کہکر جھوٹ کہا ہے۔ پس پہلی صورت میں گواہی سے رجوع کرنے والا گواہ باپ کی دیت میں سے کچھ تاوان نہ ادا کرے گا اور وہ باپ کی میراث سے محروم (بھی) نہ ہوگا۔ اور دوسری صورت میں رجوع کرنے والا گواہ چوتھائی دیت کا تاوان ادا کرے گا اور وہ باپ کی میراث سے محروم (بھی) رہیگا اور اس پر حدقذف لازم نہ ہوگی اگرچہ وہ اپنے اوپر حدقذف کا اقرار کرے لیکن باقی گواہوں نے قذف سے اس کی سچائی بیان کی ہے اور حدقذف میں انہیں کا حق ہے ان سے تجاوز نہیں کرتا ہے (پس اس پر حدقذف نہ ہوگی) حتیٰ کہ جنکا ذکر ہم نے اس سے پہلے کیا ہے ان کے علاوہ کوئی اور وارث موجود ہو تو وہ اس سے حدقذف کا حق لے لے گا۔ اور باقی گواہ دیت میں سے کچھ تاوان ادا نہ کریں گے اور باقی تین گواہوں کو اس گواہی پر حدقذف نہ لگائی جائے گی اور تیسری صورت میں سب تاوان ادا کریں گے وہ سب میراث سے محروم (بھی) رہیں گے اور دیت کا مال ان گواہوں کے علاوہ لوگوں میں سے مقتول کے زیادہ قریبی شخص کو ملے گا اور ان سب گواہوں کو حدقذف لگائی جائے گی [۳]	محیط

[۲] حکم نمبر ۲۲/۶۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۵۳، ۵۵/۶۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	الباب الخامس فى الشهادة على الزنا والرجوع عنها — الشهادة على الزنا والرجوع عنها	حوالہ
٦٤/م-٦٧	رجل له امرأتان وله من احداهما خمس بنين فشهد اربعة منهم على اخيهم انه زنى بامرأة ابيهم فهذا لا يخلوا اما ان كان دخل بها ابوهم او لم يدخل واما ان كانت ام هولاء الشهود حية او كانت ميتة واما ان صدقهم الاب او كذبهم واما ان شهدوا انها طاوعته فى الزنا او شهدوا انها كانت مكرهة من قبل الاخ المشهود عليه بالزنا فاما اذا شهدوا ان اخاهم زنى بها وهى مطاوعة له وكان ذلك قبل الدخول بها فان كانت ام الشهود حية لا تقبل هذه الشهادة صدقهم الاب فى ذلك او كذبهم جحدت الام ام ادعت فان كانت الام ميتة ان كان الاب يدعى ذلك لا تقبل الشهادة وان كان الاب يجحد ذلك تقبل وان كان قد دخل بها ابوهم فان كانت مطاوعة وكانت امهم حية فشهادتهم لا تقبل ادعى الاب ذلك ام جحد ادعت الام ام جحدت فان كانت امهم قد ماتت فان ادعى الاب لا تقبل هذه الشهادة وان جحد تقبل وهذا كله اذا شهدوا ان اخاه زنى بها وهى طائعة فاما اذا شهدوا انها كانت مكرهة فان كانت امهم ميتة قبلت الشهادة بكل حال ادعى الاب ذلك ام جحد دخل بها الاب ام لم يدخل بها فان كانت امهم حية فان ادعى الاب قبلت شهادتهم وان جحد لا تقبل جحدت الام ذلك ام ادعت وفى كل موضع تقبل شهادتهم يقام حد الزنا على الاخ المشهود عليه وعلى المرأة اذا كانت مطاوعة	كذا فى المحيط
٦٨	اذا شهد اربعة نصارى على نصرانيين بالزنا فقضى القاضى بشهادتهم ثم اسلم الرجل او المرأة قال يبطل الحد عنهما جميعا فان اسلم الشهود بعد ذلك	

له حکم نمبر ١١/٣٦١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر | پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام | زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان | حوالہ

٤٦٤-٤٦٧ (و) کسی آدمی کی دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے ایک سے اس کے پانچ بیٹے ہیں۔ پس ان پانچ میں سے چار نے اپنے ایک بھائی پر یہ گواہی دی کہ اس نے ان کے باپ کی بیوی (یعنی اپنی سوتیلی ماں) سے زنا کیا ہے۔ تو یہ صورت اس سے خالی نہیں کہ ان کے باپ نے اس بیوی سے دخول کیا تھا یا نہ نیز ان گواہوں کی ماں زندہ تھی یا وہ وفات پا چکی تھی۔ نیز ان کے باپ نے ان کی تصدیق کی یا تکذیب کی نیز یہ کہ انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس زنا میں رضا مند تھی یا یہ انہوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے اس بھائی کی طرف سے جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی ہے اس عورت پر جبر ہوا تھا پس [1] اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور وہ عورت رضا مند تھی اور صورت حال یہ تھی کہ ان کے باپ نے اس بیوی سے دخول نہ کیا تھا تو اگر ان گواہوں کی ماں زندہ تھی تو ان کی یہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ ان کا باپ اس واقعہ میں ان کی تصدیق کرے یا ان کی تکذیب کرے اور ان کی ماں انکار کرے یا وہ اس کا دعوی کرے اور [2] اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں کی ماں وفات پا چکی تھی تو اگر ان کا باپ اس کا دعوی کرے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اور اگر ان کا باپ اس سے انکار کرے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور [3] اگر ان کے باپ نے اس بیوی سے دخول کیا تھا تو اگر وہ زنا پر رضا مند تھی اور ان گواہوں کی ماں زندہ تھی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ خواہ باپ اس کا دعوی کرے یا انکار کرے اور ان کی ماں اس کا دعوی کرے یا انکار کرے۔ اور [4] اگر (مذکورہ صورت میں) ان کی ماں وفات پا چکی تھی تو اگر باپ اس کا دعوی کرے تو ان کی یہ گواہی قبول نہ کی جائے گی اور باپ انکار کرے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جبکہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور وہ عورت رضا مند تھی۔

(ب) اور [1] اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس عورت پر زنا کے لئے جبر کیا گیا تو اگر ان گواہوں کی ماں وفات پا چکی تھی تو ان کی گواہی ہر حال میں قبول کی جائے گی خواہ ان کا باپ اس کا دعوی کرے یا انکار کرے اور باپ نے اس بیوی سے دخول کیا ہو یا نہ۔ اور [2] اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں کی ماں زندہ تھی تو اگر باپ دعوی کرے تو ان گواہوں کی گواہی قبول کی جائے گی اور اگر باپ انکار کرے تو ان گواہوں کی گواہی قبول نہ ہوگی خواہ ماں اس کا انکار کرے یا وہ اس کا دعوی کرے (ج) اور ہر وہ صورت جس میں ان کی گواہی قبول کی جائے گی تو ان کے اس بھائی پر زنا کی حد قائم کی جائے گی جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی اور اس عورت پر بھی زنا کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ (اس زنا پر) رضا مند تھی [1] — محیط

۴۶۸ (ا) جب چار نصرانیوں نے دو نصرانیوں (یعنی مرد اور عورت پر) زنا کی گواہی دی اور قاضی کے (یعنی حاکم مجاز) نے ان کی گواہی کی بنا پر (زنا کی حد قائم کرنے کا) فیصلہ [2] دیا پھر وہ (زانی) مرد مسلمان ہو گیا یا وہ عورت اسلام لے آئی

[1] حکم نمبر ۴۷/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعداد تشقیق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۲۶۴ –	لم ینفع اعادوا الشهادة اولم یعیدوها وان کانوا شهدوا علی رجلین وامرأتین فلما حکم الحاکم بذلك اسلم احد الرجلین او احدی المرأتین درئ الحد عن الذی اسلم وعن صاحبه ولا یدرأ عن الآخرین	کذا فی المبسوط
۲۲	**قال محمد**[1] اذا جاء المشهود علیه بالزنا بشاهدین یشهدان علی شاهد من الذین شهدوا علیه بالزنا انه محدود فی القذف فالقاضی یسأل الشاهدین مَنْ حده وذلك لان اقامة حد القذف ان حصلت من السلطان او نائبه تبطل شهادته وان حصلت من واحد من الرعایا بغیر اذن الامام فانها لا تبطل شهادته فلا بد من السؤال عن الذی حده وان قالا حده قاضی کورة کذا وسموه فقال المشهود علیه بحد القذف انا اقیم البینة علی اقرار ذلك القاضی انه لم یحدنی ولم توقت واحدة من البینتین وقتا فان القاضی یقضی بکونه محدودا فی القذف ولا یمتنع القاضی من القضاء[2] بکونه محدودا فی قذف بسبب بینة الاقرار	
	فان کان الشهود قد دقتوا فی ضربه وقتا بان شهد وابان قاضی بلد کذا حده حد القذف سنة سبع وخمسین واربعمائة مثلا فاقام المشهود علیه البینة ان ذلك القاضی قد مات سنة خمس وخمسین واربعمائة اواقام البینة انه قد کان غائبا فی ارض کذا سنة سبع وخمسین واربع مائة فان القاضی یقضی بکونه محدودا فی القذف ولا یلتفت الی البینة الا ان یکون امرا مشهورا من ذلك فحینئذ لا یقضی بکونه محدودا فی قذف بان کان موت القاضی قبل الوقت الذی شهد الشهود باقامة الحد فیه مستفیضا ظاهرا فیما بین الناس علمه کل صغیر وکبیر وکل عالم وجاهل وکان کون القاضی فی ارض کذا فی الوقت الذی شهد الشهود باقامة الحد فیه ظاهرا مستفیضا عرفه کل صغیر وکبیر وکل عالم وجاهل فحینئذ	

[1] حکم نمبر $\frac{61}{463}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{32}{464}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{1}{455}$، $\frac{20،21}{464}$، $\frac{131 \text{ تا } 138}{466}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۶۴م -	تو (اس کے متعلق حکم میں) کہا ہے کہ ان دونوں سے وہ حد باطل ہو جائے گی۔ اور پھر اس کے بعد اگر وہ گواہ (بھی) اسلام لے آئے تو کچھ فائدہ نہیں خواہ وہ گواہی کا اعادہ کریں یا نہ کریں (ب) اور اگر ان چار (نصرانی گواہوں) نے دو نصرانی مردوں اور دو نصرانی عورتوں پر (زنا کی) گواہی دی پھر جب حاکم مجاز نے زنا کی حد کا حکم دیا تو ان دو (زانی) مردوں میں سے یا ان دو عورتوں میں سے کوئی مسلمان ہو گیا تو جو مسلمان ہو گیا ہے اس سے اور اس کے ساتھی سے[۱] حد ہٹا دی جائے گی اور دوسرے دو سے حد نہ ہٹائی جائے گی۔	مبسوط
۶۹	امام محمدؒ نے کہا ہے کہ (ل) جس شخص پر زنا کی گواہی دی گئی اس نے دو ایسے گواہ پیش کئے جو اس زنا پر گواہی دینے والے گواہوں میں سے کسی گواہ پر حد قذف[۲] لگی ہونے کی گواہی دیتے ہیں تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) ان دو گواہوں سے دریافت کرے گا کہ (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف کس نے لگائی تھی۔ اور یہ دریافت کرنا اس لئے ہے کہ حد قذف کا قائم کرنا اگر سلطان یا اس کے نائب کی طرف سے ہو تو اس حد قذف لگے ہوئے شخص کی گواہی باطل قرار پاتی ہے اور اگر رعایا میں سے کسی نے حاکم وقت کی اجازت کے بغیر وہ حد قذف قائم کی تھی تو اس حد قذف لگے ہوئے شخص کی گواہی باطل نہیں ہوتی پس یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ اس پر حد قذف کس نے قائم کی تھی۔ اور اگر ان دو گواہوں نے یہ کہا کہ (زنا کے) اس گواہ پر فلاں ضلع کے قاضی نے حد قذف لگائی تھی اور انہوں نے اس قاضی کا نام (بھی) لیا تو (زنا کے اس گواہ نے) جس پر حد قذف لگی ہونے کی گواہی دی گئی ہے اس نے یہ کہا کہ میں اس قاضی کے اس اقرار پر گواہی پیش کرتا ہوں کہ اس نے مجھے حد قذف نہیں لگائی ہے اور دونوں فریق کے گواہوں میں سے کسی نے اس کا کوئی وقت بیان نہ کیا تو قاضی (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ کر دے گا اور وہ قاضی (مذکورہ قاضی کے) مذکورہ اقرار پر گواہی کی وجہ سے (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ کرنے سے نہ رکے گا[۳] (ب) اور اگر (حد قذف کے) گواہوں نے (زنا کے) اس گواہ کو حد قذف مارے جانے کا کوئی وقت بیان کیا مثلاً انہوں نے یہ گواہی دی کہ سنہ ۴۵۶ھ میں فلاں شہر کے قاضی نے اسے حد قذف لگائی تھی تو (زنا کے) جس گواہ پر حد قذف کی گواہی دی گئی ہے اس نے یہ گواہی قائم کر دی کہ وہ قاضی سنہ ۴۵۵ھ میں وفات پا چکا ہے یا اس نے یہ گواہی قائم کر دی کہ وہ قاضی سنہ ۴۵۶ھ میں غائب تھا اور وہ فلاں دوسرے علاقہ کو گیا ہوا تھا تو حاکم مجاز (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ دے دے گا اور اس کی (مذکورہ) گواہی کی طرف التفات نہ کرے گا۔ لیکن اگر ان امور میں سے کوئی مشہور امر ہو تو پھر حاکم مجاز اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ نہ دے گا مثلاً یہ کہ (زنا کے گواہ پر) حد قذف لگی ہونے کے گواہوں نے اس پر جس وقت میں حد قذف لگائے جانے کی گواہی دی ہے اس وقت سے پہلے اس قاضی کا وفات پانا لوگوں میں اتنا عام مشہور ہو کہ اسے ہر چھوٹا بڑا اور عالم و جاہل جانتا ہو اور (مثلاً) یہ کہ (زنا کے گواہ پر) حد قذف لگی ہونے کے گواہوں نے اس پر حد قذف لگائی جانے کے جس وقت کی گواہی دی ہے اس وقت اس قاضی کا اس دوسرے	

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-۷۳	وکما یجب ضمان نفسه فی هذین الفصلین یجب ضمان اطرافه حتی لو قطع انسان یده او فقأ عینه ضمنه	کذا فی المحیط
۷۴	وان قضی برجمه فقتله رجل عمدا او خطأ لا شیٔ علیه	کذا فی الکافی
۷۵	وکما لا یجب ضمان نفسه فی هذا الفصل لا یجب ضمان اطرافه	کذا فی المحیط
۷۶	فلو رجع الشهود عن شهادتهم بعد ما قتله فی هذه الصور فلا شیٔ علی القاتل	کذا فی المحیط
۷۷	وان قتله عمدا بعد القضاء ثم وجد الشهود عبیدا او کفارا او محدودین فی القذف فالقیاس ان یجب القصاص وفی الاستحسان تجب الدیة فی ماله فی ثلاث سنین فان کان هذا الرجل قتله رجما ثم وجدوا عبیدا فالدیة فی بیت المال لانه نعل ما فعل بأمر الامام بخلاف ما اذا قتله بالسیف لانه لم یمتثل أمر الامام	کذا فی الکافی
۷۸	ان شهد الشهود علی رجل فقالوا نشهد انه وطی هذه المرأة ولم یقولوا ازنی بها فشهادتهم باطلة وکذلک لو شهدوا انه جامعها او باضعها ولا حد علی الشهود	کذا فی المبسوط
۷۹	اذا شهدوا علی رجل بالزنا وقالوا تعمدنا للنظر قبلت شهادتهم	کذا فی الهدایة
	ولو قالوا تعمدنا النظر للتلذذ لا تقبل اجماعا	کذا فی فتح القدیر

۱؎ حکم نمبر ۷۲،۷۷ / ۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۵۲،۷۷ / ۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۷۶ / ۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱ تا ۲۱ / ۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیساکہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ شہادت کے لئے اسکی اباحت ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اسی طرح قابلہ (یعنی دائی) کیلئے، خافضہ (یعنی ختنہ کرانیوالی) کیلئے، ختنہ کرنے والے (بوقت ضرورت)، طبیب کیلئے، حقنہ (یعنی مقعد میں پچکاری کرنے کیلئے) زنا یا نامردی کے مسئلہ میں بکارت معلوم کرنے کے لیے زنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۷۳-۴/۴۶۴	اور (مذکورہ صورت میں) جس طرح ان دونوں صورتوں (یعنی قتلِ عمد اور قتلِ خطا) میں ضمان (یعنی قتل عمد میں قصاص اور قتل خطا میں دیت) واجب ہوتی ہے - اسی طرح اس کے اطراف (یعنی عضو) کی ضمان بھی واجب ہوتی ہے - حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے اس آدمی کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ شخص ضامن ہوگا -	محیط
۷۴	اور اگر کسی شخص کے لئے (زنا کی حد میں) رجم کا فیصلہ کیا گیا تو کسی آدمی نے اسے عمدا یا خطاءً قتل کر ڈالا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے [1]	کافی
۷۵	اور مذکورہ صورت میں (قتل عمد یا قتل خطاء سے) جس طرح اس کی جان کی ضمان واجب نہیں ہوتی اسی طرح اس کے اطراف کی ضمان بھی واجب نہیں ہوتی -	محیط
۷۶	پس اگر مذکورہ صورتوں (مندرجہ ۷۴، ۷۵ / ۴۶۴) میں (عمدا یا خطاء) اس کے قتل کے بعد اس پر زنا کے گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا [2]	محیط
۷۷	(ا) اور اگر مذکورہ شخص کو (زنا کی حد میں رجم کے) فیصلے کے بعد کسی آدمی نے جان بوجھ کر قتل کر دیا پھر زنا کے گواہ غلام یا کافر پائے گئے یا وہ ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ قصاص واجب ہوگا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ دیت (یعنی تاوان قتل کی ادائیگی) واجب ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں قاتل کے مال سے ہوگی [3] (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس آدمی نے اس شخص کو بطریق رجم قتل کیا پھر اس پر زنا کے گواہوں میں سے غلام (وغیرہ) پائے گئے تو اس کی دیت بیت المال سے ہوگی اس لئے اس نے جو کچھ کیا ہے وہ حاکم مجاز کے حکم (کی بجا آوری کی مشابہت) میں کیا ہے اور اس صورت کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جبکہ اس آدمی نے اس شخص کو تلوار سے قتل کیا اس لئے اس نے وہ قتل حاکم مجاز کا حکم بجالانے کی مشابہت میں نہیں کیا ہے -	کافی
۷۸	(ا) اگر گواہوں نے کسی آدمی پر گواہی دی اور یوں کہا کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اس عورت سے وطی کی" اور گواہوں نے یہ نہ کہا کہ "اس نے اس عورت سے زنا کیا" تو ان گواہوں کی گواہی (زنا کے ثبوت کے لئے) باطل ہے - (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر گواہوں نے یوں کہا کہ "اس نے اس عورت سے جماع کیا" یا انہوں نے یوں کہا کہ "اس نے اس سے مباضعت کی" [4] (ج) اور ان گواہوں پر حد قذف نہیں ہے -	مبسوط
۷۹	(ا) جب گواہوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھنے کے لئے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی [5]	ہدایہ
	(ب) اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے لذت حاصل کرنے کے لئے جان بوجھ کر دیکھا تو بالاجماع ان کی شہادت قبول نہ کی جائے گی [6]	فتح قدیر

[5] کی شہادت کے لئے اور رد بالعیب کے لئے شرمگاہ دیکھنا مباح ہے - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۲۲، صـ ۲۲۳ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ صـ ۲۵ نیز حکم نمبر $\frac{۶}{۱۰۹}$ مع حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{۲۰۴}{۳۰۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] جیسا کہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ جان بوجھ کر لذت حاصل کرنے کے لئے دیکھنا فسق ہے اور فسق کی وجہ سے گواہی قبول نہ ہوگی - ماخوذ از درمختار علی رد المحتار ج ۳ صـ ۲۲۲ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا و الرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا و الرجوع عنہا	حوالہ
۴۶۴-۸۰	اربعۃ شہدوا علی رجل بالزنا فاراد الامام ان یحدہ فافتری رجل من الشہود علی بعضہم فخاف المقذوف ان طلب حقہ فی القذف ان تبطل شہادتہ فلم یطالب قال تجوز شہادتہم علی الزنا و یحد المشہود علیہ	کذا فی المبسوط
۸۱	اربعۃ شہدوا علی رجل بالزنا و شہد رجلان علیہ بالاحصان فقضی القاضی بالرجم ثم وجد شاہدا الاحصان عبدین او رجعا عن شہادتہم و قد جرحت الحجارۃ الا انہ لم یمت بعد فالقیاس ان یقام علیہ مائۃ جلدۃ و ہو قول ابی حنیفۃ و محمد و فی الاستحسان یدرأ عنہ الجلد و ما بقی من الرجم و لا یضمن الشاہدان شیأ من جراحتہ و لا یکون فی بیت المال ایضا	کذا فی المحیط
	اربعۃ شہدوا علی رجل بالزنا و لم یشہد علیہ بالاحصان احد فأمر القاضی بجلدہ ثم شہد شاہدان علیہ بالاحصان بعد اکمال الجلد فالقیاس علی الاول فی ہذا ان یرجم و فی الاستحسان ان لا یرجم و علماءنا اخذوا بالاستحسان فی ہذہ المسئلۃ و بالقیاس فی الاولی و ہذا الذی ذکرنا اذا اکمل الجلد فاما اذا لم یکمل حتی شہد شاہدان علیہ بالاحصان لا یمتنع من اقامۃ الرجم	کذا فی المحیط
۸۲	و لو شہد اربعۃ علی رجل بالزنا فادعی الشبہۃ بان قال ظننتہا امرأتی او جاریتی[1] سقط عنہ الحد و ان قال ہی امرأتی او جاریتی فلا حد علیہ و لا علی الشہود	کذا فی السراج الوہاج
۸۳	و لو شہدوا انہ زنی بامرأۃ فقال کنت اشتریتہا شراء فاسدا او بشرط الخیار للبائع او ادعی ہبۃ او صدقۃ او قال تزوجتہا و قال الشہود اقر انہ لا ملک لہ فیہا	

[1] حکم نمبر ۵۸/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] چنانچہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر زانی نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس کی بیوی ہے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اگرچہ وہ غیر کی زوجہ ہو اور زانی کے دعویٰ پر گواہی نہ ہو۔ جیسا کہ اگر چور مسروقہ مال کی ملکیت کا دعویٰ کرے تو مجرد دعویٰ کی وجہ سے اس سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹، ص ۲۰۰ و کذا فی ص ۲۱۷۔ نیز حکم نمبر ۸/۴۶۳ میں مندرجہ اصول نیز حکم نمبر ۶۰/۴۶۸ و حکم نمبر ۸۲/۴۲۳ مع حاشیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۴۴-۸۰	چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پس حاکم مجاز نے ارادہ کیا کہ اس آدمی کو زنا کی حد لگائے تو گواہوں میں سے ایک آدمی نے گواہوں میں سے بعض پر تہمت لگائی - اور جس پر تہمت لگی وہ اس امر سے ڈرا کہ اگر وہ تہمت لگانے والے پر حد قذف کا مطالبہ کرتا ہے تو تہمت لگانے والے کی گواہی (حد قذف کی وجہ سے) باطل ہو جائے گی پس اس نے مطالبہ نہ کیا (تو اس کے حکم کے متعلق) کہا کہ زنا پر ان کی شہادت جائز رہے گی اور جس پر زنا کی گواہی دی گئی ہے اسے زنا کی حد لگائی جائے گی -	مبسوط
۸۱	(د) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہوں نے اس پر محصن ہونے کی گواہی دی - پس حاکم مجاز نے (زنا کی حد میں اسے) رجم کرنے کا فیصلہ دیا اور اسے رجم (شروع) کیا گیا وہ پتھروں سے زخمی ہو گیا البتہ وہ مرا نہ تھا کہ احصان کے دونوں گواہ غلام پائے گئے یا ان دونوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس پر سو کوڑوں کی حد قائم کی جائے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول یہی ہے اور از روئے استحسان اس سے کوڑوں کی حد اور بقیہ رجم کی حد ہٹا دی جائے گی اور وہ دونوں گواہ اس کے زخم کے متعلق کچھ ضامن نہ ہوں گے اور بیت المال سے بھی کچھ لازم نہ ہو گا۔[۱]	محیط
	(ب) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور اس (زانی) پر کسی نے اس کے محصن ہونے کی گواہی نہ دی پس حاکم مجاز نے اسے (زنا کی حد میں) کوڑے لگانے کا حکم دیا - پھر کوڑوں کی سزا پوری ہونے کے بعد دو گواہوں نے اس زانی پر اس کے محصن ہونے کی گواہی دی تو اس صورت میں پہلی صورت پر قیاس کرتے ہوئے حکم یہ ہے کہ اسے (زنا کی حد میں) رجم کیا جائے - اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اسے رجم نہ کیا جائے۔ (ج) اور ہمارے علماءؒ نے اس مسئلہ میں استحسان (پر مبنی حکم) کو اختیار کیا ہے اور پہلی صورت میں قیاس (پر مبنی حکم) کو اختیار کیا ہے اور یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس پر کوڑوں کی سزا پوری ہو چکی تھی اور اگر اس پر کوڑوں کی سزا پوری نہیں ہوئی تھی - حتیٰ کہ اس کے احصان پر دو گواہوں نے گواہی دی - تو (کوڑوں) کی ادھوری سزا (اسپر) رجم کی حد قائم کرنے کے لئے مانع نہ ہو گی -	محیط
۸۲	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی تو اس نے شبہ کا دعویٰ کیا اور یوں کہا کہ "میں نے اسے اپنی بیوی سمجھا" یا یہ کہا کہ "میں نے اسے اپنی باندی سمجھا تو اس سے (زنا کی) حد ساقط نہ ہو گی - اور اگر اس نے یوں کہا کہ "وہ میری بیوی ہے" یا یوں کہا کہ "وہ میری باندی ہے" تو اسپر (زنا کی) حد لازم نہ ہو گی اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ ہو گی[۲]	سراج وہاج
۸۳	(د) اگر چار مردوں نے گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے کہا کہ میں اس کو خرید فاسد کے ساتھ خرید چکا تھا یا بائع کے لئے واپسی کے اختیار کی شرط پر خرید چکا تھا یا اس نے ہبہ یا صدقہ کا دعویٰ کیا یا یہ کہا کہ میں نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور گواہوں نے کہا کہ اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس عورت میں اس کی (مذکورہ) کسی قسم کی ملکیت نہیں ہے	

[۱] حکم نمبر ۸۳/۴۴۴ ملاحظہ ہوں نیز واللہ اعلم مذکورہ صورتوں میں محض شبہ متحقق ہونے سے حد ساقط ہونے کے احکام ہیں خلاف جس عورت کے متعلق یقینی علم نہ ہوا اور وہ مجرم مرد یہ کہہ کر کہ "یعنی یہ میری بیوی ہے" تو اس احتمال سے کہ شاید وہ عورت اسکی بیوی ہو بغیر دلیل کے بھی اس دعویٰ سے شبہ متحقق قرار پا کر حد ساقط ہو سکے گی اگرچہ فی الواقع وہ اس کی بیوی نہ ہو - حکم نمبر ۵/۴۶۲ ملاحظہ ہو نیز شبہ فی العقد کی صورت میں حکم نمبر ۵/۴۴۴ ملاحظہ ہو لیکن معتبر شہادت سے ثابت ہو جانے کے بعد مجرم محض جھوٹ سے شبہ یعنی یہ کہ وہ عورت معروف ذوزوال ہوا ور وہ مجرم مرد کہے کہ یہ میری بیوی ہے تو محض جھوٹ کہنے سے حد ساقط ہونا محل نظر ہے اسلئے کہ شبہ تب متحقق ہو گا کہ شبہ گنجائش پائے - حکم نمبر ۳۱۲/۴۴۲ ملاحظہ ہوں بلکہ اس پر حد کے علاوہ جھوٹ بولنے پر تعزیر سزا بھی ہو سکے گی - حکم نمبر ۲/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ، ۲۱،۱/۴۶۷، ۱۵ تا ۱۹/۴۶۲ اور حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ کا حاشیہ نیز ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ/شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ -	درئی عند الحد للشبهة وكذا روی فی الحسرة اذا قال اشتريتها درئی الحد وكذا لو قال الشهود اعتقها وزنی بها وهو ينكر العتق	كذا فی العتابية
۸۴	اذا شهد الشهود علی رجل وامرأة فادعت المرأة انه اكرهها ولم تشهد الشهود بذلك ولكن شهدوا انهما طاوعته فعليها	كذا فی المبسوط
۸۵	شهدوا بحد متقادم سوی حد القذف لم يحد	كذا فی الكنز
	وان شهدوا بزنا متقادم اختلفوا فيه قال بعضهم حد الشهود حد القذف وقال بعضهم لا يحدون	كذا فی فتاوی قاضيخان
	ولا بد ان يكون التقادم بغير عذر فان كان به كمرض او بعد مسافة او خوف طريق قبلت وحد	كذا فی النهر الفائق
۸۶	ثم التقادم كما يمنع قبول الشهادة فی الابتداء يمنع الاقامة بعد القضاء عندنا حتی لو هرب بعد ما ضرب بعض الحد ثم أخذ بعد ما تقادم الزمان لا يقام عليه الحد	كذا فی الهداية
۸۷	اختلفوا فی حد التقادم عن محمدؒ انه قدره بشهر وهو رواية عن ابی حنيفةؒ وابی يوسفؒ وهو الاصح	كذا فی الهداية
	والتقادم مقدر بشهر بالاتفاق فی غير شرب الخمر امافيه فكذلك عند محمدؒ وعندهما يقدر بزوال الرائحة	هكذا فی فتح القدير
۸۸	وان اقر بالحد المتقادم حد الا فی الشرب	كذا فی شرح الوقاية

۱؎ حکم نمبر ۸۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جبر کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ ، ۹۱/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۴۵/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۲ و ۱۷، ۱۰ب، ۲۸/۴۶۱ ، ۲۵ کا حاشیہ/۴۶۴ ، ۸۶ تا ۸۸/۴۶۴ ، ۱ تا ۳/۴۶۵ ، ۱۴۵/۴۶۶ ، ۲۱، ۲۲، ۴۲/۴۶۸ ، ۱۹/۴۷۱ ، ۴/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ ، ۲۸/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۳۶۴	تو شبہ جگہ پانے کی وجہ سے اس سے زنا کی حد ہٹا دی جائے گی (ب) اسی طرح آزاد عورت کے متعلق روایت ہے کہ جب اس آدمی نے یہ کہا میں نے اسے خرید لیا ہے تو اس سے زنا کی حد ہٹا دی جائے گی (ج) اسی طرح اگر گواہوں نے یہ کہا کہ یہ آدمی اس کو آزاد کر چکا تھا اور (پھر) اس نے اس سے زنا کیا ہے اور وہ آدمی اسے آزاد کرنے کا انکار کرتا ہو (تو اس سے زنا کی حد ہٹا دی جائے گی) ؎۱	عنایہ
۸۴	جب گواہوں نے کسی مرد اور عورت پر (زنا کی) گواہی دی تو اس عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہے اور گواہوں نے جبراً زنا کی گواہی نہیں دی بلکہ انہوں نے یہ گواہی دی کہ (وہ زنا) اس عورت کی رضامندی سے ہوا تو اسپر (حد) لازم ہے ؎۲	مبسوط
۸۵	(۱) گواہوں نے (کسی قابل حد ایسے جرم پر) حد قائم کرنے کے لئے گواہی دی جسے گذرے ہوئے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے تو اسے حد نہ لگائی جائے گی۔ لیکن حد قذف کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔	کنز
	(ب) اگر گواہوں نے کسی زیادہ عرصہ گذرے ہوئے زنا پر گواہی دی تو (ان پر حد قذف کے متعلق) فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ ان گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ انہیں حد قذف نہیں لگائی جائے گی ؎۳	قاضیخان
	(ج) زیادہ عرصہ گزرے ہوئے زنا پر گواہی (قبول نہ ہونے) کے مذکورہ حکم میں یہ ضروری ہے کہ وہ دیر بغیر عذر ہو اور اگر وہ دیری کسی عذر کی وجہ سے ہوئی ہو مثلاً بیماری کی وجہ سے یا فاصلہ کی دوری کی وجہ سے یا راستہ کے خوف کی وجہ سے گواہی میں دیری ہوئی ہو تو وہ گواہی قبول کی جائے گی اور زنا کی حد لگائی جائے گی ؎۴	نہر فائق
۸۶	پھر یہ حکم بھی ہے کہ زیادہ عرصہ گذر جانا، جس طرح ابتداً قبول شہادت کے لئے مانع ہے اسی طرح حد کا فیصلہ ہونے کے بعد زیادہ عرصہ گذر جانا ہمارے ہاں حد قائم کرنے کے لئے بھی مانع ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص پر بعض حد لگائی گئی تو وہ بھاگ نکلا پھر زیادہ عرصہ گذرنے کے بعد گرفتار ہوا تو اسپر باقی حد قائم نہ کی جائے گی ؎۵	ہدایہ
۸۷	(۱) تقادم (یعنی زیادہ گذر جانے) کی مقدار کے متعلق فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کی ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی روایت ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ہدایہ
	(ب) تقادم کی مقدار شراب نوشی کے علاوہ میں بالاتفاق ایک مہینہ ہے اور شراب نوشی کے بھی امام محمدؒ کے ہاں ایک مہینہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں شراب کی بو زائل ہو جانے تک ہے ؎۶	فتح قدیر
۸۸	اگر کسی نے (قابل حد ایسے جرم پر) حد قائم کرنے کے لئے اقرار کیا جسے گذرے ہوئے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے تو اسپر حد لگائی جائے گی لیکن شراب نوشی کے اقرار میں یہ حکم نہیں ہے ؎۷	شرح وقایہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ و شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۴۶۴-۸۹	ومن اقر بالزنا بامرأۃ بعینہا او بغیر عینہما اربع مرات ثم حضرت المرأۃ فلا یخلو اما ان تحضر قبل اقامۃ الحد علی الرجل او بعد الاقامۃ فان کان بعد الاقامۃ واقرت بمثل ما اقر الرجل تحد ایضا وان انکرت وادعت علی الرجل حد القذف لا یحد الرجل لاحاطۃ علمنا انہ لا یجب علیہ حدان وقد اقمنا علیہ احدہما فلا یقام علیہ الآخر وان کان قبل اقامۃ الحد فان انکرت المرأۃ الزنا وادعت النکاح یسقط الحد عنہما ویجب العقر علی الرجل وان لم تدع النکاح وانکرت وادعت علی الرجل حد القذف یسقط الحد عن الرجل عند ابی حنیفۃؒ وکذلک لو کانت المرأۃ ہی المقرۃ والرجل غائب فحکم الرجل کحکم المرأۃ	کذا فی شرح الطحاوی
	وان جاءت المرأۃ بعد ما حد الرجل فادعت النکاح وطلبت المرأۃ المہر لم یکن لہا المہر	کذا فی المبسوط
۹۰	فی المنتقی رجل اقر بالزنا وہو محصن فأمر القاضی برجمہ فذہبوا بہ لیرجموہ فرجع عما اقر بہ فقتلہ رجل لا شیٔ علیہ ما لم یبطل القاضی عنہ الرجم فان ابطل عنہ الرجم ثم قتلہ رجل قتل بہ	کذا فی محیط السرخسی
۹۱	ذکر فی الاصل عن ابی حنیفۃؒ فیمن اقر بالزنا وادعت المرأۃ الاستکراہ قال یحد الرجل ولا تحد المرأۃ	کذا فی الایضاح
۹۲	الذمی اسلم فی دار الحرب اذا اقر انہ کان زنی فی دار الحرب قبل ان یسلم فلا حد علیہ	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۹، ۲۵،۳۴ / ۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] محصن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۴ / ۴۶۱ ، ۴۲ / ۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) (۴) حکم نمبر ۱۱ / ۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۴۳ / ۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴-۸۹	(د) جس آدمی نے کسی معین یا غیر معین عورت سے زنا کا اقرار چار بار کر لیا تو پھر وہ عورت حاضر ہو گئی تو یہ صورت اس سے خالی نہیں کہ وہ عورت اس مرد پر زنا کی حد قائم ہونے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد۔ پس اگر وہ عورت اس مرد پر زنا کی حد قائم ہونے کے بعد حاضر ہوئی اور اس نے بھی مرد کی طرح (زنا کا) اقرار کیا تو اسے بھی زنا کی حد لگائی جائے گی ۔ اور اگر اس عورت نے زنا کا انکار کیا اور اس مرد پر حد قذف کا دعوی کیا تو اس مرد کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس پر دو حدیں (یعنی حد زنا اور پھر حد قذف) واجب نہ ہونگی۔ اور ان میں سے ایک حد ہم اس پر قائم کر چکے ہیں۔ پس اس پر دوسری حد (یعنی حد قذف) قائم نہ کی جائے گی (ب) اور اگر وہ عورت اس مرد پر زنا کی حد قائم ہونے سے پہلے حاضر ہو گئی تو اگر اس عورت نے زنا کا انکار کیا اور (اس مرد سے) نکاح کا دعوی کیا تو ان دونوں سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی۔ اور اس مرد پر عقر واجب ہو گا۔ اور اگر اس عورت نے (اس صورت میں) اس آدمی سے نکاح کا دعوی نہ کیا۔ اس نے (زنا کا) انکار کیا اور اس آدمی پر حدِ قذف کا دعوی کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس مرد سے (زنا کی) حد ساقط ہو جائے گی (ج) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر عورت نے زنا کا اقرار کیا تھا اور مرد غائب تھا (اور پھر حاضر ہو گیا) تو اس کا حکم اسی طرح ہے جیسا کہ عورت کا ہے (جبکہ مرد نے زنا کا اقرار کیا تھا اور عورت غائب تھی اور پھر حاضر ہو گئی)	شرح الطحاوی
	(س) اور اگر (زنا کا اقرار کرنے والے) مذکورہ مرد پر زنا کی حد لگائے جانے کے بعد وہ عورت آئی اور اس نے نکاح کا دعوی کیا اور حق مہر کا مطالبہ کیا تو اس کے لئے حق مہر لازم نہ ہو گا [1]	مبسوط
۹۰	المنتقی میں ہے کہ کسی مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن[2] ہے چنانچہ حاکم مجاز نے (زنا کی حد میں) اس کے رجم کا حکم دیا متعلقہ لوگ اسے رجم کرنے کے لئے لے گئے تو اس نے زنا کے اقرار سے رجوع کر لیا پھر کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے جب تک حاکم مجاز (اس کے رجوع کی وجہ سے) اس سے رجم کی حد باطل نہ کرے اور اگر (اس کے رجوع کے بعد) حاکم مجاز نے اس مرد سے رجم کی حد باطل کر دی پھر کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا تو اس قاتل کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا [3]	محیط سرخسی
۹۱	جس شخص نے زنا کا اقرار کیا اور اس عورت نے یہ دعوی کیا کہ اس مرد نے جبراً زنا کیا تھا تو اس کے متعلق الاصل میں امام ابو حنیفہؒ سے مذکور ہے کہ مرد پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اس عورت کو زنا کی حد نہ لگے گی [4]	ایضاح
۹۲	جو شخص دار الحرب (یعنی کافروں کی سلطنت میں) اسلام لایا تھا جب اس نے یہ اقرار کیا کہ اس نے اسلام لانے سے پہلے دار الحرب میں زنا کیا تھا تو اس پر حد لازم نہ ہو گی [5]	محیط

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
٤٦٤/٤-٩٣	واذا دخل المسلم دار الحرب بامان وزنی هناک بمسلمة او ذمیة ثم خرج الی دار الاسلام فاقر به لم یحد وهذا عندنا	کذا فی المبسوط
٩٤	اذا قال العبد بعد ما عتق زنیت وانا عبد لزمه حد العبد	کذا فی المحیط
٩٥	ویقام الحد علی العبد اذا اقر بالزنا او بغیره مما یوجب الحد وان کان مولاه غائبا وکذلک القطع والقصاص	کذا فی المحیط
٩٦	ولو اقر بالزنا مرتین و شهد بالزنا شاهدان لا یحد	کذا فی التمرتاشی

ا؎ حکم نمبر ٤٣/٤٦٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢؎ حکم نمبر ٣٠،٢٩/٤٦١ ، ٩٥/٤٦٤ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣؎ حکم نمبر ٩٤/٤٦٤ مع حاشیہ ٣٣،٣٢/٤٧١ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤؎ حکم نمبر ١٢٠١/٤٦١ ، ٧/٤٦٤ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام / زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۹۳-۴۷-۹۳	جب مسلمان مرد دارالحرب (یعنی کافروں کی سلطنت میں) امان لیکر داخل ہوا اور وہاں اس نے کسی مسلمان عورت سے زنا کیا پھر وہ مرد وہاں سے دارالاسلام آگیا اور اس نے زنا کا اقرار کیا تو اسپر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہ حکم ہمارے ہاں ہے [۱]	مبسوط
۹۴	جب کسی غلام نے آزاد ہونے کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے غلام ہونے کی حالت میں زنا کیا تھا تو اسپر زنا کی وہ حد لازم ہوگی جو غلام کے لئے ہوتی ہے [۲]	محیط
۹۵	(ا) غلام نے جب زنا کا اقرار کیا یا اس کے علاوہ حد واجب کرنے والا امر پایا گیا تو اسپر حد قائم کی جائے گی خواہ اس کا آقا غائب ہو (ب) اور ہاتھ کاٹے جانے یا قصاص کی حد میں بھی یہی حکم ہے [۳]	محیط
۹۶	اگر کسی شخص نے (چار بار اقرار کی بجائے) دو بار زنا کا اقرار کیا اور (چار گواہوں کی بجائے) دو گواہوں نے اس پر زنا کی گواہی دی تو (اس سے) اسپر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی [۴]	تمرتاشی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# الباب السادس فی حد الشرب	
	دفعات ۴۶۵ تا ۴۶۵ عنوان ۱ تعداد شق ۳۱	
۴۶۵-	## حد الشرب	
	تعداد شق ۳۱	
۱	من شرب الخمر فأخذ وريحها موجود اوجاؤا به سكران فشهد الشهود عليه بذلك فعليه الحد وكذلك اذا اقر وريحها موجود معه شرب من الخمر قليلا كان اوكثيرا	كذا فى السراج الوهاج

۱ حدود کے مفہوم اور ان میں شراب نوشی کی حد کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ (۱) اَلْخَمْرُ یعنی شراب کی حرمت اور خمر کی قباحت کے متعلق سورۃ بقرہ کی آیت ۲۱۹ اور سورۃ نساء کی آیت ۴۳ میں احکام مذکور ہیں اور پھر اس کی ممانعت اور قطعی حرمت کے متعلق سورۃ مائدہ کی آیت ۹۰، ۹۱ میں احکام دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں شراب نوشی کو رِجْسٌ یعنی پلید، فطرت سلیمہ کے نزدیک قابل نفرت گندی چیز، شیطانی عمل، باہم بغض و عداوت واقع کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز جیسے فریضے سے باز رکھنے والا گناہ قرار دیا گیا۔ نیز[۲] حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدمن الخمر کعابد الوثن۔ (یعنی شراب پینے والا ایسا مجرم ہے جیسا بت پوجنے والا۔ ابن ماجہ ص ۲۵۰۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جس نے شراب پی چالیس صبحوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ترمذی مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۲۳۲ اور بیہقی کی روایت کردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ شراب سے بچو کیونکہ وہ ام الخبائث یعنی سب افعال خبیثہ کی بنیاد ہے۔ اور ابو الدرداءؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ شراب مت پیو یہ ہر شر کی کنجی ہے۔ ابن ماجہ ص ۲۵۰ اور حضرت عمرؓ کی روایت کردہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اسے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر۔ اسے کشید کرنے والے پر، اسے اٹھالے جانے والے پر اور جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی ہو۔ ابوداؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۱۶۱ اور دیلم الحمیریؓ کی روایت میں ہے کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ایک ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جو بہت سرد ہے اور ہمیں کام کی محنت بھی بہت زیادہ کرنا پڑتی ہے۔ ہم سردی اور تھکاوٹ کا مقابلہ شراب نوشی سے کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز تم پیتے ہو کیا وہ نشہ کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا "جی ہاں"، تو آپ نے فرمایا کہ "اس سے پرہیز کرو" میں نے عرض کیا کہ ہمارے علاقہ کے لوگ تو نہیں چھوڑیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ان سے جنگ کرو" ابوداؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۱۶۲ اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام شراب نوشی کی حد کا بیان	دفعات/شق نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام

دفعات ۴۶۵ تا ۴۶۵ عنوان ۱ تعداد شق ۳۱

۴۶۵ - شراب نوشی کی حد [۱]

اوراسمیں ۳۱ شقیں ہیں

۱ (ا) جس شخص نے خمر[۲] (یعنی شراب) پی اور پکڑا گیا اور شراب کی بو (اسکے منہ میں) موجود ہو یا اسے پکڑ لائے اور وہ نشہ[۳] میں ہو اور گواہوں نے اسپر شراب نوشی کی گواہی[۴] دی تو اسپر شراب نوشی کی حد لازم ہے ۵

(ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی نے شراب نوشی کا خود اقرار[۶] کیا اور شراب کی بو اس میں موجود ہو۔ خواہ اس نے تھوڑی پی یا زیادہ (حد لازم ہے) ۵ — سراج وہاج

کی روایت کردہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ خمر یعنی شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے ابن ماجہ ص ۲۵۱۔

جدید[۳] طبی تحقیق نے بھی شراب کو مضر قرار دیا گیا ہے۔ شراب نوشی سے خون میں ہیجان پیدا ہو کر وقتی قوت تو محسوس ہوتی ہے مگر اس کے تدریجی اثرات صحت انسانی کے لئے تباہ کن ہیں۔ یہ جگر اور گردوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ حلقوم اور عمل تنفس پر برا اثر ڈالتی ہے۔ سل کی بیماری کا بڑا سبب ہے اور اسکی عادت قوت عاقلہ کو ضعیف کر دیتی ہے۔ چنانچہ مفتی عبدہ کی تفسیر المنار ج ۲ ص ۲۲۶ میں ایک جرمن ڈاکٹر کا مقولہ درج ہے کہ اگر آدھے شراب خانے بند کر دئے جائیں تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ آدھے شفاخانے اور آدھے جیل خانے بے ضرورت ہو کر بند ہو جائیں گے ایک انگریز قانون دان بنتام نے لکھا ہے کہ اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں سے ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں شراب نوشی حرام ہے۔

ایک فرانسیسی محقق ہنری نے اپنی کتاب "خواطر و سوانح فی الاسلام" میں لکھا ہے کہ بہت زیادہ مہلک ہتھیار جس سے اہل مشرق کی بیخ کنی کی گئی اور وہ دو دھاری تلوار جس سے مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ وہ شراب تھی۔ البتہ اسلامی شریعت ہمارے راستہ میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہوگی پس خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ احکام، اور پھر انسانی تحقیق و تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ شراب نوشی کے مفاسد، روحانی اور اخلاقی قدروں اور جسمانی صحت سبھی کے لئے مضر ہیں

(ب) **شراب کا مفہوم** - لغت میں شراب ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۲۶ اور اصطلاحِ شرع میں مخصوص مشروب مراد ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی لکھا ہے کہ شراب اس مشروب کو کہا جاتا ہے جو حرام ہو۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹

(ج) **شراب اور مشروبات کے عربی نام اور ماخذ اشیاء** - فتاوی[۱] قاضیخان اور عالمگیری کے میں ہے کہ وہ چیزیں جن سے مشروبات

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	حد الشرب	الباب السادس فی حد الشرب	دفعات شق نمبر

۴۶۵ - بنائے جاتے ہیں۔ وہ تر انگور، خشک انگور یعنی زبیب جسے کشمش کہتے ہیں، کھجور، اناج، پھل، دودھ اور شہد وغیرہ۔ ان چیزوں کی اجناس اگرچہ مختلف ہیں مگر حکم ایک ہونے کی وجہ سے انہیں ایک ہی نوع قرار دیا جاتا ہے۔

۲ چنانچہ تر انگور سے تیار کردہ مشروبات کے عربی نام الخمر، الباذق، الطلاء، المنصّف، البختج، الجمھوری، اور الحمیدی ہیں البختج کا ہی دوسرا نام الحمیدی اور ابا یوسفی بھی لکھا ہے۔ اور خشک انگور یعنی زبیب (یعنی کشمش) سے تیار کردہ مشروبات کے عربی نام النقیع نبیذ الزبیب ہیں۔

اور تمر یعنی کھجور سے تیار کردہ مشروبات کے عربی نام السکر، الفضیخ، اور نبیذ التمر ہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۲۲۳ تا ص ۲۳۱ و ماخوذ بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹ تا ص ۴۱۳

(د) **مذکورہ مشروبات کی تعریفیں** ۔ (۱) فقہاء رحمہم اللہ نے فقہی کتب میں مذکورہ مشروبات کی تعریفیں تفصیل سے لکھی ہیں۔ بعض تعریفوں میں اختلاف بھی ہے مگر وہ اختلاف لفظی ہے کیونکہ جن کے ہاں تعریف الگ ہے ان کے ہاں حکم بھی الگ ہے تاہم اس کی تفصیل کی ضرورت یہاں نہیں ہے یہاں صرف شراب نوشی کے باب میں ذکر کردہ مشروبات کی تعریفیں متعلقہ حکم میں درج ہیں۔ جیسا کہ اس حکم میں الخمر کا ذکر ہے۔

(۲) **الخمر** لغت میں خمر خمیر دینے۔ ڈھانپ لینے اور انگوری شراب کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۳۴۹، ص ۳۵۰ اور اس کے شرعی مفہوم کے متعلق فتاوی قاضیخان میں اور بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ الخمر۔ تر انگوروں کا پانی جو کچا ہو (یعنی پکایا نہ گیا ہو) جب جوش مارے سخت ہو جائے اور جھاگ چھوڑے۔ نیز قاضی خان میں ہے کہ اس کا نیچے کا مواد اوپر ہو جائے اور عالمگیری میں ہے کہ پھر وہ جوش سے سکون میں ہو جائے تو وہ بلا خلاف خمر ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۲۲۳ و فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹۔

(۳) اور ہیین السطور کنز میں ہے کہ انگوروں کے پانی سے مراد جو خالص ہو۔ جوش مارنے سے مراد یہ ہے کہ کامل جوش سے نیچے کا اوپر ہو جائے اور سخت ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نشہ دینے کی صلاحیت ہو۔ ماخوذ از بین السطور کنز ص ۲۵۶۔

(۴) اور فتاوی قاضیخان میں اور بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ مذکورہ مشروب اگر جھاگ نہ چھوڑے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں وہ مشروب خمر قرار نہیں پاتا۔ اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں جب مذکورہ مشروب جوش کھا کر سخت ہو جائے تو خواہ وہ جھاگ نہ چھوڑے وہ خمر قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۲۲۳ و فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹۔

(۵) اور ہدایہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں اس مشروب کا جوش مارنا اس کی شدت کا آغاز ہے اور اس کا جھاگ چھوڑنا اور پھر سکون میں آنا اسکی شدت کا کمال ہے۔ اور چونکہ خمر کی حرمت میں شرعی احکام قطعی ہیں وہ انتہائی وصف پر لاگو ہونگے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۲

وھکذا فی حاشیۃ الکنز۔ اور لکھا ہے کہ امام صاحب کے ہاں خمر کے قطعی احکام شبہ کیساتھ ثابت نہیں ہوتے اور جب اس نے جھاگ چھوڑی تو شبہ نہ رہا۔ ماخوذ حاشیہ کنز للعینی ص ۲۵۲ حکم نمبر ۴۶۵/۲۰۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں

(س) **مذکورہ مشروبات کے احکام** ۔ فتاوی عالمگیری میں مذکورہ مشروبات کے احکام کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں بعض مشروبات بالاجماع حلال ہیں۔ اور وہ ہر مذکورہ مشروب جسکا ذائقہ میٹھا ہو اور اس میں سختی نہ ہو۔ بعض مشروبات عامۃ العلماء کے ہاں حلال ہیں۔ بشرطیکہ خوراک، یا دوا کے طور پر یا اطاعت پر قوت حاصل کرنے کے لئے ہوں لہو و لعب کے لئے نہ ہوں۔ مگر بقدر نشہ آور حرام ہیں اور اس سے نشہ پر حد واجب ہے۔ بعض مشروب ہمارے ہاں (یعنی احناف کے ہاں) حلال ہیں، بعض کو اختلاف ہے۔ بعض مشروب امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے ہاں حلال ہیں اور امام محمد کا اختلاف ہے۔ بعض مشروب عامۃ العلماء کے ہاں حرام ہیں مگر ان کی حرمت خمر یعنی شراب کی حرمت سے کم ہے وہ نجس ہیں۔ ان کا تھوڑا یا زیادہ پینا حرام ہے، مگر پینے والے پر حد لازم نہیں جبتک

حوالہ	شراب نوشی کی حد کا بیان	چھٹا باب ۔ شراب نوشی کی حد کے احکام	دفعات شق نمبر

۴۶۵ ۔ کہ اس سے نشہ نہ ہو ۔ بعض مشروب بالاجماع حرام ہیں چنانچہ خمر (یعنی مذکورہ خاص شراب) بالاجماع حرام ہے ۔ اور ہر مشروب کے نشہ بالاجماع حرام ہے (باقی مشروبات سے اس باب میں مذکور مشروبات کا ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا ۔ مگر خمر کا ذکر اس حکم میں ہے) ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۱۰ تا ص۴۱۳

(س) **خمر کے احکام** ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ خمر کے احکام یہ ہیں کہ یہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کا پینا حرام ہے (اور ہدایہ ج ۴ ص۴۹۳ میں ہے کہ اس کا عین حرام ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسے رجس کہا گیا ہے ۔ متواتر احادیث میں اسے حرام کہا گیا ہے اور اس کے خواص سے ہے کہ اس کا قلیل اس کے کثیر کو دعوت دیتا ہے) اس کا استعمال بطور دوا بھی حرام ہے ۔ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے ہبہ یا بیع سے اس کا مالک بننا یا مالک بنانا حرام ہے ۔ اس کے مال ہونے میں اختلاف ہے ۔ اور مسلمان کے حق میں اسکی قیمت ساقط ہے ۔ یہ پیشاب اور خون کی طرح نجاست غلیظہ ہے ۔ تھوڑا پیئے یا زیادہ اس سے شراب نوشی کی حد واجب ہے (حکم نمبر ۲۶،۱ / ۴۶۵ ملاحظہ ہو) خمر قرار پانے کے بعد اسے پکانا اس کے خمر ہونے کے حکم کو تبدیل نہیں کرتا ۔ جیسا کہ شمس الائمہ السرخسی رح نے کہا ہے (اور رد المحتار ج ۳ ص۲۲۵ میں ہے کہ جیسا کہ پیشاب کو پکانے سے اس کا حکم تبدیل نہیں ہوتا) اور بعض کے ہاں خمر کو پکانے کی صورت میں اس سے حد تب لازم ہے کہ وہ نشہ دے ۔ خمر کو سرکہ سے تبدیل کرنا مباح ہے ۔ اگر شراب خود سرکہ بن جائے اس میں کچھ کھٹاس آجائے اور کچھ تلخی بھی باقی ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں وہ شراب سرکہ نہ قرار پائے گی جبتک کہ اسکی تلخی نہ جائے اور صاحبین رح کے ہاں معمولی کھٹاس آنے سے بھی وہ شراب سرکہ قرار پاتا ہے یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ شراب خود سرکہ بنے اور اگر شراب کو کسی دوا یا نمک وغیرہ سے سرکہ بنایا گیا تو بلا اختلاف سب کے ہاں حلال قرار پائے گی ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۱۰ تا ص۴۱۳ (مترجم)

۳ نشہ والے کی پہچان کے متعلق حکم نمبر ۵ / ۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ اس گواہی کے متعلق حکم نمبر ۶، ۱۰ / ۴۶۵ مع حواشی اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱ / ۴۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ شراب نوشی کی حد لازم ہونے اور اسکی مقدار کے متعلق حکم نمبر ۷، ۱۱، ۲۶ تا ۲۸ / ۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر ۴، ۱۰، ۱۲ / ۴۶۵ اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم ۴ / ۴۶۱ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ حکم نمبر ۱ / ۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "س" اور حکم نمبر ۲۶ / ۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵-۲	وان اقر بعد ذهاب ريحها لم يحد هذا عند ابی حنيفة رح وابی يوسف رح	كذا فی السراج الوهاج
۳	وكذا اذا شهدوا عليه بعد ما ذهب ريحها والسكر لم يحد عندهما[1] ايضا فان اخذه الشهود وريحها موجود معه اوسكران فذهبوا من مصر الی مصر فيه الامام فانقطع ذلك قبل ان ينتهوا به حد اجماعا	كذا فی السراج الوهاج
۴	لا يحد السكران باقراره علی نفسه	كذا فی الهداية
۵	اختلفوا فی معرفة السكران قال ابو حنيفة رح من لا يعرف الارض من السماء والرجل من المرأة وقال صاحباه اذا اختلط كلامه فصار غالب كلامه الهذيان فهو سكران والفتوی علی قولهما[2]	كذا فی فتاوی قاضيخان
۶	واذا شهد الشهود عند القاضی بشرب الخمر علی رجل يسألهم القاضی عن الخمر ما هی ثم يسألهم كيف شرب لاحتمال انه كان مكرها ثم يسألهم متی شرب لاحتمال التقادم ثم يسألهم انه اين شرب لاحتمال انه شرب فی دار الحرب	كذا فی فتاوی قاضيخان
	فاذا بينوا ذلك حبسه القاضی حتی يسئل عن العدالة ولا يقضی بظاهر العدالة	كذا فی البحر الرائق

۱؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں امام محمدؒ کے ہاں اسپر شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۵۱ ۔ حکم نمبر ۸۷، ۸۸ / ۴۶۴، ۲؎ حکم نمبر ۲ / ۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور رد المحتار میں بحوالہ البحر عن القنیہ لکھا ہے کہ گاؤں کے قاضی یا اسکے فقیہ یا کسی اور ماہر فقہ یا آئمہ مساجد تب ہی شراب نوشی کی حد لگانے کے مجاز ہیں کہ امام وقت یعنی حاکم مجاز نے انہیں ایسا کرنے کا اختیار دیا ہو ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۷ و ھکذا البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۲۷ ۔ حکم نمبر ۱۴، ۱۷ / ۲۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں اور حد قائم کرنے کیلئے یہ رکن ہے کہ حاکم مجاز یا اسکے ایسے نائب کی طرف سے ہو جسے حدیں قائم کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اسکے متعلق حکم نمبر ۱ / ۴۵۵ ، ۵ / ۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیساکہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں گواہ یہ گواہی دیں گے کہ اس نے (بغیر جبر) اپنی مرضی سے شراب پی ہم نے اسے پکڑا اور اسوقت اس (کے منہ) میں شراب کی بو موجود تھی اور رد المحتار میں ہے کہ اس سے یہ حکم اخذ ہوتا ہے کہ شراب کی بو کو کسی دوا وغیرہ سے دور کرنا مانع حد نہیں ہے ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۶ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱ / ۴۵۶ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چھٹا باب ۔ شراب نوشی کی حد کے احکام — شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۲	اگر کسی (شرابی) شخص نے (اپنے منہ سے) شراب کی بو جاتے رہنے کے بعد شراب نوشی کا اقرار کیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد نہ لگائی جائے گی ۔ ‏ۓ	سراج وہاج
۳	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب گواہوں نے کسی (شرابی) شخص پر شراب نوشی کی گواہی اس سے شراب کی بو اور نشہ جاتے رہنے کے بعد دی تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ۲ـــہ (ب) اگر (شراب نوشی پر گواہی دینے والے) گواہوں نے کسی شرابی کو ایسی حالت میں پکڑا کہ اس میں شراب کی بو موجود ہے یا وہ نشہ میں ہے پھر وہ اسے اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں لے گئے جہاں امام (یعنی حاکم مجاز) ہے ۳ـــہ پس حاکم مجاز کے ہاں پہنچنے سے پہلے اس سے شراب کی بو یا اسکا نشہ جاتا رہا تو اس صورت میں اسے بالاجماع حد لگائی جائے گی ۴ـــہ	سراج وہاج
۴	۵ـــہ کسی شخص نے نشہ کی حالت میں شراب نوشی کا اقرار کیا تو اس (اقرار) سے اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائیگی	ہدایہ
۵	(د) نشہ والے کی پہچان کے متعلق فقہاءؒ کا اختلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ جو شخص (نشہ دینے والا مشروب پینے کی وجہ سے) زمین اور آسمان میں اور مرد اور عورت میں امتیاز نہ کرسکتا ہو وہ نشہ کی حالت میں ہے ۔ (ب) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب (نشہ ہونے کی وجہ سے) اس کا کلام مخلوط ہو جائے اور اس کا غالب کلام ہذیان ۶ـــہ ہو تو وہ نشہ کی حالت میں ہے (ج) اور فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے ۔	قاضیخان
۶	(د) جب گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز ۷ـــہ) کے ہاں کسی آدمی پر شراب پینے کی گواہی دی تو قاضی ان گواہوں سے دریافت کرے گا کہ شراب کیا ہوتی ہے ۸ـــہ پھر ان سے یہ دریافت کرے گا کہ اس نے شراب کیسے پی اس لئے کہ احتمال ہے کہ اس پر جبر ہوا ہو ۹ـــہ پھر ان سے یہ دریافت کرے گا کہ اس نے شراب کب پی اس لئے کہ احتمال ہے کہ تقادم (یعنی وہ واقعہ زائد المیعاد) ہو ۱۰ـــہ پھر ان سے یہ دریافت کرلے گا کہ کہاں پی ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ اس نے دار الحرب میں پی ہو ۱۱ـــہ (ب) جب گواہوں نے مذکورہ امور (ٹھیک ٹھیک) بیان کردیئے تو اس شخص کو (جس پر شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہے) قاضی قید میں رکھے گا تاکہ گواہوں کی عدالت (یعنی انکا معتبر ہونا) دریافت کرے اور گواہوں کی محض ظاہری عدالت پر فیصلہ نہ کرے گا ۱۲ـــہ	قاضیخان بحرالرائق

۶ـــہ ہذیان یعنی غیر معقول باتیں کرنا اور بکواس کرنا ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۴۱۸ (مترجم) ۷ـــہ حکم نمبر ۳/۴۶۵ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ـــہ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اسلئے کہ ممکن ہے کہ گواہوں کا یہ اعتقاد ہو کہ دیگر ہر مشروب شراب کے حکم میں ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۷ اور شراب یعنی خمر اور قابل حد مشروب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے دوسرے حاشیہ کی ب ، د ، س ، ص ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ـــہ حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۰ـــہ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ تقادم امام محمدؒ کے قول پر ایک مہینہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں تو شرط ہے کہ جب وہ پکڑا جائے تو اس میں شراب کی بو موجود ہو ورنہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور نہ اسکے اقرار کی وجہ سے اس پر شراب نوشی کی حد لازم ہوگی ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ۳ ص ۲۲۷ حکم نمبر ۲،۱/۴۶۵ ، ۸۸،۸۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ـــہ حکم نمبر ۴۳/۴۶۴ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۳،۰۸/۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۲ـــہ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ "ولا یقضی بظاھر العدالۃ فی حد ما" ، یعنی قاضی کسی بھی قابل حد جرم پر گواہوں کی محض ظاہری عدالت سے فیصلہ نہ کرے گا ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۲۳۱ نیز حکم ۱۲/۴۶۱ مع دسواں حاشیہ ، حکم نمبر ۲۰۲

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵-۷	والمشهود عليه بشربها لا بد انيكون عاقلا بالغا مسلما ناطقا فلاحد على الصبي ولا مجنون ولا كافر وفي الخانية ولا يحد الاخرس سواء شهد الشهود عليه او اشار باشارة معهودة يكون ذلك اقرارا منه في المعاملات و يحد الاعمى	كذا في البحر الرائق
۸	ولو شرب في دار الاسلام وقال ما علمت انها حرام حد	كذا في السراجية
۹	ولو قال المشهود عليه بشرب الخمر ظننتها لبنا او قال لا اعلم انها خمر لا يقبل ذلك وان قال ظننتها نبيذا اقبل منه	كذا في البحر الرائق
۱۰	يثبت الشرب بشهادة شاهدين به وبالاقرار مرة واحدة ولا تقبل فيها شهادة النساء مع الرجال	كذا في الهداية

ے ۱ حکم نمبر ۶۱/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ے ۲ حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے ۳ نمبر ۷۳، ۷۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۴ حکم نمبر ۶ و/۴۶۵ کا پانچواں حاشیہ اور حکم نمبر ۳۰/۴۶۵ ملاحظہ ہوں اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ کفار کی سلطنت کا کوئی کافر اسلام لاکر ہمارے ہاں آیا پھر اس نے شراب پی درآنحالیکہ وہ شراب کی حرمت ابھی نہ جانتا تھا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے زنا کیا یا چوری کی تو اسے اسکی حد لگائی جائے گی اور اس میں اس کے نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۵ نیز حکم نمبر ۴۳/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ے ۵ (ل) اس حکم کا ماخذ البحر الرائق ہے اور البحر الرائق میں یہ حکم بحوالہ قاضیخان ہے اور قاضیخان میں لکھا ہے کہ دودھ سمجھنے یا شراب نہ پہچاننے کے عذر کی صورت میں اس کا قول قبول نہیں اس لئے کہ وہ نگلے بغیر محض بو یا چکھنے سے پہچان کرسکتا ہے اور نبیذ سمجھنے کا عذر مقبول ہے اس لئے کہ خمر کے علاوہ مشروب بھی جوش کھانے اور سخت ہونے کے بعد بو اور مزہ میں خمر کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۲۳۲

(ب) نبیذ کی تعریف کے متعلق بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ زبیب یعنی کشمش کا پانی جو کچا ہو جب معمولی پکایا جائے وہ جوش کھائے اور سخت ہوجائے اور لکھا ہے کہ نبیذ التمر یعنی کھجوروں کا کچا پانی جو معمولی پکایا جائے وہ جوش کھائے۔ سخت ہوجائے اور جھاگ چھوڑ دے نیز لکھا ہے کہ نبیذ التمر اس پانی کو بھی کہتے ہیں جس میں کھجوریں بھگو دی جائیں۔ ان کی مٹھاس نکل آئے۔ وہ جوش کھائے۔ سخت ہوجائے اور جھاگ چھوڑے

(ج) نیز نبیذ کے حکم کے متعلق بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ نبیذ التمر اور نبیذ الزبیب عامة العلماءؒ کے ہاں اس کا پلنیا حلال ہے جبتک کہ نشہ نہ دے اور اس کا حلال قرار پانا بھی تب ہے کہ طعام ہضم ہونے یا دوا کے طور پر یا طاعت اللہ پر قوت

toobaa-elibrary.blogspot.com

چھٹا باب: شراب نوشی کی حد کے احکام

دفعات/شق نمبر	شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۷-۴۶۵	(ا) جس شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہو (اس پر حد لازم ہونے کیلئے) ضروری ہے کہ وہ عاقل، بالغ مسلمان ہو اور ناطق (یعنی بات کرسکتا) ہو پس بچہ[۱] مجنون اور کافر پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں ہے (ب) اور خانیہ میں ہے کہ گونگے شخص (یعنی جو بات نہیں کرسکتا اس) پر (بھی) شراب نوشی کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ خواہ لوگوں نے اسپر (شراب نوشی کی) گواہی دی یا خود اس نے ایسا خاص اشارہ کیا جو اشارہ معاملات میں اس کی طرف سے اقرار قرار پاتا ہو[۲] (ج) اور نابینا شخص پر شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی[۳]	بحرالرائق
۸	اگر کسی (مسلمان) شخص نے دارالاسلام میں شراب پی اور کہا کہ "میں اس کے حرام ہونے کو نہیں جانتا تھا" تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی[۴]	سراجیہ
۹	جس شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہو اگر اس نے یہ کہا کہ "میں اسے دودھ سمجھ کر پی گیا"، یا یہ کہا کہ "میں نہیں جانا کہ وہ شراب ہے"، تو اس کا مذکورہ قول قبول نہ ہوگا اور اگر اس نے یہ کہا کہ "میں اسے نبیذ سمجھ کر پی گیا"، تو اس کا یہ قول قبول کیا جائے گا[۵]	بحرالرائق
۱۰	(ا) شراب نوشی دو (معتبر) گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوجاتی ہے (ب) شراب نوشی ایک بار کے اقرار سے (بھی) ثابت ہوجاتی ہے (ج) شراب نوشی کی گواہی میں مردوں کے ساتھ (شہادت کا نصاب مکمل کرنے کے لئے) عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی[۶]	ہدایہ

حاصل کرنے کے لئے ہو لہو ولعب کے لئے نہ ہو اور اس سے وہ مقدار جو نشہ آور ہو حرام ہے عامۃ العلماء کا قول یہی ہے۔ اور جب نشہ دے تو حد واجب ہے۔ اس کی بیع جائز اور اس کا تلف کنندہ ضامن ہے۔ یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں اور امام محمدؒ کی نزدیک صحیح روایت کے بموجب ہے اور امام محمدؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ ان کا قلیل و کثیر حرام ہے۔ لیکن حد تب واجب ہے کہ وہ نشہ دے اور بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام محمدؒ کے قول پر فتوی ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۰۹، ص۴۱۰، ص۴۱۲ نیز حکم ۱۸ تا ۲۱/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

(د) الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ نبیذ التمر یا نبیذ الزبیب کو جب معمولی پکایا جائے اور وہ سخت ہوجائے تو وہ حلال ہے۔ جبتک کہ اس کے گمان غالب میں وہ نشہ آور نہ ہو اور لہو ولعب اور عیاشی کے لئے نہ ہو۔ یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں ہے اور امام محمدؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ حرام ہے اور مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب ان کا پینا طاعۃ اللہ پر قوت حاصل کرنے یا کھانا ہضم ہونے یا دوا کے طور پر ہو۔ ورنہ بالاجماع حرام ہے۔ ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ص۲۶۹ (مترجم)

[۶] اس گواہی کے متعلق حکم نمبر ۱، ۳، ۶/۴۶۵ اور اس اقرار کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲، ۴/۴۶۵ ملاحظہ ہوں۔ اور مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول ہونا مثلاً جیسا کہ حکم نمبر ۲۸/۲۶۷ میں ہے۔ مگر شراب نوشی پر مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی مقبول نہیں ہے۔ حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵ - ۱۱	ولو شهد الشهود على السكران لا يقام عليه الحد حتى يصحو فاذا افاق يقام عليه الحد سواء ذهبت رائحة الخمر عنه او لم تذهب	كذا فى الظهيرية
۱۲	المسلم اذ تقيأ الخمر فانه لا يحد لجواز انه شرب مكرها ولا يحد المسلم لوجود ريح الخمر منه حتى يشهد الشهود عليه بشربها او يقر	كذا فى الظهيرية
۱۳	ولو شهد احدهما انه شربها والآخر انه اقر بها لا يحد	كذا فى الظهيرية
۱۴	وكذلك لو شهدا على الشرب والريح يوجد منه لكنهما اختلفا فى الوقت	كذا فى الظهيرية
۱۵	وكذلك لو شهد احدهما انه شربها وشهد الآخر باقراره بشربها	كذا فى الظهيرية
۱۶	وكذلك لو شهد احدهما انه سكر من الخمر وشهد الآخر انه سكر من السكر	كذا فى الظهيرية

۱ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ تاکہ اسے انزجار (یعنی حصولِ نصیحت) ہو۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر اسپر نشہ کے افاقہ سے پہلے شراب نوشی کی حد لگائی گئی تو بظاہر حکم یہ ہے کہ افاقہ کے بعد اس حد کا اعادہ کیا جائیگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۲۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ چنانچہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اقرار یا گواہی کے بغیر محض کسی (مسلمان) شخص (کے منہ) میں شراب کی بو موجود ہونے یا شراب قے کرنے یا کسی کے نشہ میں ہونے کی وجہ سے اسپر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ احتمال ہے کہ اسپر جبر ہوا ہو یا اس نے اضطرارا (یعنی جان بچانے کیلئے) پی ہو البتہ اس میں شراب کی بو پائی جائے یا نشہ میں ہونے کی وجہ سے اسپر تعزیر ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۶ اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی شخص کے گلے میں کچھ اٹک گیا یا سخت پیاسا ہوا اور اسے جان کا خطرہ لاحق ہو گیا تو اسکے لئے جان بچانے کی خاطر بقدر ضرورت شراب پینا مباح ہے اور اگر کسی نے جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت شراب پی اور وہ اس سے وہ نشہ میں ہو گیا تو اسپر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائیگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں ایسے مباح امر سے نشہ ہوا اور اگر اس نے جان بچانے کے لئے قدر ضرورت سے زیادہ پی لی اور اسے نشہ ہوا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی جیسا کہ غیر اضطراری حالت میں حکم ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۲ اور قابل حد جرائم میں جبر کے متعلق احکام حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۲/۴۶۵ نیز حکم نمبر ۱۵/۴۶۰ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۵۱ تا ۵۳، ۶۱/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۷/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۱۰/۴۶۵ اور دیگر قابل جرائم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ (ا) جیسا کہ البحر الرائق ج ۵ ص ۲۶ اور درمختار و رد المحتار میں ہے نیز رد المحتار میں لکھا ہے کہ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اس قول پر ظاہر ہے کہ جن مشروبات کا پینا مباح ہے اس سے نشہ ہو جانے پر شراب نوشی کی حد

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب ۔ شراب نوشی کی حد کے احکام	
	شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۱۱	اگر گواہوں نے کسی شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی جو حالت نشہ میں ہے تو اسپر شراب نوشی کی حد اس وقت لگائی جائے گی جبکہ اس کا وہ نشہ اتر جائے ۔ پس جب اسے اس نشہ سے افاقہ ہو چکا تو اس پر حد قائم کی جائے گی خواہ اس سے شراب کی بو جاتی رہی ہو یا نہ ۔ ۱ھ	ظہیریہ
۱۲	(۱) جب کسی مسلمان نے شراب قے کی تو (شراب کی قے کرنے کی وجہ سے) اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ اسے جبراً پلائی گئی ہو (ب) اور کسی مسلمان (کے منہ) سے شراب کی بو آنے کی وجہ سے اسپر حد نہ لگائی جائے گی ۔ جبتک کہ گواہ اس پر شراب نوشی کی گواہی نہ دیں یا وہ خود شراب نوشی کا اقرار نہ کرے ۔ ۲ھ	ظہیریہ
۱۳	اگر (دو) گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے ۔ اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب قے کی ہے تو (ایسی گواہی سے) اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ۳ھ	ظہیریہ
۱۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ دو گواہوں نے کسی شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی اور اس سے شراب کی بو آتی ہو لیکن گواہوں نے (اس کی شراب نوشی کا) وقت بیان کرنے میں اختلاف کیا (تو اسپر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی) ۴ھ	ظہیریہ
۱۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پینے کا اقرار کیا ہے (تو ایسی گواہی سے اسپر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائیگی) ۵ھ	ظہیریہ
۱۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر گواہوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اسے شراب پینے سے نشہ ہوا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اسے سکر پینے سے نشہ ہوا ہے (تو ایسی گواہی سے اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائیگی) ۶ھ	ظہیریہ

نہیں اور امام محمدؒ کے قول پر اس لئے حد نہیں کہ مشروب پر گواہوں کی موافقت نہیں ہے جیسا کہ زنا کی صورت میں اگر دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے فلاں دوسری عورت سے زنا کیا ہے تو اس صورت میں اسپر زنا کی حد لازم نہیں ہوتی ۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۲۶ اور زنا کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۴ تا ۲۷ / ۴۲۳ ملاحظہ ہوں (ب) فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰ میں بحوالہ المحیط السرخسی السَّکَر کی تعریف کے متعلق لکھا ہے کہ السکر اسے کہتے ہیں کہ التمر یعنی خشک کھجور کا پانی جو کچا ہو ۔ پکایا نہ گیا ہو ۔ جب جوش کھائے اور سخت ہو جائے ۔ اکثر اہل لغت کے ہاں یہی مفہوم ہے السکر کی اس تعریف میں التمر یعنی خشک کھجور کا پانی لکھا ہے اور کنز ص ۳۵۷ اور جوہرہ نیرہ ص ۲۶۸ میں الرطب یعنی تر کھجور کا پانی لکھا ہے اور ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۵ میں التمر لکھا ہے اور پھر اسکی تشریح الرطب کی ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ صاحب ہدایہ نے التمر کی تشریح الرطب سے اسلئے کی ہے کیونکہ التمر یعنی خشک کھجور سے تیار مشروب کو نبیذ التمر کہتے ہیں السکر نہیں کہتے مگر بحر صاحب حاشیہ نے اس تشریح کو محل نظر کہا ہے اسلئے کہ نبیذ التمر کی تعریف معتبرات میں یہ ہے کہ اسے معمولی پکایا جائے اور السکر میں ایسا نہیں ہے ۔ پس التمر کی تشریح الرطب سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۳۳۰ میں السکر کی تعریف ماء التمر یعنی خشک کھجور سے کی ہے ۔ پس عالمگیریہ میں مندرجہ تعریف معتمد ہے (ج) (۱) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی السکر کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ یہ عامۃ العلماءؒ کے ہاں حرام ہے اور اس سے تھوڑا یا زیادہ پینا حرام ہے صرف اصحاب الظواہر اسکی اباحت کے قائل ہیں مگر صحیح قول عامۃ العلماء کا ہے ۔ البتہ اسکی حرمت خمر یعنی شراب کی حرمت سے کم ہے حتی کہ اسکے پینے والے پر شرب نوشی کی حد لازم نہیں جبتک کہ نشہ نہ ہو اور بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں السکر کی بیع جائز ہے اور اس کا تلف کنندہ ضامن ہے ۔ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے ۔ اور فتوی بیع میں امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے اور ضمان میں اگر قرائن سے معلوم ہو کہ اس نے حسبۃ (یعنی بنیت ثواب) ایسا کیا ہے تو صاحبینؒ کے قول پر فتوی ہے ۔ ورنہ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتوی ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۲ (۲) اور ہدایہ میں السکر کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حرام اور مکروہ ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ اسکی حرمت خمر کی طرح نہیں ہے اسلئے کہ خمر کی حرمت قطعی اور قوی ہے اور سکر کی حرمت اجتہادی اور ضعیف ہے ۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۴۹۵ ۔ (۳) اور کنز میں السکر کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حرام ہے اور حاشیہ کنز میں ہے کہ السکر تب حرام ہے کہ جب وہ سخت ہو جائے اور جھاگ چھوڑے اور اس سے قبل حلال ہے اور شریک بن عبداللہؒ کا قول ہے کہ مباح ہے خواہ جھاگ چھوڑے ۔ ماخوذ از کنز مع حاشیہ ص ۲۵۷ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵ - ۱۷	اذا سکر من البنج اختلفوا فی وجوب الحد علیہ و الصحیح انہ لا یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	والسکران مما سوی الخمر من الاشربۃ المتخذۃ من التمر والعنب والزبیب یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	النئی من ماء العنب اذا غلا و اشتد ولم یقذف بالزبد فشربہ انسان وسکر لا یحد فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وحکمہ حکم العصیر عندہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	واما المتخذ من الحبوب والفواکہ کالحنطۃ والشعیر والذرۃ والاجاص ونحوھا مادام حلوا یحل شربہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

ؕ ۱ (ا) البنج - لغت میں ایک گھاس کو کہتے ہیں جس میں سُلا دینے کا اثر ہے - اسکی کئی قسمیں ہیں سیاہ اور سرخ بڑی جسامت کی ہوتی ہیں اور سفید رنگ کی قسم اچھی سمجھی جاتی ہے - ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۵۶۵ اور بنجہ یعنی بھنگ پلا کر سلا دیا - ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۳۹

(ب) (۱) البنج (یعنی بھنگ) کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ فقیہ ابو جعفر رح کے قول کے بموجب جو چیز اصل خمر یعنی انگور اور کھجور سے نہ ہو اس سے نشہ پر حد واجب نہیں ہوتی جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ پر حد واجب نہیں ہوتی اور شمس الائمۃ سرخسی نے بھی یونہی ذکر کیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ مذکورہ نشہ پر حد لگائی جائے گی اور کہا گیا ہے کہ یہ حسن بن زیادؒ کا قول ہے نیز بحوالہ جواھر الاخلاطی لکھا ہے کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ بالاجماع حرام ہے - ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۴، ص ۴۱۵ حکم نمبر ۲۰/۴۶۵ کے حاشیہ کا نمبر ب، و حکم نمبر ۲۱/۴۶۵ کا حاشیہ و حکم ۲۴/۴۶۵ ملاحظہ ہوں -

(۲) درمختار میں ہے کہ الجوھرۃ سے منقول ہے کہ بھنگ، حشیشہ اور افیون حرام ہیں مگر ان کی حرمت خمر کی حرمت سے کم ہے اس کے کھانے سے نشہ پر حد نہ لگائی جائے گی بلکہ تعزیر ہو گی - اور النھر میں ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ بھنگ مباح ہے اس لئے کہ وہ ایک گھاس ہے مگر اس سے نشہ حرام ہے - اور رد المحتار میں ہے کہ تعزیر لگانے سے مراد یہ ہے کہ حد سے کم تعزیر لگائی جائے گی - نیز لکھا ہے بھنگ سے نشہ حرام ہے اور وہ کثیر سے ہے قلیل بطور دوا حرام نہیں جیسا کہ زہریلی اور قاتل دوائیں قلیل مقدار میں جائز ہیں اور مضر مقدار میں حرام ہیں ملخصاً ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۸، ص ۲۲۹ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی نے بطور دوا بھنگ پی تو حرج نہیں ہے اور اگر اس سے اس کی عقل زائل ہوئی (یعنی نشہ ہو گیا) تو اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی - اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے - ماخوذ از فتاوی بزازیہ المسمی بالوجیز للکردری علی ھامش العالمکیریہ ج ۶ ص ۱۲۶ - نیز حکم نمبر ۲۱/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ؕ ۲ نشہ میں ہونے کی پہچان کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ؕ ۳ یہ حکم فتاوی قاضیخان ص ۴۸۲ میں ہے اور ص ۴۸۱ میں ہے کہ خمر کے علاوہ ایسے مشروب جو کھجور، انگور اور کشمش سے تیار کئے جائیں ان کے پینے سے حد نہ لگائی جائے گی جبتک کہ نشہ آور نہ ہوں - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۴۸۲، ص ۴۸۱ - نیز حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب ۔ شراب نوشی کی حد کے احکام شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۱۷	جب کوئی شخص بھنگ [۱] سے نشہ میں [۲] ہوگیا تو اس پر (شراب نوشی کی) حد واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ اسے حد نہ لگائی جائے گی۔	قاضیخان
۱۸	جو شخص خمر (یعنی خاص شراب) کے علاوہ ایسے مشروب سے نشہ میں ہو جائے جو خشک کھجور، تر انگور اور خشک انگور (یعنی کشمش) سے تیار کیا گیا ہو تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی [۳]	قاضیخان
۱۹	تر انگور کا پانی جو کچا ہو (یعنی پکایا نہ گیا ہو) جب اس نے جوش کھایا اور سخت ہوگیا مگر اس نے جھاگ نہ چھوڑی اور اسے کسی انسان نے پی لیا اور نشہ میں ہوگیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اسے حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کا حکم عصیر کے حکم کی طرح ہے [۴]	قاضیخان
۲۰	وہ مشروب جو (اناج کے) دانوں یا پھلوں سے تیار کیا گیا ہو مثلاً گندم، جو، مکی اور آلو بخارا وغیرہ تو (ان کا حکم یہ ہے کہ) جبتک وہ مشروب میٹھا ہو اس کا پینا حلال ہے [۵]	قاضیخان

[۴] اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کا حکم وہی ہے جو عصیر (یعنی انگور کے رس اور نچوڑ) کا ہے۔ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "د"، کا [۲] ملاحظہ ہو۔ اور ہر مباح مشروب (مثلاً عصیر) سے نشہ حرام ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کے "س" کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔ اور مباح مشروب سے نشہ پر حد لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۴۶۵ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۶/۴۶۵ کے حاشیہ کا "ا" ملاحظہ ہوں۔ اور حکم ہذا ۱۹/۴۶۵ کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس صورت میں صاحبینؒ کے ہاں اس کا حکم وہی ہے جو خمر کا حکم ہے۔ اور خمر کے حرام ہونے اور اس سے حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "س" ملاحظہ ہو (مترجم)

[۵] حکم نمبر ۱۸/۴۶۵ ملاحظہ ہو اور فتاوی عالمگیری میں (ا) بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جو مشروب جو، مکی، سیب یا شہد سے تیار کئے گئے ہوں۔ پکائے گئے ہوں یا نہ پکائے گئے ہوں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحؒ کے ہاں ان کا پینا جائز ہے جبتک کہ نشہ نہ دیں اور امام محمدؒ کے ہاں ان کا پینا حرام ہے۔ (اگر وہ نشہ آور ہیں) اور الفقیہؒ نے کہا ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں (ب) اور بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ اگر ان مشروبات سے کسی کو نشہ ہوا تو ان سے نشہ اور نشہ دینے کے بقدر پیالہ پینا بالاجماع حرام ہے۔ اور ان سے نشہ پر حد واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابو جعفرؒ کا قول یہ ہے کہ جو چیز اصل خمر یعنی انگور اور کھجور سے تیار کردہ نہ ہو اس سے نشہ پر حد نہیں لگائی جائے گی جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ پر حد نہیں لگائی جاتی۔ شمس الائمہ سرخسیؒ نے بھی یونہی ذکر کیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ مذکورہ نشہ پر حد لگائی جائے گی اور کہا گیا ہے کہ یہ قول حسن بن زیادؒ کا ہے (حکم نمبر ۱۷/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا ب ملاحظہ ہو) اور بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ جو شخص اناج، شہد، دودھ یا انجیر سے تیار کردہ مشروب سے نشہ میں ہو جائے تو اسے حد لگائی جائے گی اس لئے کہ ہمارے زمانہ میں فساق ان مشروبات پر جمع ہوتے اور لہو و لعب اور نشہ کے لئے پیتے ہیں۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ صفحہ ۴۱۲، ۴۱۴ حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ، ۱۷/۴۶۵ کا پہلا حاشیہ، ۲۴/۴۶۵ نیز حکم نمبر ۱/۴۶۵ ملاحظہ ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵-۲۱	من سکر من النبیذ حد ولا یحد السکران حتی یعلم انہ سکر من النبیذ وشربہ طوعاً	کذا فی الھدایۃ
۲۲	من شرب دردی الخمر لم یحد حتی یسکر	کذا فی السراجیۃ
۲۳	ومن شرب المنصف اوالمثلث وسکر حد	کذا فی السراجیۃ
۲۴	ولو سکر من نبیذ العسل او المزر او الجمع اولبن الرماک لم یحد	کذا فی السراجیۃ
۲۵	فان خلط الخمر بشئ من المائعات مثل الماء واللبن والدھن وغیر ذلک وشرب ان کانت الخمر غالبۃ وشرب منھا قطرۃ حد وان کانت مغلوبۃ لایحل شربھا ولا یحد مالم یسکر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	وحد السکر والخمر ولو شرب قطرۃ ثمانون سوطا	کذا فی الکنز

[1] جیساکہ درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص۲۲۵ میں ہے۔ اور نبیذ کی تعریف اور اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز اس حکم کے ماخذ پر ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ مباح شی سے نشہ پر حد واجب نہیں ہوتی جیساکہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ کے لئے حکم ہے اسی طرح جبراً پلائے جانے سے (بوجہ عدم اختیار) حد واجب نہیں ہوتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص۲۵۲ چنانچہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۴۶۵ کا پہلا حاشیہ اور جبراً پلانے کے متعلق حکم نمبر ۳۱،۱۲/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] الدردی، یعنی تلچھٹ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۳۷۵۔ اور فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المبسوط خمر کی تلچھٹ کے متعلق لکھا ہے کہ خمر کی تلچھٹ کو پینا اور اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے اگر کسی نے اسے پیا اور اسے نشہ نہ ہوا تو ہمارے ہاں اس پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں ہے اور اسے سرکہ میں ڈال دینے سے کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس سے وہ سرکہ بن جائے گی۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۱۲ (مترجم) [3] المنصف کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ منصف اس مشروب کو کہتے ہیں کہ تر انگوروں کا پانی جب اتنا پکایا جائے کہ آدھا اڑ جائے اور آدھا رہ جائے ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۰۹ اور المنصف کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں وہی احکام درج ہیں جو السَکَر کے متعلق درج ہیں اور السکر کے مذکورہ احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۴۶۵ کے حاشیہ کا نمبر ج ملاحظہ ہو نیز فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ المنصف نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ اس میں اختلاف ہے اور فتوی اس پر ہے کہ نجاست غلیظہ ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیریہ ج ۵ ص۴۱۲ (مترجم) [4] المثلث کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ مثلث اس مشروب کو کہتے ہیں کہ تر انگوروں کا پانی جب اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی رہ جائے اور نشہ آور ہو جائے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۰۹ اور المثلث کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں وہی احکام درج ہیں جو نبیذ التمر اور نبیذ الزبیب کے متعلق درج ہیں۔ اور نبیذ کے مذکورہ احکام حکم نمبر ۹/۴۶۵ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] شہد سے تیار کردہ مشروب پختہ یا ناپختہ کے حکم میں اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	چھٹا باب ـ شراب نوشی کی حد کے احکام ـ شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۲۱	جو شخص نبیذ پینے سے نشہ میں ہوگیا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی اور اس نشہ والے کو حد تب لگائی جائے گی کہ معلوم ہو کہ وہ نبیذ پینے سے نشہ میں ہوا ہے اور اس نے (کسی جبر کے بغیر) اپنی مرضی سے پی ہے [۱]	ہدایہ
۲۲	جس شخص نے شراب کی تلچھٹ پی تو اسے حد تب لگائی جائے کہ اسے اس سے نشہ ہو [۲]	سراجیہ
۲۳	جس شخص نے منصف[۳] یا مثلث[۴] کو پیا اور اس سے اسے نشہ ہوا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی ـ	سراجیہ
۲۴	اگر کوئی شخص شہد کے نبیذ[۵]، مرز (یعنی گیہوں کی نبیذ)[۶] جمع (یعنی الجمع کی نبیذ)[۷] یا گھوڑی کے دودھ[۸] سے نشہ میں ہوگیا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ـ	سراجیہ
۲۵	اگر کسی شخص نے خمر (یعنی شراب) کو کسی مائع شئ مثلاً پانی یا دودھ یا تیل وغیرہ میں ملا دیا اور پی گیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر شراب (کی مقدار) غالب تھی اور اس نے اس (آمیزش شدہ) سے ایک قطرہ پی لیا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی اور اگر شراب (کی مقدار) مغلوب تھی تو اس (آمیزش شدہ) کا پینا حلال نہ ہوگا ـ اور جبتک وہ نشہ نہ دے اس کے پینے سے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی [۹]	قاضیخان
۲۶	نشہ میں ہونے کی حد اور خمر یعنی شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہو[۱۰] اسکی حد اسی کوڑے ہیں [۱۱]	کنز

۶ المرز ـ جو یا گیہوں کی نبیذ ـ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۲۰۴ (مترجم)

۷ معجم الاعظمی میں ہے کہ الجمع یعنی سرخ گوند وغیرہ، ماخوذ از معجم الاعظمی لعلامۃ محمد حسن الاعظمی الازہری ص ۲۷۳ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

۸ گھوڑی کے دودھ کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا نمبر "ب" اور حکم نمبر ۳۰/۴۶۵ کے حاشیہ کا نمبر "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم)

۹ فتاوی عالمگیری میں اس آمیزش شدہ میں غالب اور مغلوب کی پہچان کے متعلق بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے پانی پیا جس میں خمر یعنی شراب (ملی ہوئی) تھی پس اگر پانی غالب تھا بایں طور کہ اس پانی میں شراب کا مزا، اسکی بو اور اس کا رنگ نہ پایا جاتا تھا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس میں شراب غالب تھی حتی کہ اس پانی میں شراب کا مزہ، اسکی بو پائی جاتی تھی اور اس میں شراب کا رنگ واضح تھا تو اسے حد لگائی جائے گی ـ اور اگر اس پانی میں شراب کی بو نہ پائی گئی مگر اس میں شراب کا مزہ پایا گیا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی ـ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۴ حکم نمبر ۱/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

۱۰ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے شراب سے منہ بھرا اور پھر پھینک دیا یعنی کلی کردی اور اس شراب سے اس کے پیٹ میں کچھ داخل نہ ہوا تو اس پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں ہے ـ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۴ اور الجوہرۃ النیرہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے شراب (یعنی خمر) سے اتنا پی لیا کہ کچھ اس کے پیٹ میں پہنچ گئی تو اس پر حد واجب ہے ـ ماخوذ الجوہرۃ النیرہ ص ۲۶۹ نیز حکم نمبر ۱/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

۱۱ حکم نمبر ۱، ۱۸، ۲۷، ۲۸/۴۶۵ نیز حکم نمبر ۲۸ و/۴۶۱ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۸/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵/۲۷	ویفرق علی بدنه کما فی الزنا ویجتنب فیه الوجه والرأس کما فی الزنا ویجرد فی المشهور	کذا فی السراج الوهاج
۲۸	وان کان عبدا فحده اربعون سوطا	کذا فی السراج الوهاج
۲۹	ومن اقر بشرب الخمر والسکر ثم رجع لم یحد	کذا فی السراج الوهاج
۳۰	لاحد علی الذمی فی شئ من الاشربة	کذا فی الظهیریة
۳۱	واذا اتی الامام برجل شرب خمرا وشهد به علیه شاهدان فقال انما اکرهت علیها اقیم علیه الحد ولا یلتفت الی ما قال فرق بین هذا وبین ما اذا ادعی المشهود علیه بالزنا انه نکحها فانه لا یحد لان هناک ینکر ما هو السبب الموجب للحد لان الفعل یخرج من ان یکون زنا بالنکاح وهنا بعذر الاکراه لا ینعدم السبب وهو حقیقة شرب الخمر انما هذا عذر مسقط فلا یثبت الا ببینة یقیمها علی ذلك	کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر ۲۲/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ نیز غلام کے متعلق دیگر قابل حد تعزیر جرائم کی سزاؤں کے متعلق حکم نمبر ۳۰-ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور آزاد شخص کے لئے شراب نوشی کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس میں (حق العباد کی بجائے) حق اللہ تعالیٰ (کی اہمیت) ملحوظ ہے۔ ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۳۔ نیز حکم ۴/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ذمی شخص پر شراب خوری کی حد کے سوا تمام حدود واجب ہوتی ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۹۔ حکم نمبر ۴۵/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المختار میں بحوالہ النهر عن فتاوی تاتارخانیة الهدایة وبعبارة الحاکم فی الکافی لکھا ہے کہ ذمی پر شراب نوشی کی حد نہیں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اپنے اطلاق پر اس صورت کو بھی شامل ہے کہ اگر وہ نشہ میں ہو جائے۔ ماخوذ از رد المختار ج ۳ ص ۲۲۴۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا نمبر "د ۲" ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۸۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۲۷-۴۶۵	(ا) (شراب نوشی کی حد میں) کوڑے شرابی کے بدن پر متفرق جگہوں پر مارے جائیں گے جیساکہ زنا کی حد میں حکم ہے۔ (ب) اور شراب نوشی کی حد میں شرابی کا چہرہ اور سر بچایا جائے گا جیساکہ زنا کی حد میں حکم ہے۔ (ج) اور مشہور روایت کے بموجب (ستر کے سوا) اس کے کپڑے اتار کر حد کی سزا دی جائے گی ؎۱	سراج وہاج
۲۸	(جس شخص پر شراب نوشی کی حد واجب ہوئی ہو) اگر وہ (آزاد نہ ہو) غلام ہو تو اس کی حد چالیس کوڑے ہے ؎۲	سراج وہاج
۲۹	جس شخص نے خمر (یعنی شراب) یا کوئی نشہ آور مشروب پینے کا اقرار کیا اور پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۳	سراج وہاج
۳۰	ذمی شخص پر کسی بھی (نشہ آور) مشروب پینے پر شراب نوشی کی حد نہیں لگائی جائے گی ؎۴	ظہیریہ
۳۱	جب کسی حاکم مجاز کے سامنے کوئی ایسا (مسلمان) شخص لایا گیا جس نے شراب پی ہے۔ اور دو آدمیوں نے اسپر شراب نوشی کی گواہی دی اور اس نے کہا کہ مجھے جبراً پلائی گئی ہے تو اسپر شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی اور اسکے مذکورہ قول پر التفات نہ ہوگا۔ شراب نوشی کی اس صورت کے حکم میں اور اس صورت کے حکم میں کہ جب کسی پر زنا کی گواہی دی گئی ہو - اور اس نے یہ دعوی کیا ہو کہ وہ اس کی منکوحہ ہے فرق کیا گیا ہے کیونکہ زنا کی مذکورہ صورت میں اس پر حد نہیں لگائی جاتی ؎۶ وجہ فرق یہ ہے کہ اس میں (یعنی زنا کی مذکورہ صورت میں) جس پر زنا کی گواہی دی گئی ہے وہ زنا کی حد واجب کرنے والے سبب سے انکار کرتا ہے اس لئے کہ نکاح (کے دعوی) کی وجہ سے اس کا وہ فعلِ وطی، زنا قرار پانے سے خارج قرار پاتا ہے۔ اور اس میں (یعنی شراب نوشی کی مذکورہ صورت میں) جبر کے عذر کی وجہ سے شراب نوشی کی حد واجب کرنے والا سبب ختم نہیں قرار پاتا اور وہ سبب اصل شراب نوشی ہے۔ البتہ جبر حد ساقط کرنے والا ایک عذر ہے اور وہ ایسی گواہی سے ہی ثابت ہوگا جو اس جبر پر قائم کرے ؎۷	ظہیریہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر / حد القذف	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر	
	دفعات ۴۶۶ تا ۴۶۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۲۱۷	
۴۶۶	**حد قذف** تعداد شق ۱۵۲	
۱	القذف فی الشرع الرمی بالزنا	کذا فی فتح القدیر
۲	اذا قذف الرجل رجلا محصنا او امرأة محصنة بصریح الزنا بان قال زنیت او یازانی وطالب المقذوف بالحد حده الحاکم ثمانین سوطا ان کان القاذف حرا وان کان عبدا حده اربعین سوطا	کذا فی فتح القدیر
۳	ولا ینزع عنه الثیاب غیر الفرو والحشو ویفرق علی بدنه کما فی الزنا	کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم،
۴	ویثبت باقراره مرة واحدة وبشهادة رجلین کما فی سائر الحقوق	کذا فی الاختیار شرح المختار

۱؎ حدود کے مفہوم اور ان میں حد قذف کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۰ کے حاشیہ کا نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ قذف لغت میں کوئی چیز پھینکنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں کسی کو زنا کا الزام دینا قذف ہے کسی شخص کو کسی کے سامنے قذف کرنا باجماع امت گناہ کبیرہ ہے اور کسی کو خلوت میں قذف کرنا گناہ صغیرہ ہے کیونکہ عار لاحق ہونے کی علت خلوت میں مفقود ہے۔ نیز غیر محصن کو قذف کرنا گناہ کبیرہ نہیں ہے اسلئے اسکے قاذف پر حد قذف نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ کسی کو زنا کے علاوہ تمام گناہوں کا الزام دینے پر حد نہیں تعزیر ہے مگر زنا کا الزام دینے پر حد قذف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۲۹، ص ۳۰ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ قذف اور موجب تعزیر گالی کے الفاظ آیت ولا تنابزوا بالالقاب آیت ۱۱ سورہ حجرات (یعنی ایکدوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو) کے بموجب ممنوع ہیں۔ پس ان میں حق اللہ تعالیٰ اور حق العبد دونوں ہیں تعزیر میں حق العبد کی اہمیت کو غالب کہا جاتا ہے حاکم مجاز کے ہاں اسکے ثبوت کے بعد معافی ہو سکتی ہے اور قذف کا حکم بالعکس ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۷۔ حکم نمبر ۱۴۸،۶/۴۶۶، ۸/۴۶۷ ملاحظہ ہوں ـ نیز تقادم یعنی عرصہ گذر جانے کی وجہ سے باقی حدود ساقط ہو جاتی ہیں مگر حد قذف ساقط نہیں ہوتی۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۸۵/۴۶۴، ۱۴۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز قذف میں حاکم مجاز کے ہاں لے جانے سے پہلے معاف کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۴۸/۴۶۶، اور قذف میں مال پر صلح کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۴۹/۴۶۶ اور حاکم مجاز کا اپنے علم سے حد قذف قائم کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ آزاد شخص پر، غلام شخص پر، ذمی پر، مستامن پر اور عورت پر حد قذف لگائی جائے گی مگر مجنون پر، گونگے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب ۔ حدِ قذف اور تعزیر کے احکام ۔ حدِ قذف کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتواں باب ۔ حدِ قذف اور تعزیر کے احکام

دفعات ۴۶۶ تا ۴۶۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۲۱۷ ۔

اور اسمیں ۱۵۲ شقیں ہیں

۴۶۶ ۔ حدِ قذف

شق	متن	حوالہ
۱	شریعت میں "قذف" کسی کو زنا کا الزام لگانے کو کہتے ہیں [۱]	فتح القدیر
۲	جب کسی آدمی [۲] نے کسی محصن [۳] مرد یا محصنہ عورت پر صریح زنا کا [۴] الزام لگایا ۔ مثلاً اس نے یوں کہا کہ "تونے زنا کیا ہے" یا یوں کہا کہ "اے زانی" اور مقذوف (یعنی وہ شخص جس پر زنا کا الزام لگایا گیا ہو اس) نے (حاکم مجاز کے ہاں [۵]) حد کا مطالبہ [۶] کیا ۔ تو حاکم (ثبوت کے بعد بطور حد قذف) اسے اسّی کوڑوں کی سزا دے گا ۔ بشرطیکہ قاذف (یعنی زنا کا الزام لگانے والا) آزاد شخص ہو اور اگر قاذف غلام ہو تو اسے (بطور حد قذف) چالیس کوڑوں کی سزا دے گا [۷]	فتح القدیر
۳	(قاذف پر حد قذف لگانے کے لئے) اس سے پوستین اور گدا کے سوا (باقی) کپڑے نہ اتارے جائیں گے اور (حد قذف کی سزا کے کوڑے اس کے بدن کی متفرق جگہوں پر مارے جائیں گے جیساکہ زنا کی حد کے کوڑوں میں حکم ہے [۸]	شرح نقایہ
۴	حد قذف کا ثبوت قاذف کے ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ہو جاتا ہے ۔ جیساکہ دیگر جملہ حقوق کے لئے حکم ہے [۹]	اختیار

اور جسپر جبر کیا گیا ہو اسپر حد قذف نہ ہوگی ۔ نیز بچہ پر حد قذف نہ ہوگی ۔ بلکہ اسپر تعزیر ہوگی ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۱ ملخصاً حکم نمبر ۶/۴۶۶ ، ۳۵، ۴۷/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] اس احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۶ مع حاشیہ اور رجم میں احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] جیساکہ درمختار اور رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں بحوالہ شرنبلالیہ لکھا ہے کہ صریح زنا کا الزام خواہ کسی زبان میں ہو البتہ حرام وطی کرنے کے الزام پر حد قذف نہیں ہے (جیساکہ حکم نمبر ۳۰/۴۶۶ میں ہے) ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۲ (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۴۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] چنانچہ جوہرہ نیرۃ میں ہے کہ مقذوف کے مطالبہ کی شرط اسلئے ہے کہ (دفع عار کیلئے) استحقاق ہے ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۴۸ ۔ اور دیگر قابلِ حدود تعزیر جرائم میں دعوی و مطالبہ کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۴ کا حاشیہ ، ۳۲/۴۶۶ کا حاشیہ ، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۴۶/۴۶۶ ، ۲/۴۶۷ ، ۵۰/۴۶۸ ، ۲۳/۴۷۱ ، ۳۲، ۳۳/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] غلام کیلئے دیگر قابلِ حد جرائم کی سزا و تعزیر کے متعلق حکم نمبر ۳۰ ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] البحر الرائق میں ہے کہ حد قذف میں زنا اور خمر کی حد کی نسبت تخفیف ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ مقتضی کلام یہ ہے کہ اگر اسپر روئی کا کپڑا ہو مگر اسمیں بھراؤ نہ ہو تو نہ اتارا جائے گا ۔ نیز لکھا ہے کہ بظاہر حکم یہی ہے کہ اگر اسکی قمیض پر کوئی کپڑا ہو تو اتارا جائیگا ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۲ ۔ نیز حکم نمبر ۳۳/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ مع حاشیہ اور گواہی سے دیگر قابلِ حد جرائم کے ثبوت کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ و شق نمبر	الباب السابع في حد القذف والتعزير — حد القذف	حوالہ
۴۶۲-۵	ولا يثبت بشهادة النساء مع الرجال ولا بالشهادة على الشهادة ولا بكتاب القاضي الى القاضي	كذا في فتاوى قاضيخان
۶	وان اقر بالقذف ثم رجع لم يقبل رجوعه	كذا في الكافي
۷	انما يجب الحد على القاذف بشرط ان يكون المقذوف محصنا وشرائطه خمسة وهي ان يكون حرا بالغا عاقلا مسلما عفيفا لم يكن وطي امرأة بالزنا او بالشبهة او بنكاح فاسد في عمره	كذا في شرح الطحاوي
۸	فيبطل احصانه بكل وطء حرام في غير الملك صغيرة كانت الموطوءة اوكبيرة اوامة استحقت اومعتدة عن ثلاث او بائن اووطي امة ثم ادعى شراءها اونكاحها اووطي امة مشتركة اوامرأة مكرهة اومزفوفة اوزنى في كفره او في دار الحرب او في جنونه اووطي امته المحرمة على التأبيد برضاع	هكذا في خزانة المفتين
۹	وهو الصحيح	هكذا في التبيين
۱۰	ولو اشترى امة وطئها ابوه اووطئ هو امها ووطئها فقذفه انسان فلا حد على القاذف بالاجماع	كذا في الظهيرية
۱۱	ولو اشترى امة لمس امها اوبنتها بشهوة اونظر الى فرج امها اوبنتها بشهوة اونظر ابوه اوابنه الى فرجها بشهوة ووطئها قال ابو حنيفة رح لا يزول احصانه وحد قاذفه وقال ابو يوسف رح ومحمد رح يزول احصانه ولا يحد قاذفه	

۱؎ حکم نمبر $\frac{1}{461}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{51}{464}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اسمیں مقذوف کا حق بھی ہے پس وہ اسے رجوع میں جھٹلائے گا ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۶ نیز حکم نمبر $\frac{4}{461}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ زنا کی حد میں رجم کے لئے احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{2 \text{ تا } 19}{462}$ ملاحظہ ہوں۔ اور درمختار میں ہے کہ قذف کا احصان رجم کے احصان سے دو چیزوں میں کم ہے ایک نکاح اور دوسرے دخول۔ ماخوذ از درمختار مع رد المختار ج ۳ ص ۲۳۲ (مترجم) ۵؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر مقذوف عفیف نہیں ہے تو اسے قذف سے عار لاحق نہیں ہے۔ نیز پھر اس کے قذف میں قاذف سچا ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۴۔ حکم نمبر $\frac{48}{462}$ ملاحظہ ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶ - ۵	حد قذف کا ثبوت مردوں کے ساتھ (شہادت کا نصاب پورا کرنے کے لئے) عورتوں کی گواہی سے [1] نہیں ہوتا نیز قذف کی گواہی پر گواہی سے [2] اور ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو لکھنے سے بھی قذف کا ثبوت نہیں ہوتا۔	قاضیخان
۶	اگر قاذف (یعنی کسی پر زنا کا الزام لگانے والے) نے قذف کا اقرار کیا اور پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا تو اس کا وہ رجوع کرنا قبول نہ ہوگا [3]	کافی
۷	قاذف پر حد قذف واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقذوف محصن ہو [4] اور اس محصن کی شرطیں پانچ ہیں کہ وہ آزاد ہو۔ عاقل ہو، بالغ ہو، مسلمان ہو اور ایسا عفیف [5] یعنی پاکدامن ہو کہ اس نے تمام عمر میں کسی عورت سے زنا نہ کیا ہو۔ نہ وطی بشبہ کی ہو اور نہ وطی بنکاح فاسد کی ہو۔	شرح طحاوی
۸	پس اسکا محصن ہونا ہر حرام وطی سے باطل ہو جائے گا جو غیر ملک میں ہو خواہ (موطوۃ) صغیرہ ہو یا بڑی ہو یا ایسی باندی ہو جس پر کسی اور کا حق قرار پایا ہو یا وہ عورت تین طلاق سے یا طلاق بائن سے معتدہ ہو یا اس نے کسی باندی سے وطی کی پھر اس کے خریدنے یا اس سے نکاح کرنے کا مدعی ہو یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی ہو جو مشترکہ ہو یا اس نے ایسی عورت سے وطی کی جس عورت پر وطی کیلئے جبر کیا گیا ہو۔ یا اس نے ایسی عورت سے وطی کی جو اس کی دلہن کی جگہ بھیجی گئی ہو یا اس نے اپنے کفر کی حالت یا دار الحرب میں یا اپنے جنون کی حالت میں زنا کیا ہو یا اس نے اپنی ایسی باندی سے وطی کی ہو جو رضاعت (یعنی دودھ پینے کے رشتہ) کی وجہ سے اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہو۔	خزانۃ المفتین
۹	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	تبیین
۱۰	اگر کسی آدمی نے ایسی باندی خریدی جس سے خریدنے والے کا باپ وطی کر چکا ہے یا خریدنے والا اس باندی کی ماں سے وطی کر چکا ہے اور (دونوں صورتوں میں) خریدنے والے نے اس باندی سے وطی کی اور پھر اس آدمی کو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	ظہیریہ
۱۱	(ل) اگر کسی نے ایسی باندی خریدی جس باندی کی ماں یا بیٹی کو خریدنے والا شہوت سے چھو چکا ہے [6] یا اس باندی کی ماں یا بیٹی کے فرج کو خریدنے والا شہوت سے دیکھ چکا ہے اور (ان سب صورتوں میں) خریدنے والے نے اس باندی سے وطی کی تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ اس کا احصان زائل نہ ہوگا اور اس پر قذف کرنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورتوں میں) اس کا احصان زائل ہو جائے گا اور اس پر قذف کرنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی (ب) اور اسی مذکورہ	

نیز حکم نمبر ۶/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] شہوت سے کسی عورت کو چھونے یا اس کے فرج کو دیکھنے سے اس عورت کی ماں یا بیٹی حرام ہو جانے کو حرمت مصاہرۃ کہتے ہیں جس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۳ کی قسم ۲ میں مذکور ہیں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-	وکذلک علی هذا الخلاف اذا تزوج امرأة بهذه الصفة ووطئها	کذا فی الظهیریة
۱۲	ولو قذف رجلا اتی امته وهی مجوسیة او مزوجة او مشتراة شراء فاسدا او امرأته وهی حائض او مظاهر منها او صائمة صوم فرض وهو عالم بصومها او مکاتبته فعلیه الحد	کذا فی فتح القدیر
۱۳	فی المنتقی تزوج خامسة بعد الاربع ووطئها فلا حد علی قاذفها ولو وطی المسلم جاریته المرتدة حد قاذفه	کذا فی المحیط
۱۴	وفیه ایضا لو وطی امته فی عدة من زوج لها فانی احد قاذفه	کذا فی المحیط
۱۵	اذا تزوج امة علی حرة او تزوج اختین او امرأة وعمتها فی عقد فالوطء بحکم هذه العقود الفاسدة یسقط الاحصان وکذلک اذا تزوج امرأة فوطئها ثم علم انها کانت محرّمة بالمصاهرة وهذا قول ابی حنیفةؒ ومحمدؒ	کذا فی المبسوط
۱۶	رجل وطی جاریة ابنه فاحبلها او لم یحبلها فانه یحد قاذفه قال ابو یوسفؒ کل من درأت الحد عنه وجعلت علیه المهر وأثبت نسب الولد منه فانی احد قاذفه وکذلک لو تزوج امة رجل بغیر اذنه ودخل بها فانی احد قاذفه	کذا فی الظهیریة

۱؎ ظہار یعنی بیوی کو دائمی حرام شدہ مثلاً ماں یا بہن سے تشبیہ دینے کے بعد جب تک کفارہ نہ دے، بیوی سے وطی حرام ہو جاتی ہے جس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۸ کے باب ۹ میں مذکور ہیں (مترجم)، ۲؎ کیونکہ چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح حرام ہے اس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۳ کی قسم ۴ میں مذکور ہیں (مترجم)، ۳؎ کیونکہ ایسی دو عورتیں ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ جن دو عورتوں میں سے اگر کسی نے ایک مرد کو فرض کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو۔ اس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۳ کی قسم ۴ میں مذکور ہیں (مترجم)، ۴؎ حرمت مصاہرہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۴۶۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حدقذف اور تعزیر کے احکام — حدقذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶ -	اختلافی حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی نے مذکورہ صفات (والی باندی کی بجائے ان صفات) والی آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے وطی کی (تو اسپر قذف کرنے والے پر امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد قذف ہے اور صاحبینؒ کے ہاں نہیں ہے)	ظہیریہ
۱۲	اگر کسی شخص نے کسی ایسے مرد پر قذف کیا جس نے اپنی باندی سے وطی کی درآنحالیکہ وہ باندی مجوسیہ ہے یا وہ نکاح شدہ ہے یا وہ باندی بطور خرید فاسد خریدی ہوئی ہے - یا اسنے اپنی بیوی سے وطی کی اور وہ حالت حیض میں ہے یا اس مرد نے اس سے ظہار[1] کر رکھا ہے یا اس کی بیوی نے فرض روزہ رکھا ہوا ہے اور وہ مرد اس کے روزہ دار ہونے کو جانتا ہے یا وہ اسکی مکاتبہ باندی ہے تو (ان صورتوں میں اس کا محصن ہونا باطل نہ ہوگا اور اس پر) قذف کرنے والے اس شخص پر حد قذف لازم ہوگی -	فتح قدیر
۱۳	منتقی میں ہے کہ (د) کسی شخص کی چار بیویاں موجود ہیں پھر اس نے پانچویں سے[2] نکاح کیا اور وطی کی تو اس پر قذف کرنے والے پر حد قذف نہ ہوگی (ب) اور اگر کسی مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے وطی کی تو اس کے قذف کرنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی -	محیط
۱۴	نیز منتقی میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو اپنے خاوند سے عدت میں تھی تو میرے ہاں حکم یہ ہے کہ اس کے قذف کرنے والے کو حد قذف کا حکم دوں گا -	محیط
۱۵	جب کسی آدمی نے کسی آزاد بیوی کی موجودگی میں کسی باندی سے نکاح کیا یا کسی آدمی نے دو بہنوں سے[3] یا ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے ایک عقد میں نکاح کیا تو ایسے فاسد نکاحوں سے جو وطی واقع ہو وہ اسکے محصن ہونے کو ساقط کر دے گی (اور پھر اسکے قاذف کو حد قذف نہ لگے گی) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا پھر اس سے وطی کی پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ عورت بسبب حرمت[4] مصاہرۃ کے اسپر حرام تھی (تو اس سے اس کا محصن ہونا ساقط ہوگا اور اس کے قاذف کو حد قذف نہ لگے گی) اور یہ احکام امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہیں -	مبسوط
۱۶	(د) کسی آدمی نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اس سے اسے حمل ہوا یا نہ ہوا اس آدمی کے قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی[5] - (ب) امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ ہر (حرام) وطی کرنے والا جس سے زنا کی حد دور کی جاتی ہے اسپر حق مہر لازم ہوتا اور بچہ کا نسب اس سے ثابت کیا جاتا ہے اس میں اسکے قاذف کو حد قذف لگانے کا حکم دوں گا اسیطرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی باندی سے اس آدمی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو (ان صورتوں میں اسکا محصن ہونا ساقط نہ ہوگا اور) اسکے قاذف کو حد قذف لگانے کا حکم دوں گا -	ظہیریہ

... کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۲ و / ۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۷	ان تزوج امرأة بغير شهود او امرأة وهو يعلم ان لها زوجا او فى عدة من زوج او ذات رحم محرم منه وهو يعلم فوطئها فلا حد على قاذفه وان اتى شيأ من ذلك بغير علم قال ابو يوسف[1] يحد قاذفه	كذا فى الجوهرة النيرة
۱۸	الذمى اذا تزوج امرأة مستحلة فى دينه كنكاح ذات رحم محرم منه ثم اسلم فقذفه ان كان قد دخل بها بعد الاسلام فلا حد على قاذفه وان كان الدخول حصل فى حالة الكفر فكذلك على قولهما وعند ابى حنيفة يجب الحد على قاذفه	كذا فى شرح الطحاوى
۱۹	ان ملك اختين فوطئهما حد قاذفه	كذا فى المبسوط
۲۰	اذا قذف امرأة وقد حدت عن الزنا فلا حد على قاذفها او يكون معها علامة الزنا وهو ان يكون القاضى لاعن بينهما وقطع النسب من الاب والحق النسب بها او جاءت امرأة ومعها ولد لا يعرف له اب فلا حد على قاذفها فان قذف الولد يجب الحد على قاذفه ولو كان لاعن بغير الولد او كان مع الولد الا انه لم يقطع النسب او قطع نسبه الا ان الزوج عاد واكذب نفسه والحق النسب بالاب فقذف رجل المرأة فانه يجب الحد على قاذفها	كذا فى شرح الطحاوى
۲۱	اذا قال لامرأته يازانية فقالت لا بل انت حدت المرأة ولا لعان بينهما	كذا فى المحيط

[1] حکم نمبر ۱۵،۸،۷ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] لعان یعنی جب خاوند بیوی کو زنا کا الزام دے اور قاضی میاں بیوی سے مخصوص کلمات میں حلف لے جنمیں جھوٹے پر لعنت کا ذکر بھی ہے۔ پھر قاضی حد قذف کی بجائے ان میں تفریق کردے اور اس کے تفصیل احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۸ کے باب ۱۱ میں مذکور ہیں (مترجم) [3] اس صورت کے متعلق ہدایہ و درمختار مع رد المحتار میں مذکورہ عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب دو حدیں اسطرح جمع ہو جائیں کہ ان میں سے ایک (خاص) کو مقدم کرنے سے دوسری حد ساقط ہو جاتی ہے کہ دوسری حد کے ہٹانے کے احتیال کی خاطر واجب ہے کہ اس خاص حد کو مقدم کیا جائے۔ چنانچہ مذکورہ صورت میں جب میاں بیوی دونوں نے ایک دوسرے پر قذف کیا ہے۔ اور خاوند اہل شہادت سے ہو اور وہ بیوی پر قذف کرے تو لعان واجب ہو جاتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۷	اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا کسی آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے متعلق وہ جانتا ہے کہ اس کا خاوند موجود ہے یا وہ اپنے خاوند سے عدت میں ہے۔ یا جاننے کے باوجود کسی آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو اس کی ذو رحم محرم (یعنی وہ اسپر دائمی حرام) ہے اور اس سے وطی کی تو اسکا محصن ہونا ساقط ہوگا اور) اس کے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اس نے مذکورہ کا علم نہ ہونے کی صورت میں ایسا کیا تو اس کے متعلق امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اسے قاذف کو حد لگائی جائے گی۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	ذمی شخص نے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جو (اسپر حرام تھی مگر اس پر) اس کے دین میں حلال تھی مثلاً اس نے ذو رحم محرم (یعنی دائمی حرام شدہ) سے نکاح کیا پھر وہ ذمی اسلام لے آیا پھر اسے کسی شخص نے قذف کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس ذمی کے اسلام لانے کے بعد اس نے اس عورت سے دخول کیا تو اس کے قاذف پر حد قذف نہیں ہے اور اگر وہ ذمی حالت کفر میں اس سے دخول کر چکا ہے تو بھی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب یہی حکم ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں (اس صورت میں) اس کے قاذف پر حد قذف واجب ہوگی۔	شرح طحاوی
۱۹	اگر کوئی آدمی ایسی دو باندیوں کا مالک ہوا جو باہم سگی بہنیں ہیں پھر اس نے ان دونوں سے وطی کی تو اس کے قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی [1]۔	مبسوط
۲۰	(ا) جب کسی شخص نے کسی ایسی عورت کو قذف کیا جسے زنا کی حد لگائی گئی ہے تو اس کے قاذف پر حد قذف نہیں ہے (ب) اگر وہ عورت ایسی ہو کہ اس کے ساتھ زنا کی علامت ہوا اور وہ یوں کہ قاضی نے اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان لعان [2] کرا کر اس کے بچہ کا نسب اس کے شوہر سے قطع کر کے اس عورت سے لاحق کیا ہو۔ یا وہ عورت ایسی ہو کہ اس کے ہاں بچہ ہے جس کا باپ معلوم نہیں ہوتا تو (ان صورتوں میں بھی) عورت کے قاذف پر حد قذف نہیں ہے (ج) اور اگر اس ولد کو قذف کیا گیا تو اس کے قاذف پر حد واجب ہے (د) اور اگر اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان لعان ہوا اور بچہ نہ تھا یا بچہ تھا مگر اس کی نسب (اس عورت کے خاوند سے) قطع نہ کی گئی یا اس بچہ کی نسب قطع کی گئی مگر خاوند نے (اس عورت پر زنا کا الزام دینے سے) عود (یعنی رجوع) کر لیا اور اپنے آپ کو جھوٹا کہا اور بچہ کی نسب باپ سے لاحق کر دی گئی پھر کسی آدمی نے اس عورت کو قذف کیا تو اس عورت کے قذف کرنیوالے پر حد قذف واجب ہوگی	شرح طحاوی
۲۱	جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اے زانیہ" اور بیوی نے کہا کہ "نہیں" بلکہ تو ہے"، تو عورت کو حد قذف لگائی جائے گی اور ان دونوں میں لعان نہ کرایا جائے گا [3]۔	محیط

اور لعان حد کے معنی میں ہے اور اگر بیوی خاوند پر قذف کرے تو بیوی پر حد قذف واجب ہوتی ہے (حکم نمبر ۲/۴۶۶ کا پانچواں حاشیہ ملحوظ رہے) اب پہلے لعان ہو تو بیوی پر حد قذف لازم رہتی ہے اور اگر پہلے بیوی پر حد قذف واجب ہو تو لعان باطل ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب بیوی محدود فی القذف ہو گئی تو لعان کی اہل نہ رہی کیونکہ لعان بھی ایک شہادت ہے اور محدود فی القذف شہادت کا اہل نہیں ہوتا (حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) پس ایک حد کے ہٹانے کے احتیال کے لئے بیوی پر حد قذف لازم ہوگی اور ان میں لعان نہ ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۵۰ و در مختار مع شرح المختار ج ۳ صفحہ ۲۲۹ ملخصا (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۲۲	ولو قال لاجنبیة یازانیة فقالت زنیت بک لا یحد الرجل وتحد المرأة	کذا فی المحیط
۲۳	ولو قال لامرأته یازانیة فقالت المرأة زنیت بک فلا حد ولا لعان وکذلک لا حد علی المرأة	کذا فی المحیط
۲۴	ولو قالت المرأة لزوجها ابتداء زنیت بک ثم قذفها الزوج بعد ذلک لم یکن علی واحد منهما حد	کذا فی المحیط
۲۵	ولو قال زنی بک زوجک قبل ان یتزوجک فهو قاذف ولو قال زنی بک باصبعه لم یکن علیه حد	کذا فی التاتارخانیة
۲۶	ولو قال اشهد انک زان وقال الآخر وانا شاهد ایضا لا حد علی الثانی الا ان یقول انا اشهد بما شهدت به	کذا فی العتابیة
۲۷	قال لرجلین احدکما زان فقیل له هذا لاحدهما بعینه فقال لا لا حد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	ولو قال لرجل یازانی فقال له غیره صدقت حد المبتدئ دون المصدق ولو قال صدقت هو کما قلت فهو قاذف ایضا	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وکذا لو قال هو کما قلت حد الثانی ایضا	کذا فی محیط السرخسی

لہ جیساکہ درمختار اور رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ جب مرد کے قذف پر عورت نے تصدیق کرتے ہوئے مذکورہ کلمہ کہا تو مرد پر حد قذف لازم نہ ہوگی (حکم نمبر $\frac{141}{466}$ ملاحظہ ہو) اور چونکہ اس عورت نے مرد پر قذف کیا ہے (اور مرد نے تصدیق نہیں کی) لہذا اس عورت پر حد قذف لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۰ (مترجم) ۲ہ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ حد اور لعان دونوں میں شک واقع ہے۔ کیونکہ (عورت کی تصدیق سے مرد پر تو حد قذف لازم نہیں) اور عورت کے مذکورہ کلمہ میں ایک احتمال یہ ہے کہ عورت کی مراد زنا قبل النکاح ہو اور عورت کی تصدیق اور مرد کی عدم تصدیق سے لعان نہ ہوگا اور عورت پر حد قذف ہوگی اور ایک احتمال یہ ہے کہ عورت کی مراد یہ ہو کہ میرا زنا یہی ہے جو کہ تیرے ساتھ بعد نکاح وطی ہوئی ہے۔ کسی اور کو تو میں نے تمکین نہیں دی۔ جیساکہ ایسے مکالموں یہ مراد بطور مشاکلہ ہو سکتی ہے۔ اور اس احتمال کی صورت میں چونکہ مرد کی طرف سے بیوی پر قذف موجود ہے اور عورت کی طرف سے مرد پر قذف نہیں ہے لہذا لعان واجب ہوگا اور عورت پر حد قذف نہ ہوگی۔ پس دو احتمالوں کے شک کی وجہ سے نہ حد لازم

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام

دفعات شق نمبر	حد قذف کا بیان	حوالہ
۲۲-۴۶۶	اگر کسی آدمی نے اجنبیہ عورت سے کہا "اے زانیہ" تو اس عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے تو اس مرد کو حد قذف نہ لگائی جائے گی اور عورت کو حد قذف لگائی جائے گی [1]	محیط
۲۳	اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا "اے زانیہ" پس عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے تو (مرد پر) نہ حد قذف ہے نہ لعان اور اسی طرح عورت پر بھی حد قذف نہیں ہے [2]	محیط
۲۴	اگر کسی عورت نے ابتدأً اپنے خاوند سے کہا کہ "میں نے تجھ سے زنا کیا"، پھر اس کے بعد خاوند نے اسے قذف کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد قذف نہ ہوگی [3]	محیط
۲۵	اگر کسی آدمی نے کسی (اجنبیہ) عورت سے یہ کہا کہ "تیرے خاوند نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تجھ سے زنا کیا" تو وہ قاذف ہے اور اگر کسی آدمی نے یہ کہا "اس نے تجھ سے اپنی انگلی کے ساتھ زنا کیا" تو اس پر حد قذف نہ ہوگی	تتارخانیہ
۲۶	اگر کسی آدمی نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زانی ہے" اور ایک اور شخص نے یوں کہا کہ "میں بھی گواہ ہوں" تو دوسرے پر حد قذف نہ ہوگی لیکن اگر وہ دوسرا یوں کہے کہ "میں بھی گواہی دیتا ہوں جس امر کے متعلق تو نے گواہی دی" تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس دوسرے پر بھی حد قذف ہوگی)	عتابیہ
۲۷	کسی شخص نے دو آدمیوں سے کہا "تم میں سے ایک زانی ہے" تو اسے ان دونوں میں سے ایک خاص کے متعلق کہا گیا کہ "یہ ہے" تو اس نے کہا کہ "نہیں" تو اس شخص پر حد قذف نہ ہوگی۔	قاضیخان
۲۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا "اے زانی" تو ایک اور آدمی نے اسے کہا "تو نے سچ کہا" تو ابتداً کہنے والے پر حد قذف ہوگی اس کی تصدیق کرنے والے پر حد قذف نہ ہوگی اور اگر اس دوسرے آدمی نے یوں کہا کہ "تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا" تو وہ دوسرا بھی قاذف ہے (یعنی دوسرے پر بھی حد قذف ہوگی)	قاضیخان
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس (دوسرے آدمی) نے یوں کہا کہ "وہ ایسا ہی جیسا کہ تو نے کہا" تو دوسرے پر بھی حد قذف لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی

ہے نہ لعان - ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۷، ص ۲۵۸ وکذا فی رد المحتار اور لکھا ہے کہ اگر شک رفع ہوگیا۔ مثلاً بیوی نے قبل النکاح کی وضاحت کر دی یا وہ اجنبیہ تھی جس سے بعد نکاح کا احتمال نہ تھا - تو پھر عورت پر حد قذف لازم ہوگی - ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۰ (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۳/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو - گویا مرد کی طرف سے قذف سے مراد وہی قرار پائے گی جسے عورت نے "زنیت بک" کہا - واللہ اعلم بالصواب - (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶ - ۲۹	ولو قال یا ابن القحبة[1] یا خلیة فلان یا دعی یا ابن الدعیة لا حد	کذا فی خزانة المفتین
۳۰	ولو قال جامعك فلان حراما او فجر بك فلان او قال فلان يقول انك زان او انت تزنی[2] او ما ازانیا خیرا منك او انت ازنی الناس او انت ازنی منی او انت ازنی من الزناة[3] او زنیت فیما دون الفرج او زنی فخذك او رجلك او یا لوطی[4] او عملت عمل قوم لوط او لطت[5] او زنیت وانت مکرهة او نائمة او مجنونة لا حد	کذا فی خزانة المفتین
۳۱	وکذا لا یجب بالتعریض[6] و بقذف الاخرس والرتقاء و فی دار الحرب و عسکر اهل البغی	کذا فی خزانة المفتین
۳۲	ولا یجب الحد بقذف الصبی والمجنون جنونا مطبقا فان کان یجن ویفیق یجب	کذا فی خزانة المفتین
۳۳	وکذا لا یجب بقذف المجبوب واما بقذف الخصی والعنین فیجب	کذا فی خزانة المفتین
۳۴	ولو قال یا ولد الزنا او قال یا ابن الزنا وامه محصنة حد لانه قذفها بالزنا	کذا فی التمرتاشی
۳۵	اذا قذف غلاما مراهقا فادعی الغلام البلوغ بالسن او الاحتلام لم یحد القاذف بقوله	کذا فی المحیط

[1] جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ القحبة کبھی المتعرضة للزنا کو کہتے ہیں اگرچہ اس نے زنا نہ کیا۔ پس یہ صریح زنا کا قذف نہیں ہے پس حد قذف نہ ہوگی۔ تعزیر ہوگی۔ ماخوذ از الجوهرة النیرة ج۲ صـ ۲۵۰ اور البحر الرائق میں ہے کہ القحبة کا کلمہ زانیہ کے معنی کے لئے موضوع نہیں ہے یہ قحاب سے ماخوذ ہے، جو کھانسنے کے معنی میں آتا ہے۔ چونکہ عرب کی زانیہ عورتیں گذرتے ہوئے مرد کو پھانسنے کے لئے کھانسنے سے کام لیتی تھیں۔ لہٰذا انہیں القحبة کہا جانے لگا۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۵ صـ ۴۴ نیز حکم نمبر ۳۸ب/۴۶۶ کا حاشیہ د ۲۲/۴۶۷ کا چودہواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۵۰/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ جوہرہ نیرہ میں ہے کہ "تو سب سے بڑھ کر زنا کرنے والا"، کا معنی "تو زنا پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا" ہو سکتا ہے اس میں صریح زنا کا الزام نہیں پس حد لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از الجوهرة النیرة ج۲ صـ ۲۴۸ (مترجم) [5] لواطت کے متعلق احکام حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [6] تعریضاً یعنی کسی اور پر ڈھال کر بات کرنا۔ ماخوذ از المنجد اردو صـ ۶۹۱۔ نیز حکم نمبر ۱۱۹/۴۶۶ اور ۳۵/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب ۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۲۹-۴۶۲	اگر کسی شخص نے (کسی سے) یوں کہا "اے قحبہ (یعنی بدکارہ) کے بیٹے"[۵] "اے فلاں کی خلیلہ (یعنی آشنا و داشتہ)" "اے دَعِی (یعنی نسب میں متہم یا اپنے آپ کو غیر باپ کیطرف منسوب کرنیوالے)" "اے دَعِیَہ (دَعِی کی مونث) کے بیٹے"، تو ان (چاروں) صورتوں میں یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے۔	خزانۃ المفتین
۳۰	اگر کسی شخص نے (کسی سے) یوں کہا کہ "فلاں نے تیرے ساتھ بطور حرام مجامعت[۲] کی" یا "فلاں نے تیرے ساتھ برا کام کیا" یا "فلاں یہ کہتا ہے کہ تو زانی ہے[۳]" یا "فلاں یہ کہتا ہے تو زنا کرتا ہے" یا "میں نے تجھ سے اچھا زنا کرنے والا نہیں دیکھا" یا "تو سب لوگوں سے بڑھ کر زنا کرنے والا ہے" یا "تو مجھ سے[۴] بڑھ کر زانی ہے" یا "تو زانیوں سے بڑھ کر زانی ہے" یا "تو نے فرج کے علاوہ میں زنا کیا" یا "تیرے ران نے زنا کیا" یا "تیرے پاؤں نے زنا کیا" یا "اے لوطی" یا "تو نے قوم لوط کا فعل کیا" یا "تو نے لواطت[۵] کی" یا "تو نے زنا کیا اور تجھ پر جبر کیا گیا تھا" یا "تو نے زنا کیا اور تو سوئی ہوئی تھی" یا "تو نے زنا کیا اور تو جنون کی حالت میں تھی" تو ان سب (۱۷) صورتوں میں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی۔	خزانۃ المفتین
۳۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح تعریضاً[۶] قذف کرنے سے حد قذف واجب نہ ہوگی اور گونگے[۷] شخص کو قذف کرنے یا رتقاء[۸] عورت کو قذف کرنے یا دار الحرب میں (زنا کے ارتکاب) کے قذف سے اور باغیوں کے لشکر میں (زنا کے ارتکاب) کے قذف سے (قذف کرنے والے پر) حد قذف واجب نہ ہوگی[۹]۔	خزانۃ المفتین
۳۲	بچہ کو قذف کرنے سے[۱۰] یا مجنون کو قذف کرنے سے جبکہ اس کا جنون لگاتار ہو (قذف کرنے والے پر) حد قذف واجب نہیں ہوتی اور اگر کسی مجنون کا جنون ایسا ہو کہ اسے کبھی جنون ہو جاتا ہے اور کبھی وہ صحت یاب ہو جاتا ہے تو (اسے قذف کرنے والے پر) حد قذف واجب ہوگی۔	خزانۃ المفتین
۳۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح مجبوب[۱۱] شخص کو قذف کرنے سے حد قذف واجب نہیں ہوتی ۔ مگر خصی شخص اور عنین[۱۲] (یعنی نامرد) شخص کو قذف کرنے سے حد قذف واجب ہوتی ہے۔	خزانۃ المفتین
۳۴	اگر کسی شخص نے کسی سے کہا کہ "اے زنا کی اولاد" یا کہا کہ "اے زنا کے بیٹے" اور اسکی ماں محصنہ ہو تو (مذکورہ قول) کہنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ اس نے اسکی ماں کو قذف کیا ہے[۱۳]۔	تمرتاشی
۳۵	اگر کسی شخص نے مراہق (یعنی قریب البلوغ) لڑکے کو قذف کیا اور اس لڑکے نے عمر کی بنا پر یا احتلام کی وجہ سے بلوغت کا دعویٰ کیا تو اس لڑکے کے قول سے اس قاذف کو حد قذف نہ لگائی جائے گی[۱۴]۔	محیط

[۷] حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۸] رتقاء عورت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۹] اس کی نظیر حکم نمبر ۴۳، ۴۴/۴۶۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۱۰] چنانچہ جوہرہ نیرہ میں ہے کہ مقذوف حد قذف کا مطالبہ تب کر سکتا ہے کہ اس سے زنا کا فعل متصور ہو حتی کہ اگر مقذوف مجنون یا خنثی ہو تو اسکے قاذف کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از جوہرہ نیرہ ج۲ ص۲۴۸۔ نیز حکم نمبر ۲/۴۵۸ مع حاشیہ، ۳۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۱۱] مجبوب کے متعلق حکم نمبر ۲۸/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۱۲] عنین کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ عنین وہ شخص ہے جو قیام آلہ کے باوجود عورتوں سے وصل نہیں کر سکتا اور جو حشفہ داخل کر سکے وہ عنین نہیں قرار پاتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج۱ ص۵۲۲۔ نیز حکم نمبر ۳۲/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۱۳] اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے سے یوں کہا کہ "اے زنا کے جوزے" یا کہا "زنا کے انڈے" یا کہا "اے زنا کے حمل" یا کہا "اے زنا کے بزغالہ" تو ان سب صورتوں میں قذف قرار پائیگا کیونکہ یہ الفاظ ولد الزنا کے معنی میں قرار پاتے ہیں۔ اور اگر کسی نے یوں کہا "یاکبش الزنا" یعنی "اے زنا کے دنبہ" تو یوں کہنا قذف نہ ہوگا اسلئے کہ کبش، قوم کے سردار اور قائد کو بھی کہتے ہیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج۲ ص۲۳۵، ص۲۳۶۔ [۱۴] حکم نمبر ۳۲/۴۷۲، ۲/۴۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
٣٦-٤٦٦	ولو قال لرجل یا زانیة فانه لا یجب الحد علیه وهذا قول ابی حنیفة وابی یوسف[1]	کذا فی شرح الطحاوی
	وهو الاستحسان	هکذا فی المحیط
٣٧	ولو قال لامرأة یا زانی بغیر الهاء فانه یجب الحد علی القاذف بالاجماع ولو قال لرجل زنأت یجب الحد علی القاذف[2]	کذا فی شرح الطحاوی
٣٨	من قال لغیره زنأت فی الجبل وقال عنیت صعود الجبل والحالة حالة الغضب لا یصدق ویحد عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح	کذا فی فتح القدیر
	ولو لم یعن به الصعود یجب الحد اجماعا	کذا فی التبیین
٣٩	ولو قال زنأت علی الجبل لم یحد بالاجماع	کذا فی المضمرات
٤٠	ولو قال زنأت علی الجبل فی حالة الغضب قیل لا یحد وقیل یحد وهو الاوجه[3]	کذا فی فتح القدیر
٤١	ولو قال زنیت فی الجبل یحد بالاتفاق	کذا فی شرح الطحاوی
٤٢	ولو قال یا زانئ بالهمزة ذکر فی الاصل انه اذا قال عنیت الصعود علی شئ لا یصدق و یحد من غیر ذکر خلاف[4]	کذا فی المحیط

١ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اسلئے کہ اس نے اسے ایسا الزام لگایا جو اس سے محال ہے پس حد قذف لازم نہ ہوگی جیساکہ محبوب کو قذف کرنے سے حد قذف لازم نہیں ہوتی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ ص ٢٤٠۔ نیز حکم نمبر ٣٧/٤٦٦ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ "ھا" کبھی ترخیم کے طور پر بھی حذف ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ ص ٢٤٠۔ نیز حکم نمبر ٣٦/٤٦٦ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ غضب اور گالی دینے کی حالت میں فحش معنی مراد ہونا متعین ہوتا ہے جیساکہ "یَا زَانِئُ" (ہمزہ کے ساتھ) اور الجبل یعنی پہاڑ کے ذکر بغیر کہنے) کا حکم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ٢ ص ٢٥٧ اور صرف یا زانی کہنے کے متعلق حکم نمبر ٤٢/٤٦٦ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ٣٧ب، ٥٩، ٦١ مع حاشیہ/٤٦٦ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ اس صورت اور دیگر کئی صورتوں میں مندرجہ احکام کا تعلق عربی الفاظ ومحاورات سے مخصوص ہے۔ اس لئے اردو ترجمہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات حکم نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۳۶-۴/۴۶۶	(الف) اگر کسی شخص نے کسی مرد سے ("ھا" تانیث کے ساتھ) یوں کہا کہ "اے زانیہ یعنی اے زنا کرنے والی" تو قاذف پر حد قذف واجب نہ ہوگی۔ اور یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحؒ کا قول ہے۔ ۱ه (ب) اور یہی مذکورہ حکم از روئے استحسان ہے۔	شرح طحاوی محیط
۳۷	(الف) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے بغیر ھا تانیث کے یوں کہا کہ "اے زانی" تو قاذف پر بالاجماع حد قذف واجب ہوگی ۲ه (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی مرد سے (زنیت کی بجائے ہمزہ کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ" تو قاذف پر حد قذف واجب ہوگی۔	شرح طحاوی
۳۸	(الف) جس شخص نے کسی دوسرے سے (زَنَیْتَ کی بجائے ہمزہ اور "فی" کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ فِی الْجَبَلِ" (یعنی تو نے پہاڑ میں زنا کیا یا تو پہاڑ پر چڑھا) اور اس نے کہا کہ میری مراد پہاڑ پر چڑھنے کے معنی میں تھی اور اس نے یہ کلمہ حالتِ غضب میں کہا تھا تو (مذکورہ مراد لینے میں) اسکی تصدیق نہ کی جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد قذف لگائی جائے گی ۳ه (ب) اور اگر اس مذکورہ کلمہ (یعنی زَنَأْتَ ہمزہ کے ساتھ اور پھر "فِی" کے ساتھ استعمال کرنے) میں پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لیا ہو تو اسے پر بالاجماع حد قذف واجب ہوگی ۴ه	فتح قدیر تبیین
۳۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے (بغیر حالتِ غضب زَنَیْتَ کی بجائے ہمزہ اور عَلیٰ کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ عَلَى الْجَبَلِ" (یعنی تو پہاڑ پر چڑھا) تو اسے بالاجماع حد قذف نہ لگائی جائے گی ۵ه	مضمرات
۴۰	اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے حالتِ غضب میں (ہمزہ اور علیٰ کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ عَلَى الْجَبَلِ" (یعنی تو پہاڑ پر چڑھا یا تو نے پہاڑ پر زنا کیا) تو اس کے متعلق بعض کا قول ہے کہ اسے حد قذف لگائی جائے گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم الاوجہ (یعنی زیادہ وجاہت والا) ہے ۶ه	فتح قدیر
۴۱	اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے (یا اور فی کے ساتھ) یوں کہا "زَنَیْتَ فِی الْجَبَلِ" (یعنی تو نے پہاڑ میں زنا کیا) تو اسے بالاتفاق حد قذف لگائی جائے گی۔	شرح طحاوی
۴۲	اگر کسی شخص نے دوسرے سے (یازانی یا کے ساتھ کہنے کی بجائے) ہمزہ کے ساتھ یوں کہا "یَازَانِئُ" تو اسکے حکم کے متعلق الاصل میں مذکور ہے کہ جب اس نے یہ کہا کہ میں نے (اس کلمہ میں) کسی چیز پر چڑھنا مراد لیا ہے تو (مذکورہ مراد لینے میں) اسکی تصدیق نہ کی جائے گی اور اسے حد قذف لگائی جائے گی اور یہ حکم کوئی اختلاف ذکر کرنے کے بغیر ہے	محیط

میں بعض جگہ متعلقہ عربی کلمات بھی درج کیے گئے ہیں۔ نیز حکم نمبر ۳۹/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ه چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ کلمہ "زَنَأْتَ" ہمزہ کے ساتھ "الجبل" یعنی پہاڑ کا ذکر جب کلمہ "علیٰ" کے ساتھ ہو تو اسکے مفہوم میں چڑھنا مراد ہونا متعین ہوتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۵۷۔ نیز حکم نمبر ۳۸ ب/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ه حکم نمبر ۳۸ الف/۴۶۶ کا حاشیہ، ۳۹/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶/۴۳-۴۴	ابراهیم عن محمد رجل دعا بجاریته فاجابته امرأة حرة و هو لا یراها فقال یازانیة ثم قال ظننتها امتی قال نحده و لا نصدقه	کذا فی محیط السرخسی
۴۴	ولو قال لغیره زنیت وفلان معك یکون قاذفالهما و لو قال عنیت وفلان معك شاهد لا یصدق	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	لو قال یاابن الزانیة و هذا معها فهو قاذف للثانی وکذلك اذا قال للثانی وانك معها	کذا فی المحیط
۴۶	ولو قال وفلان معك لم یکن قذفا ولو قال زنیت وهذا معك اولم یقل معك فهو قذف لهما	کذا فی خزانة المفتین
۴۷	ابن السماعة عن ابی یوسف اذا قال لآخر یاابن الزانیة وهذا معك قال ذلك بکلام واحد فهو لیس بقاذف للثانی ولو قال رجل یازانی وهذا معك کان قاذفالهما وروی عن ابی یوسف اذا قال لآخر یاابن الزانیة وهذا اولم یقل معك فهو قاذف للثانی	کذا فی المحیط
۴۸	من قذف الزانی بالزنا فلا حد علیه سواء قذفه بذلك الزنا بعینه اوبزنا آخر	کذا فی المبسوط

۱؎ جیسا کہ الجوهرة النیرة میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے "زَنَیْتَ" کی ضمیر پر "فلان" کا عطف کیا ہے پس یہ عطف اس فعل میں ان دونوں کے اشتراک کا متقاضی ہے۔ ماخوذ از الجوهرة النیرة ج۲ ص۲۵۲ (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۸ ب، ۴۴، ۶۹ / ۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۵ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۴۵ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۴۳	ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ کسی مرد نے اپنی باندی کو بلایا تو اسے ایک آزاد عورت نے جواب دیا تو درآنحالیکہ وہ مرد اسے نہیں دیکھ رہا تھا اس نے اس عورت سے یوں کہا "اے زانیہ"، اور پھر اس مرد نے (بطور عذر یہ) کہا کہ میں نے اسے اپنی باندی گمان کیا تو (فرمایا کہ) ہم اسے حد قذف لگانے کا حکم دیں گے اور اس (کے مذکورہ عذر) کی تصدیق نہ کریں گے۔	محیط سرخسی
۴۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "زنیت و فلان معک" (یعنی تو نے زنا کیا اور فلاں شخص تیرے ساتھ تھا) تو وہ ایسا کہنے میں ان دونوں کو قذف کرنے والا ہے اور اگر اس نے (بطور عذر) یہ کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ فلاں تیرے ساتھ گواہ تھا تو (مذکورہ مراد لینے میں) اسکی تصدیق نہ کی جائے گی [1]	قاضیخان
۴۵	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے یوں کہا "یا ابن الزانیۃ وھذا معھا" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور یہ شخص اس عورت کے ساتھ ہے) تو یوں کہنے والا اس دوسرے کو (بھی) قذف کرنے والا ہے [2] (ب) اسی طرح جب (مذکورہ صورت میں) اس نے اس دوسرے سے یوں کہا کہ "وانک معھا" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور تو اس عورت کے ساتھ ہے) تو یہی حکم ہے (یعنی یوں کہنے والا اس دوسرے کو بھی قذف کرنے والا ہے)	محیط
۴۶	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یوں کہا کہ "وفلان معک" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور فلاں تیرے ساتھ ہے) تو یوں کہنا (اس دوسرے کو) قذف نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "زنیت وھذا معک" (یعنی تو نے زنا کیا اور یہ شخص تیرے ساتھ ہے) یا (مذکورہ صورت میں) اس نے "معک" نہ کہا (بلکہ یوں کہا کہ "زنیت وھذا" (یعنی تو نے زنا کیا اور اس نے) تو یوں کہنے والا ان دونوں کو قذف کرنے والا ہے [3]	خزانۃ المفتین
۴۷	(ا) ابن سماعہؒ نے امام ابویوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا "یا ابن الزانیۃ وھذا معک" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور یہ تیرے ساتھ ہے) تو فرمایا یہ کلام ایک ہے۔ پس وہ دوسرے کو قذف کرنے والا نہیں ہے (ب) اور اگر کسی آدمی نے یوں کہا "یازانی وھذا معک" (یعنی اے زانی اور یہ تیرے ساتھ ہے) تو یوں کہنے میں وہ دونوں کو قذف کرنے والا ہے۔ (ج) اور امام ابویوسفؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ یا ابن الزانیۃ وھذا (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور یہ ہے) اور یوں نہ کہا کہ "معک" (یعنی تیرے ساتھ) تو وہ دوسرے کو (بھی) قذف کرنے والا ہے۔ [4]	محیط
۴۸	جس شخص نے زانی (یعنی جس کا زنا ثابت ہوچکا ہے اس) کو قذف کیا تو اس پر حد قذف نہیں ہے۔ خواہ اس نے اس زانی کو بعینہ اسی زنا کا قذف کیا (جس زنا کے ثابت ہونے سے وہ زانی قرار پایا ہے) یا اسے کسی اور زنا کا قذف کیا [5]	مبسوط

[5] حکم نمبر ۱۴۱/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتاوی نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۴۹	ولو قال زنیت باحدی هاتین او هاتین یحد	کذا فی العتابیة
۵۰	رجل قال لغیره قل لفلان یا زانی فان قال الرسول للمرسل الیه ان فلانا یقول لك یا زانی لا حد علی احد لا علی الرسول ولا علی المرسل ولو ان الرسول لم یخبره عن المرسل ولکن قال للمرسل الیه یا زانی حد الرسول[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	ولو قال لرجل یا ابن ماء السماء لا یحد[2]	کذا فی الکافی
۵۲	ولو قال لعربی یا نبطی[3] او لست بعربی لا یحد	کذا فی الکافی
۵۳	رجل قال لغیره " لست انت من بنی فلان " لقبیلته لا حد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۴	رجل قال لمسلم لست انت لابیك وابواه کافران لا یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۵	رجل قال لعبده لست لابیك وابواه مسلمان وقد عتقا لا حد علی المولی وان عتق العبد بعد ذلك	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۶	ان قال لست لامك فلیس بقاذف	کذا فی الکنز

۱؎ جیساکہ جوہرہ نیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں ایلچی پر حد قذف اس لئے نہیں ہے کہ اس نے قذف نہیں کیا قذف کی حکایت کی ہے۔ اور مُرسِل پر اسلئے حد قذف نہیں ہے کہ اس نے قذف نہیں کیا بلکہ قذف کا حکم دیا ہے اور قذف کا حکم دینا قذف نہیں ہے جیساکہ زنا کا حکم دینا زنا نہیں ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج۲ ص۲۵۲ (مترجم) ۲؎ جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ اس کلمہ میں جود وسخا اور صفائی میں تشبیہ مراد ہو سکتی ہے اور لکھا ہے کہ عامر بن ابو مزیقیا نے قحط میں اپنی قوم کیلئے اتنی سخاوت کی جیساکہ زمین کے لئے آسمان کا پانی ہو چنانچہ اس کا لقب ماء السماء پڑگیا۔ اس نے بیٹے کا نام مزیقیا اس لئے رکھا کہ وہ ہر روز دو جوڑے بدلتا تھا اور پھر ان دونوں کو پھاڑ دیتا تھا کیونکہ ان حلّوں کو دوبارہ پہننا نہ اپنے لئے پسند کرتا تھا نہ کسی اور کے لئے نیز منذر بن امرالقیس کی ماں کا نام بھی اسکے حسن وجمال کی بنا پر ماء السماء تھا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر وہاں ماء السماء نام کا کوئی معروف آدمی ہو تو کسی کو گالی دیتے ہوئے اسے ماء السماء کا بیٹا کہنے پر حد قذف لگائی جائے گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۳۴ (مترجم) ۳؎ جیساکہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ نبط عراق کی طرف کی ایک قوم کا نام ہے۔ اور اسمیں حد قذف اسلئے نہیں ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶-۴۹	اگر کسی شخص نے (دوسرے سے) یوں کہا کہ "تونے ان دو عورتوں میں سے کسی ایک سے زنا کیا ہے" یا یوں کہا کہ "تونے ان دونوں سے زنا کیا ہے" تو یوں کہنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی۔	عتابیہ
۵۰	کسی آدمی نے دوسرے شخص سے کہا تو فلاں کو کہہ کہ "اے زانی" تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر رسول (یعنی پیغام لے جانے والے ایلچی) نے مرسل الیہ (یعنی جسکی طرف پیغام دیا گیا اس) کو یوں کہا کہ فلاں تجھے کہتا ہے کہ "اے زانی" تو کسی پر حد قذف نہیں ہے نہ ایلچی پر ہے اور نہ مرسل (یعنی پیغام دینے والے) پر ہے [1] (ب) اور اگر ایلچی نے مرسل الیہ کو مرسل کی خبر نہ دی لیکن ایلچی نے مرسل الیہ کو یوں کہا کہ "اے زانی" تو اس ایلچی کو حد قذف لگائی جائے گی۔	قاضیخان
۵۱	اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے یوں کہا کہ "یا ابن ماء السماء" (یعنی اے برساتی پانی کے بیٹے) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [2]	کافی
۵۲	اگر کسی شخص نے کسی عربی شخص سے یوں کہا "یا نبطی" (جو عراق کی ایک قوم کا نام ہے) یا کسی شخص نے کسی عربی سے یوں کہا کہ "لست بعربی" (یعنی تو عربی نہیں ہے) تو ان صورتوں میں یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [3]	کافی
۵۳	کسی آدمی نے دوسرے قبیلے کا نام لیا اور یوں کہا کہ "لست انت من بنی فلان" (یعنی تو فلاں قبیلے یعنی اپنے قبیلے سے نہیں ہے) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [4]	قاضیخان
۵۴	اگر کسی آدمی نے کسی مسلمان شخص سے یوں کہا کہ "لست انت لابیک" (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) اور اس کے والدین کافر ہیں تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [5]	قاضیخان
۵۵	کسی آدمی نے اپنے غلام سے کہا کہ "لست لابیک" (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) اور اس کے والدین مسلمان ہیں اور آزاد شدہ ہیں تو یوں کہنے سے آقا پر حد قذف نہ ہوگی خواہ اس کے بعد وہ غلام آزاد ہو جائے [6]	
۵۶	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی ماں کا نہیں ہے تو یوں کہنے میں وہ قذف کرنے والا نہیں ہے [7]	کنز

کہ اسمیں اخلاق و عدم الفصاحت میں تشبیہ مراد ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۵۶ اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ اسی طرح ہاشمی کو یوں کہنا کہ تو ہاشمی نہیں ہے اس سے کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے اور لکھا ہے کہ ان صورتوں میں تعزیر ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ (مترجم) [4] حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۶/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] چنانچہ جوہرہ نیرہ میں ہے کہ غلام اپنے آقا سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا تو اپنی ماں کیلئے بھی اپنے آقا سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جب حال میں اسکا مطالبہ ثابت نہیں تو اس کے آزاد ہونے کے بعد یہ مطالبہ ثابت نہ ہوگا۔ اسیطرح لڑکا اپنے لئے اپنے باپ سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا اسیطرح لڑکا اپنی فوت شدہ ماں کے لئے بھی باپ سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا البتہ اگر اسکی ماں کا بیٹا اسکے باپ کے علاوہ سے ہو یا اس غلام کی ماں کا کوئی اور آزاد بیٹا ہو تو وہ مطالبہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ محض جنبیوں کیطرح ہیں۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۵۱ حکم نمبر ۱۱۴، ۱۱۶ تا ۱۱۸/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] چنانچہ حاشیہ کنز میں بحوالہ التحفہ لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس نے سچ کہا ہے کیونکہ نسب باپ سے ہوتی ہے ماں سے نہیں ہوتی۔ ماخوذ از حاشیہ کنز ص ۱۶۲ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
٤٦٦/٥٧	وكذا اذا قال لست لابيك لم يكن قاذفا	كذا في الكنز
٥٨	وان قال لست لابيك وامه حرة و ابوه عبد لزمه الحد لامه وان كانت امة والده حر لم يحد ويعزر	كذا في الكنز
٥٩	ولو قال لغيره لست لابيك اولست بابن فلان في غضب حد	كذا في الكنز
٦٠	وان قال لست بابن فلان يعني جده لا يحد	كذا في الكافي
٦١	نسب رجلا الى غير ابيه في غير غضبه لم يحد فان كان في غضب حد ولو نسبه الى جده لم يحد لان الجد اب وكذا لو نسبه الى عمه اوخاله اوزوج امه لانهم يسمون آباء مجازا	كذا في التمرتاشي
٦٢	ولو قال لست من ولادة فلان فهذا ليس بقذف	كذا في الظهيرية
٦٣	اذا قال لغيره لست لاب لم يلدك ابوك فهذا كله قذف لامه وكذلك اذا قال لست للرشدة	كذا في الظهيرية
٦٤	ولو قال لآخر جدك زان فلا حد عليه	كذا في الايضاح
٦٥	ولو قال يااخا الزاني فهو قذف لاخيه فان كان له اخ واحد فالخصومة له	كذا في العتابية

[1] حکم نمبر ٥٢/٤٦٦ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ٥١/٤٦٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اس حوالہ کے ماخذ کنز میں مزید لکھا ہے کہ اگر حالتِ غضب کے علاوہ میں یوں کہا تو قذف نہ قرار پائیگا۔ ماخوذ از کنز الدقائق ص ١٧٢۔ اور کسی آدمی کو لست لابیک "یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے" کہنے کے متعلق البحر الرائق میں بحوالہ قاضیخان (علی ھامش عالمگیری ج ٣ ص ٤٧٦) عن ابی یوسف، و بحوالہ ہدایہ (ج ٣ ص ٢٥٤) و بحوالہ الکافی للحاکم لکھا ہے کہ یوں کہنا حالتِ غضب و رضا کی تفصیل کے بغیر قذف قرار پاتا ہے اور فتح القدیر میں تفصیل کو نہ کا جو ذکر مذکور ہے وہ بعید ہے ماخوذ البحر الرائق ج ٥ ص ٣٣۔ مگر درمختار میں ہے کہ یوں کہنا حالتِ غضب میں قذف ہے۔ حالتِ رضا میں نہیں ہے۔ اور رد المحتار میں منح علی البحر لکھا ہے کہ یوں کہنے میں حالت غضب و رضا کی تفصیل ہے اور بحوالہ الشرح الوھبانیہ لکھا ہے کہ یہ ظاہر المذہب ہے۔ اسپر اعتماد ہے اور اس کی پوری تحقیق النہر میں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۵۷-۴۶۶	اسیطرح جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ لست لا بویک ،، (یعنی تو اپنے والدین کا نہیں ہے) تو یوں کہنے میں وہ قذف کرنے والا نہیں ہے ۱ھ	کنز
۵۸	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ ,, لست لابیك ،، (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) اور اس کی ماں آزاد اور اس کا باپ غلام ہے تو اس کی ماں پر قذف کی وجہ سے یوں کہنے والے پر حد قذف لازم ہوگی اور اگر اس کی ماں باندی ہو اور اس کا باپ آزاد ہو تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی اور اسے تعزیر کی سزا دی جائے گی ۲ھ	کنز
۵۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا ,, لست لابیك ،، (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) یا یوں کہا کہ ,, لست بابن فلان ،، (یعنی تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے) اور کہنے والے نے مذکورہ کلمہ غصہ میں کہا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی ۳ھ	کنز
۶۰	اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا ,, لست بابن فلان (یعنی تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے) اور فلاں میں اس کے دادا کا نام لیا تو یوں کہنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی ۴ھ	کافی
۶۱	(ا) کسی شخص نے کسی آدمی کو اس کے باپ کے علاوہ سے منسوب کیا اور کہنے والا غصہ کی حالت میں نہ تھا تو اس کہنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے غصہ کی حالت میں کہا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی ۵ھ (ب) اور اگر کسی شخص کسی آدمی کو اس کے دادا کی طرف منسوب کیا تو اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ دادا بھی باپ (ہی) ہے (ج) اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو اس کے چچا یا اسکے ماموں یا اسکی ماں کے خاوند کی طرف منسوب کیا (تو اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی) اس لئے کہ یہ لوگ بھی مجازاً باپوں سے موسوم کئے جاتے ہیں -	تمرتاشی
۶۲	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو فلاں کی ولادت (یعنی پیدائش) سے نہیں ہے تو یوں کہنا قذف قرار نہیں پاتا ۶ھ	ظہیریہ
۶۳	جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا ,, لست لاب لعہ یلدك ابوك ،، (یعنی تو باپ کا نہیں ہے۔ تجھے تیرے باپ نے نہیں جنا) تو ان صورتوں میں اس کی ماں پر قذف ہے - اسی طرح جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا ,, لست للرشدۃ ،، (یعنی تو جائز نکاح کا نہیں ہے تو یہ اس کی ماں پر قذف ہے) ۷ھ	ظہیریہ
۶۴	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا ,, جدك زان ،، (یعنی تیرا دادا یا نانا زانی ہے) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے ۸ھ	ایضاح
۶۵	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ ,, یا اخا الزانی ،، (یعنی اے زانی کے بھائی) تو یوں کہنا اس کے بھائی پر قذف ہے - پس اگر اس کا بھائی ایک ہی ہو تو حق خصومت (یعنی حد قذف کے مطالبہ کا حق) اسے حاصل ہے -	عنایہ

۱ھ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ ، ص ۲۳۴ (ب) اور کسی آدمی کو ,, لست بابن فلان ،، کہنے کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ کسی آدمی کو ,, لست بابن فلان لابیه الذی یدعی له ،، یعنی کسی کے معروف باپ کا نام لیکر یوں کہنا کہ تو اس فلاں کا بیٹا نہیں ہے ،، حالت غضب و گالی دینے میں قذف ہے اور غیر حالت غضب میں یوں کہنے سے اسباب مروت وغیرہ میں بطور عتاب باپ سے مشابہت کی نفی مراد ہوگی تو قذف نہ ہوگا - ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۵ وہکذا فی درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ ، ص ۲۳۴ حکم نمبر ۳۸ و / ۴۲۲ کا حاشیہ ۵۸، ۷۱ تا ۲۳ / ۴۲۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ھ چنانچہ اسکے متعلق حاشیہ کنز میں ہے کہ اس نے سچ کہا ہے - اسلئے کہ وہ دادا کا بیٹا نہیں باپ کا بیٹا ہے - ماخوذ از حاشیہ کنز ص ۱۶۲ (مترجم) ۵ھ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے سے یوں کہا کہ ,, انک ابن فلان لغیر ابیه ،، یعنی کسی کے باپ کے علاوہ کا نام لیکر کہا کہ تو اس فلاں کا بیٹا ہے ،، تو اسکے قذف قرار پانے میں حالت غضب و رضا کی تفصیل ہوگی - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ وکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ (مترجم) ۶ھ جیسا کہ رد المحتار میں بحوالہ البحر عن الظہیریہ لکھا ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ - حکم نمبر ۶۳ / ۴۴۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ھ رد المحتار میں ہے کہ جسطرح کسی کے باپ کا نام لیکر یوں کہنا کہ ,, تو اس فلاں کا بیٹا نہیں ہے ،، حالت غضب میں قذف ہے حالت رضا میں نہیں (جیسا کہ حکم نمبر ۵۹ / ۴۴۲ کے حاشیہ ب میں ہے) اسی طرح کسی آدمی کو یوں کہنا کہ ,, لست لفلان اولست لاب اولعہ یلدك ابوك ،، یعنی کسی کے باپ کا نام لیکر یوں کہنا کہ ,, تو اس فلاں کی اولاد نہیں ،، یا یوں کہنا کہ ,, تو باپ کا نہیں ،، یا یوں کہنا کہ ,, تجھے تیرے باپ نے نہیں جنا ،، تو ان سب صورتوں میں قذف قرار پانے کیلئے حالت غضب و رضا کی تفصیل ہوگی - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ ، ص ۲۳۴ - فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی آدمی کو یوں کہنا کہ ,, لیس ھذا ابوك لابیه المعروف ،، یعنی کسی کے معروف باپ کے متعلق یوں کہنا کہ یہ تیرا باپ نہیں ہے ،، اسکا حکم یہ ہے (مترجم) ۸ھ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کونسا جد مراد ہے - اور اجداد میں کافر بھی شامل ہیں پس جبتک مسلمان جد کو متعین نہ کریگا - قذف نہ قرار پائیگا اور اگر کسی آدمی کو یوں کہا کہ ,, تو زانیہ کے بیٹے کا بیٹا ہے ،، یا یوں کہا کہ ,, تو زانی کے بیٹے کا بیٹا ہے ،، تو ان صورتوں میں اسکے قریبی جد پر قذف قرار پائیگی - بشرطیکہ وہ دادا یا دادی محصنہ ہوں - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۵ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	حد القذف — الباب السابع فی حد القذف والتعزیر	دفعات و شق نمبر
کذا فی العتابیة	ولو قال یا أخا الزانی فقال لا بل انت یحد الثانی والخصومة مع الاول لا خی الثانی	۴۶۶-۶۶
کذا فی السراج الوهاج	ولو قال یا ابن الزانیتین وکانت أمه الدنیا مسلمة فعلیه الحد ولا یبالی ان کانت الجدة مسلمة ام لا وان کانت الجدة مسلمة والام کافرة فلا حد علیه لان الاضافة الی الولادة انما تتناول الاقرب فالاقرب	۶۷
کذا فی السراج الوهاج	ولو قال یا ابن الف زانیة یحد	۶۸
کذا فی فتاوی قاضیخان	ولو قال لرجل یا ابن الزانی والزانیة یکون قذفا لابیه وامه ان کانا حیین کان طلب الحد لهما وان کانا میتین فطلب الحد یکون له	۶۹
کذا فی الظهیریة	رجل قال لامرأة اجنبیة زنیت ببعیر او بثور او بحمار لا حد علیه ولو قال زنیت بناقة او ببقرة او بثوب او بدرهم فعلیه الحد	۷۰
کذا فی الظهیریة	ولو قال لرجل زنیت ببعیر او بناقة او ما اشبه ذلك لا حد علیه فان قال بامة او دار او ثوب فعلیه الحد	۷۱
کذا فی الایضاح	قال محمدؒ فی رجل قال لغیره انت تزنی لا حد علیه لان هذا للاستقبال	۷۲

۱؎ حکم نمبر ۴۵ و ۴۷ / ۴۶۶ ، ۲۲ / ۴۶۷ کا چودہواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت (مذکورہ ۷۰ / ۴۶۶) میں اس نے اس عورت کے متعلق چوپائے کو قدرت دینا منسوب کیا ہے پس حد نہیں ہے اور دوسری صورت (مذکورہ ۷۰ / ۴۶۶) میں اس کے کلام کا معنی یہ ہے کہ زنا میں تیرے لئے اونٹنی یا درہم خرچ کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس کا معنی یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ تو نے اونٹنی یا درہم کی اجرت کے عوض زنا کیا ہے اور پھر امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب حد لازم نہ ہوگی (جیسا کہ اس کی نظیر حکم ۳۶ / ۴۶۳ میں ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں معنوں کا احتمال موجود ہے اور دونوں احتمال متقابل ہیں پس متقابل احتمال والے کلمات چھوڑ کر باقی صرف "زَنَیْتِ" (یعنی تو نے زنا کیا) رہتا ہے تو گویا اس نے مزید کلمہ نہیں کہا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۶۶	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا " یا اخا الزانی " (یعنی اے زانی کے بھائی) تو اس نے جواب میں کہا نہیں بلکہ تو " تو دوسرے کو حد قذف لگائی جائے گی اور پہلے کے ساتھ دوسرے کے بھائی کو حق خصومت (یعنی حد قذف کے مطالبہ کا حق) حاصل ہے ۔	غنابیہ
۶۷	(ا) اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا " یا ابن الزانیتین " (یعنی دو زانیہ عورتوں کے بیٹے) اور اس کی قریب کی ماں (یعنی اسکی سگی ماں) مسلمان ہے تو یوں کہنے والے پر حد قذف ہے اور اس صورت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کی جدہ (یعنی دادی یا نانی) مسلمان تھی یا کافرہ (ب) اور اگر اسکی جدہ مسلمان تھی اور اس کی سگی ماں کافرہ تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی اس لئے کہ پیدائش کی طرف نسبت سب سے قریب کو پھر اس کے بعد کے قریب کو ہوتی ہے ۔	سراج وہاج
۶۸	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا "یا ابن الف زانیۃ " (یعنی اے ہزار زانیہ کے بیٹے) تو یوں کہنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی ۔	سراج وہاج
۶۹	اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا کہ " یا ابن الزانی والزانیۃ " (یعنی اے زانی اور زانیہ کے بیٹے) تو یہ کہنا اس کے باپ اور اس کی ماں پر قذف قرار پائے گا ۔ اگر وہ دونوں زندہ ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا حق ان دونوں کو ہے اور اگر وہ وفات یافتہ ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا حق اس آدمی کو ہوگا جسے اس نے مذکورہ کلمات کہے ہا ۔	قاضیخان
۷۰	(ا) کسی آدمی نے کسی اجنبی عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ سے یا بیل سے یا گدھے کے ساتھ زنا کیا ہے ۔ تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی (ب) اور اگر اس سے یوں کہا کہ زنیت بناقۃ او ببقرۃ او بثوب او بدراھم " (یعنی تو نے اونٹنی یا گائے یا کپڑے یا رقم کے ساتھ زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم ہوگی ۲ ۔	ظہیریہ
۷۱	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ " زنیت ببعیر او بناقۃ " (یعنی تو نے اونٹ کے ساتھ یا اونٹنی کیساتھ یا اسکی مانند کے ساتھ زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی (ب) اور اگر اس سے یوں کہا کہ " زنیت بامۃ او دار او ثوب " (یعنی تو نے باندی یا مکان یا ثوب کے ساتھ زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم ہوگی ۳ ۔	ظہیریہ
۷۲	جس آدمی نے دوسرے سے کہا کہ " انت تزنی " (یعنی تو زنا کرتا ہے یا کرے گا) تو اس کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہیں ہے ۔ اس لئے کہ یہ کلمہ (یعنی مضارع کا صیغہ) آئندہ زمانے کے لئے ہے ۔	ایضاح

پس حد لازم ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۱ ۔ نیز حکم ۱۷/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت (مذکورہ ۱۷ ا/۴۶۶) میں اس نے اس مرد کے متعلق چوپائے سے زنا کرنا منسوب کیا ہے اور (مذکورہ ۱۷ ب/۴۶۶ کی طرح) کسی نے یوں کہا کہ تو نے باندی یا مکان یا کپڑے کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد لازم ہوگی جیسا کہ خانیہ اور ظہیریہ میں ہے اور اس سے واضح ہے کہ بعض صورتوں میں کسی قرینہ کی وجہ سے زنا کے صریح الزام کے باوجود حد قذف لازم نہیں ہوتی اور بعض صورتوں میں صریح زنا کا الزام نہ ہونے کے باوجود حد قذف لازم ہو جاتی ہے (جیسا کہ ۵۹، ۶۳/۴۶۶ ، ۹۱، ۹۲/۴۶۶ میں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۱ نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۶ کا حاشیہ اور چوپائے سے وطی کرنے کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۶۶-۴-۳-۷۳	ولو قال انت تزنی واضرب انا فلا حد علیہ لان ھذا یذکر علی طریق الاستفھام والتعییر ومعناہ کیف یجوز ان یعاقب غیر الفاعل	کذا فی الایضاح
۷۴	ولو قال زنیت قبل ان تخلقی او قال قبل ان تولدی فلا حد علیہ	کذا فی المحیط
۷۵	اذا قذف امرأۃ زنت فی نصرانیتہا او رجلا فی نصرانیتہ فانہ لا یحد والمراد قذفہا بعد الاسلام بزنا کان فی نصرانیتہا بان قال زنیت وانت کافرۃ	کذا فی فتح القدیر
۷۶	وکذا لو قال لمعتق زنی وھو عبد زنیت وانت عبد لا یحد کما لو قال قذفتک بالزنا وانت کتابیۃ او امۃ فلا حد علیہ	کذا فی فتح القدیر
۷۷	ان قال لرجل یا ابن اقطع او یا ابن المقعد او یا ابن الحجام وابوہ لیس کذلک فلیس علیہ الحد	کذا فی المبسوط
۷۸	وکذلک لو قال یا ابن الازرق[1] او یا ابن الاشقر[2] او الاسود وابوہ لیس کذلک	کذا فی المبسوط
۷۹	ولو قال یا ابن السندی او یا ابن الحبشی لا یکون قاذفا لہ	کذا فی المبسوط
۸۰	لو قال لعربی یا عبد او یا مولی[3] لا حد علیہ	کذا فی المبسوط
۸۱	وکذلک لو قال لعربی یا دھقان[4] لا حد علیہ	کذا فی المبسوط
۸۲	ولو قال یا بنی لا حد علیہ	کذا فی المبسوط

[1] ازرق - نیلگوں - اور رومیوں کو بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں - ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۰۸ (مترجم) [2] الاشقر یعنی سرخ و زرد رنگ والا - مفہوم ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۴۸ (مترجم) [3] مولی یعنی آزاد کردہ شدہ، آزاد کنندہ - ماخوذ از صراح ص ۵۸۸ (مترجم) [4] دھقان - یعنی کسان - شراب بیچنے والا - سوداگر - ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۱۳۸۶ اور بعض اوقات یہ کلمہ مدح

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب ۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۳-۷۳	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "انت تزنی واضرب انا" (یعنی زنا تو کرے اور مارا میں جاؤں) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے اس لئے کہ یہ کلام بطور استفہام اور عار دلانے کے ذکر کیا جاتا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ فاعل کے علاوہ دوسرے کو سزا دیا جانا کیونکر جائز ہے ۔	ایضاح
۷۴	اگر کسی آدمی نے (کسی عورت سے) کہا کہ "زنیت قبل ان تخلقی" (یعنی تو نے اپنی پیدائش سے پہلے زنا کیا) یا یوں کہا کہ "قبل ان تولدی" (یعنی تو نے اپنی ولادت سے پہلے زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے ۔	محیط
۷۵	جب کسی شخص نے کسی عورت کو یوں قذف کیا کہ اس عورت نے حالتِ نصرانیت میں زنا کیا تھا یا اس نے کسی مرد کو یوں قذف کیا کہ اس نے نصرانی ہونے کی حالت میں زنا کیا تھا تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائیگی اور (مذکورہ صورت میں) مراد یہ ہے کہ کہنے والے نے اس عورت یا مرد کے اسلام لانے کے بعد اس کے اس زنا کا قذف کیا جو اس نے حالت نصرانیت میں کیا تھا مثلاً اس نے یوں کہا "زنیت وانت کافرۃ" (یعنی تو نے زنا کیا درآنحالیکہ تو کافرہ تھی)	فتح قدیر
۷۶	اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی ایسے آزاد شدہ سے جس نے غلام ہونے کی حالت میں زنا کیا تھا یوں کہا کہ "زنیت وانت عبد" (یعنی تو نے زنا کیا اور تو غلام تھا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ جیسا کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ "قذفتک بالزنا وانت کتابیۃ او امۃ" (یعنی میں نے تجھے زنا کا قذف کیا جبکہ تو کتابیہ یا باندی تھی) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے ۔	فتح قدیر
۷۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ "اے ٹنڈے کے بیٹے" یا "اے لنجے کے بیٹے" یا "اے حجام کے بیٹے" حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی ۔	مبسوط
۷۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے ازرق یعنی نیلی آنکھوں والے کے بیٹے" "اے اشقر[۲] کے بیٹے" یا "کالے کے بیٹے" حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے (تو یوں کہنے والے پر بھی حد قذف لازم نہ ہوگی)	مبسوط
۷۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے سندی کے بیٹے" یا "اے حبشی کے بیٹے"، تو یوں کہنے والا اسے قذف کرنے والا نہ قرار پائے گا ۔	مبسوط
۸۰	اگر کسی شخص نے کسی عربی کو یوں کہا کہ "اے غلام" یا "اے مولی[۳]" (یعنی آزاد کردہ غلام) تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی ۔	مبسوط
۸۱	اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی عربی سے کہا کہ "اے دہقان[۴]" تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	مبسوط
۸۲	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے میرے بیٹے" تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہیں ہے ۔	مبسوط

شرف کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۴۶۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۸۳	وکذلک لو قال لرجل انت عبدی او مولای فهذا دعوی الرق والولاء علیه فلیس من القذف فی شیئ	کذا فی المبسوط
۸۴	فان قال یا یهودی او یا نصرانی او یا مجوسی او یا ابن الیهودی لاحد علیه ولکنه یعزر	کذا فی المبسوط
۸۵	ولو قال یا ابن الحائک لاحد علیه	کذا فی فتح القدیر
۸۶	اذا قال لست بعربی او یا ابن الخیاط او یا ابن الاعور وابوه لیس کذلک لم یکن قذفا	کذا فی الجوهرة النیرة
۸۷	ولو قال لست بابن آدمؑ او لست بانسان او لست لرجل او ما انت بانسان لم یکن قذفا	کذا فی الجوهرة النیرة
۸۸	وان قال لست حلالا فهو قذف	کذا فی الجوهرة النیرة
۸۹	ولو قال یا ابن الاصفر وابوه لیس کذلک لا یحد	کذا فی شرح الطحاوی
۹۰	قیل فلان المیت کان صالحا لم یشرب ولم یزن فقال آخر فعل کله او فعل هذا کله لا یکون قذفا ولو قال انه فعل کله فهو قذف	کذا فی الوجیز للکردری
۹۱	فی الآثار عن ابی حنیفة رح اذا قال لغیره یا نعل فعلیه الحد لانه بلغة عمان یا زانی	کذا فی الذخیرة
۹۲	وفی مختصر الجصاص عن ابراهیم النخعی رح انه قال اذا قال لامرأته ای دوسی یجب الحد وعلی هذا اذا قال ای سیاهه او قال ای غر او قال ای جلب او ما شاکل ذلک یجب الحد لان هذه العبارات کلها منبئة عن کونها زانیة عرفا هکذا ذکر فی الاصل	کذا فی الذخیرة
۹۳	ولو قذف رجلا فقال یا ابن الزانیة ثم ادعی القاذف ان ام المقذوف امة او نصرانیة والمقذوف یقول هی حرة مسلمة فالقول قول القاذف وعلی المقذوف البینة	کذا فی الایضاح

۱؎ حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور کسی کو ولد الحرام یا حرام زادہ کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۴۶۷ میں احکام ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اصفر یعنی زرد رنگ والا یا ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۹۲ (مترجم) ۵؎ حکم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام / حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۸۳	اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ "انت عبدی" (یعنی تو میرا غلام ہے) یا یوں کہا "مولای" (یعنی تو میرا آزاد کردہ غلام ہے) تو یہ اس پر اس کے غلام ہونے یا اس کا ولی ہونے کا دعوی ہے پس اس میں قذف کی قسم سے کچھ نہیں ہے۔	مبسوط
۸۴	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے یہودی" یا کہا "اے نصرانی" یا کہا "اے مجوسی" یا کہا "اے یہودی کے بیٹے" تو ان صورتوں میں کہنے والے پر حد قذف لازم نہیں ہے لیکن اسے تعزیری سزا دی جائے گی [1]	مبسوط
۸۵	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے جولاہے کے بیٹے" تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	فتح قدیر
۸۶	جب کسی شخص نے دوسرے (عربی شخص) سے کہا تو عربی نہیں ہے۔ یا کسی نے دوسرے شخص سے کہا "اے درزی کے بیٹے" یا "اے کانے کے بیٹے" درآنحالیکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یوں کہنا قذف نہ قرار پائے گا [2]	جوہرہ نیرہ
۸۷	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا "لست یابن آدم" (یعنی تو آدم کا بیٹا نہیں ہے) یا یوں کہا "لست بانسان" (یعنی تو انسان نہیں ہے) یا یوں کہا کہ "لست لرجل" (یعنی تو مرد سے نہیں ہے) یا یوں کہا "ما انت بانسان" (یعنی تو انسان نہیں) تو یوں کہنا قذف نہ قرار پائے گا	جوہرہ نیرہ
۸۸	اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا "لست حلالا" (یعنی تو حلال کا نہیں ہے) تو یوں کہنا قذف قرار پائے گا [3]	جوہرہ نیرہ
۸۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے اصفر[4] کے بیٹے" حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یوں کہنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔	شرح طحاوی
۹۰	کہا گیا کہ فلاں میت نیک شخص تھا اس نے نہ کبھی شراب پی اور نہ زنا کیا تو ایک اور شخص نے یوں کہا کہ "فعل کلہ" (یعنی یہ سب کیا) یا یوں کہا کہ "فعل ھذا کلہ" (یعنی یہ سب کیا) تو اس کا یوں کہنا قذف نہ قرار پائے گا اور اگر اس نے یوں کہا کہ "انہ فعل کلہ" (یعنی اس نے یہ سب کیا) تو اس کا یوں کہنا قذف قرار پائے گا۔	وجیز للکردری
۹۱	الآثار میں امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے نغل" تو کہنے والے پر حد قذف لازم ہے اس لئے کہ عمان کی لغت میں اس کا معنی "اے زانی" ہے۔	ذخیرہ
۹۲	مختصر جصاصؒ میں ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اے دوسی" اسی طور پر اگر کسی نے کہا "اے سیابہ" یا کہا "اے غر" یا کہا "اے حلبب" یا اس سے ملتا جلتا کوئی کلمہ کہا تو حد قذف واجب ہوگی اس لئے کہ یہ سب الفاظ از روئے عرف اس عورت کے زانیہ ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ الاصل میں یوں ہی مذکور ہے۔	ذخیرہ
۹۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو قذف کیا اور یوں کہا "یا ابن الزانیۃ" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے) پھر قاذف (یعنی قذف کرنے والے) نے یہ دعوی کیا کہ مقذوف کی ماں باندی ہے یا نصرانیہ ہے اور مقذوف کا کہنا ہے کہ وہ آزاد اور مسلمہ ہے تو قاذف کے قول کا اعتبار ہوگا اور مقذوف پر (اپنے قول کی سچائی کیلئے) گواہی لازم ہوگی [5]	ایضاح

نمبر ۳۱/۴۶۳ مع حاشیہ ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶ - ۹۴	وکذلک لو قذف فی نفسہ ثم ادعی القاذف ان المقذوف عبد فالقول قول القاذف ولا یکتفی بحریۃ الاصل	کذا فی الایضاح
۹۵	وکذلک لو قال القاذف انا عبد وعلی حد العبید وقال المقذوف انت حر فالقول قول القاذف	کذا فی الایضاح
۹۶	ان وطی جاریۃ ابنہ او احد ابویہ او اختہ ثم ادعی ان مولاها باعها منہ ولم تکن لہ بینۃ فلا حد علی قاذفہ وکذلک ان اقام شاهدا واحدا علی الشراء	کذا فی المبسوط
۹۷	ولو قذف رجلا ولم یکن للمقذوف بینۃ علی انہ قذفہ واراد استحلافہ باللہ ماقذفہ فان الحاکم لا یستحلفہ عندنا	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۹۸	اذا ادعی علی انسان قذفا فان کان ذلک باقرار القاذف او ببینۃ قامت علیہ یقال لہ اقم البینۃ علی صحۃ قذفک والا اقیم علیہ الحد قال واذا ضرب بعض الحد ثم اقام القاذف البینۃ علی صدقہ سمعت بینتہ واذا سمعت البینۃ سقط بعض الجلد ولا تبطل شهادتہ ولا یلزمہ سمۃ الفسق	کذا فی الایضاح
۹۹	قال محمد اذا ادعی رجل علی رجل انہ قذفہ وجاء بشاهدین لیشهدا ان هذا قذف هذا فالقاضی یسئل من الشاهدین عن القذف ماهو وکیف هو فان قالا نشهد انہ قال لہ یازانی تبت شهادتهما ویحد القاذف ان کانا عدلین وان کان القاضی لایعرف الشهود بالعدالۃ حبس القاذف حتی یتعرف عن عدالۃ الشاهدین والعدالۃ هی الانزجار عن تعاطی مایعتقدہ الانسان محظورا دینہ فان شهد احدهما انہ قال یازانی یوم الجمعۃ	

۱؎ حکم نمبر ۳۹/۴۶۴ مع حاشیہ، ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۹/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ تذف کے منکر سے حلف نہیں لی جاتی - ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰ (مترجم)

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۶۶۴-۹۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اس آدمی کی ذات کو قذف کیا پھر قاذف نے یہ دعویٰ کیا کہ مقذوف غلام ہے تو قاذف کے قول کا اعتبار ہوگا اور اس صورت میں فی الاصل آزاد ہونا کفایت نہ کرے گا [۱]	ایضاح
۹۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر قاذف نے یہ کہا کہ میں غلام ہوں اور مجھ پر غلاموں کی حد (یعنی نصف) لازم آتی ہے اور مقذوف نے کہا تو آزاد ہے تو قاذف کے قول کا اعتبار ہوگا (جبتک کہ مقذوف گواہی نہ قائم کرے) [۲]	ایضاح
۹۶	اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے یا ماں باپ یا بہن کی باندی سے وطی کی پھر یہ دعویٰ کیا کہ اس کے آقا نے اسے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا حالانکہ اس کے پاس اس بیع کے گواہ نہیں ہیں تو اس کے قاذف پر حد قذف نہ ہوگی اسی طرح اگر اس باندی کی خرید پر ایک گواہ قائم کیا تو یہی حکم ہے (یعنی اس کے قاذف پر حد قذف نہ ہوگی)	مبسوط
۹۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو قذف کیا اور اسکے قذف پر مقذوف کے پاس گواہ نہ تھے اور مقذوف نے چاہا کہ قاذف سے یہ حلف لے کہ "خدا کی قسم میں نے اسے قذف نہیں کیا"، تو ہمارے ہاں حاکم مجاز اس قاذف سے حلف نہ لے گا [۳]	جوہرہ نیرہ
۹۸	جب کسی شخص نے کسی انسان پر قذف کا دعویٰ کیا تو اگر یہ قذف قاذف کے اقرار سے یا اس پر گواہی قائم ہونے سے تھا تو قاذف سے کہا جائے گا کہ تو نے جو قذف کیا ہے اس کی صحت پر گواہ قائم کر (یعنی زنا ثابت کر) ورنہ اس پر حدِ قذف لگائی جائے گی۔ اور لکھا ہے کہ جب اس قاذف کو حد قذف سے کچھ سزا مل چکی تو اس نے جو قذف کیا تھا اس کی سچائی پر گواہ قائم کر دیئے (یعنی زنا ثابت کر دیا) تو اس کی قائم کردہ اس گواہی کی سماعت ہوگی اور جب اس کی وہ گواہی سنی گئی تو (باقیماندہ) بعض سزا کے کوڑے ساقط ہو جائیں گے اور پھر ایسے (قاذف) شخص کی گواہی باطل نہ ہوگی اور اسے نشان فسق لازم نہ ہوگا [۴]	ایضاح
۹۹	(ل) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ کسی آدمی نے دوسرے آدمی پر دعویٰ کیا کہ اس نے اسے قذف کیا ہے اور وہ (مقذوف) دو گواہ لایا تاکہ وہ یہ گواہی دیں کہ اس آدمی نے اسے قذف کیا ہے تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) ان گواہوں سے دریافت کرے گا کہ قذف کیا ہوتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ پس اگر گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس آدمی نے اسے کہا ہے کہ "اے زانی" تو ان گواہوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ دونوں گواہ عادل ہوں اور اگر قاضی ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کو نہ جانتا ہو تو قاضی اسے قید رکھے گا حتیٰ کہ گواہوں کی عدالت دریافت کرے [۵] اور گواہ کی عدالت یہ ہے کہ وہ ایسے کام کی مشغولیت سے باز رہے جن کاموں کو آدمی اپنے دین میں ممنوع ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو پھر اگر ایک گواہ نے یوں گواہی دی کہ اس نے اسے جمع	

[۴] حکم نمبر ۱۳۸/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۲/۴۶۱ کا دسواں حاشیہ، حکم نمبر ۲/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۲۶-	وشهد الآخر انه قال یازانی یوم الخمیس قال ابوحنیفة رحمه الله تقبل هذه الشهادة ویحد القاذف وقالا رحمهما الله لاتقبل[1]	کذا فی الظهیریة
	وماقاله ابوحنیفةؒ اولی	کذا فی المحیط
۱۰۰	ولو شهد رجلان علی رجل بالقذف واختلفا فی المکان الذی قذف فیه وجب الحد عند ابی حنیفةؒ وقال ابویوسفؒ ومحمدؒ لا یجب[2]	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۰۱	ولو شهد احدهما انه قذفه یوم الخمیس وشهد الآخر انه اقر انه قذفه یوم الخمیس فلا حد علیه فی قولهم	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۰۲	ولواختلفوا فی اللغة التی وقع القذف بها فی العربیة والفارسیة وغیرهما بطلت شهادتهم	کذا فی فتح القدیر
۱۰۳	ولوان جماعة قالوا رأینا فلانا یزنی بفلانة فیما دون الفرج لاحد علی احد لاعلی المقذوف ولا علی الجماعة[3]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰۴	ولوان جماعة قالوا رأینا فلانا یزنی بفلانة وقطعوا الکلام ثم قالوا فیمادون الفرج کان علیهم حد القذف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰۵	ولوادعی قذفا علی احد واقام علی ذلک شاهدا واحدا فالقاضی لا یحد القاذف وهل یحبسه ینظر ان کان الشاهد فاسقالا یحبسه وان کان عدلا وقال لی شاهد آخر فی المصر القیاس ان لایحبسه وفی الاستحسان یحبسه یومین اوثلاثة ایام واذا ادعی ان له شاهدا آخر خارج المصر فکذلک لا یحبسه وهذا اذا کان المکان الذی فیه الشاهد بعیدا من المصر بحیث لایمکنه الاحضار فی مدة ثلاثة ایام واذا کان[4] قریبا بحیث یمکنه الاحضار فی مدة ثلاثة ایام فانه یحبسه	کذا فی الظهیریة

[1] حکم نمبر ۱۰۰، ۱۰۱/۴۲۶ ملاحظہ ہوں اور زنا کی شہادت میں مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۴۲۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] حکم نمبر ۲/۴۲۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] حکم نمبر ۹۹/۴۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۱/۴۵۸ مع حاشیہ، ۱۰۴/۴۲۲ نیز ۵۶/۴۲۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۹۹-	کے دن یوں کہا کہ "اے زانی" اور دوسرے گواہ نے یوں گواہی دی کہ، اس نے اسے جمعرات کے دن یوں کہا کہ "اے زانی"، تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں (حد قذف میں)[۱] ایسی گواہی قبول کی جائیگی اور قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ ایسی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ (ب) اور (مذکورہ صورت میں) جو قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے وہ اولی ہے	ظہیریہ محیط
۱۰۰	اگر دو مردوں نے کسی آدمی پر قذف کی گواہی دی اور ان گواہوں نے اس جگہ کے بیان کرنے میں اختلاف کیا جس میں قذف کیا گیا۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد قذف واجب ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں واجب نہ ہوگی [۲]	فتاوی کرخی
۱۰۱	اگر (قذف کے) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے جمعرات کے دن قذف کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ قاذف نے اقرار کیا ہے کہ اس نے جمعرات کے دن قذف کیا ہے تو اس صورت میں سب کے قول کے بموجب اس قاذف پر حد قذف واجب نہ ہوگی [۳]	فتاوی کرخی
۱۰۲	اگر (قذف کے) گواہوں نے عربی، فارسی وغیرہ اس زبان کے بیان کرنے میں اختلاف کیا جس میں قذف ہوا ہے تو ان کی گواہی باطل قرار پائے گی۔	فتح قدیر
۱۰۳	اگر ایک جماعت نے (گواہی میں) کہا کہ "ہم نے دیکھا کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے فرج کے علاوہ میں زنا کیا" تو کسی پر حد لازم نہیں نہ مقذوف پر (حد زنا) لازم ہوگی اور نہ اس جماعت پر (حد قذف) لازم ہوگی[۴]	قاضیخان
۱۰۴	اگر ایک جماعت نے (گواہی میں) کہا کہ "ہم نے دیکھا کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے زنا کیا" اور اس جماعت نے اتنا کہہ کر کلام ختم کر دیا پھر انہوں نے کہا کہ "فرج کے علاوہ میں"، تو (اس صورت میں) ان پر حد قذف لازم ہوگی [۵]	قاضیخان
۱۰۵	(د) اگر کسی شخص نے کسی پر قذف کا دعوی کیا اور اس پر ایک گواہ قائم کیا تو قاضی قاذف کو حد قذف نہ لگائے گا۔ اور آیا قاذف کو قید رکھے گا؟ اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ ایک گواہ فاسق ہے تو قاضی قاذف کو قید میں نہ رکھے گا (ب) اور اگر وہ ایک گواہ عادل (یعنی معتبر) ہو اور مدعی یہ کہے کہ میرا دوسرا گواہ بھی شہر میں ہے تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ قاضی قاذف کو قید نہ رکھے گا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اسے دو یا تین دن تک قید رکھے۔ اور اگر مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس کا دوسرا گواہ شہر سے باہر ہے تو بھی قاضی قاذف کو قید میں نہ رکھے گا اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ جگہ جس میں دوسرا گواہ ہے شہر سے اتنی دور ہو کہ تین دنوں میں اس کا حاضر کرنا ممکن نہ ہو۔ اور اگر وہ جگہ اتنی قریب ہو کہ تین دنوں میں، اس گواہ کو حاضر کرنا ممکن ہو تو قاضی اس قاذف کو قید رکھے گا	ظہیریہ

[۱] حکم نمبر ۳/۴۶۶، ۱۰۳/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شقوق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴/۶۶-۱۰۶	فی تجنیس الناصری اذا ادعی القاذف ان المقذوف زان وان له البینة اُجل لاقامة البینة فان اقام والاحد فان لم یجد احدا یبعث الی الشهود یعثه مع شرط یحفظونه فان لم یجد الشهود حد وان اقام بعد ذلک قبلت شهادتهم	کذا فی التاتارخانیة
۱۰۷	ولو قذف رجلا فجاء باربعة فسقة انه کما قال یدرأ الحد عن القاذف وعن المقذوف وعن الشهود	کذا فی الظهیریة فی المقطعات
۱۰۸	اذا کان المقذوف حیا فلا خصومة لاحد سواء حاضرا کان او غائبا	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۰۹	ولو مات المقذوف قبل ان یطالب او بعد ما طلب او اقیم علیه بعض الحد بطل الحد و بطل ما بقی منه وان کان سوطا واحدا	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۱۰	وان رجع الغائب فقدمه الی الحاکم وضرب القاذف بعض الحد ثم غاب لم یتم الا وهو حاضر لان المطالبة شرط فی کله	کذا فی غایة البیان
۱۱۱	قذف میتا محصنا فللوالدین والمولودین علوا او سفلوا ان یخاصموا سواء فیه الوارث وغیره کالکافر والقاتل والرقیق والاقرب والابعد وان ترک بعضهم فللباقین ان یخاصموا	کذا فی التمرتاشی
	ولا یطالب بحد القذف للمیت الا ان یقع القدح فی نسبه فقذفه	کذا فی الهدایة
۱۱۲	وولد الابن وولد البنت سواء فی ظاهر الروایة	کذا فی فتاوی قاضیخان

ـلـہ حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـہ وفات یافتہ مقذوف کے متعلق حکم نمبر ۱۱۱/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۳ـہ حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۴ـہ حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۵ـہ زندہ مقذوف

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتواں باب - حدقذف اور تعزیر کے احکام

دفعات شق نمبر	حدقذف کا بیان	حوالہ
۱۰۶-۴۹۴	(د) تجنیس ناصری میں ہے کہ جب قاذف نے دعوی کیاکہ مقذوف زانی ہے اور میرے پاس اس پر گواہ ہیں تو اسے گواہ قائم کرنے کے لئے مہلت دی جائے گی - پھر اگر اس نے گواہ قائم کئے تو خیر ورنہ اسے حدقذف لگائی جائے گی - (ب) اور اگر قاذف نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو گواہوں کو بلانے کے لئے بھیجے تو قاضی اسے پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ بھیجے گا جو اس کی نگرانی کریں گے پس اگر اس نے گواہ نہ پائے تو اسے حدقذف لگائی جائے گی (ج) اور اگر اس کے بعد اس نے گواہ قائم کر دیئے تو ان گواہوں کی گواہی قبول کی جائے گی -	تتارخانیہ
۱۰۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی پر قذف کیا پھر قاذف چار فاسق گواہ لایا کہ وہ مقذوف ایسا ہی ہے جیساکہ قاذف نے کہا ہے تو (اس صورت میں) قاذف سے حدقذف ہٹادی جائے گی [1] اور مقذوف اور گواہوں سے بھی حد ہٹادی جائے گی -	ظہیریہ
۱۰۸	جب مقذوف (یعنی جسے زنا کا الزام دیا گیا ہے وہ) زندہ ہو [2] تو اس کے سوا کسی اور شخص کو (حدقذف کے لئے) مقدمہ دائر کرنے کا حق نہیں ہے خواہ وہ مقذوف حاضر ہو یا غائب ہو -	فتاوی کرخی
۱۰۹	اگر مقذوف شخص حدقذف کے مطالبہ سے پہلے یا مطالبہ کرنے کے بعد یا قاذف پر بعض حدقذف قائم ہونے کے بعد وفات پاگیا تو قاذف سے حد باطل ہو جائے گی اور باقیماندہ حدقذف بھی باطل ہو جائے گی خواہ وہ ایک ہی کوڑا باقی رہا ہو - [3]	فتاوی کرخی
۱۱۰	اگر غائب (مقذوف) واپس آیا اور قاذف کو حاکم مجاز کے ہاں لایا اور قاذف کو ابھی بعض قذف لگائی گئی تھی کہ مقذوف پھر غائب ہوگیا تو وہ حد تب ہی پوری کی جائے گی کہ وہ حاضر رہے اس لئے کہ مطالبہ پوری حدقذف میں شرط ہے [4]	غایۃ البیان
۱۱۱	(د) کسی شخص نے ایسے وفات [5] یافتہ شخص کو قذف کیا جو محصن تھا تو اس کے والدین کو خواہ اوپر درجہ تک ہوں (مثلاً دادا پردادا وغیرہ) اور مقذوف کی اولاد خواہ نیچے درجہ تک ہوں (مثلاً پوتا پڑپوتا وغیرہ) سب کو حدقذف کے دعوی کا حق حاصل ہے خواہ وہ وارث قرار پاتا ہو یا نہ مثلاً کافر یا (مورث کا) قاتل یا غلام اور قریب درجہ کا ہو یا دور درجہ کا ہو اور اگر ان میں سے بعض نے حدقذف کا مطالبہ ترک کر دیا تو باقیماندہ کو حق حاصل ہے کہ وہ حدقذف کا دعوی کریں [6]	تمرتاشی
	(ب) میت کو قذف کیے جانے کی صورت میں (اس کا رشتہ دار) اس حدقذف کا مطالبہ تب کر سکتا ہے کہ اس قذف کی وجہ سے مطالبہ کنندہ کی نسب میں طعن واقع ہوتا ہو [7]	ہدایہ
۱۱۲	(میت پر حدِ قذف کے مطالبہ کے حق میں) بیٹے کی اولاد اور بیٹی کی اولاد ظاہر روایت کے بموجب برابر ہیں [8]	قاضیخان

[1] ملاحظہ ہوں (مترجم) ... کے متعلق حکم نمبر ۱۰۸/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۵۲/۴۶۴ ، ۱۰۸، ۱۱۲/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جنہیں نسب میں طعن واقع ہوتا ہے - وہ اصول و فروع ہیں خواہ اوپر یا نیچے تک ہوں - پس ان میں ماں اور دادا بھی شامل ہیں - البتہ اصول میں سے ماں کا باپ اور ماں کی ماں مستثنیٰ ہیں - نیز یہاں نسب سے مراد جزو ہونا ہے - خواہ میت ان کی جزو ہو یا وہ میت کی جزو ہوں - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۶ - حکم نمبر ۱۰۸، ۱۱۲/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیساکہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ صفحہ ۴۷۹ میں ہے - حکم نمبر ۱۰۸، ۱۱۱/۴۶۶ مع حواشی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۱۳	ولا یثبت لابی الام ولا لام الام	
	اما الاخوۃ والاخوات والاعمام والعمات والاخوال والخالات فلیس لھم حق الخصومۃ	کذا فی المحیط کذا فی شرح الطحاوی
۱۱۴	ولیس للولد ان یطالب بحد القذف اذا کان القاذف اباہ وجدہ وان علا ولا امہ ولا جدتہ	کذا فی الایضاح
۱۱۵	وان قذف اباہ او امہ او اخاہ او عمہ فعلیہ الحد	کذا فی المبسوط
۱۱۶	رجل قال لابنہ یا ابن الزانیۃ وامہ میتۃ و لھا ابن من غیرہ فجاء یطلب الحد یضرب القاذف الحد	کذا فی المبسوط
۱۱۷	وکذلک ان کان للمیت المقذوف ابنان فصدق احدھما کان للآخر ان یأخذ بالحد وان لم یکن للمقذوف الا ابن واحد فصدقہ فی القذف ثم اراد ان یأخذ بالحد لیس لہ ذلک	کذا فی المبسوط
۱۱۸	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر رجل لہ عبد ولہ ام حرۃ مسلمۃ وقد ماتت فقذف المولی ام العبد فلیس للعبد ان یأخذ المولی بحدھا	کذا فی المحیط
۱۱۹	ولو ان رجلین استبا فقال احدھما اما انا فلست بزان ولا امی بزانیۃ قال لا حد فی ھذا	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۲۰	ولو قال من قال کذا وکذا فھو ابن الزانیۃ فقال رجل انا قلت فلا حد علی المبتدیٔ	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۲۱	ولو قال لعبد یا زانی فقال لا بل انت یحد العبد دون الحر ولو کان حرین یحدان جمیعا	کذا فی خزانۃ المفتین

۱؎ حکم نمبر ۱۱۱/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ رد المحتار بحوالہ خانیہ لکھا ہے کہ میت کے بھائی چچا، پھوپھی اور غلام کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۶ حکم نمبر ۱۱۱،۲۰۸/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ آقا کو اسکے غلام کے سبب سے اور باپ کو اس کے بیٹے کے سبب سے عقوبت نہیں کی جاتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۵۔ حکم نمبر ۵۵/۴۶۶ مع حاشیہ د ۶۶/۴۶۴، ۳۱/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۵۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۱۳	(د) (وفات یافتہ مقذوف کی) ماں کے باپ اور ماں کی ماں کو حد قذف کے مطالبہ کا حق ثابت نہیں ہوتا[۱] (ب) (وفات یافتہ مقذوف کے) بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہے[۲]	محیط شرح طحاوی
۱۱۴	اولاد کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہوتا جبکہ قذف کرنے والا اس کا باپ یا دادا ہو خواہ اوپر کے درجہ تک ہوں (مثلاً پردادا وغیرہ) یا قذف کرنے والی اسکی ماں یا دادی ہو[۳]	ایضاح
۱۱۵	اگر کسی شخص نے اپنے باپ یا اپنی ماں یا اپنے بھائی یا اپنے چچا یا اپنی پھوپھی پر قذف کیا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی۔	مبسوط
۱۱۶	کسی آدمی نے اپنے بیٹے سے کہا " یا ابن الزانیۃ " (یعنی اے زانیہ کے بیٹے) اور اس کی ماں وفات پا چکی ہے اور اسکی ماں کا ایک اور بیٹا اس کے باپ کے علاوہ (اسکے کسی دوسرے خاوند) سے ہے پس اس نے حد قذف کا مطالبہ کیا تو قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی[۴]	مبسوط
۱۱۷	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وفات یافتہ مقذوف کے دو بیٹے ہوں ان دونوں میں سے ایک نے قاذف کی تصدیق کی تو دوسرے بیٹے کو حق حاصل ہے کہ وہ حد قذف کا مطالبہ کردے۔ (ب) اگر وفات یافتہ مقذوف کا ایک ہی بیٹا ہو۔ اس نے قاذف کی تصدیق کی پھر اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ حد قذف کا مطالبہ کردے تو اسے یہ اختیار نہیں ہے[۵]	مبسوط
۱۱۸	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ کسی آدمی کا غلام ہے اور اس غلام کی ماں آزاد مسلمان تھی اور وہ وفات پا چکی ہے۔ پھر آقا نے اس غلام کی ماں کو قذف کیا تو غلام کو یہ حق[۶] نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا سے حد قذف کا مطالبہ کردے۔	محیط
۱۱۹	اگر دو آدمیوں نے باہم گالی گلوچ کیا پس ان میں سے ایک نے یوں کہا کہ " میں تو زانی نہیں ہوں اور نہ میری ماں زانیہ ہے "، تو یوں کہنے پر حد قذف لازم نہیں ہے[۷]	فتاوی کرخی
۱۲۰	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ " من قال کذا وکذا فھو ابن الزانیۃ " (یعنی جس شخص نے ایسا ایسا کہا تو وہ زانیہ کا بیٹا ہے) تو ایک آدمی نے کہا کہ " میں نے کہا ہے "، تو اس صورت میں ابتداً میں (مذکورہ کلمہ کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے۔	فتاوی کرخی
۱۲۱	(د) اگر کسی شخص نے کسی غلام سے کہا کہ " یا زانی " (یعنی اے زانی) تو غلام نے کہا کہ " لا بل انت " (یعنی نہیں بلکہ تو ہے) تو اس غلام کو حد قذف لگائی جائے گی اور اس آزاد شخص کو حد قذف نہیں لگائی جائے گی[۸] (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں دونوں آزاد شخص تھے تو ان دونوں کو حد قذف لگائی جائیگی[۹]	خزانۃ المفتین

۵ حکم نمبر ۵۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ حکم نمبر ۷/۴۶۶، ۵۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ حکم نمبر ۳۱/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ حکم نمبر ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۶ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۱۲۲-۱۲۲/۴۶۴	ولوقذف اجنبي اجنبية محصنة و اقيم عليه الحد ثم قذفها غيره يقام عليه الحد ايضا	كذا في المحيط
۱۲۳	ابن سماعة عن محمد[1] في الرقيات اربعة شهدوا على رجل انه زنى بفلانة بنت فلان[2] الفلانية امرأة معروفة سموها ووصفوا الزنا واثبتوه والمرأة غائبة فرجم الرجل ثم ان رجلا قذف تلك المرأة الغائبة فخاصمته الى القاضي الذي قضى على الرجل بالرجم قال القياس ان يحد قاذفها لكني استحسن ان لا احد قاذفها	كذا في الظهيرية
	في جمع الجوامع وان خاصمت الى قاضي آخر يحد الا ان اقام الشاهد بينة على قضاء الاول	كذا في التتارخانية
۱۲۴	من قذف غير مرة اوزنى غير مرة اوشرب غير مرة فحد مرة فهو لذلك كله	كذا في الكافي
۱۲۵	ولوقذف جماعة بكلمة واحدة اوقذف كل واحد منهم بكلام على حدة او في ايام متفرقة فخاصموا ضرب لهم حد واحد وكذا اذا خاصم بعضهم دون بعض فحد فالحد يكون لهم جميعا وكذا اذا حضر واحد منهم فانما على القاذف حد واحد لا غير فان حضر بعد ذلك من لم يخاصم في قذفه بطل الحد في حقه ولم يحد له مرة اخرى	كذا في السراج الوهاج
۱۲۶	لوحد القاذف وفرغ من حده ثم قذف رجلا آخر فانه يحد للثاني حد آخر وانما يسقط حد القذف ما قبله ولا يسقط ما بعده	كذا في السراج الوهاج

[1] زنا کے ثبوت کے متعلق حکم نمبر ۲۶۱ میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۸، ۲۵/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے مذکورہ جرائم میں سے کوئی ایک جرم بار بار کیا پھر اسے حد لگائی گئی تو وہ حد سب کے لئے قرار پائیگی اور اگر کسی نے سبھی جنس کے جرم کئے مثلاً اسنے زنا بھی کیا قذف بھی کیا اور شراب بھی پی تو اس پر ہر جنس کے جرم پر اس کی متعلقہ حد لگائی جائے گی کیونکہ ہر جنس کے جرم کی حد کے اغراض نسب، عزت اور عقل کی حفاظت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۹، [4] حکم نمبر ۱۲۵ تا ۱۲۸/۴۶۶، ۳۹، ۴۱/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۱۲۴/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۱۲۲-۴۶۶	اگر کسی اجنبی نے اجنبیہ محصنہ عورت کو قذف کیا اور قاذف پر حد قذف قائم کردی گئی پھر اسی عورت کو کسی اور نے قذف کیا تو اس دوسرے کو بھی حدِ قذف لگائی جائے گی۔	محیط
۱۲۳	(و) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے الرقیات میں روایت کیا ہے کہ چار مردوں نے کسی مرد پر گواہی دی کہ اس نے فلانہ بنت فلاں سے زنا کیا ہے اور وہ فلانہ عورت جانی پہچانی ہے انہوں نے اس کا نام لیا زنا کو بیان کیا اور اسے ثابت کیا اور وہ عورت غائب تھی پس اس مرد کو رجم کیا گیا ۲؎ پھر کسی آدمی نے اس غائب عورت کو قذف کیا تو اس عورت نے اس قاضی کے ہاں حد قذف کا دعوی کیا جس نے اس مرد پر رجم کا فیصلہ دیا تھا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس عورت کے قاذف کو حد قذف لگائی جائے لیکن از روئے استحسان میں یہ حکم دوں گا کہ اس کے قاذف کو حد قذف نہ لگائی جائے۔	ظہیریہ
	(ب) الجمع الجوامع میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت نے کسی اور قاضی کے ہاں حد قذف کا دعوی کیا تو قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی۔ لیکن اگر وہ قاذف پہلے قاضی کے فیصلہ پر گواہی کے لئے گواہ قائم کرلے تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۱۲۴	جس شخص نے کئی بار قذف کیا، یا اس نے کئی بار زنا کیا یا اس نے کئی بار شراب پی پھر ایک دفعہ اسے (متعلقہ) حد لگائی گئی تو وہ حد (متعلقہ ۳؎) سب جرائم کے لئے قرار پائے گی۔	کافی
۱۲۵	(و) اگر کسی شخص نے کسی جماعت کو ایک کلمہ سے قذف کیا یا اس جماعت میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا اس جماعت کو متفرق دنوں میں قذف کیا پھر انہوں نے اس پر حد قذف کا دعوی کیا تو اس جماعت کے سب لوگوں کے حق کے لئے اس قاذف کو ایک حدِ قذف لگائی جائے گی۔ (ب) اسی طرح اگر اس جماعت کے بعض لوگوں نے حد قذف کا دعوی کیا اور بعض نے نہ کیا پھر اسے حد قذف لگائی گئی تو وہ حد اس جماعت کے سب لوگوں کے حق کے لئے قرار پائے گی۔ (ج) اسی طرح اگر اس جماعت میں ایک شخص حاضر ہوا (اور حد قذف کا دعوی کیا) تو قاذف پر ایک ہی حد قذف لگائی جائے گی اور نہیں پس اگر اس کے بعد ایسا شخص حاضر ہوا (اور حد قذف کا دعوی کیا) جس نے پہلے اس کے قذف پر حد قذف کا دعوی نہ کیا تھا تو اس کے حق کے لئے حد قذف باطل قرار پائے گی۔ اور قاذف کو ایک بار اور حد قذف نہ لگائی جائے گی ۴؎	سراج وہاج
۱۲۶	(و) اگر قاذف کو حدِ قذف کی سزا دے دی گئی وہ اس حد سے فارغ ہوگیا پھر اس نے کسی اور آدمی کو قذف کیا تو اس پر اس دوسرے کے حق کے لئے ایک اور حد قذف لگائی جائے گی (ب) اور حدِ قذف اپنے ماقبل کی حد قذف کو باطل کردیتی ہے اور وہ اپنے مابعد لازم ہونے والی حد قذف کو باطل نہیں کرتی ۵؎	سراج وہاج

۵؎ اور رد المحتار میں صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میرے ہاں صواب یہی ہے جیسا کہ الفتح میں ہے کہ اگر کسی پر حد قذف لگادی گئی پھر قاذف نے مقذوف کو پہلے زنا کے الزام کے علاوہ صراحتاً کسی اسے ایک اور زنا کا قذف کیا تو اس قاذف کو دوبارہ حد قذف لگائی جائیگی۔ جیسا کہ اگر اس قاذف نے کسی اور شخص کو قذف کیا تو اسے دوبارہ حد قذف لگائی جائیگی۔ اسلئے کہ پہلی حد قذف سے مابعد کی حد قذف کی تکذیب یا مقذوف سے دفع عار حاصل نہیں ہوتی۔ اور اگر کسی پر حد قذف لگادی گئی پھر اس قاذف نے مقذوف کو اسی زنا کا قذف کیا یا اسنے اس مقذوف کو مطلقاً قذف کیا تو اس قاذف کو دوبارہ حد قذف نہ لگائی جائیگی۔ اسلئے کہ محدود فی القذف اپنے آپکو سچا دکھانے کیلئے اس الزام کا تکرار کیا کرتا ہے جیسا کہ ابو بکرہ نے حضرت مغیرہؓ پر قذف کیا اور حضرت عمرؓ نے حد قذف لگائی تو ابو بکرہ بعد میں بھی اس الزام کو دھراتا تھا جبکہ حضرت عمرؓ نے اسے دوبارہ حد قذف لگانے کا ارادہ حضرت علیؓ کے روکنے سے ترک کردیا تھا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۴۔ حکم نمبر ۱۲۴ / ۴۶۶ ، ۱۲۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۱۲۶-۱۲۷	لو ضرب للزنا او للشرب بعض الحد فهرب ثم زنی او شرب ثانیا حد حدا مستأنفا ولو کان ذلک فی القذف ینظر فان حضر الاول الی القاضی یتمم الاول ولا شئ للثانی وان حضر الثانی وحدہ یجلد جلدا مستأنفا للثانی وبطل الاول	کذا فی التبیین
۱۲۸	وان اجتمعت علی واحد اجناس مختلفة بان قذف وزنی وسرق وشرب یقام علیه الکل ولا یوالی بینهما خیفة الهلاک بل ینتظر حتی یبرأ من الاول فیبدأ بحد القذف اولا لان فیه حق العبد ثم الامام بالخیار ان شاء بدأ بحد الزنا وان شاء بالقطع وتوخر حد الشرب ولو کان مع هذہ اجراحة توجب القصاص بدأ بالقصاص ثم حد القذف ثم الاقوی فالاقوی	کذا فی التبیین
۱۲۹	لو قال کلکم زان الا واحدا حد لان اصل القذف کان موجبا فکان لکل واحد منهم ان یدعی ما لم یعین المستثنی	کذا فی فتاوی الکبری
۱۳۰	عبد قذف حرا فاعتق فقذف آخر فاجتمعا ضرب ثمانین ولو جاء الاول فضرب اربعین ثم جاء به الآخر تمم له الثمانین ولو قذف آخر قبل ان یأتی به الثانی فالثمانون تکون لهما ولا یضرب الثمانین مستأنفا لان ما بقی تمامه حد الاحرار فیجاز ان یدخل فیه الاحرار	کذا فی فتح القدیر

۱؎ حکم نمبر ۲۸/۴۶۱ مع حاشیہ وحکم نمبر ۱۲۸/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ قاذف کو حد قذف لگائی گئی اسکے بعد اس نے کسی اور کو قذف کیا تو اس قاذف کو دوسرے مقذوف کے حق کیلئے پھر حد قذف لگائی جائیگی اور اگر قاذف کو حد قذف میں نواسی (۷۹) کوڑے لگائے (یعنی صرف ایک کوڑا لگانا باقی تھا) کہ پھر اس قاذف نے کسی اور کو قذف کیا تو اسے آخری ایک کوڑا ہی لگایا جائیگا مزید نہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۳ ص ۴۷۹ اور جیسا کہ درمختار میں ہے اور رد المحتار میں بحوالہ الجوہرہ لکھا ہے کہ حد قذف میں اصول یہ ہے کہ جب پہلی حد قذف میں سے کچھ سزا باقی ہو اور وہ قاذف کسی کو قذف کرے تو پہلی حد کی بقیہ سزا مکمل کی جائیگی اور (تداخل کیوجہ سے) اس دوسرے قذف سے از سر نو حد قذف لازم نہ ہوگی۔ اور بحوالہ البحر والنہر لکھا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ پہلا مقذوف اور دوسرا مقذوف دونوں حاضر ہوں۔ اور بحوالہ المحیط والتبیین لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اگر پہلا مقذوف اور دوسرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب ۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۲۷	(د) اگر کسی شخص کو زنا یا شراب خوری کی بعض حد لگائی گئی تو وہ بھاگ گیا پھر اس نے زنا کیا یا شراب پی تو اسے وہ حد از سرِ نو لگائی جائے گی ؎۱ (ب) اور اگر حد قذف میں مذکورہ صورت پیش آئی (یعنی قاذف پر بعض حد قذف لگائی تو وہ بھاگ گیا اور کسی اور کو قذف کیا) تو دیکھا جائے گا اگر پہلا مقذوف قاضی کے ہاں حاضر ہوا تو پہلی حد قذف کے (بقیہ) حد پوری کر دی جائے گی اور دوسرے کے لئے کچھ نہ ہوگا ؎۲ اور اگر دوسرا مقذوف اکیلے آیا (اور حد قذف کا مطالبہ کیا) تو قاذف کو دوسرے قذف کی وجہ سے ازسرِ نو حد قذف لگائی جائے گی اور (پہلے مقذوف کے حق سے لازم شدہ بقیہ) پہلی حدِ قذف باطل قرار پائے گی ؎۳	تبیین
۱۲۸	اگر ایک شخص پر مختلف جنسوں ؎۴ کی حدیں جمع ہو جائیں مثلاً اس نے قذف کیا اور زنا کیا اور چوری کی اور شراب بھی پی تو اس پر سب حدیں قائم کی جائیں گی ۔ البتہ اس کے ہلاک ہونے کے خوف سے وہ حدیں پے در پے قائم نہ کی جائیں گی بلکہ انتظار کیا جائے گا کہ پہلی قائم شدہ حد سے تندرست ہو جائے ۔ پس اسے پہلے حد قذف لگانے سے ابتداء کی جائے گی اس لئے کہ اس میں حق العبد کی اہمیت (زیادہ ملحوظ) ہے اس کے بعد حاکمِ وقت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو پہلے زنا کی حد جاری کرے اور چاہے تو (چوری یا رہزنی کی حدیں) عضو کاٹنے کی حد لگائے اور شراب خوری کی حد مؤخر کی جائے گی (ب) اور اگر مذکورہ حدود کے ساتھ اس کے ذمہ زخم ہو جو قصاص (یعنی بدلہ بھی) واجب کرتا ہو تو پہلے وہ قصاص لیا جائے گا پھر حد قذف لگائی جائے گی پھر باقی حدوں میں سے زیادہ قوی اور اس کے بعد زیادہ قوی کی ترتیب سے حدیں لگائی جائیں گی ۔	تبیین
۱۲۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا ”کلکم زان الا واحدا“ (یعنی تم سب زانی ہو مگر ایک) تو یوں کہنے سے اسے حد قذف لگائی جائے گی اس لئے کہ قذف حد قذف واجب کرنے والا ہے ۔ پس جب تک وہ مستثنیٰ (یعنی مگر ایک) کو معین نہ کرے ان میں سے ہر ایک کو حد قذف کے دعوی کا حق حاصل ہے ؎۵	فتاوی کبری
۱۳۰	کسی غلام نے کسی آزاد شخص کو قذف کیا پھر وہ غلام آزاد کیا گیا اور پھر کسی اور کو قذف کیا پھر دونوں مقذوف اکٹھے آئے (اور اس پر حد قذف کا دعوی کیا) تو اس قاذف کو (کل) اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر پہلے پہلا مقذوف آیا (اور اس نے حد قذف کا دعوی کیا) تو اس قاذف کو ؎۶ (غلام کی حد قذف میں) چالیس کوڑے لگائے گئے پھر دوسرے مقذوف نے حد قذف کا دعوی کیا تو اسکے حق کیلئے اسی کوڑے پورے کر دئے جائینگے (یعنی چالیس اور لگائے جائیں گے) اور اگر اس قاذف نے دوسرے مقذوف کے دعوی سے پہلے ایک اور کو بھی قذف کیا تو وہ اسی کوڑے ان دونوں کے حق کیلئے قرار پائیں گے اور قاذف کو از سرِ نو اسی کوڑے نہیں مارے جائیں گے اسلئے کہ باقیماندہ آزاد قاذف کی حد قذف کو پورا کرنا ہے پس اس میں آزاد قاذف کی حد قذف کا تداخل جائز ہے ۔	فتح قدیر

مقذوف دونوں آئے یا صرف پہلا مقذوف آیا تو پہلی حد قذف سے بقیہ پوری کیجائیگی اور تداخل کیوجہ سے دوسرے قذف کیلئے کچھ نہ ہوگا اور اگر صرف دوسرا مقذوف آیا تو اسکے لئے قاذف کو از سرِ نو حد قذف لگائی جائیگی اور پہلی حد قذف کی تکمیل کا دعوی نہ ہونے کیوجہ سے بقیہ پہلی حد باطل قرار پائے گی ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۳ ۔ حکم نمبر ۱۲۵/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۱۲۷/۴۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ؎۴ حکم نمبر ۱۲۱/۴۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ؎۵ البتہ جماعت کو قذف کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲۵/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ؎۶ حکم نمبر ۱۳۶/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ،

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
٤٦٦-١٣١	اذا حد المسلم فی قذف سقطت شہادته علی التأبید عندنا وان تاب لا تقبل الا فی العبادات	کذا فی شرح الطحاوی
١٣٢	اذا حد الکافر فی قذف لم یجز شہادته علی اهل الذمة فان اسلم قبلت شہادته علیهم وعلی المسلمین	کذا فی الهدایة
١٣٣	وان ضرب سوطا فی قذف ثم اسلم ثم ضرب ما بقی جازت شہادته وعن ابی یوسف[1] انه ترد شہادته اذ الاقل[2] تابع للاکثر والاول اصح	کذا فی الهدایة
١٣٤	ان قذف فی حالة الکفر فحد فی حالة الاسلام بطلت شہادته علی التأبید	کذا فی شرح الطحاوی
١٣٥	ولو حد العبد حد القذف ثم اعتق وتاب لا تقبل شہادته علی التأبید	کذا فی شرح الطحاوی
١٣٦	ولو قذف حالة الرق ثم اعتق فانه یقام علیه حد العبید	کذا فی شرح الطحاوی
١٣٧	ولو ضرب المسلم بعض الحد ثم هرب قبل تمامه ففی ظاهر الروایة تقبل شہادته ما لم یضرب جمیعه	کذا فی السراج الوهاج
١٣٨	فی المبسوط الصحیح من المذهب عندنا انه اذا اقام اربعة من الشهود علی صدقه بعد الحد تقبل شہادته	کذا فی فتح القدیر
١٣٩	اذا زنی المقذوف قبل ان یقام الحد علی القاذف او وطی وطأ حراما غیر مملوک فقد سقط الحد عن القاذف	کذا فی المبسوط
١٤٠	وکذلك اذا ارتد المقذوف وان اسلم بعد ذلك فلا حد علی القاذف وکذلك ان کان معتوها ذاهب العقل	کذا فی المبسوط

[1] حکم نمبر ٦٩/٤٦٣ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ہدایہ سے ماخوذ حکم ہٰذا کی عربی عبارت فتاوی عالمگیری مطبوعہ امیریہ، میمنیہ مصری میں یوں تھی۔ "والاقل" اور اصل ماخذ ہدایہ میں یوں ہے "اذ الاقل" "ماخوذ از ہدایہ ج ٢ ص ٢٥٩" اور چونکہ اصل ماخذ کی عبارت زیادہ صحیح ہے لہٰذا وہی درج ہے (مترجم) [3] اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ اسلئے کہ حد قذف سے گواہی کا رد ہونا پوری حد قذف پر ہوتا ہے اور مذکورہ صورت میں اسپر اسلام کے بعد بعض حد لگی ہے لہٰذا اسکی گواہی رد نہ ہوگی مفہوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۳۱	جب کسی مسلمان کو حد قذف لگائی گئی تو ہمارے ہاں اُسکی گواہی (معاملات میں) ہمیشہ کے لئے ساقط ہوگئی اگرچہ وہ توبہ کرلے لیکن (توبہ کے بعد) عبادات میں اس کی گواہی ساقط ہونے کا مذکورہ حکم نہیں ہے [۱]	شرح طحاوی
۱۳۲	جب کسی کافر کو حد قذف لگائی گئی تو اس کی گواہی ذمی کافروں پر جائز نہ ہوگی پھر اگر وہ اسلام لے آیا تو اس کی گواہی ذمی کافروں اور مسلمانوں سب پر مقبول ہوگی۔	ہدایہ
۱۳۳	(ا) اگر کسی کافر کو حد قذف میں ایک کوڑا مارا گیا پھر وہ مسلمان ہوگیا پھر اسے باقیماندہ حد لگائی گئی تو اسکی گواہی جائز ہوگی (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اسکی گواہی رد ہوگی اس لئے کہ کم (تعداد میں کوڑوں کی سزا) زیادہ (تعداد میں کوڑوں کی سزا) کی ذیل میں ہے (ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے [۳]	ہدایہ
۱۳۴	اگر کسی شخص نے کفر کی حالت میں قذف کیا اور پھر اسلام کی حالت میں اسے حد قذف لگی تو اسکی گواہی ہمیشہ کے لئے باطل ہوگئی [۴]	شرح طحاوی
۱۳۵	اگر کسی غلام کو حد قذف لگائی گئی پھر وہ غلام آزاد ہوگیا اور اس نے توبہ کی تو اسکی گواہی ہمیشہ کے لئے مقبول نہ ہوگی [۵]	شرح طحاوی
۱۳۶	اگر کسی شخص نے غلام ہونے کی حالت میں قذف کیا پھر وہ آزاد کردیا گیا تو اس پر حد قذف میں وہ حد قائم کی جائے گی جو غلام کے لئے ہے [۶]	شرح طحاوی
۱۳۷	اگر کسی مسلمان کو حد قذف میں سے بعض حد لگائی گئی پھر وہ حد پوری ہونے سے پہلے بھاگ گیا تو ظاہر روایت کے بموجب جب تک اسے حد قذف کے پورے کوڑے نہ لگائے جائیں اسکی گواہی مقبول ہوگی [۷]	سراج وہاج
۱۳۸	مبسوط میں ہے کہ ہمارے ہاں تحقیق میں صحیح حکم یہ ہے کہ جب کسی شخص پر حدِ قذف لگنے کے بعد اسنے اپنے قذف کی سچائی پر چار گواہ قائم کردئے تو اسکی گواہی مقبول ہوگی [۸]	فتح قدیر
۱۳۹	جب مقذوف نے قاذف کو حدِ قذف لگائے جانے سے پہلے زنا کا ارتکاب کیا یا غیر مملوک سے حرام وطی کی تو قاذف سے حد قذف ساقط ہوگئی [۹]	مبسوط
۱۴۰	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (قاذف کو حد قذف لگائے جانے سے پہلے) مقذوف مرتد ہوگیا (تو قاذف سے حدِ قذف ساقط ہوجائے گی) (ب) اور اسی طرح اگر مقذوف ایسا مخبوط الحواس ہوجائے کہ اس کی عقل جاتی رہے (تو قاذف سے حد قذف ساقط ہوجائے گی) [۱۰]	مبسوط

[۱] ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۹۔ [۲] حکم نمبر ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۱۳۳/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۱۳۳/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۶] غلام کیلئے حدِ قذف کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۷] حکم نمبر ۱۳۳/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۸] حکم نمبر ۹۸/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۹] حکم نمبر ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۱۰] حکم نمبر ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۴۱	ویسقط الحد عن القاذف بتصدیق المقذوف او بان یقیم اربعة علی زنا المقذوف سواء اقامها قبل الحد او فی خلاله علی احدی الروایات	کذا فی السراج الوهاج
۱۴۲	ولا یقبل منه اقل من اربعة شهود فان جاء بهم فشهدوا علی المقذوف بزنا متقادم درأت عنه الحد استحسانا وان جاء بثلاثة فشهدوا علیه وقال القاذف انا رابعهم لم یلتفت الی کلامه ویقام علیه وعلی الثلاثة الحد وان شهد رجلان او رجل وامرأتان علی اقرار المقذوف بالزنا یدرأ الحد عن القاذف وعن الثلاثة	کذا فی المبسوط
۱۴۳	اذا مات المکاتب وترک وفاء وادیت مکاتبته وحکم بعتقه فی آخر جزء من اجزاء حیاته وقسم الباقی بین ورثته الاحرار ثم قذفه رجل لا یحد	کذا فی المحیط
۱۴۴	من دخل الینا بامان من اهل الحرب فقذف رجلا مسلما یجب الحد علیه وهو قول ابی حنیفة الآخر وهو قولهما	کذا فی شرح الطحاوی
۱۴۵	حد القذف یفارق حد الزنا فان حد القذف لا یسقط بالتقادم وحد الزنا والشرب یسقط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴۶	ولا یقام حد القذف الا بطلب المقذوف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴۷	ولا تقبل البینة علیه الا بعد الدعوی	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حکم نمبر ۴۸/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ متقادم کے متعلق حکم نمبر ۸۷، ۸۸/۴۶۴، ۱۴۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ، ۳۰/۴۶۴، ۱۴۷/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲، ۷/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ غالباً اس لئے کہ اس صورت میں اس مکاتب کے لئے اسکی موت کے بعد اس کے آخری جزء حیات میں عتق کا حکم تقسیم وراثت وغیرہ کیلئے ضرورۃ ہے جو اپنے موقف پر پابند رہے گا اسکے عتق کے مفروضہ قضیہ سے اسے محصن قرار دیکر اسکے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی کیونکہ شبہ کے جگہ پانے سے حد دور ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حکم نمبر ۷/۴۳۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ مستأمن شخص پر حد زنا کے متعلق حکم نمبر ۴۵، ۴۷/۴۶۳ مع حاشیہ اور اس پر حد الشرب کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۵ ملاحظہ ہوں جنانچہ البحر الرائق

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شقی نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حدقذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۴۱	(و) مقذوف قاذف کے قذف کی تصدیق کردے تو قاذف سے حد قذف ساقط ہوجاتی ہے (ب) یا قاذف مقذوف کے زنا پر چار مرد گواہ قائم کردے تو بھی قاذف سے حدِ قذف ساقط ہو جاتی ہے خواہ قاذف حد قذف سے پہلے گواہ قائم کرے یا منجملہ روایات میں سے ایک روایت کے بموجب حدِ قذف کے درمیان گواہ قائم کرے تب بھی قاذف سے حدِ قذف ساقط ہوجاتی ہے ؎۱	سراج وہاج
۱۴۲	(و) (مقذوف کے زنا پر) قاذف سے چار گواہوں سے کم قبول نہ ہوں گے پس اگر قاذف چار گواہ لایا اور انہوں نے مقذوف کے اس زنا پر گواہی دی جو متقادم ہے ؎۲ (یعنی زائد المیعاد ہوچکا) ہے تو قاذف سے از روئے استحسان حدِ قذف ہٹائی جائے گی (ب) اور اگر قاذف تین گواہ لایا۔ پس انہوں نے مقذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ میں چوتھا گواہ ہوں تو اس کے اس کلام پر التفات نہ ہوگا اور قاذف پر اور ان تینوں گواہوں پر حد قذف لگائی جائے گی ؎۳ (ج) اور اگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے یہ گواہی دی کہ مقذوف نے زنا کا اقرار کیا ہے تو قاذف سے اور ان تین گواہوں سے حد قذف ہٹا دی جائے گی ؎۴	مبسوط
۱۴۳	جب مکاتب غلام وفات پاگیا اور وہ اتنا مال چھوڑ گیا جو اسکی مکاتبت کے مال کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔ پس اسکی مکاتبت کا مال ادا کردیا گیا اور اس کے اجزائے حیات میں سے آخری جز میں اسکے آزاد قرار پانے کا حکم دیا گیا اور باقی مال اس کے آزاد وارثوں میں تقسیم کردیا گیا پھر کسی آدمی نے اسے قذف کیا تو اس قاذف پر حد قذف نہ لگائی جائے گی ؎۵	محیط
۱۴۴	اہل حرب کافروں میں سے جو شخص ہمارے ہاں امان لیکر داخل ہوا پھر اس نے کسی مسلمان شخص کو قذف کیا تو اس پر حد قذف واجب ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ کا آخری قول یہی ہے اور یہی قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے ؎۶	شرح طحاوی
۱۴۵	حد قذف اور حد زنا کے احکام میں (کئی امور میں) فرق ہے۔ اس لئے کہ حد قذف تقادم (یعنی زائد المیعاد ہونے) سے ساقط نہیں ہوتی اور زنا اور شراب خوری کی حد تقادم سے ساقط ہو جاتی ہے ؎۷	قاضیخان
۱۴۶	حد قذف مقذوف کے مطالبہ کے بغیر قائم نہیں کی جاتی ۔ ؎۸	قاضیخان
۱۴۷	تذف پر گواہی بھی قذف کے دعوی کے بعد ہی مقبول ہوتی ہے ؎۹	قاضیخان

میں ہے کہ حاصل یہ ہے کہ مستامن پر حد قذف بالاتفاق واجب ہے۔ اور شراب نوشی کی حد بالاتفاق واجب نہیں ہے اور زنا اور چوری کی حد واجب نہیں مگر اس میں امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے (یعنی امام ابو یوسفؒ کے ہاں مستامن پر زنا کی حد ہے) ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۳۹ (مترجم)

؎۷ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ حکم نمبر ۲/۴۶۶ کا پانچواں حاشیہ، ۳۲/۴۶۶ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۵۱/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۹ حکم نمبر ۹۸/۴۶۶، ۱۴۲/۴۶۶ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۴۸	ولا یسقط هذا الحد بعد العفو والابراء بعد ثبوته وكذا اذا عفى قبل الرفع الى القاضى	كذا فى فتاوى قاضیخان
۱۴۹	وكذا لو صالح عن القذف على مال يكون باطلا يرد المال عليه وله ان يطالبه بالحد بعد ذلك عندنا	كذا فى فتاوى قاضیخان
۱۵۰	ويقيمه القاضى بعلمه اذا علم فى ايام قضائه وكذا لو قذفه بحضرة القاضى حده وان علم القاضى قبل ان يستقضى ثم ولى القضاء ليس له ان يقيمه حتى يشهد به عنده	كذا فى فتح القدير
۱۵۱	ولو ترك المقذوف المطالبة فذلك حسن وكذلك يستحسن من الحاكم اذا رفعه اليه ان يقول للمدعى قبل ان يثبت "اعرض عن هذا"	كذا فى الايضاح
۱۵۲	ويجوز التوكيل باثبات الحدود من الغائب فى قول ابى حنيفة و محمد والاجماع على انه لا يصح باستيفاء الحد	كذا فى فتح القدير

ـلہ جیساکہ البحرالرائق میں ہے نیز لکھاہے کہ مقذوف کے عفو سے تو حد قذف ساقط نہیں ہوتی مگر جب مقذوف نے مطالبہ ترک کردیا تو یہ حد قائم نہ ہوگی (حکم نمبر $\frac{110}{466}$ ملاحظہ ہو) اور اگر مقذوف واپس آیا اور حد قذف کا مطالبہ کیا تو حد قذف قائم کی جائے گی۔ نیز لکھاہے کہ اگر مقذوف یہ کہے کہ قاذف نے قذف نہیں کیا یا یہ کہے کہ میرے گواہوں نے جھوٹ کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر حد قذف نہ ہوگی) نیز لکھاہے کہ قاذف کے اقرار سے قذف ثابت ہو تو اس کے رجوع سے حد قذف باطل نہیں ہوتی۔ ماخوذ البحرالرائق

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	ساتواں باب - حدِ قذف اور تعزیر کے احکام — حدِ قذف کا بیان	حوالہ
۱۴۸-۲۶۶	حدِ قذف ثابت ہو جانے کے بعد قاذف کو معاف کر دینے یا اسے اس الزام سے بری الذمہ قرار دینے سے ساقط نہیں ہوتی - اسی طرح اگر قاذف کو حاکم مجاز کے ہاں لے جانے سے پہلے (مقذوف نے) معاف کر دیا تب بھی ساقط نہ ہوگی (اور مقذوف کو حدِ قذف کے مطالبہ کا حق باقی رہے گا) [1]	قاضیخان
۱۴۹	اسی طرح اگر قذف کیمتعلق کسی مال پر باہم صلح ہوگئی تو وہ باطل ہے مقذوف قاذف کو مالِ صلح واپس کرے گا اور مقذوف کو اس کے بعد یہ اختیار حاصل رہیگا کہ وہ حدِ قذف کا مطالبہ کرے یہ حکم ہمارے ہاں ہے -	قاضیخان
۱۵۰	(ا) حدِ قذف قاضی (یعنی حاکم مجاز) اپنے علم کی بنا پر قائم کر سکتا ہے [2] جبکہ اسے اس کا علم ایام قضا میں (یعنی عہدہ قضا پر فائز ہونے کے دوران) ہوا ہو (ب) اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے سامنے قذف کیا تو قاضی اسے حدِ قذف لگا سکے گا۔ [3] (ج) اگر کسی قاضی کو عہدہ قضا پر فائز ہونے سے پہلے قذف کا علم ہوا پھر وہ قاضی مقرر ہوا تو (اس صورت میں) اسے (اپنی علم کی وجہ سے) قاذف پر حدِ قذف لگانے کا اختیار نہیں ہے جب تک کہ اس کے سامنے اس کے قذف پر گواہی نہ دی جائے	فتح قدیر
۱۵۱	(ا) اگر مقذوف حدِ قذف کا مطالبہ ترک کر دے تو یوں کرنا اچھا ہے (ب) اور اسی طرح حاکم مجاز کیلئے بھی یہ اچھا ہے کہ جب اس کے پاس حدِ قذف کا دعوی آئے تو اس کے ثابت ہونے سے پہلے مدعی کو یوں کہے کہ "اس سے درگذر کر دے"۔	ایضاح
۱۵۲	(ا) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب حدود کو ثابت کرنے کے لئے غائب (مدعی) کی طرف سے وکیل بنانا جائز ہے - (ب) اس پر اجماع ہے کہ حد کی سزا لینے (یعنی حد کے نفاذ) میں (مدعی علیہ کی طرف سے) وکیل بنانا صحیح نہیں ہے [4]	فتح قدیر

ج ۵ ص۳۶ ملخصاً نیز حکم نمبر ٦/٣٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ فتاویٰ شامیہ میں ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے دیکھا کہ کسی شخص نے زنا کیا یا شراب پی تو از روئے استحسان قاضی اپنے علم کی بنا پر اس شخص کو حد نہ لگائیگا (حکم نمبر ٣٧/٣٦١ ملاحظہ ہو) اور امام محمدؒ کے ہاں قذف و قصاص پر قیاس کرتے ہوئے قاضی اسے حد لگائیگا اور استحسان کی وجہ یہ ہے کہ قیاس مع الفارق ہے! اسلئے کہ زنا اور شراب نوشی کی حد میں مطالبہ کنندہ مخصوص نہیں (حکم نمبر ٢٥/٣٦٢ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) انکا استیفاء ابتداء قاضی پر ہے اور قاضی مامور ہے کہ وہ پردہ داری اور حد ہٹانے کی کوشش کرے (حکم نمبر ١٩٠١٦/٣٦١ ملاحظہ ہو) پس اگر قاضی پردہ داری بھی کرے اور اپنے علم کی بنا پر حد بھی لگائے تو اس پر الزام آئیگا لہٰذا وہ محض اپنے علم کی بنا پر مذکورہ حدود نافذ نہ کریگا اور حدِ قذف میں ایسا نہیں ہے - اس لئے کہ اس میں مطالبہ کنندہ ضروری ہے، (حکم نمبر ١٣٢،١١٢،٢/٣٦٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں) پس اگر قاضی اپنے علم کی بنا پر حدِ قذف نافذ کرے تو اس پر الزام نہ آئیگا۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص۲۴۳ - نیز حکم نمبر ٦٦تا٧١/٣٦٢ - ٣/٣٦٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں [3] چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر دو شخصوں نے ایک دوسرے کو قذف کیا تو حق اللہ تعالیٰ کی اہمیت کی وجہ سے ادل بدل نہ قرار پائیگا اور دونوں پر حدِ قذف لازم ہوگی (حکم نمبر ١٢١/٣٦٢ ملاحظہ ہو) اور اگر دو شخصوں نے ایک دوسرے کو خبیث کہا تو ادل بدل قرار پائیگا (حکم نمبر ٢٢/٣٦٢ کا حاشیہ ٢، ٥،٠٠،٢١،١٩،٧ مع حواشی ملاحظہ ہوں) اور اگر دو شخصوں نے ایک دوسرے کو ضرب لگائی تو ضربوں میں مساوات نہ ہو سکنے کی وجہ سے ادل بدل نہ قرار پائیگا ۔ اور اگر دو شخصوں نے ایک دوسرے کو خبیث کہا تو ادل بدل قرار پائیگا اور اگر دو شخصوں نے قاضی کے سامنے ایکدوسرے کو ایسی گالی دی تو ادل بدل نہ قرار پائیگا اسلئے کہ اسمیں مجلس شرع کی ہتک کا حق بھی ہے اور ردالمحتار میں بحوالہ النہر لکھا ہے کہ قاضی کے سامنے ایکدوسرے کو ایسی گالی دینے والوں کو بظاہر قاضی معاف نہ کر سکیگا اور بحوالہ الولوالجیۃ لکھا ہے کہ اگر قاضی انہیں تعزیری سزا دے تو حسن ہے، اور اگر معاف کر دے تو بھی حسن ہے اور بحوالہ القنیۃ لکھا ہے کہ اگر تعزیری سزا بنا بر حق اللہ تعالیٰ تو قاضی معاف کر سکتا ہے (حکم نمبر ٢ب/٣٦٢ ملاحظہ ہو) اور اگر بنا بر حق العبد ہو تو صاحب حق معاف کر سکتا ہے۔ اور پھر صاحب ردالمحتار نے الولوالجیۃ کے مذکورہ حکم کی تائید میں لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ قاضی کے سامنے ایکدوسرے کو ایسی گالی دینے میں حق شرع اور حق العبد یعنی قاضی کا حق دونوں جمع ہیں اور حق العبد کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حق عبد قرار پاکر قاضی معاف کر سکیگا۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص۲۳۹ - حکم نمبر ٣٧/٣٦١ ملاحظہ ہو۔ نیز تعزیر بحق اللہ تعالیٰ کیلئے حکم نمبر ٣ و کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ١٩/٣٦٨ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — التعزیر	حوالہ
	فصل فی التعزیر	
	دفعات ۴۶۷ تا ۴۶۷ عنوان ۱ تعداد شق ۶۵	
۴۶۷	**التعزیر** تعداد شق ۶۵	
۱	وهو تأديب دون الحد ويجب في جناية ليست موجبة للحد	كذا في النهاية
۲	وينقسم الى ما هو حق الله تعالى وحق العبد والاول يجب على الامام ولا يحل له تركه الا فيما اذا علم انه انزجر الفاعل قبل ذلك ويتفرع عليه انه يجوز اثباته بمدع شهد به فيكون مدعيا شاهدا اذا كان معه آخر	كذا في النهر الفائق
۳	قالوا لكل مسلم اقامة التعزير حال مباشرة المعصية واما بعد المباشرة فليس ذلك لغير الحاكم قال في القنية رأى غيره على فاحشة موجبة للتعزير فعزره	

۱؎ تعزیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا نمبر "د" ملاحظہ ہو۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ حدود مقررہ عقوبات ہیں اور تعزیرات غیر مقررہ عقوبات ہیں۔ جو امام (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر ہیں۔ نیز حد کا نفاذ شبہ متحقق ہونے سے ہٹ جاتا ہے مگر تعزیری سزا کا نفاذ شبہ کے باوجود ہوسکتا ہے۔ حد بچہ پر نہیں ہوتی مگر تعزیر ہوسکتی ہے۔ حد کا نفاذ حاکم مجاز سے مخصوص ہے اور تعزیر میں ایسا نہیں (بلکہ اس میں تفصیل ہے)۔ رجوع کرلینا حد میں عمل کرتا ہے مگر تعزیر میں نہیں۔ حد میں شفاعت جائز نہیں مگر تعزیری سزا میں ایسا نہیں۔ قصور ثابت ہونے کے بعد حاکم مجاز حد کے نفاذ کو ترک نہیں کرسکتا مگر تعزیر میں ایسا نہیں۔ ذمی پر حد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر چونکہ تعزیر کی مشروعیت تطہیر کے لئے ہے اس لئے ذمی پر تعزیری سزا تعزیر کی بجائے عقوبت کہلاتی ہے۔ زنا اور شراب نوشی کی حدیں تقادم یعنی زائد المیعاد ہونے سے ساقط ہوجاتی ہیں۔ اور حد قذف تقادم سے ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ حکم نمبر ۱۲۵/۴۶۶ میں ہے مگر حد قذف کی طرح، تعزیر تقادم سے ساقط نہیں ہوتی نیز رد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا کبھی بغیر گناہ بھی دی جاسکتی ہے جیسا کہ بچہ کو یا (محض) متہم کو تعزیری سزا دینا یا اس شخص کا اخراج جس کے جمال سے فتنہ کا خدشہ ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۴، ۲۲۵، ص ۲۵۱ (مترجم) ۲؎ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا میں حاکم مجاز مصلحت دیکھے یا مجرم بڑے تعزیری جرائم کا ارتکاب بار بار کرے تو تعزیری سزا میں اضافی سزا بھی ہوسکتی ہے اور تعزیری سزا میں سیاسۃً قتل کا حکم بھی ہوسکتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	تعزیر بیان	ساتواں باب ۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام	دفعات شق نمبر

فصل ۔ تعزیر کا بیان

دفعات ۴۶۷ تا ۴۶۷ ۔ عنوان ۱ تعداد شق ۶۵

۴۶۷ ۔ تعزیر اور اس میں ۶۵ شقیں ہیں

۱ تعزیر[۱] وہ تادیب ہے (یعنی مہذب بنانے کے لئے سزا دینا ہے) جو حد کی سزا سے ورے[۲] ہو اور تعزیر ایسے قصور پر لازم ہوتی ہے جو قصور موجب حد نہیں ہے۔ — نہایہ

۲ (ا) تعزیر کی ایک قسم وہ ہے جو بوجہ حق اللہ ہو اور دوسری قسم وہ[۳] ہے جو بوجہ حق العبد ہو (ب) پہلی قسم کے متعلق حکم یہ ہے کہ امام (یعنی حاکم مجاز) پر (تعزیر بحق اللہ جاری کرنا) واجب ہے اور اسے اس کا ترک کرنا حلال نہیں لیکن جب حاکم مجاز یہ جانے کہ اس قصور کا مرتکب تعزیری سزا سے پہلے ہی اپنے قصور سے باز آگیا ہے (یعنی اس نے نصیحت حاصل کرلی ہے تو پھر مذکورہ وجوب نہیں ہے) [۴] (ج) مذکورہ (یعنی حاکم مجاز پر تعزیر بحق اللہ تعالیٰ کے نفاذ کے وجوب کے) حکم پر متفرع ہے کہ تعزیری قصور کا ثبوت اس مدعی (کی گواہی) سے جائز ہے جس مدعی نے اس قصور پر گواہی دی ۔ پس وہ ایسا مدعی قرار پائے گا جو گواہ بھی ہے جبکہ (شہادت کے نصاب کی تکمیل کے لئے) اس کے ساتھ ایک گواہ اور ہو[۵] — نہر فائق

۳ (ا) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ ہر مسلمان شخص کو مذکورہ تعزیر (یعنی جو حق اللہ کی وجہ سے ہو) قائم کرنے کا اختیار ہے جبکہ کوئی شخص قابل تعزیر گناہ کا ارتکاب کر رہا ہو مگر جب کوئی شخص اس گناہ کے ارتکاب سے فارغ ہوچکا ہو تو اس کے بعد حاکم مجاز کے علاوہ کسی اور کو تعزیری سزا قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے [۶]

ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۷ ، ص ۲۴۸ ملخصا ۔ نیز حکم نمبر ۴۰/۴۶۲ ، ۶۹ ج/۴۶۳ ، ۴، ۵، ۳۷/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] تعزیر کی دوسری قسم یعنی تعزیر بوجہ حق العبد کے احکام حکم ۷/۴۶۷ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [۴] چنانچہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ توبہ کر لینے سے تعزیر ساقط نہیں ہوتی جیساکہ حد کے لئے حکم ہے اور لکھا ہے کہ تعزیر کیلئے یہ حکم حق العبد کے سبب تعزیر کی صورت میں ہے اور اگر تعزیر حق اللہ تعالیٰ کے سبب سے لازم ہوتی ہو تو توبہ سے ساقط ہو سکتی ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۴ (مترجم) [۵] اور قذف میں مدعی، گواہ نہ قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۴۶۴ ، ۱۴۲/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ قابل تعزیر گناہ میں مشغولیت کے دوران تعزیری سزا دینا نہی عن المنکر ہے اور ہر شخص (حسب درجہ) اسپر مامور ہے ۔ اور بعد میں وہ سزا صرف حاکم مجاز ہی دے سکتا ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۲ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ آئمہ خوارزمؒ نے بطور نص کہا ہے کہ ارتکاب فاحشہ کے دوران تعزیری سزا ہر شخص دے سکتا ہے اس لئے کہ جو شخص ستر کھولے ہوئے ہو اسے ہر شخص ستر کا امر کر سکتا ہے خواہ ترش کلامی سے ہو اور بعد میں تعزیری سزا صرف حاکم مجاز ہی دے سکتا ہے ۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳ نیز حکم ۴۳ تا ۴۷/۴۶۷ ، ۱۹ ب/۴۶۷ کے حاشیہ کا ۵ ب ملاحظہ ہوں اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ تعزیر بحق اللہ کے لئے حاکم مجاز اپنے علم کی بنا پر بھی فیصلہ کر سکتا ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۰ ملخصا اور کبھی بغیر گناہ تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ نیز حد قذف کی صورت میں حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۲ اور دیگر حدود کی صورت میں حکم نمبر ۳۷/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-	بغیر المحتسب فللمحتسب ان یعزّر المعزّر ان عزّره بعد الفراغ منها	کذا فی البحر الرائق
۴	سئل الهندوانی عن رجل وجد مع امرأته رجلا أیحل له قتله قال ان کان یعلم انه ینزجر عن الزنا بالصیاح والضرب بمادون السلاح لا یحل وان علم انه لا ینزجر الا بالقتل حل له القتل وان طاوعته المرأة حل له قتلها ایضا	کذا فی النهایة وهکذا فی التمرتاشی والمجتبی
۵	المکابر بالظلم وقطاع الطریق وصاحب المکس وجمیع الظلمة والاعوان والسعاة یباح قتل الکل ویثاب قاتلهم	کذا فی النهر الفائق وهکذا فی التمرتاشی والمجتبی
۶	وللمولی ان یعزر عبده وامته عند اساءة الادب والحاجة الیه	کذا فی محیط السرخسی
۷	والتعزیر الذی یجب حقا للعبد بالقذف ونحوه فانه لتوقفه علی الدعوی لا یقیمه الا الحاکم الا ان یحکما فیه	کذا فی فتح القدیر

ے اس کی بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو پایا اسکے متعلق درمختار میں ہے کہ یعنی اسے ایسی عورت کے ساتھ پایا جو اس کے لئے حلال نہیں ہے اور رد المحتار کے مفہوم میں ہے کہ اس کے ساتھ پایا یعنی اس کے ساتھ اس حالت میں پایا کہ وہ اس سے زنا کر رہا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جب کسی نے کسی مرد کو ایسی عورت کے ساتھ پایا جو اس کے لئے حلال نہیں ہے خواہ پانے والے کے لئے وہ عورت اجنبیہ ہو یا اس کی محرم ہو تو قبل زنا اس کا قتل حلال نہیں جبکہ یہ جانے کہ وہ قتل کے بغیر بھی (شور کرنے یا بغیر ہتھیار مارنے وغیرہ سے) وہ زنا سے باز رہے گا۔ اور اگر یوں پایا کہ وہ اس سے زنا کر رہا ہے یا یوں پایا کہ وہ اس سے بوس وکنار کر رہا ہے (اور یہ جانے کہ محض شور کرنے یا بغیر ہتھیار کی سزا سے وہ زنا سے باز نہ رہے گا کیونکہ محض بوس وکنار کے متعلق حکم نمبر ۵۶/۴۶۷ ملاحظہ ہو) تو بلا شرط احصان اس آدمی کو اور اگر وہ عورت اس فعل میں اس سے راضی ہو تو دونوں کو (تعزیراً) قتل کر دینے سے ضمان لازم نہ ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ قتل دیانۃ حلال ہوگا قضاءً نہیں۔ پس قاضی کے ہاں اس کی تصدیق گواہی سے ہوگی (یعنی اگر مقتول کے اس فعل پر گواہی نہ پائی گئی یا مقتول کا اقرار نہ پایا گیا تو اس قاتل پر قصاص جاری ہو سکے گا) اور لکھا ہے کہ یہاں بھی وہی تفصیل ہوگی جو اس چور کے متعلق ہے جو کسی کے گھر میں آیا اور گھر والے نے اسے قتل کر دیا۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۸، ص ۲۴۹ ملخصاً اور چور کے قتل کے متعلق حکم نمبر ۶۳ تا ۷۱/۴۶۸، ۴۲/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۶۸/۴۶۳، ۴۷، ۵۶/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۲ جیسا کہ درمختار رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس مرد نے اس عورت پر زنا کیلئے جبر کیا تو اس عورت کیلئے اس مرد کا قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ عورت شور کرنے یا ضرب لگانے سے بچاؤ حاصل نہ کر سکتی ہو۔ تو پھر اس مرد کا خون رائیگاں ہے۔ اور اگر عورت کی بجائے لڑکا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور نیز تفصیل

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	ساتواں باب - حدقذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-	(ب) قنیہ میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے کو کوئی قابل تعزیر گناہ کرتے دیکھا تو اگر اس نے اسے اس گناہ سے فارغ ہو چکنے کے بعد محتسب (یعنی مقرر شدہ حاکم مجاز کی اجازت) کے بغیر اسے تعزیری سزا دی تو محتسب کو اختیار حاصل ہے کہ وہ تعزیری سزا دینے والے اس شخص کو تعزیری سزا دے	بحر رائق
۴	شیخ الہندوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو (غیر حلال صورت حال میں) پایا[1] تو کیا اس کے لئے اس مرد کا قتل کرنا حلال ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ آدمی یہ جانے کہ وہ مرد شور کرنے یا ہتھیار کے بغیر مارنے سے (اس عورت کے ساتھ) زنا سے باز رہے گا تو اسے قتل کرنا حلال نہیں اور اگر وہ یہ جانے کہ وہ قتل کے بغیر اس زنا سے باز نہیں آئے گا تو اسے قتل کرنا حلال ہوگا۔ اور اگر اس کی اس بیوی نے اس کی مطاوعت کی ہو (یعنی وہ عورت بغیر کسی جبر کے ازخود اس سے زنا میں راضی ہو) تو اسے بھی قتل کرنا حلال ہوگا[2]	نہایہ، تمرتاشی، مجتبیٰ
۵	مکابر بالظلم[3]، رہزن، ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا، سبھی ظالم، ان کے مددگار خادم اور مخبر مددگار (جب یہ گناہ کا ارتکاب کر رہے ہوں تو) ان سب کا قتل کرنا مباح ہے۔ اور ان کا قاتل قابل ثواب ہے[4]	نہر فائق، تمرتاشی، مجتبیٰ
۶	آقا کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے غلام یا باندی کو بدتہذیبی پر اور ادب سکھانے کی ضرورت پر تعزیری سزا دے[5]	محیط سرخسی
۷	(دوسری قسم[6]) وہ تعزیر جو حق العبد (یعنی بندے کے حق) کی وجہ سے واجب ہوتی ہے مثلاً کسی پر قذف کرنے سے تعزیر کا لازم ہونا[7] اور اس کی مانند، تو چونکہ وہ (مدعی کے) دعوی پر موقوف ہوتی ہے لہٰذا اسے حاکم مجاز کے علاوہ کسی اور کو قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے لیکن اگر وہ دونوں (یعنی مدعی اور مدعا علیہ) کسی کو فیصلہ کے لئے حاکم مان لیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	فتح قدیر

ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۷، ص ۲۴۸ ملخصاً حکم نمبر ۵۹، ۶۰ / ۴۶۳، ۳/۴۶۷ نیز ۶۹/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں اور اگر دھوکہ و فریب سے کسی منکوحہ عورت کو یا چھوٹی لڑکی کو کوئی شخص لے جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] رد المحتار میں ہے کہ المکابر یعنی وہ جو بطور غلبہ و قہر اعلانیہ لینے والا ہوں ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۹ - حکم نمبر ۲/۴۶۷ مع حواشی نیز ۳۴/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ خواہ کوئی رہزن اس کی بجائے کسی اور پر رہزنی کر رہا ہو تو اس کی شر سے لوگوں کو بچانے کیلئے اس کا قتل مباح ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سبھی ظالم سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو کسی کا مال یا چیز جو قیمت رکھتی ہے اسے ظلماً لے لیتے ہیں نیز لکھا ہے کہ لواطت کرنے والے اور گلا گھونٹ دینے والے کیلئے بھی یہی حکم ہے جو بغیر قتل باز نہ آئیں تو ایسے مجرموں کا (تعزیراً) قتل حاکم مجاز پر واجب اور دوسروں کیلئے مباح ہے۔ اور لکھا حرام میں مشغول کی حرمت ساقط قرار پاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۹ ملخصاً نیز حکم نمبر ۳، ۴/۴۶۷ مع حاشیہ و ۶۳ تا ۷۱/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور درمختار میں ہے کہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر ایسا گناہ جس پر حد نہیں اسکے ارتکاب کی صورت میں خاوند اپنی بیوی کو اور آقا اپنے غلام کو تعزیری سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے اور رد المحتار میں ہے کہ جب غلام بدتہذیبی کرے تو اس کے آقا کو اسے تادیبی سزا دینا حلال ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر آقا نے اپنے غلام کو تادیبی سزا دینے کیلئے کسی اور شخص کو مامور کیا تو اس مامور کیلئے جائز ہے کہ اس غلام کو تادیبی سزا دے مگر (حاکم مجاز کے امر کے بغیر) آزاد شخص کیلئے مذکورہ جواز نہیں ہے۔ البتہ متعلم کو تادیبی سزا دینے کیلئے باپ کی نیابت میں معلم کیلئے مذکورہ جواز ہے ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۰، ص ۲۶۱ حکم نمبر ۳، ۱۱/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز آقا اپنے غلام پر حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر حد نہیں لگا سکتا۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۵۰/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو نیز آقا اپنے غلام کو تعزیری سزا میں قتل کردے یا اسکا عضو کاٹ دے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۴/۴۶۷ ملاحظہ ہو۔ اور اگر آقا تعزیری سزا میں غلام کو ضرب فاحش لگائے تو اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۹ ب/۴۶۷ کے حاشیہ اوکاٹ، احاشیہ ج کا ص ۲ ملاحظہ ہو اور غلام کے متعلق دیگر قابل حد جرائم کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰ ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] تعزیر کی پہلی قسم یعنی وہ تعزیر جو حق اللہ کی وجہ سے واجب ہوتی ہے [illegible] حکم نمبر ۳/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] [illegible] ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۸	یجری فیه الابراء والعفو والشهادة علی الشهادة والیمین کسائر حقوقه	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۹	ویثبت التعزیر بشهادة رجلین اورجل وامرأتین لانه من جنس حقوق العباد	کذا فی التبیین وهکذا فی الکافی والمحیطین
۱۰	رجل ادعی قبل انسان شتیمة فاحشة او ادعی انه ضربه وقال لی بینة حاضرة فی المصر وطلب منه کفیلا بنفسه فانه یؤخذ منه کفیلا بنفسه الی ثلاثة ایام وان اقام علی ذلك شاهدین اورجل وامرأتین او شاهدین علی شهادة رجلین یؤخذ منه کفیلا بنفسه حتی یسئل عن الشهود فاذا عدل الشهود یضرب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	التعزیر قد یکون بالحبس وقد یکون بالصفع وتعریك الاذن وقد یکون بالکلام العنیف وقد یکون بالضرب وقد یکون بنظر القاضی الیه بنظر عبوس	کذا فی النهایة
۱۲	وعند ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقی الائمة الثلاثة لایجوز	کذا فی فتح القدیر
	ومعنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساك شیئ من ماله عنده مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لان یأخذ الحاکم لنفسه اولبیت المال کما یتوهمه الظلمة اذلا یجوز لاحد من المسلمین أخذ مال احد بغیر سبب شرعی	کذا فی البحر الرائق

ــــہ ۱ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب (وہ جرم شہادت سے ثابت ہوا اور) ملزم انکار کرے تو حلف اٹھائے گا۔ اور حلف میں یوں نہ کہے کہ خدا کی قسم میں نے نہیں کہا۔ بلکہ یوں کہے گا خدا کی قسم جس حق کا مدعی دعویدار ہے وہ مجھ پر نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۸ ملخصاً (مترجم) ــــہ ۲ اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ــــہ ۳ رد المحتار میں ہے کہ الصفع یہ ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ پھیلا کر کسی انسان کی گردن یا بدن پر مارے اور اس سے مراد مکہ نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۶ (مترجم) ــــہ ۴ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا تشہیر کرانے، منہ کالا کرنے اور ایسی دشنام سے بھی ہوسکتی ہے جو قذف نہ ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۶ نیز تعزیری سزا کے کوڑوں کے متعلق حکم نمبر ۲تا۸/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۷-۸	تعزیر کی مذکورہ قسم میں ملزم کو بری کرنا، معاف کر دینا، گواہی پر گواہی اور قسم ۱ سبھی کا اجرا ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے حقوق العبد میں کیا جاتا ہے۔	قاضیخان
۹	(مذکورہ) تعزیر (کے لئے قصور) کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ حقوق العباد کی جنس سے ہے ۲۔ تبیین، کافی	محیطین
۱۰	کسی آدمی نے کسی انسان پر فحش گالی کا دعوی کیا یا یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے ضرب لگائی ہے۔ اور یہ کہا کہ میرے گواہ شہر میں موجود ہیں۔ اور مدعا علیہ سے اسکی ذات کا ضامن مانگا تو مدعا علیہ سے تین دن کے لئے اس کی ذات کا ضامن لیا جائے گا۔ اور اگر مدعی نے اپنے دعوی پر دو مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ یا دو مردوں کی گواہی پر دو مرد گواہ قائم کر دئے تو مدعا علیہ سے اسکی ذات کا کفیل اس وقت تک لیا جائیگا جبتک کہ ان گواہوں کے (معتبر ہونے کے) متعلق دریافت کیا جائے پس جب ان گواہوں کو معتبر قرار دے دیا گیا تو مدعا علیہ کو تعزیری مار (یعنی سزا) دی جائے گی۔	قاضیخان
۱۱	تعزیری سزا کبھی قید کر دینے سے ہوتی ہے۔ کبھی صفع ۳ یعنی تھپڑ مارنے سے، کبھی گوشمالی سے، کبھی سخت کلامی سے، کبھی (کوڑے کی) ضرب لگانے سے، اور کبھی قاضی کا تیوری چڑھی ہوئی نظر کے ساتھ مجرم کو دیکھنے سے تعزیری سزا ہوتی ہے ۴۔	نہایہ
۱۲	(ا) امام ابو یوسفؒ کے ہاں سلطان کے لئے جائز ہے کہ وہ تعزیری سزا مجرم کا مال لے لینے کی صورت میں دے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ اور باقی تینوں اماموں کے ہاں مال لے لینے کی تعزیری سزا جائز نہیں ہوتی ہے۔ (ب) اور مال لے لینے سے تعزیری سزا کے مذکورہ قول کا معنی یہ ہے کہ حاکم مجاز مجرم کے مال سے کچھ مال کچھ عرصہ کے لئے روک رکھے تاکہ مجرم (نصیحت حاصل کر کے) جرم سے باز آجائے اور پھر حاکم وہ مال مجرم کو واپس کر دے اور مال لے لینے سے تعزیری سزا دینے کا یہ معنی نہیں ہے کہ حاکم مجاز (مجرم کا وہ مال) اپنے لئے یا بیت المال کے لئے لے لے جیسا کہ ظالم لوگ ایسا گمان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کا مال شریعت کے بیان کردہ سبب کے بغیر لے لے۔	فتح قدیر بحرالرائق

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع في حد القذف والتعزير — التعزير	حوالہ
۴۶۷-۱۳	في الشافي التعزير على مراتب تعزير اشراف الاشراف وهم العلماء والعلوية[1] بالاعلام وهو ان يقول له القاضي بلغني انك تفعل كذا فينزجر به وتعزير الاشراف[2] وهم الامراء والدهاقين[3] بالاعلام والجر الى باب القاضي والخصومة في ذلك وتعزير الاوساط وهم السوقية بالاعلام والجر والحبس وتعزير الاخسة بهذا كله وبالضرب	كذا في النهاية
۱۴	واكثره تسعة وثلاثون سوطا واقله ثلث جلدات وذكر مشايخنا[4] ان ادناه على مايراه الامام يقدر بقدر مايعلم انه ينزجر به	كذا في الهداية
۱۵	وينبغي ان ينظر القاضي في سببه فان كان من جنس ما يجب به الحد ولم يجب بعارض يبلغ التعزير اقصى غاياته ومثاله اذا قال لامة الغير اولام ولد الغير يا زانية يجب عليه اقصى غايات التعزير لان الحد لا يجب ههنا لعدم احصان المقذوف وهذا من جنس ما يجب به الحد وان كان من جنس ما لا يجب به الحد نحو ان يقول لغيره يا خبيث حتى وجب التعزير فالتعزير مفوض الى رأى الامام	كذا في المحيط
۱۶	وصح حبسه بعد الضرب اذا كان فيه مصلحة	كذا في العيني شرح الكنز

[1] سادات علوی یعنی جنکا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہو حکم نمبر ۲۱/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور (مترجم) [2] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا میں قصور وار قصور وار کی حالت کا اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ اگر اشرف الاشراف میں سے کسی نے جنایت فاحشہ کا ارتکاب کیا یا کسی کو زخمی کر دیا یا اس نے کوئی قصور بار بار کیا تو اس میں اسے صرف جتا دینا کفایت نہ کریگا بلکہ بقدر جنایت تعزیری سزا دی جائے گی ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۷ (مترجم) [3] دہاقین کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ یہ دھقان کی جمع ہے اور دہقان گاؤں کے سردار، تاجر اور اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب مال اور صاحب جائیداد ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۶ بعض اوقات دہقان کا کلمہ ذم و عیب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۸۰/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر حاکم مجاز یہ جانے کہ تعزیری سزا میں ایک کوڑے سے ہی مجرم کو نصیحت ہو کر وہ جرم سے باز آ سکتا ہے تو مختصر کے حکم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷ -۱۳	الشافی میں ہے کہ تعزیری سزا کئی درجوں پر ہے - ۱- اشرف الاشراف کے لئے تعزیر - اور وہ (دینی) علماء اور سادات علویہ[1] ہیں ان کے لئے تعزیر انہیں جتا دینا ہے[2] - اور وہ یوں کہ قاضی ان سے کہدے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم ایسا کرتے ہو پس وہ اسی سے باز آجائے گا - ۲- اشراف کے لئے تعزیر - اور وہ حکام اور دھاقین[3] ہیں ان کے لئے تعزیر انہیں جتا دینا اور حاکم مجاز کے دروازہ تک کھینچ لانا اور اس کے ساتھ خصومت (یعنی اس کے خلاف دلیل قائم) کرنا ہے - ۳- درمیانہ درجہ والوں کے لئے تعزیر اور وہ بازاری لوگ ہیں - ان کے لئے تعزیر انہیں جتانا، انہیں حاکم مجاز کے دروازہ تک کھینچ لانا اور انہیں قید میں رکھنا ہے - ۴- اور کمینہ خصلت لوگوں کے لئے تعزیر - اور ان کے لئے مذکورہ سب کچھ اور (کوڑوں کی) ضرب لگانا ہے -	نہایہ
۱۴	اور (تعزیری سزا میں کوڑوں کی) ضرب کی تعداد زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے اور کم سے کم تین کوڑے ہیں ہمارے مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ کم سے کم مقدار حاکم مجاز کی رائے پر ہے - وہ اتنی مقدار مقرر کرے گا جس سے یہ جانے کہ مجرم اس سزا سے اس جرم سے باز آجائے گا[4]	ہدایہ
۱۵	(الف) قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو چاہیئے کہ وہ تعزیر کے سبب پر نظر کرے پس اگر تعزیر کا سبب (یعنی متعلقہ جرم) اس جنس سے ہو کہ اس میں حد واجب ہوتی ہے البتہ کسی عارض (مثلاً کسی شبہ کی وجہ سے یا کسی خاص شرط کے نہ پائے جانے وغیرہ) کی وجہ سے حد واجب نہیں ہوئی - تو تعزیری سزا اپنے انتہائی درجہ کو پہنچے گی اسکی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے کی باندی سے یا دوسرے کی ام ولد سے یوں کہا کہ "یا زانیۃ[5]" (یعنی اے زانیہ) تو یوں کہنے والے پر انتہائی درجہ کی تعزیری سزا واجب ہوگی - اس لئے کہ اس صورت میں مقذوف کے محصن[6] نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف واجب نہیں ہوئی - حالانکہ مذکورہ کلام اس جنس سے ہے جس پر حد قذف واجب ہوتی ہے (ب) اور اگر تعزیر کا سبب اس جنس سے ہو کہ اس میں حد واجب نہیں ہوتی مثلاً کوئی شخص دوسرے سے یوں کہے کہ "یا خبیث[7]" (یعنی اے نجس یا اے ردی) پھر کہنے والے پر تعزیر واجب ہوئی تو اس تعزیر (کے کوڑوں) کی مقدار حاکم مجاز کی رائے پر ہے -	محیط
۱۶	(تعزیری سزا میں کوڑوں کی) ضرب لگانے کے بعد مجرم کو قید کر دینا بھی صحیح ہے[8] جبکہ (حاکم مجاز کی رائے میں) اس میں مصلحت ہو -	عینی

کے بموجب تین کوڑے چاہیئیں اور مشائخ کے قول کے بموجب پھر ایک کوڑا ہی کافی ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۸ نیز حکم نمبر ۱۶ تا ۱۸، ۲۰ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۲، ۴۳ / ۴۶۶، ۳۰ ب / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حد قذف میں محصن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] کسی کو خبیث کہنے میں حد قذف لازم نہ ہونے اور تعزیر لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۳۶ / ۴۶۷ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۷، ۳۳ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ تعزیری سزا میں کوڑوں کی ضرب اور قید کرنا جمع ہو سکتا ہے اور لکھا ہے تعزیری سزا میں قید کرنا جیلخانہ میں بھی ہو سکتا ہے اور مجرم کو اس کے گھر میں قید کرنے سے بھی ہو سکتا ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۸ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۲، ۱۵ و ۲۴ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۱۷	وتقدیر مدۃ الحبس راجع الی الحاکم	کذا فی البحر الرائق
۱۸	اشد الضرب التعزیر ثم حد الزنا ثم حد الشرب ثم حد القذف	کذا فی النہر الفائق
۱۹	ومن حد او عزر فمات بسبب ذلک فدمه هدر بخلاف الزوج اذا عزر زوجته لترک الزینة او الاجابة اذا دعاها الی فراشه اولاجل ترک الصلوة او الخروج عن البیت فماتت ضمن	کذا فی النہر الفائق

ـــہ حکم نمبر ۱۴/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۲ تعزیر کے کوڑوں کے متعلق حکم نمبر ۱۱، ۱۳ تا ۱۵/۴۶۷ ، زنا کی حد میں کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲ شراب نوشی کی حد میں کوڑوں کی سزا کے متعلق ۲۶، ۲۸/۴۶۵ اور حد قذف میں کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۶ ملاحظہ ہوں اور مجرم کے غیر ضروری کپڑے اتار کر کوڑوں کی سزا دینے کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۳ جیساکہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے شرع کے امر سے کیا ہے اور شرعی امر کی ادائیگی، سلامتی کی شرط سے مقید نہیں ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج۲ صـ۲۵۴ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ صـ۴۸ ودرمختار وردالمحتار ج ۳ صـ۲۶۲ نیز حکم نمبر ۴۶/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـــہ۴ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ہر وہ ضرب (یعنی بدنی سزا) جس کا شریعت نے امر کیا ہے اس کے سبب موت واقع ہونے کی صورت میں ضارب پر ضمان لازم نہیں ہوتی اور ہر وہ بدنی سزا جسکا شریعت نے امر نہیں کیا صرف اس کی اجازت دی ہے اس کے سبب سے موت واقع ہونے کی صورت میں ضارب ضامن ہوگا اور خاوند پر بیوی کو تعزیری سزا دینا واجب نہیں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صـ۴۹ حکم نمبر ۱۹ ب/۴۶۷ کے حاشیہ کا ۵ ملاحظہ ہو نیز خاوند بیوی کو یا والدین اولاد کو یا استاد شاگرد کو تعزیری و تادیبی سزا دیں تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱)۔ بیوی کے لئے تادیبی کاروائی

۱۔ خاوند کے لئے بیوی سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہتر سلوک کرتے ہیں۔ ماخوذ از ترمذی ج ۱ صـ۱۴۷ وکذا فی المشکوٰۃ مترجم ج ۲ صـ۴۱۳ ۔ ۲۔ بیوی کے لئے خاوند سے حسن معاملت کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ جو عورت نماز، روزہ (وغیرہ) کا فریضہ ادا کردے۔ فحاشی سے بچے اور (جائز امور میں) خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ ماخوذ از مشکوٰۃ مترجم ج ۲ صـ۴۱۱ ۔

۳۔ درمختار میں ہے کہ اگر بیوی نے خاوند سے (حسب حق) نان نفقہ یا لباس طلب کیا اور اصرار کیا تو اس پر اسے تادیبی سزا نہیں دی جاسکتی اسلئے کہ صاحب حق شخص بات کرسکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ صـ۲۶۱ ۔ ۴۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بیوی کی سرکشی و نافرمانی پر پہلے زبانی نصیحت سے کام لو۔ اس سے اصلاح نہ ہو تو اس سے الگ رہو۔ اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو وَاضْرِبُوْهُنَّ یعنی انہیں بدنی سزا دو (جو بقول ابن عباسؓ نہ زیادہ ہوا اور نہ توہین آمیز) سورۃ نسأ آیت ۳۴ ۔ ۵۔ (۱) درمختار میں ہے کہ ضابطہ یہ ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام	تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۱۷	تعزیری سزا میں قید رکھنے کی مدت حاکم مجاز کی رائے پر ہے [۱]		بحر رائق
۱۸	(کوڑوں کی سزا دینے میں) سب سے شدید ضرب تعزیر (کے کوڑوں) کی ضرب ہے پھر (یعنی اسکی نسبت ہلکی ضرب) زنا کی حد (کے کوڑوں) کی ضرب ہے۔ پھر شراب نوشی کی حد اور پھر حد قذف (کے کوڑوں) کی ضرب ہے [۲]		نہر فائق
۱۹	(ا) جس شخص کو حد لگائی گئی یا تعزیری سزا دی گئی اور اس سبب سے اسکی موت واقع ہوگئی تو اس کا خون رائیگاں جائیگا [۳] (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب خاوند نے بیوی کو زینت ترک کرنے پر، یا جب خاوند نے اسے بستر پر بلایا تو اس کے نہ ماننے پر، یا نماز نہ پڑھنے پر، یا بلا اجازت گھر سے نکل جانے پر اسے تعزیری سزا دی اور اس سبب سے اسکی موت واقع ہوگئی تو خاوند ضامن ہوگا [۴]		نہر فائق

کہ ہر ایسا گناہ جسپر (قصاص اور) حد واجب نہیں ہوتی اسکے ارتکاب کی صورت میں خاوند اپنی بیوی کو اور آقا اپنے غلام کو تعزیری سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۱ ۔ حکم نمبر ۱۱/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (ب) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ایک بین کرنے والی عورت پر اچانک آکر اسے سزا دی حتی کہ اسکا خمار گر گیا اور آپ سے ایسا کرنے کے جواز کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "لا حرمۃ بعد اشتغالها بالمحرم و التحقت بالاماء"، یعنی حرام فعل میں اسکی مشغولیت کے بعد اسکی حرمت باقی نہیں رہی تھی اور وہ باندیوں سے ملحق ہوگئی ماخوذ از فتاوی بزازیہ المسماۃ بالجامع الوجیز للکردری علی ھامش فتاوی عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰ ۔ ۶۔ درمختار ورد المحتار و البحر الرائق میں ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو خواہ وہ چھوٹی ہو تادیبی سزا دے سکتا ہے۔ مثلاً بیوی قدرت پانے کے باوجود وہ زینت بھی ترک کردے جس کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ نیز حق مہر کی ادائیگی کے بعد خاوند کی اجازت کے بغیر، ناحق طور پر گھر سے نکل جائے یا خاوند اسے بستر پر بلائے تو ایام عذر سے پاک ہونے (اور اسم مرض) اور فرض روزہ سے نہ ہونے کے باوجود انکار کردے یا وہ چھوٹے بچہ کو رونے پر مارے اور زبانی سمجھانے سے نصیحت حاصل نہ کرے یا وہ خاوند کو گالی دے خواہ خاوند نے اسے گالی دی تھی یا نہ یا وہ خاوند کے کپڑے پھاڑ دے یا وہ اسکی داڑھی کھینچے یا وہ خاوند سے جھگڑے میں اتنا شور و غوغا کرے تاکہ اجنبی سن لے یا وہ اپنا چہرہ اجنبی کے سامنے کھولے یا وہ غیر محرم سے (غیر مباح) کلام کرے یا وہ اس غیر محرم کو گالی دے یا وہ اسے خاوند کی اجازت کے بغیر ایسی چیز دے جس کا دینا عادۃ (مروج) نہ ہو تو ان امور پر خاوند بیوی کو تادیبی سزا دے سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۰، ص ۲۶۱ والبحر الرائق ج ۵ ص ۴۹ ۔ نیز اگر خاوند بیوی کو ایسی گالی دے جو قذف قرار پائے تو اس کے احکام حکم ۴۶۲ میں اور اگر وہ قذف نہ قرار پاتی ہو تو اسکے احکام حکم ۴۶۷ میں ملاحظہ ہوں۔ اگر عورت اجنبی کے سامنے چہرہ کھولے تو اسکے احکام حکم نمبر ۲۰۴/۳۰۳ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں۔ اور اگر عورت غیر محرم سے غیر مباح کلام کرے تو اس کے احکام حکم نمبر ۲۰۵/۳۰۳ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں۔

۷ — درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ خاوند کا بیوی کو تادیبی سزا دینا واجب نہیں ہے۔ صرف مباح ہے۔ لہذا یہ سزا سلامتی کی شرط سے مقید ہے۔ حتی کہ اگر بیوی نے خاوند پر ضرب فاحش لگانے کا دعوی کیا اور ثابت ہوگیا تو خاوند کو تعزیری سزا دی جائے گی (رد کذا فی البزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۲۹) اور لکھا ہے کہ مذکورہ امور کی مانند جن امور میں بیوی کو تادیبی سزا دینا مباح ہے ان میں خاوند بیوی کو ضرب فاحش نہیں لگا سکتا اور ضرب فاحش یہ ہے کہ اس ضرب سے ہڈی ٹوٹ جائے یا جلد پھٹ جائے یا ضرب کا سیاہ نشان پڑ جائے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۲ ۔ نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو

۸ — حکم نمبر ۱۹ و/۴۶۷ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۳۹/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

۹ — رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی خاوند نے اپنی بیوی کو ناحق بدنی سزا دی تو خواہ وہ سزا ضرب فاحش نہ ہو۔ اس خاوند کو تعزیری سزا دی جا سکے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۲ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۳۹ ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر	التعزیر	حوالہ

۱۹ب/۴۶۷ (ب) اولاد کے لئے تادیبی کاروائی

۱ـ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ صغرسنی (یعنی بچہ ہونا) تعزیری سزا کے لئے مانع نہیں ہے حد کے لئے مانع ہے جیساکہ حکم نمبر ۲/۴۵۸، ۷/۴۶۵ میں اور ۲/۴۶۶ کے حاشیہ میں ہے) اور لکھا ہے کہ باپ اپنے سات سالہ بچے کو نماز کا حکم دے سکتا ہے۔ اور دس سالہ بچے کو نماز چھوڑنے پر بدنی سزا دے سکتا ہے اور اس سے مراد ہاتھ سے سزا دینا ہے چھڑی سے نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ روزہ ترک کرنے کے متعلق بھی یہی حکم ہے اور باپ کی طرح ماں بھی تعزیری سزا دے سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔ حکم ۱۱/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۲ـ البحرالرائق میں ہے کہ والد اپنی اولاد کو قرآن مجید اور علم و ادب سکھانے کے لئے جبر کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ والدین کا فریضہ ہے۔ اور لکھا ہے کہ جن امور میں باپ بیٹے کو تادیبی سزا دے سکتا ہے ان امور میں یتیم کا سرپرست بھی یتیم کو سزا دے سکتا ہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹۔

۳ـ البحرالرائق میں ہے کہ کسی قریب البلوغ بچہ نے عالم دین کو گالی دی تو اسے تعزیری سزا دی جا سکے گی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹۔

۴ـ ردالمحتار میں ہے کہ بچہ کسی کو قذف کرے تو اس پر حد قذف نہ لگائی جائے گی البتہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی نیز لکھا ہے کہ بچہ کسی آدمی کو گالی دے تو بچہ کے غیر مکلف ہونے کی وجہ سے حق اللہ تعالیٰ تو نہیں مگر حق العبد ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۳۱، ص ۲۵۷۔

۵ـ البحرالرائق میں بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ بچوں پر تعزیری سزا مشروع ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹۔

۶ـ البحر و ردالمحتار میں ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو تعزیری سزا دینے کیلئے اپنی طرف سے کسی دوسرے کو مامور کرے تو یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ معلم ہو تو باپ کی نیابت میں اس کے لئے ممانعت نہیں ہے جیساکہ اگر تعزیری سزا پانے والا غلام ہو تو مذکورہ ممانعت نہیں ہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹ و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔ حکم نمبر ۶/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۷ـ ردالمحتار میں ہے کہ بڑا بیٹا تعزیری سزا میں اجنبی کے حکم میں ہے۔ البتہ اگر اس سے عدم امن کا خدشہ ہو تو فتنہ یا عار سے بچنے کے لئے (باپ) اسے ساتھ رکھے اور اس پر کوئی ایسا امر واقع ہو تو اس کی تادیب کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔

۸ـ والدین اولاد کو تادیبی سزا میں ضرب فاحش لگائیں تو اس کی نظیر کے حکم اور ضرب فاحش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۹ب/۴۶۷ کے حاشیہ ۱ کا ث اور حاشیہ ج کا ۲ نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

۹ـ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ باپ نے بیٹے کو تادیبا بدنی سزا دی یا یتیم کو اس کے سرپرست نے سزا دی اور اس سبب سے اس کی موت واقع ہوگئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ باپ یا وہ سرپرست ضامن ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۲ ص ۳۴۔ حکم نمبر ۱۹ا/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۱۰ـ ردالمحتار میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے والدین میں کوئی ناجائز امر دیکھے تو ایک بار انہیں کہدے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو فبہا اور اگر انہیں ناگوار گزرے تو ان سے سکوت اختیار کرلے اور اس امر کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے استغفار اور دعا میں مشغول ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔

۱۱ـ ردالمحتار میں ہے کہ کسی کی ماں بیوہ ہو وہ ولیمہ وغیرہ کے لئے باہر جاتی ہو اور اس کے بیٹے کو اس میں کسی مفسدہ کا خدشہ ہو تو وہ بیٹا ماں کو منع نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس کا معاملہ حاکم مجاز کے ہاں پیش کرے تاکہ وہ اس بیوہ کو منع کردے یا وہ اس کے بیٹے کو حکم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب ۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام	تعزیر کا بیان	حوالہ

۱۹ ب / ۴۶۷ دے کہ وہ اپنی بیوہ ماں کو منع کر دے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۱-۲۶۲ ۔ حکم نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں ۔

۱۳ ـ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جب کوئی شخص ایسا (مباح) کام کرے جس میں اس کے والدین کے لئے دینی یا دنیوی ضرر نہ ہو مگر اس کے والدین اس کے اس کام کو پسند نہ کرتے ہوں تو اسے لازم ہے کہ والدین کی اجازت حاصل کرے جبکہ اسے ایسا کرنے کا چارہ کار ہو ۔ اگر کسی شخص کو والدین کی رعایت ملحوظ رکھنے میں یہ تعذر پیش آئے کہ ایک کی رعایت سے دوسرے کو اذیت ہو تو تعظیم و احترام میں باپ کے حق کو ترجیح ہے اور خدمت و انعام میں ماں کے حق کو ترجیح ہے اور لکھا ہے کہ دین حاصل کرنے کے لئے نکل جانے میں اگر اولاد اور ماں باپ میں سے جس کا نفقہ اس کے ذمہ ہے ان کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو تو ان کی اجازت کے بغیر نکل جانے میں حرج نہیں اور یہ عقوق نہیں قرار پاتا نیز لکھا ہے کہ جبکہ اسکی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو ۔ نیز بعض کا قول ہے کہ جبکہ وہ صغیر بغیر داڑھی کے نہ ہو ۔ اور مزید احکام بھی مذکور ہیں ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۲۶ ملخصا نیز حکم نمبر ۴۷ / ۲۹۱ ملاحظہ ہوں

(ج) متعلم کے لئے تادیبی کاروائی

۱ ـ رد المحتار میں ہے کہ معلم (یعنی استاد) متعلم (یعنی شاگرد) کے باپ (یا بھر سرپرست) کی نیابت میں متعلم کی مصلحت کے لئے اسے تادیبی سزا دے سکتا ہے ۔ بشرطیکہ ضرب فاحش و غیر معتاد نہ ہو ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۱، ص ۲۶۲ ۔ نیز حکم نمبر ۱۱، ۲۰ / ۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں ۔

۲ ـ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر معلم نے بچہ کو ضرب فاحش لگائی تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی ، ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۲ و هكذا فی البزازیة علی هامش عالمگیری جلد ۶ ص ۴۲۹ اور اس حکم کی نظیر اور ضرب فاحش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۹ ب / ۴۶۷ کے حاشیہ ۱ کا مٹ ملاحظہ ہو ۔

۳ ـ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر معلم نے بچہ کو تادیب میں اسے بدنی سزا دی اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۲ ملخصا ۔ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۹ و / ۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع في حد القذف والتعزير — التعزير	حوالة
۴۶۷ / ۲۰	ويضرب في التعزير قائما عليه ثيابه وينزع عنه الحشو والفرو ولا يمد في التعزير ويفرق الضرب على الاعضاء الا الرأس والفرج في قول ابي حنيفة[1]	كذا في فتاوى قاضيخان
	هكذا ذكر في حدود الاصل وذكر في اشربة الاصل يضرب التعزير في موضع واحد وليس في المسئلة اختلاف رواية وانما اختلف الجواب لاختلاف الموضوع فموضوع الاول اذا بلغ التعزير اقصاه وموضوع الثاني اذا لم يبلغ	كذا في التبيين
۲۱	الاصل في وجوب التعزير ان كل من ارتكب منكرا او آذى مسلما بغير حق بقوله او بفعله يجب التعزير الا اذا كان الكذب ظاهرا في قوله كما اذا قال يا كلب او يا خنزير او نحوه فانه لا يجب التعزير	كذا في شرح الطحاوي
	وهو الصحيح[2]	هكذا في فتاوى قاضيخان
	وقيل ان كان المسبوب من الاشراف كالفقهاء[3] والعلوية[4] يعزر وان كان من العامة لا يعزر وهذا احسن	كذا في الهداية

[1] حد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۸/۴۶۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۳، ۳۹/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۵ و/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور درمختار میں ہے کہ یا آنکھ یا ہاتھ کے اشارے ایذا دی تو یہ معصیت ہے اور ہر ایسی معصیت جس پر حد لازم نہیں ہوتی تعزیر لازم ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۳ ص ۲۵۱ نیز حکم نمبر ۱۵ ب/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] درمختار ورد المحتار میں ہے اس صورت میں تعزیر لازم نہ ہونے کے قول کی وجہ یہ ہے کہ کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے اور ہر وہ گالی جس کا عیب گالی دینے والے پر عود کرے اس میں گالی دینے والے پر تعزیر نہیں اور اگر اس گالی کا عیب مسبوب یعنی جسے گالی دی گئی ہے اس پر عود کرے تو تعزیر لازم ہے۔ پھر لکھا ہے کہ قاعدہ ہے کہ جس نے کسی ناجائز قول یا فعل کا ارتکاب کر کے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی تو اس پر تعزیر لازم ہے اور کسی کو کتا اور خنزیر کہنے میں ان الفاظ کی حقیقت تو مقصود ہی نہیں ہوتی کہ کہا جائے کہ کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے اور اگر ان الفاظ میں ایذا نہ ہوتی تو اشراف کو کہنے سے بھی تعزیر لازم ہونے کا قول نہ ہوتا۔ کیونکہ ان کے حق میں بھی ان الفاظ کے کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے۔ پھر لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اشراف سے مراد کریم النفس حسن الطبع لوگ ہیں اور فقہاء اور علویہ کا ذکر اسلئے ہے کہ ان میں اکثر ان ہی اوصاف کے ہوتے ہیں اور کتا اور خنزیر کے الفاظ سے مراد ان کی طبعی خباثت وغیرہ ہے۔ اور چونکہ مذکورہ صفت کے لوگوں کو ان الفاظ سے عیب لاحق ہوتا ہے پس تعزیر ہو گی اور ایسا شخص جس نے خود ہی اپنے آپ کو عیب دار بنا رکھا ہے اسے ان الفاظ سے وحشت لاحق نہیں ہوتی پس جیسا کہ فاسق کو فاسق کہنے سے تعزیر نہیں اسی طرح اس صورت میں بھی نہ ہو گی اور ہدایہ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب: حد قذف اور تعزیر کے احکام ۔ تعزیر کا بیان	حوالہ
۲۰ - ۴۶۷	(۱) تعزیر کے کوڑے (مجرم کو) اس حالت میں مارے جائیں گے کہ وہ کھڑا ہو۔ کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ البتہ اس سے گدا اور پوستین اتار دئے جائیں گے (ب) تعزیری سزا میں مدّ نہ ہوگا (ج) (۱) اور تعزیر کے کوڑے مجرم کے سر (مع چہرے) اور فرج کو چھوڑ کر بدن کی متفرق جگہوں پر مارے جائیں گے۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ہے ۱ھ	قاضیخان
	(۲) الاصل میں حدود کی بحث میں یوں ہی لکھا ہے اور الاصل کی الاشربۃ کی بحث میں لکھا ہے کہ تعزیر کے کوڑے (بدن کی مذکورہ جگہیں چھوڑ کر) ایک ہی جگہ پر مارے جائیں گے اور مسئلہ کے حکم میں روایت کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ جواب کا اختلاف موضوع کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ پس پہلے حکم (یعنی مندرج ۲۰/۴۶۷ ج ۱) کا موضوع یہ ہے کہ جب تعزیر (کے کوڑوں کی تعداد) انتہائی درجہ (یعنی انتالیس کوڑوں) تک پہنچی ہو۔ اور دوسرے حکم (یعنی مندرجہ ۲۰/۴۶۷ ج ۲) کا موضوع یہ ہے کہ تعزیر (کے کوڑوں کی تعداد) انتہائی درجہ تک نہ پہنچی ہو ۲ھ	تبیین
۲۱	(۱) تعزیری سزا واجب ہونے میں قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص نے منکر (یعنی کسی ناجائز قول یا فعل) کا ارتکاب کیا یا اس نے اپنے قول یا فعل سے ۳ کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی (اور اس پر حد یا قصاص لازم نہیں ہوتا) تو اس پر تعزیر واجب ہے لیکن اگر کہنے والے کا جھوٹ اسی قول میں واضح ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ مثلاً کسی شخص نے (دوسرے سے) یوں کہا کہ ”اے کتے“ یا ”اے خنزیر“ یا اسکی مانند لفظ کہا تو (ان صورتوں میں) تعزیر واجب نہ ہوگی۔	شرح طحاوی
	(ب) یہی مذکورہ حکم صحیح ہے۔	قاضیخان
	(ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر وہ شخص جسے (کتا یا خنزیر اور انکی مانند الفاظ سے) گالی دی گئی ہو وہ اشراف لوگوں میں سے ہو مثلاً فقہاء میں سے یا علوی سادات میں سے ہو تو (مذکورہ گالی دینے والے کو) تعزیری سزا دی جائیگی اور اگر وہ شخص جسے وہ گالی دی گئی ہو عام لوگوں میں سے ہو تو (مذکورہ گالی دینے والے کو) تعزیری سزا نہ دی جائے گی۔ اور یہ حکم حسن (یعنی اچھا) ہے۔ ۴ھ	ہدایہ

حسن کہنے کا مرجع یہی ہوگا نیز لکھا ہے کہ ہدایہ میں تفصیل مذکور ہے اور ظاہر روایت پر مبنی ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے متعلق (بطور گالی) ایسا فعل منسوب کرے جو (خِلقی نہ ہو وہ) فعل اختیاری ہو۔ شرعاً حرام ہو اور عرف میں باعث عار سمجھا جاتا ہو تو منسوب کرنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی ورنہ نہیں۔ پس کسی کو ”یا حمار“ کہنے والے پر تعزیر نہیں لئے کہ اس کا حقیقی معنی مراد نہیں اور مجازی معنی یعنی کند ذہن ہونا وغیرہ خلقی امر ہے اختیاری نہیں ہے۔ اور یا حجام کہنے والے پر اس لئے تعزیر نہیں کہ شرع میں حرام نہیں اگرچہ عرف میں باعث عار ہو اور کسی کو نرد کھیل کھیلنے والا کہنے میں اس لئے تعزیر نہیں کہ وہ عرف میں باعث عار نہیں سمجھا جاتا اگرچہ شرعاً حرام ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۵ تا ص ۲۵۷ اور شرح وقایہ میں ہے کہ قبیح معنی پر دلالت کرنے والے الفاظ کا شمار نہیں ہو سکتا البتہ قاعدوں اور ضابطوں سے ان کے متعلق احکام معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۸۲۔ حکم نمبر ۲۳/۴۶۷ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۲۲	من قذف مسلما بیا فاسق وھو لیس بفاسق اویا ابن فاسق یا کافر یا یھودی یا نصرانی یا ابن النصرانی یا خبیث یا سارق وھو لیس بسارق یا فاجر یا منافق یا لوطی یا من یعمل عمل قوم لوط یا من یلعب بالصبیان یا آکل الربا یا شارب الخمر یا دیوث یا مخنث یا خائن یا ابن قحبة یا زندیق یا قرطبان یا مأوی الزوانی یا مأوی اللصوص عزر	کذا فی الکافی

ا؎ درمختار میں ہے کہ مسلمان کوئی ہو۔ خواہ مسلم عادل ہو یا مستور ہو۔ اسے گالی دینے کا حکم برابر ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ذمی کو گالی دینا بھی ایسا ہی جیسا کہ مسلمان کو گالی دینا۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۲۔ اور مسلم عدل کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۴۷ کا چوتھا حاشیہ و ۹۹ و/۴۴۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ درمختار میں ہے کہ گالی دینے میں حرف "یا" یعنی "اے"، حرفِ ندا کی قید نہیں ہے۔ اس لئے کہ ندا کے ساتھ اے فاسق کی بجائے بطور خبر مثلاً یوں کہنا کہ "تو فاسق ہے"۔ یا "فلاں شخص فاسق ہے" وغیرہ کا حکم بھی اسی طرح ہے جس طرح کہ ندا کے ساتھ کہنے کا حکم ہے۔ البتہ اگر حاکم مجاز کے سامنے کسی نے بطور دعوی یوں کہا کہ فلاں نے یوں کیا ہے تو اس مدعی پر تعزیر نہیں بشرطیکہ اس نے بطور گالی نہ کہا ہو۔ مگر دعوی زنا کے متعلق یوں حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۴۔ نیز حکم نمبر ۲۵،۴۸/۴۴۷، ۵۰/۴۴۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ فاسق یعنی بدکار۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۹۲۵ (مترجم) ۴؎ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ معلوم الفسق ہو یعنی اس کا فسق مشہور اور اعلانیہ ہو تو اس نے اس قائل کے کہنے سے پہلے ہی اپنے آپ کو وہ عیب لگا رکھا ہے لہذا پھر کہنے والے پر تعزیر نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۲، ص۲۵۴۔ ۵؎ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسلمان میں اسے کافر قرار دینے کا سبب موجود نہیں ہے اور پھر اسے کسی نے بطور گالی کافر کہا تو اس پر تعزیر ہے اور اگر کہنے والے نے مذکورہ مسلمان کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ وہ کافر ہے اور اس وجہ سے اسے کافر سے خطاب کیا تو یوں کہنے والے کی تکفیر کی جائے گی اس لئے کہ جب اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ مسلمان کافر ہے تو اس نے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ دین اسلام کفر ہے (پس اسکی تکفیر کی جائیگی) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۳ (مترجم) ۶؎ جیسا کہ درمختار ج ۳ ص۲۵۳ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۱۱/۴۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ فاجر یعنی گنہگار۔ زانی۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۹۰۴ اور ردالمحتار میں ہے کہ عرفِ حاضرہ میں فاجر اس شخص کو کہتے ہیں جو لڑائی جھگڑا بہت کرنے والا ہو نیز لکھا ہے فاسق و فاجر کو بطور عطف لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مفہوم میں تغایر ہے چنانچہ قنیہ میں ہے کہ اگر گالی کے مدعی نے گالی دینے پر دو گواہ قائم کئے تو ایک نے یہ گواہی دی کہ گالی دینے والے نے اسے "یا فاسق" کہا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ گالی دینے والے اس شخص نے اسے "یا فاجر" کہا ہے تو دو گواہوں کے اس اختلاف کی وجہ سے) یہ گواہی قبول نہ ہوگی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۳۔ ۸؎ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ (شرعی) منافق اسے کہتے ہیں جو اسلام ظاہر کرے اور اس کے باطن میں کفر ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۴ (مترجم) ۹؎ لوطی (یعنی لواطت کرنے والا۔ لڑکوں سے بدفعلی کرنے والا) قوم لوط ؑ کا عمل بد کرنے والا۔ ماخوذ از منتہی الادب ص۱۱۱۵ فارسی۔ (مترجم) ۱۰؎ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یعنی لڑکوں کے ساتھ کھیلنے والا۔ اور غصہ اور گالی دینے کے قرینہ سے عرف میں اس سے مراد وہ شخص ہے جو ان کے ساتھ قبیح فعل کرتا ہو۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۵۵ (مترجم) ۱۱؎ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ دیوث۔ یعنی جو آدمی اپنی عورت

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷ - ۲۲	جس شخص نے کسی مسلمان [۱] کو یوں الزام دیا کہ "اے [۲] فاسق" [۳] حالانکہ وہ فاسق نہیں ہے [۴] یا یوں کہا کہ "اے فاسق کے بیٹے"، "اے کافر [۵]"، "اے یہودی"، "اے نصرانی"، "اے نصرانی کے بیٹے"، "اے خبیث [۶]"، "اے چور" حالانکہ وہ چور نہیں ہے یا یوں کہا کہ "اے فاجر [۷]"، "اے منافق [۸]"، "اے لوطی [۹]"، "اے قوم لوط کا عمل کرنے والے"، "اے لونڈوں سے کھیلنے والے [۱۰]"، "اے سود خور"، "اے شراب خور"، "اے دیوث [۱۱]"، "اے مخنث [۱۲] (یعنی ہیجڑے)"، "اے خائن" (یعنی خیانت کرنے والے) [۱۳]، "اے قحبہ کے بیٹے [۱۴]"، "اے زندیق [۱۵]"، "اے قرطبان" [۱۶]، "اے زانی عورتوں کی جائے ٹھکانہ"، اے چوروں کی جائے پناہ"، تو ان سب (۲۳) صورتوں میں یوں کہنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی [۱۷]	کافی

کے متعلق یا اپنے محرم کے متعلق غیرت نہ رکھے اور مصر و شام کے عرف میں القواد بھی اسی مفہوم میں مستعمل ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴ (مترجم) [۱۲] ردالمحتار میں ہے کہ مخنث نون کے فتحہ، کسرہ کے ساتھ لوطی کے مفہوم میں آتا ہے نیز مخنث اسے کہتے ہیں جو اپنی حرکات، سکنات، ہیئت اور کلام میں عورتوں کی عادات رکھے اگر وہ پیدائشی طور پر ایسا ہو تو مذموم نہیں ہے اور اگر بتکلف ایسا کرے تو مذموم ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴ - نیز حکم نمبر ۵۴/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۳] ردالمحتار میں ہے کہ خائن وہ شخص ہے جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں میں خیانت کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴ - نیز حکم نمبر ۶۳/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۴] القحبۃ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور البحرالرائق میں ہے کہ اس سے واضح ہے کہ کوئی شخص کسی کے اصل کو گالی دے تو ولد کے مطالبہ پر اسے تعزیر لگائی جاسکے گی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۲ - اور جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس طرح کی گالی میں مقصود ولد ہی ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ خواہ اس کا اصل زندہ ہو، ولد یا ابن الزانیۃ کہنے میں یوں حکم نہیں ہے۔ اور کسی کے اصل کو گالی دینے پر اس اصل کے مطالبہ پر بھی اسے تعزیر لازم ہوسکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۵ - نیز حکم نمبر ۲۹/۴۶۶، ۲۴/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۵] ردالمحتار میں ہے کہ زندیق یعنی بے دین - ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴ والمنجد اردو ص ۵۲۳ - نیز زندیق مجوسیوں کا ایک فرقہ ہے ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۱۴۴۵ (مترجم) [۱۶] درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ قرطبان قلتبان سے معرب ہے - یہ دیوث کے معنی میں آتا ہے - اور وہ شخص جو اپنی عورت یا محرم کیساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو اسے چھوڑ کر اسکے کیساتھ خلوت مہیا کرے - نیز اسے بھی کہتے ہیں جو برے کام میں دو شخصوں کو جمع کرنے کا سبب بنے۔ اور اسے بھی کہتے ہیں جو (غیر محرم) بالغ لڑکے یا اپنے (غیر محرم) مزارع کیساتھ اپنی عورت بھیجدے اور اپنی عورت کے ہاں انہیں اپنی غیر حاضری میں بھی آنے کی اجازت دیدے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴، ص ۲۵۵ اور دیوث کے لفظ کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۷] درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ کسی (اہل السنت والجماعت) مسلمان کو رافضی یا مبتدعی کہنے پر تعزیر لازم ہے اور مبتدعی اہل بدعت کو کہتے ہیں اور اہل بدعت ہر وہ شخص ہے جو ایسی بات کہے جو اہل السنت والجماعت کے اعتقاد کیخلاف ہو۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو احمق کہا جو ناقص العقل بد اخلاق کے معنی میں ہے یا مباحی کہا اور مباحی اسے کہا جاتا ہے جو ہر چیز کے مباح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو یا عوانی کہا اور یہ اسے کہا جاتا ہے کہ جو لوگوں پر ظلم کر کے حاکم کیلئے ٹیکس لیتا ہو تو ان الفاظ کے کہنے پر بطور غیبت پر تعزیر لازم ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴ - نیز حکم نمبر ۲۵/۴۶۶ ملاحظہ ہو۔ نیز ردالمحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے کو بہت سی ایسی گالیاں دیں جنمیں سے ہر گالی پر تعزیر لازم ہوسکتی ہے تو اسے ہر گالی کی تعزیری سزا دی جاسکے گی اسلئے کہ حقوق العباد میں تداخل نہیں۔ البتہ حدود میں تداخل ہوتا ہے (حکم نمبر ۱۲۴/۴۶۶ ملاحظہ ہو) اور حق اللہ سے لازم شدہ تعزیر میں بھی تداخل کا قول ہونا چاہیئے۔ نیز لکھا ہے اگر کسی نے ایک قابل تعزیر لفظ سے ایک جماعت کو گالی دی مثلاً جماعت سے یوں کہا کہ تم سب فاسق ہو، یا کئی قابل تعزیر الفاظ سے جماعت کو گالیاں دیں تو تعزیری سزا متعدد ہوسکے گی تداخل نہ ہوگا (مگر حد قذف کیصورت میں حکم نمبر ۱۲۵ تا ۱۲۹/۴۶۶ ملاحظہ ہو) ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۷، ص ۲۵۸ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۲۳	ولو قال یا تیس یا حیۃ یا ذئب یا حجام یا بغاء یا مؤاجر یا ولد الحرام یا عیار یا ناکس یا منکوس یا سُخرۃ یا کشخان یا ضحکۃ یا موسوس یا ابن المسوسوس وابوہ لیس کذلک یا رستاقی وھو لیس کذلک یا مقعد لا یعزر	کذا فی الکافی

لے تیس یعنی بکرے جیسی طبیعت والا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص[۱۵۲] چنانچہ درمختار میں ہے کہ کسی کو تیس، بندر، بیل، گائے، سانپ کہنے پر تعزیر لازم نہیں ہوتی اس لئے کہ کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ اگر مخاطب اشراف میں سے ہو تو تعزیر کا لازم ہونا احسن ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص[۲۵۵] حکم نمبر ۲۱ ج / ۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے جیسا کہ درمختار ورد المحتار ج ۳ ص[۲۵۶] میں ہے۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱ ج / ۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے درمختار ورد المحتار میں ہے کہ بغّا اور باغا بھی آتا ہے گویا بغاء سے ماخوذ ہے (اور بغاء نافرمانی کرنے والے اور ظلم وتعدی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو ص[۱۲۰]) اور لکھا ہے کہ بغّا مابون کو کہتے ہیں۔ اور مابون اسے کہتے ہیں جسکے دبر میں ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسمیں طلب ہوتی ہے کہ اس کے دبر میں جماع کیا جائے اور وہ اسے ترک نہیں کرسکتا لیکن عام اس لفظ سے گالی دیتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کیا کہہ رہے ہیں اور اس سے مناسب یہی ہے کہ یہ لفظ کہنے پر تعزیر لازم نہ ہو جیسا کہ متون میں ہے اور مابون کے معنی میں مراد لینے سے تعزیر مناسب ہے کیونکہ اس نے اسے عیب لاحق کیا ہے جیسا کہ (۳۱ / ۴۶۷ میں) کسی کو معفوج کہنے کا حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص[۲۵۶] ملخصا (مترجم) ۴ے جیسا کہ کنز ص[۱۶۴] میں ہے اور آجَرَ مواجرۃ مزدور بنانا (اجرتی) ماخوذ المنجد اردو ص[۶۱] اور رد المحتار میں ہے کہ مؤاجر کا حقیقی معنی یہ ہے کہ جو شخص اپنی اہل کو زنا کیلئے اجرت پر دیتا ہو لیکن حقیقی معنی متعارف معنی نہیں ہے بلکہ مؤاجر بھی مؤجر ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص[۲۵۶] اور البحرالرائق میں ہے کہ مؤجِر کسی شی کو اجرت پر دینے والا اور مؤجَر یعنی غیر نے اسے اجرت پر لیا اور یہ شرعی عقد ہے اس میں عیب لگانا نہیں ہے پس تعزیر لازم نہ ہو گی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص[۴۶] (مترجم)
۵ے کسی مسلمان کو ولد الحرام کہنے یا حرامزادہ کہنے کے متعلق مزید درج ذیل فقہی حوالہ جات ملاحظہ ہوں (۱) کنز میں ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہنے پر تعزیر لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از کنز ص[۱۶۴] (۲) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی نے کسی کو ولد الحرام کہا تو یوں کہنے پر تعزیر واجب نہیں ہے ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۳ ص[۴۷۹] (۳) البحرالرائق میں ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہنے پر تعزیر لازم ہونی چاہئے اس لئے کہ عرف میں ولد الحرام بمعنی ولد الزنا ہے۔ البتہ زنا کا صریح الزام نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف لازم نہیں۔ مگر اس لفظ سے عیب لاحق ہے پس تعزیر ہونی چاہئے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص[۴۶] — (۴) اور رد المحتار میں ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہنے پر تعزیر لازم ہونی چاہئے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص[۲۵۷] ملخصا (۵) کنز میں ہے کہ کسی کو "حرامزادہ" کہنے پر تعزیر لازم ہے بین السطور کنز میں ہے کہ حرامزادہ سے مراد ولد الحرام ہے اور حاشیہ کنز میں ہے کہ حرامزادہ سے مراد مولود الحرام ہے۔ ماخوذ از کنز مع بین السطور وحاشیہ کنز ص[۱۶۴] (۶) شرح وقایہ میں ہے کہ کسی کو حرامزادہ کہنے پر تعزیر ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۲ ص[۲۸۱] (۷) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی کو حرامزادہ کہنے پر حد قذف نہیں البتہ تعزیر ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص[۴۳] (۸) درمختار ورد المحتار میں ہے کہ کسی کو حرامزادہ کہنے پر تعزیر لازم ہے اور حرامزادہ کا معنی یہ ہے کہ جو شخص حرام وطی سے متولد ہو۔ پس حرام وطی حالت حیض کو بھی شامل ہے۔ پس صریح زنا کا الزام نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف لازم نہیں تعزیر لازم ہے اور عرف میں اگرچہ حرامزادہ سے مراد ولد زنا لیا جاتا ہے مگر اس لفظ سے مراد زیادہ تر دھوکا باز اور کمینہ خصلت شخص مراد لیا جاتا ہے پس حد قذف نہیں تعزیر ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص[۲۵۵] ۔ نیز حکم نمبر ۱۱ / ۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب حد قذف اور تعزیر کے احکام تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۲۳	اگر کسی شخص نے کسی (مسلمان) سے یوں کہا اے تیس، [1] اے سانپ، اے بھیڑیے، اے حجام، [2] اے بغا، [3] اے مؤاجر، [4] اے ولد الحرام، [5] اے عیار، [6] اے ناکس، [7] اے منکوس، (یعنی ناکس) [8] اے سُخرہ، [8] اے کشخان، [9] اے ضحکہ، [10] اے موسوس، [11] اے مسوس کے بیٹے حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے اے رستاقی، [12] حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے اے مقعد، (یعنی لنجے) [13] تو ان سب (۱۷) صورتوں میں یوں کہنے والے پر تعزیر لازم نہ ہوگی۔	کافی

[6] عیار یعنی آوارہ گرد۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۸۵۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ عیار کا لفظ بہت آنے جانے والا، خواہش کو ڈھیل دینے والا اور متردد بلا عمل کے معنی میں آتا ہے اس سے عیب لاحق نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس سے تعزیر لازم نہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۴۶ (مترجم) [7] ناکس یعنی ذلت سے سر نیچا کرنے والا۔ ماخوذ از منتہی الارب فارسی ص۱۸۹۷ اور البحر الرائق میں ہے کہ ناکس ضعیف، اور سر کے بل الٹے کے معنی میں آتا ہے گویا کہنے والے نے اس لفظ سے اس پر بد دعا کی ہے اسے عیب نہیں لگایا۔ پس تعزیر لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۴۷ (مترجم)

[8] السُخْرَۃ یعنی بیگار اور جس سے ٹھٹھا کیا جائے۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۵۵۰ اور البحر الرائق میں ہے کہ السُخْرَۃ السخر سے ماخوذ ہے اور اس چیز کو کہتے ہیں جو بغیر اجرت کے استعمال کی جائے۔ پس اسمیں عیب کی بات نہیں بلکہ مدح ہے (پس تعزیر لازم نہیں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۴۷ (مترجم)

[9] کشخان یعنی جو آدمی اپنی عورت کے متعلق بے غیرت ہو۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۲ ص۷۷۴ اور البحر الرائق میں ہے کہ کشخان اس دیوث کو کہتے ہیں جسے غیرت نہ آئے۔ پس یہ دیوث اور قرطبان کے معنی میں ہے اور پھر تعزیر لازم ہے لیکن کاشخ اسے بھی کہتے ہیں جو اپنے ساتھ والوں کی مودّت سے دور کر دیا گیا ہو اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ افضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح الحدیث یعنی سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو اس رشتہ دار پر کیا جائے جو رشتہ داری کی دوستی سے دور کر دیا گیا ہو۔ چنانچہ اگر کشخان بھی اسی سے ماخوذ ہے تو پھر قرطبان کے مفہوم میں نہیں ہے (اور پھر تعزیر بھی لازم نہیں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۴۷ (مترجم)

[10] جیساکہ درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص۲۵۷ اور کنز ص۱۷۴ میں ہے اور ضُحْکَۃ جس پر لوگ ہنسیں اور ضُحَکَۃ جو لوگوں پر ہنسے ماخوذ از المنجد اردو ص۷۲۰ وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار ج ۳ ص۲۵۷ (مترجم)

[11] جیساکہ کنز ص۱۷۴ میں ہے اور موسوس۔ بے تکی باتیں کرنے والا۔ وہم میں مبتلا۔ بے نفع بات کرنے والا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۱۳۶۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ موسوس مغلوب العقل کو اور اس شخص کو کہتے ہیں جس کی باتیں بے تکی ہوں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۴۷ (مترجم)

[12] رستاقی۔ گاؤں کے رہنے والا (گنوار) ماخوذ از منتہی الارب اردو ص۱۳۶۲ (مترجم)

[13] مقعد یعنی اپاہج۔ گنٹھیا کا مریض۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۱۰۲۱۔ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{2}{157}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۲۴	ولو قال یا ابن الفاجرۃ یا ابن الفاسقۃ فعلیہ التعزیر لانہ الحق نوع الشین بہ	کذا فی غایۃ البیان
۲۵	ولو قال لفاسق یا فاسق او لشارب یا شارب او لظالم یا ظالم لا یجب فیہ شیٔ	کذا فی العتابیۃ
۲۶	ولو قال لرجل صالح ذی مروۃ یا لص یا مشرک یا کافر عزر	کذا فی غایۃ البیان
۲۷	ان قال یا بلید عزر	کذا فی الواقعات
۲۸	وان قال یا سفلۃ عزر	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۲۹	ولو قال لآخر یا بی نماز یعزر	ھکذا فی السراجیۃ
۳۰	ولو قال لصالح یا سفیہ عزر	ھکذا فی التمرتاشی
۳۱	رجل قال لصالح یا معفوج یا ابن قرطبان ذکر الناطفی رحمہ اللہ انہ علیہ التعزیر ولو قال یا قرد یا قواد یا مقامر ففی ھذا کلہ لا یجب التعزیر	کذا فی فتاوی قاضیخان
	قال الصدر الشہید رحمہ اللہ یجب التعزیر فی قولہ یا مقامر	کذا فی الخلاصۃ
	ولو قال یا معفوج فانہ یعزر ولا یجب الحد فی قول ابی یوسف رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ حتی یضیف الی السبیل وعلی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لا یکون قاذفا بحال وعلیہ التعزیر لانہ الحق بہ الشین والمعفوج المضروب فی الدبر	کذا الظہیریۃ

۱؎ اور کسی کو "اے فاسق یا اے فاجر" اور "قحبہ کے بیٹے" کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا تیسرا، ساتواں اور چودھواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ کسی کو "اے فاسق" کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ ملاحظہ ہو نیز حکم ۲۷،۲۶/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۵/۴۶۷ و حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ ۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیسا کہ البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ میں ہے اور بلید یعنی کند ذہن۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۵۶۳ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ بلید بمعنی خبیث اور فاجر کے بھی استعمال ہوتا ہے پس کسی کو بلید کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اور وہ آجکل کے عرف میں بمعنی کند ذہن ہے پس تعزیر لازم نہ ہونی چاہیے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ ۵؎ سِفلہ یعنی ادنی درجہ کا آدمی۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۷۱ (مترجم) ۶؎ سفیہ یعنی نادان، بیوقوف، قدر نہ جاننے والا۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۱۵۰۶ اور البحر الرائق میں ہے کہ کسی (مسلمان) کو سفیہ کہنے پر تعزیر لازم ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۵ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ سفیہ فضول خرچ اور اسراف کرنیوالے کو کہتے ہیں اور آجکل کے عرف میں فحش زبان والے کو کہتے ہیں۔ اس سے تعزیر لازم ہے۔ ماخوذ از در مختار

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۲۴-۴۶۷	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے فاجرہ کے بیٹے" یا یوں کہا کہ "اے فاسقہ کے بیٹے"، تو یوں کہنے والے پر تعزیر لازم ہوگی اسلئے کہ اس نے اسے ایک قسم کا عیب لگایا ہے [1]	غایہ بیان
۲۵	اگر کسی نے کسی فاسق شخص کو یوں کہا کہ "اے فاسق" یا کسی نے کسی شرابی کو یوں کہا کہ "اے شرابی" یا کسی نے کسی ظالم کو یوں کہا کہ "اے ظالم"، تو ان صورتوں میں یوں کہنے والے پر کچھ تعزیر لازم نہ ہوگی [2]	عنایہ
۲۶	کسی نے کسی نیک صاحب مروت شخص سے یوں کہا کہ "اے چور" "اے مشرک" "اے کافر"، تو (ان صورتوں میں یوں کہنے والے کو) تعزیر لگائی جائے گی [3]	غایہ بیان
۲۷	اگر کسی نے کسی (مسلمان) کو یوں کہا کہ "اے بلید" (یعنی اے خبیث اور فاجر کند ذہن) تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی [4]	واقعات
۲۸	اگر کسی نے کسی کو یوں کہا کہ "اے سفلة"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی [5]	جوہرہ نیرہ
۲۹	اگر کسی نے کسی (نمازی مسلمان) کو یوں کہا کہ "اے بے نماز"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جاتی ہے۔	سراجیہ
۳۰	اگر کسی نے کسی نیک شخص کو یوں کہا کہ "یا سفیہ"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی [6]	تمرتاشی
۳۱	(و) اگر کسی نے کسی نیک شخص کو یوں کہا کہ "یا معفوج" [7] یا ابن قرطبان [8]، تو یوں کہنے والے کے متعلق الناطفیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس پر تعزیر لازم ہے (ب) اور اگر کسی نے (کسی نیک شخص کو) یوں کہا کہ اے بندر [9] یا قواد [10] یا مقامر (یعنی اے جواری) تو (ان سب صورتوں میں یوں کہنے والے پر) تعزیر واجب نہ ہوگی۔	قاضیخان
	(ج) الصدر الشہیدؒ نے کہا ہے کہ کسی (نیک مسلمان) کو یا مقامر کہنے والے پر تعزیر واجب ہوگی [11]	خلاصہ
	(د) اگر کسی نے کسی (نیک مسلمان) کو یوں کہا کہ "یا معفوج"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی اور اس صورت میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب یوں کہنے والے پر حد قذف واجب نہ ہوگی جبتک کہ وہ السبیل کی طرف اضافت نہ کرے (یعنی جبتک یوں نہ کہے کہ "معفوج السبیل")۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب (مذکورہ لفظ کہنے سے) وہ کسی صورت میں قاذف نہ قرار پائے گا۔ البتہ یوں کہنے والے پر تعزیر لازم ہے کیونکہ اسنے اسے عیب لگایا ہے [12] (س) اور معفوج مضروب فی الدبر (یعنی جسکے دبر میں جماع کیا جائے) کو کہتے ہیں۔	ظہیریہ

ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ (مترجم) [7] معفوج کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۴۶۷ کا (س) ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ کسی کو "یا معفوج" کہنے پر تعزیر واجب ہے اور معفوج اسے کہتے ہیں جسکے دبر میں (جماع) کیا جائے (اس معنی میں معفوج بمعنی گانڈو ہوگا) اور جسکے دبر میں مارا جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۶ (مترجم) [8] قرطبان کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ [16] ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۲۳/۴۶۷ کا حاشیہ [1] ملاحظہ ہو (مترجم) [10] قواد - مطیع ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۰۵۴ - اور رد المحتار میں ہے کہ قواد مصر و شام کے عرف میں دیوث کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ اور دیوث کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ [11] ملاحظہ ہو (مترجم) [11] جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ کسی کو ساحر یا مقامر کہنے پر تعزیر ہے اور خصوصاً جبکہ اشراف کو کہے یا خوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۷ اور مقامر یعنی شرط لگانے والا۔ بازی لگانے والا۔ جوئے باز۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۰۴۰ ملخصاً [12] حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

الباب السابع فی حد القذف والتعزیر

دفعات وشق نمبر	التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۳۲	ولو قال یا ابلہ او قال یا شیئ او قال یا ستو ریالا شیئ علیہ	کذا فی الفتاوی الکبری
۳۳	ولو قال یا قذر یجب فیہ التعزیر	کذا فی الفتاوی الکبری
۳۴	اذا اخذ رجل فی حادثۃ فتوی العلماء وجاء الی خصمہ فقال الخصم انا لا اعمل بہ او قال لیس کما افتوا وھو جاھل ان ذکر اھل العلم بالتحقیر وجب علیہ التعزیر	کذا فی الحاوی القدسی
۳۵	واذا قذف بالتعریض وجب التعزیر	کذا فی الحاوی القدسی
۳۶	الاولی للانسان فیما اذا قیل لہ ما یوجب الحد والتعزیر ان لا یجیبہ قالوا ولو قال "یا خبیث" الاحسن ان یکف عنہ ولو رفع الی القاضی لیؤدبہ یجوز ولو اجاب مع ھذا فقال بل انت لا بأس	کذا فی البحر الرائق
۳۷	عن اصحابنا فیمن اعتاد الفسق بانواع الفساد یھدم علیہ بیتہ	کذا فی السراجیۃ
۳۸	قال فخر الاسلام ان اعتاد سرقۃ ابواب المساجد یجب ان یعزر ویبالغ فیہ ویحبس حتی یتوب	کذا فی البحر الرائق
۳۹	من موجبات التعزیر کتابۃ الصکوک والخطوط بالتزویر	کذا فی التتارخانیۃ

[1] جیسا کہ رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ میں ہے اور المنجد اردو ص ۱۲۸ میں ہے کہ اَبلَہ یعنی بیوقوف۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ الابلہ دنیا کے امور اور سرور سے غفلت کرنے کے معنی میں آتا ہے (یعنی بھولا بھالا) بعض روایات کا مفہوم ہے کہ جنت میں داخل ہونے والوں میں اکثر بھولے بھالے لوگ ہوں گے اور الابلہ ہر الحذق یعنی ہوشیار اور صاحب علم کو فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ بعض روایات کا مفہوم ہے۔ کہ جنت میں ان کے اونچے درجے کے مقام کو عام اہل جنت چمکتے ستاروں کی طرح دیکھیں گے۔ نیز لکھا ہے کسی کو البلیس کہنے پر تعزیر ہوگی (جیسا کہ حکم نمبر ۲۷/۴۶۷ میں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ (مترجم) [2] ستور یعنی جسے نہ شرم ہو نہ حیا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۴۱ (مترجم) [3] جیسا کہ البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ میں ہے۔ اور قذر یعنی گندگی۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۷۴ اور خبیث کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا چھٹا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۲۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] آمرینی کرنا یعنی کسی پر ڈھال کر بات کرنا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۹۱۔ چنانچہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ کسی نے دوسرے سے یوں کہا" میں زانی نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۳۲/۴۶۷	اگر کسی نے دوسرے کو یوں کہا "اے ابلہ" ۱ (یعنی بیوقوف)، یا یوں کہا کہ اے لا شیئ" (یعنی اے ناچیز) یا یوں کہا کہ "اے ستور" ۲ (یعنی بے شرم) تو یوں کہنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	فتاوی کبری
۳۳	اگر کسی نے دوسرے کو یوں کہا "یا قذر" ۳ تو یوں کہنے پر تعزیر واجب ہوگی۔	فتاوی کبری
۳۴	جب کسی آدمی نے کسی پیش آمدہ امر کے متعلق علماءؒ کا فتوی حاصل کیا اور اپنے مخالف جھگڑا کرنے والے کے ہاں لایا تو اسکے مخالف نے کہا کہ میں اس فتوی پر عمل نہیں کروں گا یا یوں کہا کہ اس امر کا حکم ایسا نہیں ہے جیسا کہ علماء نے فتوی دیا ہے اور وہ مخالف (دینی علوم کے لحاظ سے) ایک بے علم شخص ہے تو اگر اس نے مذکورہ کہنے میں علماءؒ کا تذکرہ تحقیر سے کیا ہے تو اسپر تعزیر واجب ہے ۴	حاوی قدسی
۳۵	جب کسی نے کسی پر تعریض ۵ کے ساتھ قذف کیا تو یوں قذف کرنے والے پر تعزیر واجب ہے	حاوی قدسی
۳۶	اولی یہ ہے کہ انسان کو جب کوئی ایسی بات کہی جائے کہ اسکی وجہ سے کہنے والے پر حد یا تعزیر واجب ہو سکتی ہے تو (کہنے والے کو بدلہ میں) کوئی جواب نہ دے۔ مشائخؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "یا خبیث"، (یعنی اے خبیث ۶) تو احسن یہ ہے کہ اسے کوئی جواب دینے سے رک جائے اور اسے تہذیب سکھانے کے لئے مقدمہ حاکم مجاز کے ہاں لے جائے تو جائز ہے اور مذکورہ احکام کے باوجود اگر اس نے (بدلہ میں) یوں جواب دیا کہ "بل انت" (یعنی بلکہ تو ہے) تو کوئی حرج نہیں ۷	بحر رائق
۳۷	جس شخص نے کئی قسم کے فساد کا ارتکاب کرکے فسق کی عادت اختیار کر لی ہو تو (اسکے متعلق ہمارے (فقہاءؒ) اصحاب سے مروی ہے کہ (بطور تعزیر) اس کا گھر گروایا جا سکتا ہے۔	سراجیہ
۳۸	فخر الاسلامؒ کا قول ہے کہ اگر کسی شخص نے مسجدوں کے دروازے چوری ۸ کرنے کی عادت اختیار کر لی ہو تو واجب ہے کہ (حاکم مجاز) اسے تعزیری سزا دے اور اسے یہ سزا بڑھا چڑھا کر دے اور اسے قید میں رکھے حتی کہ وہ توبہ کرے۔	بحر رائق
۳۹	تعزیر واجب کرنے والے امور میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص معاہدے اور خطوط جھوٹ اور فریب کے ساتھ لکھے (یعنی جعل سازی کرے)	تتارخانیہ

ہوں"، تو شبہ کی وجہ حد قذف ساقط ہوگی مگر اس نے اس سے مخاطب کو عیب لگایا ہے کیونکہ اس کا معنی یہ قرار پاتا ہے کہ "بلکہ تو زانی ہے" پس اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ اور قذف کی قید سے یہی ظاہر ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو تعریض کے ساتھ گالی دی تو تعزیر نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۶۳ تا ۲۶۴۔ نیز حکم نمبر ۳۱/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ کسی کو خبیث کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کے چھٹے حاشیہ میں اور کسی کو قذر (یعنی گندگی) کہنے کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ لا بأس یعنی کوئی حرج نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۲۲۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ دروازوں کی چوری کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۹ مع حاشیہ اور مسجد سے چوری کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بیانات نمبر شمار	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۰-۴۶۷	ومنها الممازحة فی احکام الشریعة	کذا فی التاتارخانیة
۴۱	ومما یوجب التعزیر ما ذکر ابن رستم[۱] فیمن قطع ذنب برذون[۲] او حلق شعر جاریته	کذا فی التاتارخانیة
۴۲	ومنها لو اکره السلطان رجلا علی قتل مسلم بغیر حق واوعده بقتله ان لم یقتله فقتله فالقصاص علی السلطان والتعزیر علی القاتل عند ابی حنیفة[۳] و محمد رح	کذا فی التاتارخانیة
۴۳	ومنها اذا اکره الرجل غیره فزنی یجب علی الذی اکرهه التعزیر	کذا فی التاتارخانیة
۴۴	ومن موجبات التعزیر الزهد البارد[۴]	کذا فی التاتارخانیة
۴۵	اذا اتی بهیمة[۵] او وطی بشبهة[۶] او لطم مسلما او رفع مندیله فی السوق عن رأسه عزر	هکذا فی السراجیة
۴۶	اذا وجد شهود التعزیر عبیدا او کفارا بعد ما عزر فمات او جرحته السیاط او رجع الشهود لا ضمان عند ابی حنیفة رح خلافا لهما رح	کذا فی محیط السرخسی
۴۷	فی القنیة قال له یا فاسق ثم اراد ان یثبت بالبینة فسقه لیدفع التعزیر عن نفسه لا تسمع بینته ولو اراد اثبات فسقه ضمنا لما تصح[۲] فیه الخصومة کجرح الشهود اذا قال رشوته بکذا فعلیه رده تقبل البینة کذا هذا وهذا اذا شهدوا علی فسقه ولم یبینوا	

۱ نیز حکم نمبر $\frac{۳۴}{۴۶۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ برذون یعنی چوپایہ ۔ تاتاری گھوڑا ۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۵۱۸ (مترجم) ۳ حکم نمبر $\frac{۱۱}{۴۶۱}$ ، $\frac{۵۷}{۴۶۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ الزهد البارد (یعنی ٹھنڈا تقویٰ) مثلاً کسی شخص کو ایک دانہ کھجور کا گرا پڑا ملے تو وہ اسکا مالک معلوم کرنے کیلئے اعلان کرتا پھرے ۔ اور اس میں اس کی مراد تقوی اور دیانت کا اظہار ہو ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی ایک آدمی کے بار بار اعلان پر فرمایا تھا کہ "کلها یا بارد الورع فانه ورع یبغضه الله تعالی" ۔ یعنی اے بارد الورع اسے کھالے اسلئے کہ یوں کرنا ایسی پرہیزگاری ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور اسے تازیانہ سے (تعزیری) سزا دی اور مراد یہ ہے کہ بطور ریا ایسا کرنا ممنوع ہے ۔ اور اگر کوئی حقیقتاً اس درجہ کا متقی پرہیزگار ہو تو ایسا کرنا ممدوح ہے جیسا کہ منقول ہے کہ کسی عورت نے کسی امام سے مسئلہ پوچھا کہ رات کو اسکے گھر کے سامنے چوکیدار روشنی لئے گذر رہا ہو تو اس روشنی میں اون کاتنے کا حکم کیا ہے تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ تو اس عورت نے جواب دیا کہ میں حضرت بشر الحافی رح کی بہن ہوں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اس روشنی میں کاتنے کا کام نہ کر اسلئے کہ ورع (یعنی پرہیزگاری) تمہارے گھر سے رخصت ہو جائے گی ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۴ ۔ ورع اور تقوی میں معنوی فرق کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴}{۱۵۸}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ چوپائے سے وطی کرنے کے حکم کیمتعلق حکم نمبر $\frac{۸۳}{۲۲۹}$ ، $\frac{۷۰}{۴۶۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ شبہ کے متعلق حکم نمبر

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	ساتواں باب - حدِ قذف اور تعزیر کے احکام تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۴۰	تعزیر واجب کرنے والے امور میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص احکامِ شریعت سے مزاح کرے [1]	تتارخانیہ
۴۱	تعزیر واجب کرنے والے امر میں سے ایک وہ ہے جو ابن رستمؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس نے بردذون (چوپایہ) کی [2] دم کاٹ دی یا اپنی باندی کے (سر کے) بال مونڈ دئیے۔	تتارخانیہ
۴۲	تعزیر واجب کرنے والے امر میں سے ایک یہ ہے کہ اگر سلطان نے کسی آدمی کو کسی مسلمان کے ناحق قتل پر مجبور کیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے اس مسلمان کو قتل نہ کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا پس اس آدمی نے اس مسلمان کو قتل کر دیا تو مقتول کا قصاص سلطان پر ہے اور قاتل پر تعزیر لازم ہے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔	تتارخانیہ
۴۳	تعزیر واجب کرنے والے امر میں سے ایک یہ ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے کو مجبور کیا کہ وہ زنا کرے (پس اس نے زنا کا ارتکاب کیا تو مجبور کرنے والے پر تعزیری سزا لازم ہوگی [3]	تتارخانیہ
۴۴	تعزیر واجب کرنے والے امور میں سے ایک الزهد البارد (یعنی ٹھنڈا تقوی) ہے [4]	تتارخانیہ
۴۵	جب کسی شخص نے چوپایہ [5] سے وطی کی یا اس نے شبہ میں وطی کی [6] یا کسی شخص نے کسی مسلمان کو تھپڑ مار دیا [7] یا سرِ بازار اس کے سر سے اس کا رومال اتار ڈالا [8] تو (ان سب صورتوں میں) اسے تعزیر لگائی جائے گی۔	سراجیہ
۴۶	جب کسی شخص کو تعزیری سزا دی گئی اور (اس سبب سے) اسکی موت واقع ہوگئی یا وہ تعزیری کوڑوں کی سزا سے زخمی ہوگیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ تعزیر (لازم کرنے والے جرم) کے گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان گواہوں نے گواہی سے رجوع کر لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کوئی ضمان لازم نہیں [9] اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔	محیط سرخسی
۴۷	قنیہ میں ہے کہ کسی شخص نے کسی (مسلمان کو اسکے فسق کا سبب بیان کئے بغیر اس) کو یوں کہا کہ "اے فاسق" [11] پھر یوں کہنے والے نے اپنے سے تعزیر ہٹانے کے لئے یہ چاہا کہ گواہوں سے اس کا فسق ثابت کرے تو اس کے ان گواہوں کی گواہی مسموع نہ ہوگی [12] اور اگر یوں کہنے والے اس شخص نے اسکا فسق کسی ایسے امر کے	

[2] ۲/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۵۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] غالباً اس لئے کہ سر کا عمامہ، ٹوپی اور رومال عزت کی چیز سمجھی جاتی ہے اسلئے کسی کو راضی کرنے اور اسکی دلجوئی کیلئے انتہائی اقدام کے طور پر اسکے پاؤں پر پگڑی رکھنے کا معمول ہے، پس کسی کے سر پر سے سر بازار اس کا مندیل یعنی رومال وغیرہ اتارنا سر بازار اس کی توہین کرنا ہے لہذا یہ عمل سبب تعزیر قرار پاتا ہے۔ (مترجم) [9] حکم نمبر ۱۹/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت بحوالہ القنیۃ البحر الرائق سے ماخوذ ہے اور عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ مصر مطبع امیریہ، میمنیہ دونوں میں یوں درج تھی "فمنا لا تصح فیہ الخصومۃ" اور عالمگیری کے مأخذ البحر الرائق میں یہ فقرہ یوں لکھا ہے۔ "فمنا لما تصح فیہ الخصومۃ" ماخوذ از البحر الرائق مصری ج ۵ ص ۴۳ اور البحر الرائق کی مذکورہ عبارت کے مأخذ القنیۃ میں بھی یوں لکھا ہے "فمنا لما تصح فیہ الخصومۃ" ماخوذ از القنیۃ ص ۱۴۰ اور رد المحتار میں بھی بحوالہ القنیۃ یوں لکھا ہے کہ "اذا اثبت فسقہ فی ضمن ما تصح فیہ الخصومۃ بجرح الشھود الخ" اور مفہوم کے لحاظ سے بھی مذکورہ "لا تصح" کی بجائے "لما تصح" ہی درست قرار پاتا ہے چنانچہ "لما تصح" ہی درج ہے (مترجم) [11] کسی کو اے فاسق کہنے پر تعزیر لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۲۵/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [12] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے، اور لکھا ہے کہ اگر قاذف نے قذف کو ثابت کرنے کیلئے مجرد گواہی یعنی اسکے فسق کا سبب بیان کئے بغیر مثلاً یہ گواہی پیش کی کہ وہ فاسق ہے تو ایسی گواہی کی سماعت نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۳ ملخصاً (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-	واما اذا ابینوه بما یتضمن اثبات حق الله تعالى والعبد فانها تقبل کما اذا قال له یا فاسق فلما رفع الی القاضی ادعی انه رآه یقبل اجنبیة او عانقها او خلابها او نحو ذلك ثم اقام رجلین شهدا انهما رأیاه فعل ذلك فلا شک فی قبولها وسقوط التعزیر عن القائل [1]	کذا فی البحر الرائق
۴۸	اذا ادعى شخص علی شخص بدعوی توجب التکفیر وعجز المدعی عن اثبات ما ادعاه [2] لا یجب علیه شیئ اصلا اذا صدر الکلام علی وجه الدعوى عند حاکم الشرع اما اذا صدر عنه علی وجه السب او الانتقاص فانه یعزر علی ما یلیق به	کذا فی النهر الفائق ناقلا عن السراجیة
۴۹	حنفی [3] ارتحل الی مذهب الشافعیؒ یعزر	کذا فی جواهر الاخلاطی
۵۰	ضرب غیره بغیر حق وضربه المضروب ایضا یعزران ویبدأ باقامة التعزیر بالبادئ منهما	کذا فی البحر الرائق

[1] جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں قاضی کو چاہیے کہ اسکے فسق کا سبب دریافت کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۳ (مترجم)

[2] حکم نمبر ۲۲/۲۴۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] قوله ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر اذا کان ارتحاله لا لغرض محمود شرعا کما افاده فی التاتارخانیة اھ مصحح بحراوی عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی حنفی مسلک ترک کرکے شافعی مسلک اختیار کرنے پر تعزیر لگانے کا حکم اس صورت میں ہے کہ اسکا ایسا کرنا از روئے شرع کسی محمود غرض کیلئے نہ ہو۔ جیساکہ تتارخانیہ میں کہا گیا ہے۔ از تصحیح کنندہ بحراویؒ اور جیساکہ درمختار در دلی میں ہے۔ اور لکھا ہے عام آدمی کے حنفی یا شافعی کہلانے کا مدار اس کے مفتی کے مسلک پر ہے البتہ جو شخص نظر و بصیرت اور استدلال رکھتا ہو یا اس نے کسی مجتہد کی تحقیقات پڑھی ہوں اس کا اپنا مسلک قرار پا سکتا ہے۔ اور لکھا ہے اگر کسی شخص کو اجتہاد سے (یعنی مسلمہ شرعی دلائل پر مبنی تحقیق سے) ایک مسلک واضح ہو اور اس وجہ سے وہ اپنا سابقہ مسلک چھوڑ کر اپنے ہاں واضح شدہ مسلک اختیار کرے تو ایسا کرنا محمود اور قابل اجر ہے۔ البتہ شرعی دلیل و تحقیق کے بغیر یا کسی دنیوی غرض کی خاطر یا محض خواہش کی تکمیل کے لئے یا محض ایک عامی آدمی ایک مسلک کو چھوڑ کر دوسرا مسلک اختیار کرے تو اس پر تادیب اور تعزیر لازم ہے۔ خواہ حنفی سے شافعی بنے یا شافعی سے حنفی وغیرہ۔ تاکہ مجتہدین کی تحقیقات پر مبنی مسلک کھیل نہ بنالئے جائیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۳۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ الزاهدی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی مسئلہ کے حکم میں دوسرے امام کے ہاں تحقیق شدہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	ساتواں باب - حدِ قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۷	ضمن میں ثابت کرنا چاہا جسمیں خصومت کرنا (یعنی مقدمہ قائم کرنا) معتبر ہوتا ہے۔ جیسا کہ گواہوں پر جرح کرنے میں کہا کہ میں نے اسکو اتنی رشوت دی تھی اسپر لازم ہے کہ اسے واپس کرے تو (چونکہ رشوت لینے سے اس کا فسق ضمناً ثابت ہوتا ہے لہذا) اس پر اسکے گواہوں کی گواہی مسموع ہوتی ہے تو ایسے ہی یہ بھی ہے اور ان گواہوں کی گواہی مسموع نہ ہونے کا مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ ان گواہوں نے اسکے فسق پر گواہی دی اور اسکے فسق (کے سبب) کو بیان نہ کیا! اور اگر ان گواہوں نے ایسا سبب بیان کیا جو اللہ تعالیٰ کے یا بندوں کے حق پر مشتمل ہو تو وہ گواہی قبول کی جائے گی [1] جیسا کہ جب کسی شخص نے کسی شخص کو یوں کہا کہ "اے فاسق" پھر جب یوں کہنے والے کو حاکم مجاز کے ہاں لایا گیا تو اس نے دعوی کیا کہ اس نے دیکھا کہ اس نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا ہے یا یہ کہا کہ اس نے دیکھا کہ اس نے اجنبی عورت سے معانقہ کیا (یعنی وہ اس سے بغلگیر ہوا) یا یہ کہا کہ اس نے دیکھا کہ اس نے اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت کی (یعنی اسکے ساتھ تنہائی میں رہا) یا اس نے اسمیں اس قسم کا کوئی اور فسق دیکھنے کا دعوی کیا اور پھر دو مرد گواہ قائم کئے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ ان دونوں نے اسے مذکورہ فسق کرتے دیکھا ہے تو اس صورت میں اس گواہی کی سماعت قبول ہونے اور یوں کہنے والے سے تعزیر ساقط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔	بحر رائق
۴۸	(ا) جب کسی شخص نے کسی شخص پر ایسا دعوی کیا جس سے مدعا علیہ کا کافر قرار دیا جانا لازم آتا ہو اور مدعی اپنا دعوی ثابت کرنے سے عاجز رہا تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ، اگر مدعی سے وہ کلام شرعی حاکم کے ہاں بطور دعوی صادر ہوا تو اس مدعی پر کچھ واجب نہ ہوگا (ب) اور اگر مدعی سے وہ کلام مدعا علیہ کو گالی دینے یا اسکی تنقیص کرنے کے طور پر صادر ہوا تو اسے ایسی تعزیری سزا دی جاسکے گی جو اس کے حال کے مناسب ہو [2]	نہر فائق
۴۹	حنفی مسلک رکھنے والے کسی شخص نے حنفی مسلک چھوڑ کر شافعی مسلک اختیار کر لیا تو اسے تعزیر لگائی جاسکے گی [4]	جواہر الاخلاطی
۵۰	کسی شخص نے دوسرے شخص کو ناحق ضرب (یعنی چوٹ) لگائی اور مضروب نے بھی ضارب کو ضرب لگائی تو دونوں کو تعزیر لگائی جائے گی اور حاکم مجاز پہلے اسپر تعزیر جاری کرے گا جس نے ان دونوں میں سے (ضرب لگانے میں) پہل کی تھی [5]	بحر رائق

مسلک پر بنا بر ضرورت عمل کر لیا تو وہ ایسا کرنے میں معذور قرار پا سکتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۷ (مترجم) [4] حکم ہذا کی عربی عبارت پر حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ کہ گالی دینے میں ایک دوسرے سے بدلہ لینا کفایت کر سکتا ہے مگر ایک دوسرے کو ضرب لگانے میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ضربیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ پس دونوں پر تعزیر لازم ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ بدلہ لینا تب کفایت کرتا ہے کہ مساوات ممکن ہو اور محض ان دونوں کا حق ہو۔ پس اگر قاضی کی مجلس میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو یہ بدلہ کفایت نہ کرے گا اس لئے کہ انہوں نے مجلس شرع کی ہتک کی ہے۔ پس ان دونوں کو تعزیری سزا دی جاسکے گی ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۰ - نیز حکم نمبر ۱۵۰ ب / ۳۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۵۱	یعزر من شهد شرب الشاربین والمجتمعون علی شبه الشرب وان لم یشربوا	کذا فی النهر الفائق
۵۲	ومن معه رکوة خمر یعزر ویحبس	کذا فی النهر الفائق
۵۳	والمسلم یبیع الخمر اویأکل الربا یعزر ویحبس	کذا فی النهر الفائق
۵۴	وکذا المغنی والمخنث والنائحة یعزرون ویحبسون حتی یحدثوا توبة	کذا فی النهر الفائق
۵۵	فی الخانیة المقیم اذا افطر فی رمضان متعمدا یعزر ویحبس بعد ذلك اذا کان یخاف منه عوده الی الافطار ثانیا	کذا فی التتارخانیة
۵۶	رجل قبل حرة اجنبیة اوامة اوعانقها اومسها بشهوة یعزر وکذا لو جامعها فیما دون الفرج فانه یعزر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	ولو مکنت المرأة قردا من نفسها کان حکمها کاتیان الرجل البهیمة	کذا فی الجوهرة النیرة فی باب حد الزنا
۵۸	من یتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس یحبس ویخلد فی السجن الی ان تظهر التوبة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۹	سئل علی بن احمد عمن کان له دعوی علی رجل فلم یجده فاوقع اهل عشیرته فی ایدی الظلمة بغیر حق وبغیر کفالة فقیدوهم وحبسوهم فی السجن وضربوهم ضربا شدیدا وغصبوا منهم اعیانا کثیرة بغیر حق فاو انهم صححوا هذه الامور عند القاضی هل یجب التعزیر علی هذا الموقع فقال نعم یعزر کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الیتیمة	

۔ ۱ے حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$ ، $\frac{۴ د}{۴۶۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۔ ۲ے حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔ ۳ے حکم نمبر $\frac{۱}{۴۶۵}$ کے حاشیہ کا " ل " اور حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں ۔ نیز الجوهرة النیرة میں ہے کہ اگر کوئی شخص پیشاب پیئے یا پاخانہ کھائے تو یہ حرام ہے مگر ایسا کرنے والے پر حد لازم نہیں ۔ البتہ اسے حد کی سزا سے ورے تعزیری سزا دی جاسکتی ہے ۔ ماخوذ از الجوهرة النیرة ج ۲ ص ۲۷۰ (مترجم) ۔ ۴ے حکم نمبر $\frac{۲۲}{۴۶۷}$ کا حاشیہ نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶ تا ۵۱	جو شخص شراب خوروں کی مجلس شراب میں موجود (پایا گیا) ہو اور جو لوگ اس طرح جمع شدہ ہوں کہ (قرائن سے) ان پر شراب خوروں کا شبہ پڑتا ہو تو خواہ انہوں نے شراب نہیں پی انہیں تعزیری سزا دی جاسکے گی ۴ہ	نہر فائق
۵۲	جس شخص کے پاس شراب کی صراحی (یعنی شراب والا برتن پایا گیا) ہو تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی اور اسے قید میں رکھا جاسکے گا ۲ہ	نہر فائق
۵۳	اور جو مسلم شخص شراب کی (خرید و) فروخت کرتا ہو ۳ہ یا سود کھاتا ہو تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی اور اسے قید میں رکھا جاسکے گا۔	نہر فائق
۵۴	اسی طرح راگ گانے والا، مخنث (یعنی عورتوں جیسا بننے والا) ۴ہ اور بین کرنے والی ان سب کو تعزیری سزا دی جاسکے گی اور انہیں قید میں رکھا جائے گا حتی کہ توبہ کا اظہار کریں۔ ۵ہ	نہر فائق
۵۵	خانیہ میں ہے کہ (مسلمان) مقیم شخص جب (کسی عذر شرعی کے بغیر) رمضان شریف کا روزہ جان بوجھ کر نہ رکھے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اور اس کے بعد اسے قید میں رکھا جائے گا جبکہ اس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ روزہ نہ رکھنے (کے مذکورہ جرم) کا ارتکاب دوبارہ کرے گا۔	تتارخانیہ
۵۶	(ا) کسی مرد نے کسی اجنبیہ آزاد عورت یا (اجنبیہ) باندی کا بوسہ لیا یا اس سے بغلگیر ہوا یا اسے شہوت سے چھوا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی ۶ہ (ب) اسی طرح اگر کسی مرد نے مذکورہ اجنبیہ سے فرج کے علاوہ میں جماع کیا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی ۷ہ	قاضیخان
۵۷	اگر کسی عورت نے اپنے ساتھ بندر کو (وطی کرنے کا) قابو دیا تو اس عورت کے لئے ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ اس مرد کے لئے حکم ہے جو کسی چوپایہ سے وطی کرے ۸ہ	جوہرہ نیرہ
۵۸	جو شخص قتل کرنے، چوری کرنے اور لوگوں کو ضرب لگانے کے ساتھ متہم ہو تو اسے قید میں رکھا جائے گا اور اسے قید خانہ میں ہمیشہ رکھا جائے گا حتی کہ اس کی توبہ ظاہر ہو ۹ہ	قاضیخان
۵۹	شیخ علی ابن احمدؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا کسی آدمی پر دعوی تھا وہ اسے نہ ملا پس اس نے اسکے اہل و عیال کو ناحق طور پر اور بغیر کفالت کے ظالموں کے قبضہ میں دے دیا پس انہوں نے انہیں گرفتار کیا۔ قید خانہ میں قید کیا انہیں شدید ضربیں لگائیں اور ناحق طور پر ان سے بہت سا مال چھین لیا پھر اگر انہوں نے مذکورہ امور کو قاضی کے سامنے صحیح ثابت کر دیا تو کیا ظالموں کے قبضہ میں ڈالنے والے اس شخص پر (بھی) تعزیری سزا واجب ہوگی تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔	تتارخانیہ

۵ہ یہ حکم رمضان شریف کا روزہ نہ رکھنے کے متعلق ہے اور اگر مکلف شخص رمضان شریف کا روزہ رکھ کر بغیر عذر شرعی توڑ دے تو اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا اس کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ہ حکم نمبر ۴/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ہ اور جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں فاعل اور مفعول پر جو عاقل، بالغ اور رضامند ہو تو تعزیری سزا دی جائے گی اور اگر بچہ ہو یا بچی ہو تو کچھ لازم نہیں۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۲۹ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۸ مع حاشیہ ۳، ۱۰۳/۱۰۴/۴۶۶، ۴/۴۶۷، ۶۸/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور جبر کی صورت میں حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ہ حکم نمبر ۷۰/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ہ حکم نمبر ۳۷/۴۶۷، ۶/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴/۴۶۷ - ۶۰	رجل خدع امرأة رجل او ابنته وهی صغیرة واخرجها وزوجها من رجل قال محمدؒ احبسه بهذا ابدا حتی یردها او یموت	کذا فی فتاوی الکبری
۶۱	رجل سقی ابنا صغیرا له خمرا یعزر	کذا فی التاتارخانیة
۶۲	الاستمناء حرام وفیه التعزیر	کذا فی السراج الوهاج
۶۳	ولو مکن امرأته او امته من العبث بذکره فانزل فانه مکروه ولا شیئ علیه	کذا فی السراج الوهاج
۶۴	قال ابونصر الدبوسیؒ فیمن قطع ید عبده او قتله ان علیه التعزیر	کذا فی الحاوی فی الفصل الثالث فی الجنایات
۶۵	عبد یطالب البیع من مولاه وهو مقر انه یحسن صحبته یعزر لانه متعنت	کذا فی فتاوی الکبری

۱؎ اور کوئی عورت رضا و رغبت زنا پر راضی ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۷ مع حاشیہ میں تعزیری سزا ملاحظہ ہو اور زنا کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲، ۴/۴۶۱ ، ۴۹ تا ۵۱/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ۲؎ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے حاشیہ کا و ۱۲/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۳؎ حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶۱/۴۶۲ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو البتہ روزہ کی حالت میں ایسا کرنے کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۸۴، ۸۵/۲۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ یعنی آقا پر اپنے غلام کے قتل کے جرم میں تعزیری سزا ہوگی اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہو اور غلام کے قتل کے بدلہ میں اس کے آقا پر قصاص کے متعلق کنز الدقائق میں ہے کہ ہمارے ہاں آزاد شخص کے قتل کے قصاص میں آزاد شخص قتل کیا جا سکتا ہے۔ مگر اولاد کے قتل کے بدلہ میں اس کے والد کو غلام کے قتل کے قصاص میں اس کے آقا کو قتل نہیں کیا جا سکتا اور حاشیہ میں ہے کہ اس لئے کہ ایک حدیث شریف میں یوں ہی حکم وارد ہے ماخوذ از کنز الدقائق مع حاشیہ صـ۳۶۹ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔ کہ بعض اہل علم مثلاً حسن بصریؒ، عطا ابن ابی رباحؒ، احمدؒ اور اسحٰقؒ کے ہاں غلام کے قتل کے قصاص میں آزاد کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اور حاشیہ ترمذی شریف میں بحوالہ اللمعات لکھا ہے کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں غلام کے بدلہ میں آزاد کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے مگر ہمارے ہاں غلام کے بدلہ میں آزاد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ نیز ترمذی شریف میں ہے کہ سفیان ثوریؒ کے ہاں حکم یہ ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حدِ قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۶۰	کوئی آدمی کسی مرد کی بیوی کو یا کسی کی چھوٹی (یعنی نابالغ) بیٹی کو دھوکہ فریب سے نکال لایا اور کسی اور مرد سے اس کا نکاح کر دیا تو اس کے متعلق امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ میں اسے دائمی قید کا حکم دوں گا حتی کہ وہ اس عورت یا لڑکی کو واپس لوٹائے یا قید میں مر جائے [1]	فتاوی کبری
۶۱	کسی آدمی نے اپنے چھوٹے بچہ کو شراب پلا دی تو پلانے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی [2]	تتارخانیہ
۶۲	استمناء (یعنی منی نکالنا مثلاً ہاتھ وغیرہ کے عمل سے ایسا کرنا) حرام ہے اور اسمیں تعزیر لازم ہے [3]	سراج وہاج
۶۳	اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی یا باندی کو اپنے ذکر سے کھیلنے دیا پس (اس سے) اسے انزال ہوگیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ (اس سے) اس پر کچھ (تعزیر) لازم نہیں ہے [4]	سراج وہاج
۶۴	جس نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اسے قتل کر ڈالا تو اس کے متعلق ابو نصر الدبوسیؒ کا قول ہے کہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی [5]	حاوی
۶۵	کوئی غلام اپنے آقا سے اپنی فروخت کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ اس کا اقرار کرتا ہے کہ اس کا آقا اسے ساتھ رکھنے میں حسن سلوک کرتا ہے تو اس (غلام) کو تعزیری سزا دی جائے گی اس لئے کہ وہ متعنت (یعنی تکلیف دہ و رنج دہندہ) ہے۔	فتاوی کبری

اگر کسی آزاد شخص نے دوسرے کا غلام قتل کر دیا تو اسے اس غلام کے بدلہ میں قتل کیا جا سکتا ہے اور اگر کسی نے اپنا غلام قتل کر دیا تو غلام کے بدلہ میں اس کے آقا کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از ترمذی شریف مع حاشیہ ج ۱ ص۱۸۰ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ کسی شخص کو اپنے غلام کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائیگا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۶ ص۷ اور اس کے متعلق مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۵۵ کتاب الجنایات میں ہیں۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۵، ۵۰/۴۶۲، ۶/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سیّد المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین ۔ اجمعین

کتاب السرقۃ

دفعات ۴۶۸ تا ۴۷۳ ۔ عنوانات ۶ ۔ تعداد شق ۳۲۳

وفیہ اربعہ ابواب

الباب الاول فی بیان السرقۃ وماتظہر بہ

دفعات ۴۶۸ تا ۴۶۸ ۔ عنوان ۱ ۔ تعداد شق ۸۰

۴۶۸ ۔ السرقۃ وظہورھا — تعداد شق ۸۰

۱۔	وھی فی شرع اخذ العاقل البالغ نصابا محرزا او ماقیمتہ نصاب ملکا للغیر لا شبہۃ لہ فیہ علی وجہ الخفیۃ	کذا فی الاختیار شرح المختار

لے حدود کے مفہوم اور ان میں حد سرقہ یعنی چوری کی حد کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۴۵ کے حاشیہ کا ب ۵ ملاحظہ ہو ۔ اور درمختار میں ہے کہ سرقہ (یعنی چوری) کے بیان کو باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ اس لئے کہ اسکے حکم میں ضمان بھی لازم ہوتی ہے ۔ جو حدود سے خارج ہے ۔ تو گویا سرقہ کا بیان من وجہ حدود کا غیر ہے ۔ لہٰذا اسے باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ جو کئی ابواب پر مشتمل ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ سرقہ کی دو قسمیں ہیں ۔ اول یہ کہ اس کا ضرر صرف صاحبِ مال کے لئے ہو ۔ دوم یہ کہ اس کا ضرر صاحبِ مال کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے بھی ہو ۔ پہلی قسم کو سرقہ صغریٰ اور دوسری قسم کو سرقہ کبریٰ کہا جاتا ہے ۔ سرقہ صغریٰ (یعنی چوری) میں وہ مال مالک یا اس کے قائمقام کی مثلاً مال کا امین یا مستعیر یعنی مانگ کر لانے والے کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے اور سرقہ کبریٰ میں مسلمانوں کے ملک اور ان کے راستوں کی حفاظت کے ذمہ دار امام وقت یعنی حاکم مجاز (یا اس کے قائمقام) کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے (جسے رہزنی یا ڈکیتی کہتے ہیں) سرقہ صغریٰ اور سرقہ کبریٰ کی تعریف اور اکثر شرطیں مشترک ہیں ۔ اور سرقہ کبریٰ کا بیان آخر میں ہے کیونکہ اس کا وقوع اقل ہے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۵ ۔ سرقہ کبریٰ کی شرائط کے متعلق حکم ۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔ ؎۲ حرز کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۷ب مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۱۱

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علمائے اسلام کی عظیم تر جماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونین نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

297
Acc.K

toobaa-elibrary.blogspot.com

ومجلس تشریح فتاویٰ عالمگیریہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین اجمعین

کتاب السرقۃ

دفعات ~~۴۶۸~~ تا ~~۴۷۳~~ - عنوانات ~~۶~~ - تعداد شق ~~۳۲۳~~

وفیہ اربعہ ابواب

الباب الاول فی بیان السرقۃ و ما تظھر بہ

دفعات ~~۴۶۸~~ تا ~~۴۶۸~~ - عنوان ~~۱~~ - تعداد شق ~~۸۰~~

۴۶۸ - السرقۃ وظھورھا   تعداد شق ~~۸۰~~

۱-	وھی فی شرع اخذ العاقل البالغ نصابا محرزا او ما قیمتہ نصاب ملکا للغیر لا شبھۃ لہ فیہ علی وجہ الخفیۃ	کذا فی الاختیار شرح المختار

لہ حدود کے مفہوم اور ان میں حد سرقہ یعنی چوری کی حد کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۵ ملاحظہ ہو۔ اور در مختار میں ہے کہ سرقہ (یعنی چوری) کے بیان کو باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اسکے حکم میں ضمان بھی لازم ہوتی ہے۔ جو حدود سے خارج ہے۔ تو گویا سرقہ کا بیان من وجہ حدود کا غیر ہے۔ لہٰذا اسے باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سرقہ کی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کا ضرر صرف صاحب مال کے لئے ہو۔ دوم یہ کہ اس کا ضرر صاحب مال کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے بھی ہو۔ پہلی قسم کو سرقہ صغریٰ اور دوسری قسم کو سرقہ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ سرقہ صغریٰ (یعنی چوری) میں وہ مال مالک یا اس کے قائمقام کی مثلاً مال کا امین یا مستعیر یعنی مانگ کر لانے والے کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے اور سرقہ کبریٰ میں مسلمانوں کے ملک اور ان کے راستوں کی حفاظت کے ذمہ دار امام وقت یعنی حاکم مجاز یا اس کے قائمقام کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے (جسے رہزنی یا ڈکیتی کہتے ہیں) سرقہ صغریٰ اور سرقہ کبریٰ کی تعریف اور اکثر شرطیں مشترک ہیں۔ اور سرقہ کبریٰ کا بیان آخر میں ہے کیونکہ اس کا وقوع اقل ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ~~۲۶۵~~ - سرقہ کبریٰ کی شرائط کے متعلق حکم ~~۴۷۳~~ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـہ حرز کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان — چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جو سب جہانوں کا رب ہے۔ اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں۔ اور ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، اور اللہ تم کے نیک بندوں پر، سب پر ہو،

چوری کی بحث

دفعات ۴۶۸ تا ۴۷۳ - عنوانات ۶ - تعداد شق ۳۲۳

اور اس میں چار باب ہیں

پہلا باب چوری اور اس کے ظہور کا بیان

دفعات ۴۶۸ تا ۴۶۸ - عنوان ۱ - تعداد شق ۸۰

۴۶۸ - چوری کا مفہوم اور اس کا ظہور اور اس میں ۸۰ شقیں ہیں

دفعات شق نمبر	چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۱-	شرع میں چوری[1] اسے کہتے ہیں کہ عاقل بالغ شخص محرز (یعنی محفوظ شدہ[2]) نصاب[3] کو یا جس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہو اس کو درآنحالیکہ وہ غیر کی ملک ہو جس میں اسکے لئے کوئی شبہ جگہ نہ پاتا ہو[4]، خفیۃً[5] لے لے[6]	اختیار شرح مختار

[3] درمختار میں ہے کہ مسروق یعنی چوری شدہ چیز کو بھی مجازاً سرقہ یعنی چوری کہا جاتا ہے۔ اور شرع میں باعتبار حرمت اس چیز کے لینے کو بھی سرقہ کہا جاتا ہے جو ناحق لی جائے خواہ نصاب کو نہ پہنچے (اور اسمیں ضمان اور تعزیری سزا لازم ہو سکتی ہے) اگر سرقہ کی حد واجب ہونے کیلئے نصاب اور دیگر متعلقہ شرائط کی قید ہے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۵ ملخصاً۔ اور نصاب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۶۹، ۷۰/۴۶۹، ۳۱، ۵۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] البحرالرائق میں ہے کہ خفیۃً لینے کی قید سے بطور غلبہ اعلانیہ لینا اور لوٹ لینا اور اچک لینا خارج ہو گیا ان صورتوں میں چوری کی حد نہیں ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۵۰ لوٹ لینے اور اچک لینے کے متعلق حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور خفیۃً لینے کے معتبر ہونے کے متعلق حکم ۲، ۳/۴۶۸ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ مع حاشیہ، ۳۱/۴۶۸ اور ۱/۴۵۴ کے حاشیہ د ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] البحرالرائق میں ہے کہ حقیقۃً لیا مثلاً چور نے خود مال لیا یا حکماً لیا مثلاً چوروں کی ایک جماعت کسی گھر میں داخل ہو کر چوری کرے اور مال لیکر کسی ایک کو دے تاکہ وہ اٹھائے جائے اور پھر وہ اس گھر سے نکل آئیں تو ان سب پر چوری کی حد لگے گی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۵۰ نیز حکم ۱۶، ۱۷/۴۶۸، ۱۴ تا ۱۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔ نیز قابل حد چوری کی تعریف اور اس کے متعلقات پر مشتمل مواد کا خاکہ یہ ہے کہ (بقیہ ص ۲۲۴ پر ملاحظہ ہو)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے حاشیہ ۶ کا بقیہ)

فتاوی عالمگیری میں قابل حد چوری کی تعریف بیان کرتے ہوئے حکم نمبر ۱/۴۶۸ میں (۷) اصولی امور مذکور ہیں - مزید امور کا بیان حد کے رکن شرط اور حکم میں، قطع ید کی شرائط میں، اور سرقہ کی بحث کے ذیلی عنوانات ومتعلقہ مسائل کی جزئیات میں ہے اور البحرالرائق میں چوری کی جس تعریف کو "الادنی" کہا گیا ہے اس میں چوری کی تعریف، حد اور قطع ید کی شرائط اور چوری کے رکن وغیرہ بھی شامل ہیں - اور اس کا ماحصل یوں قرار پاتا ہے کہ قطع ید کی حد کے قابل چوری یہ ہے کہ

(۱) ایسا شخص جو مکلف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) (۲) ناطق ہو (یعنی گونگا نہ ہو) (۳) بصیر ہو (یعنی اندھا نہ ہو)

(۴) اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں صحیح ہوں - (۵) وہ دس کھرے درہم یا اس کے بقدر (یعنی کم از کم اتنا نصاب)

(۶) بطور مقصود - (۷) (اپنے باطن میں نہیں) ظاہر میں - (۸) (اعلانیہ نہیں) خفیۃ -

(۹) صحیح قبضہ والے سے لے - (۱۰) جبکہ وہ چیز جلد خراب ہونیوالی نہ ہو (۱۱) وہ چیز غیر شخص کی ملکیت ہو -

(۱۲) حرز سے (یعنی محفوظ جگہ سے) لے - (۱۳) جہاں شبہ متحقق نہ ہوتا ہو (۱۴) (معقول) تأویل کی گنجائش نہ ہو -

(۱۵) (واقعہ) دارالعدل کا ہو - (۱۶) اور لے لینا پایا جائے - ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۵۱ وهكذا فی الدرالمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۷۵، ص۲۶۸ ملخصا - نیز البحرالرائق و درمختار ورد المحتار میں ہے کہ

(۱۷) وہ نصاب ایک حرز میں سے لے - (۱۸) حرز میں سے مسروقہ نصاب کا نکالنا ایک بار میں ہو (۱۹) مسروقہ چیز مال قرار پاتی ہو -

(۲۰) وہ چوری حاکم مجاز کے ہاں ثابت ہو - (۲۱) مسروق منہ (یعنی جس کا مال چوری کیا گیا ہے وہ) اس مسروقہ مال کا مطالبہ کرے -

(۲۲) مسروق منہ چوری کی گواہی پر حاضر ہو - (۲۳) مسروق منہ قطع ید کی حد کے وقت حاضر ہو -

(۲۴) مسروقہ مال ضائع ہونے یا ضائع کرنے کی صورت میں قطع ید کی حد سے قبل مالک ضمان لینا اختیار کرے (۲۵) مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ وہ دارالاسلام میں تافہا مباحا پائی جاتی ہو -

(۲۶) مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ قبل ازیں اس چور کو اس کی چوری میں حد لگ چکی ہو اور اس کی دوبارہ چوری کے وقت بعینہ کسی تبدیلی کے بغیر حسب حال ہو -

(۲۷) چور نے مسروقہ چیز حاکم مجاز کے ہاں چوری کی خصومت سے قبل مالک کو واپس کر دی ہو خواہ وہ واپس کر چکا ہو (۲۸) چور قطع ید کی حد سے قبل اس مسروقہ چیز کا مالک نہ بن جائے -

(۲۹) قطع ید کی حد سے پہلے مسروقہ چیز کی خصومت کے شہر میں اس مسروقہ چیز کا بھاؤ اتنا گر جائے کہ اس کی قیمت نصاب سے کم ہو جائے (۳۰) گواہی سے ثابت شدہ چوری کے گواہ قطع ید کی حد سے پہلے فاسق یا اندھے یا پاگل یا مرتد نہ ہو گئے ہوں -

(۳۱) غلام پر گواہی سے ثابت شدہ کی صورت میں اسکا آقا گواہی کے وقت حاضر ہو (۳۲) ایسی سخت گرمی یا سردی نہ ہو یا وہ ایسا سخت مریض نہ ہو کہ حد سے اس کی موت کا خدشہ ہو ورنہ اسے قید میں رکھا جائیگا اور مناسب وقت میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی - (۳۳) کسی طعام کی چوری کی صورت وہ ایام قحط کے نہ ہوں - مفہوم ماخوذ فی الجملہ از البحرالرائق ج ۵ ص۵۰ تا ص۶۵ و درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۰۰ تا ص۲۹۱ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

چوری کی حد اور اس حد میں قطع ید کے متعلق البحر الرائق اور درمختار و ردالمحتار ... مذکورہ امور کی مزید توضیحات اور فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات درج ذیل ہیں

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
۱	مکلف ہونا	چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ مکلف یعنی عاقل بالغ شخص خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام اور یا ذمی کافر ہو۔ اور کافی الحاکم میں ہے کہ حربی کافر جو بطور مستأمن دارالاسلام میں آئے اور چوری کا ارتکاب کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں لازم ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۶۵، ص۲۶۶۔ حکم نمبر ۲۰۰۱/۴۶۸، ۴۷/۴۶۳ اور ۸۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۲	ناطق ہونا	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ گونگے شخص پر اس لئے حد لازم نہیں ہوتی کہ اس کا احتمال ہے کہ اگر وہ بات کر سکے تو کسی شبہ کا دعوی کر دے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ وھکذا فی الدرالمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۶۶۔ حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ، ۴۱/۴۶۳ اور ۳۲/۴۶۸ ملاحظہ ہوں۔ پس شبہ متحقق ہونے سے حد لازم نہ ہوگی تعزیری سزا ہو سکتی ہے۔
۳	بصیر ہونا	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ اندھے شخص پر چوری کی حد اس لئے نہیں کہ وہ غیر کے مال سے جاہل ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اندھے پر چوری کی حد اس لئے نہیں کہ اسے غیر کے مال سے جہالت ہے اور لکھا ہے کہ یعنی یہ اس کے حال کا مقتضی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۶۶ اور طحطاوی میں درمختار کے مذکورہ قول کے متعلق لکھا ہے کہ "ان الشان فیه ذلك وان لم یجهل المسروق"، یعنی اندھے کی حالت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے غیر کے مال سے جہالت ہے اگرچہ اسے مسروقہ چیز سے جہالت نہ ہو۔ ماخوذ از طحطاوی علی الدرالمختار ج ۳ ص۱۸ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ پس شبہ متحقق ہونے سے حد لازم نہ ہوگی مگر تعزیری سزا لازم ہو سکتی ہے۔
۴	بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں صحیح ہونا	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ہمارے اصحاب نے بطور حد دایاں ہاتھ قطع کرنے کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں صحیح ہوں۔ یوں ہی المجتبی میں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ اور بحوالہ البحر یوں ہی ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس کا ذکر فصل القطع میں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص۲۶۶۔ حکم نمبر ۴ تا ۱۸/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۵	مسروقہ چیز نصاب ہونا یعنی دس کھرے درہم یا ان کی قیمت کے بقدر ہونا	جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم ایک حدیث کی بنا پر ہے۔ نیز لکھا ہے کہ درہم، مضروبہ درہم (یعنی جو ڈھال کر بنائی گئی ہوں) کو کہا جاتا ہے اور مراد وہ درہم ہیں کہ ایسے دس درہم وزن میں سات مثقال ہوں جیساکہ البحر و ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۶۶۔ حکم نمبر ۱/۴۶۸ اور ۴ تا ۱۲/۴۶۸ ملاحظہ ہوں۔
۶	مسروقہ نصاب بطور مقصود لینا	جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ چوری کی حد لازم ہونے کے لئے مسروقہ نصاب کے قصد کی دلالت کا ثابت ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ التجنیس میں بحوالہ النوازل لکھا ہے کہ اگر کسی نے ایسا کپڑا چرایا جو دس درہم سے کم کا تھا اور اس کے کنارے پر دینار بندھا ہوا تھا تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور فتاوی سمرقند میں ہے کہ اگر کسی نے ایسا کپڑا چرایا جو دس درہم کا نہ تھا اور اس میں بہت سے درہم تھے تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر	عنوانات	توضیحات فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		اور یہ مذکورہ احکام تب ہیں کہ اس کپڑے میں عادۃ دراہم نہ رکھے جاتے ہوں ورنہ قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ اس لئے کہ پھر قصد دراہم کی چوری پر واقع ہوگا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۱ اور جیسا کہ مذکورہ صورت کے متعلق درمختار وردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ دراہم اس کپڑے میں تھے جس میں عادۃً نہیں رکھے جاتے تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ (اور اگر اسے ان دراہم کا علم تھا تو پھر اس چوری پر حد لازم ہوگی۔ اور اگر کسی نے دراہم رکھنے کی تھیلی چوری کی وہ تھیلی ایک درہم کی تھی اور اس میں بہت سے دراہم تھے تو خواہ وہ یہ کہے کہ میرا قصد دراہم کا نہ تھا تھیلی کا تھا یا وہ یہ کہے کہ مجھے تھیلی کے اندر کے درہموں کا علم نہ تھا اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ دلالۃ القصد متحقق ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۷۔ حکم نمبر ۶۰، ۶۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۷	(اپنے باطن میں نہیں) ظاہر میں لینا	چنانچہ درمختار وردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی نے حرز (یعنی محفوظ جگہ) میں دینار نگل لیا اور پھر باہر آیا تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر مالک نے ضمان چاہا تو اس سے وہ دینار پاخانہ میں نکلنے کا انتظار نہ کیا جائے گا۔ بلکہ وہ فی الحال اس کے مثل کا ضامن ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اسے ضائع کرنے والا قرار پاتا ہے اور ضائع کرنا ضمان کا سبب ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۷، وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵۱۔ حکم نمبر ۱۵/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔
۸	(اعلانیہ نہیں خفیۃً) لینا	چنانچہ درمختار وردالمحتار میں ہے کہ دن کے وقت چوری کی صورت میں ابتداءً وانتہاءً خفیۃً لینے کا اعتبار ہے اور رات کے وقت چوری کی صورت میں صرف ابتداءً خفیۃً ہونے کا اعتبار ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص رات کے وقت کسی کے گھر میں خفیۃً داخل ہوا اور پھر مال اعلانیہ طور پر خواہ مال کے مالک سے لڑائی کرکے لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ نیز بحوالہ الخلاصۃ، المحیط اور الذخیرۃ لکھا ہے کہ اہل خانہ یا چور میں سے کسی ایک کے زعم میں خفیۃً ہونا، خفیۃً ہونے کو کفایت کرجاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۷ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵۰۔ حکم نمبر ۱ تا ۳/۴۶۸، ۶۳/۴۶۹، ۳۰ تا ۳۴/۴۷۰۔ مع حواشی اور شہر میں قطع الطریق قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔
۹	صحیح قبضہ والے سے لینا	چنانچہ درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۷ میں ہے کہ اگر صحیح قبضہ والے سے چوری ہوجائے تو وہ شخص چوری کی حد کے لئے خصومت (یعنی حاکم مجاز کے ہاں مرافعہ) کرسکتا ہے اور صحیح قبضہ مثلاً وہ چیز اس کے پاس بطور امانت تھی۔ یا اس نے بطور غصب رکھی ہوئی تھی۔ یا اس کے پاس بطور رہن تھی وغیرہ۔ اور بحوالہ الفتح لکھا ہے صحیح قبضہ، مالک، امین اور ضامن کو شامل ہے۔ جیسا کہ غاصب۔ اس لئے کہ اس پر مغصوب یعنی چھینی ہوئی چیز کی حفاظت امین کی طرح لازم ہے اور اسی سے وہ اپنے سے ضمان ساقط کراسکتا ہے۔ اور ص ۲۸۸ میں ہے کہ اگر غیر صحیح قبضہ والے سے چوری ہوجائے تو وہ شخص چوری کی حد کے لئے خصومت نہیں کرسکتا مثلاً قطع ید کی حد کے بعد اس چور سے وہ چیز چوری ہوگئی تو پہلا چور یا کوئی اور خواہ وہ مالک ہو دوسرے چور پر قطع ید کی حد کے لئے خصومت نہیں کرسکتا اس لئے کہ پہلے چور کو قطع ید کی حد کے بعد اس چیز پر اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر	عنوانات	توضیحات وفتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		کا قبضہ صحیح نہ قرار پاتا تھا اور ص۲۸۹ میں ہے کہ اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس لئے کہ پہلے چور کو قطع ید کی حد لگنے کے بعد پہلے چور پر اس چیز (کے ضائع ہونے یا ضائع کرنے کی صورت میں اس) کی ضمان لازم نہیں ہوتی۔ پس پہلے چور کا قبضہ نہ بطور ملک ہے۔ نہ بطور امانت اور نہ بطور ضمان اور وہ مسروقہ چیز غیر معصوم ہے۔ پس اس میں قطع ید کی حد لازم نہیں۔ اور ص۲۲۷ میں امام کرخیؒ وطحاویؒ سے منقول حکم ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ جو نوادر ہشامؒ میں امام محمدؒ سے منقول ہے کہ مسروقہ مال چور سے چوری ہونے کی صورت میں اگر پہلے چور پر قطع ید کی حد جاری ہوئی ہو تو دوسرے چور پر قطع ید کی حد جاری نہ کروں گا۔ اور اگر پہلے چور سے قطع ید کی حد (کسی وجہ سے) ہٹا دی گئی ہو تو دوسرے چور پر قطع ید کی حد لازم ہو سکے گی۔ ایسا ہی حکم امام ابو یوسفؒ میں ہے اور یوں ہی الفتح اور النہر میں ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص۲۸۷، ص۲۸۹، ص۲۶۷۔ حکم نمبر ۷۱، ۷۲/۴۶۹ اور ۲۵/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۱۰	مسروقہ چیز جلد خراب ہونے والی نہ ہو	جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور بحوالہ المجتبیٰ لکھا ہے کہ مثلاً گوشت، (تر) پھل وغیرہ نیز لکھا ہے کہ ہر وہ چیز جو (قدرتی طور پر) سال بھر باقی نہ رہ سکتی ہو (اسکی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں) ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص۲۶۷، ص۲۸۴۔ حکم نمبر ۸ تا ۱۲، ۳۰، ۳۷/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۱۱	مسروقہ چیز غیر شخص کی ملکیت ہو	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ مسروقہ چیز ایسی ہو جو کسی غیر شخص کی ملکیت ہو۔ پس مسجد کی چٹائی اور خانہ کعبہ کے پردے خواہ حرز میں ہوں ان کی چوری پر چوری کی حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ وھکذا فی الدرالمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص۲۷۶۔ حکم نمبر ۶۴ تا ۶۶/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۱۲	مسروقہ چیز حرز میں سے لے	چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ حرز یعنی محفوظ جگہ دو قسم کی ہے۔ پہلی قسم حرز بنفسہ۔ اور وہ ہر ایسی جگہ ہے جو حفاظت کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ اور اس میں بغیر اجازت داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔ جیسا کہ حویلیاں، دکانیں، خیمے، خزانے (یعنی ذخیرہ کرنے کی جگہیں) اور صندوق وغیرہ۔ دوسری قسم حرز بغیرہ ہے اور وہ ہر ایسی جگہ جو حفاظت کے لئے نہیں ہوتی البتہ وہ جگہیں کسی حفاظت کنندہ سے محفوظ قرار پا سکتی ہیں۔ جیسا کہ مساجد، راستے اور صحرا وغیرہ۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص۲۶۷، ص۲۶۸ وھکذا فی البحر الرائق نیز البحر الرائق میں حرز بنفسہ کی مثال میں یہ بھی لکھا ہے کہ اور جیسا کہ کوئی شخص بنفسہ خود بھی حرز بنفسہ ہے۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ ص۵۷۔ حکم نمبر ۴۷۰/۱ ملاحظہ ہو۔
۱۳	شبہ متحقق نہ ہو	جیسا کہ درمختار وردالمحتار ص۲۶۸ میں ہے اور لکھا ہے کہ شبہ کی قید سے (مثلاً) باپ کے گھر سے چوری کرنا خارج ہو گیا اور ص۲۹۰ میں ہے کہ (مثلاً) چور پر اس کے اقرار یا گواہی سے چوری ثابت ہوا اور وہ چور مسروقہ چیز کی ملکیت کا دعویٰ کرے تو خواہ اس نے (ملکیت پر) گواہی قائم نہ کی (مجرد دعویٰ سے) شبہ متحقق ہوگا اور حد لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس کے قول میں سچائی کا احتمال ہے اور اسی لئے اس کے اقرار کے بعد اس کا رجوع صحیح قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص۲۶۸، ص۲۹۰ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۶۴ پر شبہ کی وجہ سے حد لازم نہ ہوگی۔ البتہ ضمان اور تعزیری سزا لازم ہو سکتی ہے۔ حکم نمبر ۲۷، ۴۳/۴۶۸، ۸۲/۴۶۴ مع حاش

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاویٰ عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		نیز حکم ۲۳/۴۶۸ ، ۲/۴۶۶ ، ۳۹ تا ۵۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۴	(معقول) تأویل کی گنجائش نہ ہو	جیساکہ درمختار و ردّ المحتار میں ہے اور لکھاہے کہ تأویل کی قید سے قرآن مجید (وغیرہ) کی چوری خارج ہوگئی کیونکہ اس میں یہ تأویل گنجائش پاتی ہے کہ اس نے قرأت کے مقصد کے لئے لیا ہو اور وہ مال نہیں پس قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۶۸ ۔ حکم نمبر ۴۱ تا ۴۴، ۸۲، ۸۳ تا ۸۴/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۱۵	دار العدل ہونا	چنانچہ درمختار و ردّ المحتار ص۲۶۷ میں ہے کہ دار الحرب (یعنی سلطنت کفار کی سر زمین میں) اور دار البغی (یعنی باغیوں کے علاقہ) میں چوری سے قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور ص۱۹۵ میں ہے کہ دار الاسلام کی بجائے دار العدل کہنے میں دار البغی خارج قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۶۷ ، ص۱۹۵ حکم نمبر ۱/۴۵۵ ، ۱/۴۵۷ ، ۸۲/۴۶۹ اور اس کی نظیر کے متعلق ۴۳، ۴۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوں۔
۱۶	لے لینا پایا جائے	چنانچہ درمختار و ردّ المحتار میں ہے کہ محرز بالمکان (یعنی جو چیز حرز بنفسہ سے محفوظ ہو اس) سے چوری پر قطع ید تب لازم ہوتی ہے کہ چور وہ چیز اس حرز سے نکال لائے کیونکہ اس حرز سے نکال لینے سے قبل وہ چیز مالک کے قبضہ میں قرار پاتی ہے اور چوری میں لے لینا تب قرار پاتا ہے کہ مالک (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے اس) کا قبضہ زائل ہو جائے اور مالک کا قبضہ تب زائل قرار پاتا ہے کہ چور وہ چیز حرز سے نکال لائے۔ اور لکھاہے کہ حرز بالحافظ (یعنی حرز بغیرہ) سے چوری پر قطع ید کی حد محض لے لینے سے لازم ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس صورت میں محض لے لینے سے مالک (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے) کا قبضہ زائل قرار پاکر چوری مکمل ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۸۱ ۔ حکم نمبر ۲۱ تا ۱۰۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۷	مسروقہ نصاب ایک حرز میں سے لے	چنانچہ درمختار و ردّ المحتار میں ہے کہ اگر چور ایک حرز میں سے بقدر نصاب نکال لایا تو اس پر قطع ید کی حد لازم ہوگی اور اگر دو حرز میں سے کل بقدر ایک نصاب نکال لایا تو حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۶۸ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۵۰ ۔ حکم نمبر ۱۳/۴۶۸ اور ۲۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۸	حرز سے مسروقہ نصاب کا نکالنا ایکبار میں ہو	چنانچہ درمختار و ردّ المحتار میں ہے کہ چور پر قطع کی حد تب لازم ہوتی ہے کہ مسروقہ چیز بقدر نصاب ایک بار میں حرز سے نکلے خواہ مالک ایک ہو یا متعدد ہوں۔ اور اگر کوئی چور حرز میں سے بعض نصاب نکال لایا پھر داخل ہوا اور باقی نصاب نکال لایا تو اس صورت میں اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۶۸ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ ۔ حکم نمبر ۱۴/۴۶۸ اور ۲۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۹	مسروقہ چیز مال قرار پاتی ہو	چنانچہ درمختار و ردّ المحتار میں ہے کہ چوری کی حد لازم ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مسروقہ چیز متقوم مال ہو پس ہمارے ہاں خمر، خنزیر کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردّ المحتار ج ۳ ص۲۶۷ ۔ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے دوسرے حاشیہ کا س، ۳۱، ۳۹/۴۶۹ اور ۵۲/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
۲۰	وہ چوری حاکم مجاز کے ہاں ثابت ہو	چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ قطع ید کی حد لازم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چوری امام (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں (اقرار یا معتبر گواہی سے) ثابت ہو۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ حاکم مجاز کے ہاں ثابت ہونا چوری کی تعریف کا جز نہیں بلکہ قطع (ید) کی حد اور دیگر حدود) جاری کرنے کی شرائط میں سے ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۸۔ حکم نمبر ۱/۴۵۵ اور ۲۱، ۳۹/۴۶۸ اور اسی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۱	مسروق منہ مسروقہ مال کا مطالبہ کرے	چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ چوری کی حد لازم ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مسروق منہ (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے وہ) مسروقہ مال کا مطالبہ کرے اس لئے کہ ظہور سرقہ کے لئے خصومت شرط ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ حکم علی المذہب ہے۔ اور امام ابویوسف رحؒ سے مروی ہے کہ چوری کے اقرار کی صورت میں، مسروق منہ کی طرف سے مال کا مطالبہ شرط نہیں۔ جیسا کہ الفتح میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۷۔ حکم نمبر ۲۱، ۲۶، ۴۳، ۵۰، ۵۱، ۵۵/۴۶۸ اور ۲۳، ۲۹، ۴۲/۴۷۰ اور حاشیہ ہذا کا ۲۲ ملاحظہ ہوں۔
۲۲	مسروق منہ چوری کی گواہی پر حاضر ہو	چنانچہ درمختار میں ہے کہ (چوری کی حد لازم ہونے کے لئے) ادائے شہادت کے وقت مسروق منہ کا حاضر ہونا لازمی ہے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۷ اور جیسا کہ البحرالرائق ص ۵۲ میں بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ (قاضی کو) چور سے مسروق منہ کے متعلق سوال کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ وہ (عدالت میں) حاضر ہوتا اور خصومت کرتا ہے اور گواہ چوری پر گواہی دیتے ہیں۔ نیز ص ۶۲ میں بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحؒ اور امام محمد رحؒ کے ہاں چوری کے اقرار میں (بھی) دعوی شرط ہے حتی کہ اگر کسی چور نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں غائب کے مال سے چوری کی ہے تو اسے تب تک قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی جبتک کہ مسروق منہ، حاضر نہ ہو اور خصومت نہ کرے یہ حکم امام ابوحنیفہ رحؒ اور امام محمد رحؒ کے ہاں ہے اور امام ابویوسف رحؒ کے ہاں چور کے اقرار کی صورت میں دعوی شرط نہ ہونے کی وجہ سے یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۵۲، ص ۶۲۔ حکم نمبر ۲۶، ۵۰، ۵۱/۴۶۸ اور ۴۲/۴۷۱ اور حاشیہ ہذا کا ۲۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۳	مسروق منہ قطع ید کی حد کے وقت حاضر ہو	چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب چور پر قطع ید کی حد کے وقت مسروق منہ کا حاضر ہونا شرط ہے۔ اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ وہ چور کے لئے ملکیت کا اقرار کرے اور پھر اس سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے۔ البتہ طلب القطع مسروق منہ کا حق نہیں وہ حق اللہ تعالیٰ ہے اسی لئے حد واجب ہونے کے بعد مسروق منہ اس حد کو معاف نہیں کر سکتا۔ ماخوذ از درمختار ج ۳ ص ۲۸۷ وهکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص ۶۲ وہدایہ ج ۲ ص ۲۸۰۔ حکم نمبر ۲۶، ۵۰، ۵۱/۴۶۸ اور ۲۰، ۲۳، ۴۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۴	مسروقہ مال ضائع ہونے یا ضائع کرنے کی صورت میں قطع ید کی حد سے قبل مالک ضمان لینا اختیار نہ کرے	چنانچہ ردالمحتار میں بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ اگر مسروقہ عین مال ضائع ہو جائے یا ضائع کر دیا جائے اور قطع کی حد سے قبل مالک اس مال کی ضمان لینا اختیار کرے تو پھر ہمارے ہاں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی کیونکہ یہ صورت دعوی سرقہ سے دعوی مال کی طرف رجوع کو متضمن ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۱ اور جیسا کہ البحرالرائق میں ہے کہ قطع ید کی حد اور ضمان نہیں ہوتے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۶۵۔ حکم نمبر ۳۰، ۳۵/۴۷۱، ص ۲۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
۲۵	مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ وہ دارالاسلام میں تافہا مباحا پائی جاتی ہو	چنانچہ البحرالرائق میں ہے کہ جو چیز تافہا بطور مباح پائی جاتی ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی اور تافہا یعنی حقیرا ور مباحا یعنی اسکی جنس بصورتہ غیر مرغوب اور بطور مباح فی الاصل پائی جاتی ہو۔ اور بہت کم ایسا ہوتا ہو کہ اس کا لے لینا مالک کو ناگوار گذرے اسی لئے اس کا حرز بھی (حفاظت) ناقص ہوتا ہے پس اس میں شرعی زجر کی حاجت نہیں۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۵۳ ، وکذا فی الدرالمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۷۳۔ حکم نمبر ۱/۴۶۹ ملاحظہ ہو۔
۲۶	مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ اس چور کو قبل ازیں اسکی چوری میں حد لگ چکی ہو اور وہ چیز بعینہ بغیر کسی تبدیلی کے حسب حال ہو۔	جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ ایسی مسروقہ چیز جس کی چوری پر قطع ید کی حد لگ چکی ہو پھر وہ چیز مالک کو واپس کی گئی تو اس چور نے اسے دوبارہ چوری کر لیا درآنحالیکہ اس مسروقہ چیز کی پہلی بار چوری کرنے کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو تو (اسکی دوبارہ چوری پر) اس چور کو (دوبارہ) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۷۷ حکم نمبر ۱۷ تا ۷۹/۴۶۹ اور ۲۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو۔
۲۷	چور نے مسروقہ چیز حاکم مجاز کے ہاں خصومت سے قبل مالک کو واپس نہ کر دی ہو خواہ واپسی حکما ہو۔	چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر چور نے مسروقہ مال قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں خصومت سے پہلے مالک کو واپس کر دیا خواہ وہ واپسی حکما ہو تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور رد المحتار میں ہے کہ خصومت سے پہلے یعنی دعوی اور شہادت یا اقرار سے پہلے اور اگر اس نے خصومت کے بعد واپس کی تو خواہ قطع ید کا فیصلہ ہوا تھا یا نہ پھر قطع ید کی حد لازم ہوسکے گی۔ نیز لکھا ہے کہ حکما واپسی سے مراد یہ ہے کہ مالک کے اصول یعنی ماں باپ، دادا یا دادی کو واپس کر دے یا مالک کی فرع یعنی اولاد کو لوٹا دے یا مالک کے ہر ایسے ذو رحم محرم کو جو اس کے عیال میں ہو۔ یا اس کے غلام یا مکاتب کو یا مالک کی زوجہ کو یا مالک کے ملازم کو لوٹا دے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۸۹ وکذا فی البحرالرائق اور لکھا ہے کہ یا مکاتب غلام سے چوری کی صورت میں وہ مال اس کے آقا کو لوٹا دے یا عیال سے چوری کی صورت میں عیال والے کو لوٹا دے (تو ان سب صورتوں میں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۶۴۔ حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۸	چور قطع ید کی حد سے قبل اس مسروقہ چیز کا مالک نہ قرار پائے۔	جیساکہ البحرالرائق میں ہے کہ اگر چور پر قطع ید کے فیصلہ کے بعد وہ چور اس مسروقہ چیز کا مالک قرار پایا تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ مثلا مالک نے وہ چیز چور کے ہاتھ بیچ دی یا اسے ہبہ کر دیا اور ہبہ مع القبض ہوگیا تو چونکہ حد جاری کرنا فیصلہ کا حصہ ہے تو گویا وہ فیصلہ سے قبل مالک قرار پاگیا (اور خصومت باقی نہ رہی) حالانکہ حد جاری ہونے کے وقت خصومت باقی ہونا ضروری ہے۔ مفہوم ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۶۴ وھکذا فی الدرالمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۸۹، ص۲۹۰۔ حکم نمبر ۲۹، ۳۲/۴۷۱ تا ۴۲ ملاحظہ ہوں
۲۹	قطع ید کی حد سے پہلے خصومت کے شہر میں مسروقہ چیز کی قیمت نصاب سے کم نہ ہو جائے۔	جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ کمال نصاب حد جاری ہونے تک ضروری ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر مسروقہ چیز کی قیمت اس عین چیز میں کمی یا عیب پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مسروقہ چیز کی قیمت اس چوری کی خصومت کے شہر میں اس چیز کا بھاؤ گر جانے کی وجہ سے نصاب سے کم ہوگئی تو حد لازم نہ ہوگی۔ مفہوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱/۴۶۸ کے حاشیہ ۶ کا بقیہ)

نمبر	عنوانات	توضیحات وفتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۰ وهكذا في البحر الرائق ج ۵ ص ۶۴ - حکم نمبر ۳۱/۴۷۱ ملاحظہ ہو
۳۰	گواہی سے ثابت شدہ چوری کے گواہ قطع ید کی حد سے پہلے، فاسق یا اندھے یا پاگل یا مرتد نہ ہوگئے ہوں -	جیساکہ درمختار مع رد المحتار میں ہے کہ حد میں فیصلہ کے بعد (اور حد جاری ہونے سے پہلے) بعض گواہ گواہی کے اہل نہ رہیں مثلاً وہ فاسق ہو جائیں یا اندھے یا گونگے ہو جائیں یا قذف کی وجہ سے اہل نہ رہیں تو وہ حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ حد کا جاری ہونا فیصلہ کا حصہ ہے (تو گویا وہ فیصلہ سے پہلے اہل نہ رہے) ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۰ - حکم نمبر ۵۲، ۵۳/۴۶۸، ۲۵ ج/۴۶۲، اور ۳۳/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں -
۳۱	غلام پر گواہی سے ثابت ہونے والی چوری کی صورت میں (گواہی کے وقت) آقا حاضر ہو-	چنانچہ درمختار میں ہے کہ غلام پر گواہی سے ثابت ہونے والی چوری کی صورت میں یہ شرط ہے کہ اس کا آقا (گواہی کے وقت) حاضر ہو - ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۰ - اور البحر الرائق میں ہے کہ جب غلام پر چوری کا ثبوت گواہی سے ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں یہ شرط ہے کہ گواہی قائم ہوتے وقت اس کا آقا حاضر ہو- اور غلام کے اقرار کی صورت میں اس پر اتفاق ہے کہ اس کے آقا کی حاضری شرط نہیں ہے - یہ شرح الطحاوی میں ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶۵ - نیز حکم نمبر ۶۲/۴۶۸ ملاحظہ ہو- اور عنوان ثبوت الزنا میں اس کی نظیر میں ہے کہ اس کے آقا کو گواہوں میں طعن کا حق ہے جیساکہ حکم نمبر ۳۰/۴۶۱ میں ہے (مترجم)
۳۲	قطع ید کی حد ایسی سخت گرمی یا سردی میں نہ ہو یا وہ ایسا سخت مریض نہ ہو کہ قطع ید کی حد سے اسکی موت کا خدشہ ہو ورنہ انتظار کیا جائے گا۔	چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ چوری میں قطع ید کی حد ایسی سخت گرمی یا سخت سردی میں نہ لگائی جائے گی یا چور کی ایسی سخت بیماری میں نہ لگائی جائے گی کہ اس حد کی وجہ سے اس کی موت کا خدشہ ہو - کیونکہ حد زاجر ہے متلف نہیں (یعنی قطع ید کی حد اس لئے ہے کہ حصول نصیحت ہو اس لئے نہیں کہ وہ جان سے جائے) اور اس صورت میں اسے قید میں رکھا جائے گا تاکہ مناسب وقت میں حد لگائی جائے - مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۵ - حکم نمبر ۲۲/۴۷۱ اور ۵۱، ۵۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں - (مترجم)
۳۳	کسی طعام کی چوری کی صورت میں وہ ایام قحط کے نہ ہوں -	چنانچہ درمختار میں بحوالہ شمنی لکھا ہے کہ ایام قحط میں مطلقاً طعام کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے، اور رد المحتار میں بحوالہ فتح لکھا ہے کہ خواہ وہ کھانے کے لئے تیار شدہ نہ ہو - مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۳ اور البحر الرائق میں بحوالہ الظهيرية وغیرہ لکھا ہے کہ گندم وغیرہ کی چوری میں قطع ید کی حد بالاجماع لازم ہوسکتی ہے مگر یہ حکم تب ہے کہ وہ سال قحط کا نہ ہو اور اگر قحط کا سال ہو تو پھر خواہ وہ چیز جلد خراب ہونے والی ہو یا نہ، اسکی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی - اس لئے کہ (بھوک سے بیقراری کی صورت میں) ضرورت ظاہر ہے اور اس میں (حرام شیئ سے بھی بقدر ضرورت) لینا مباح ہونے کی گنجائش ہوتی ہے اور پھر حد لازم نہ ہوگی چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ "لا قطع في مجاعة مضطرة" یعنی "بے قرار کرنیوالی بھوک کی صورت میں (چوری کے ارتکاب پر) قطع ید کی حد نہیں ہے"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ "قحط کے سال میں (چوری پر) قطع ید کی حد لازم نہیں ہے"۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۴ - حکم نمبر ۱۲، ۹، ۸/۴۶۹ مع حواشی نیز حاشیہ ہذا کا نمبر ۱، و حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے حاشیہ کا ف ۲ ملاحظہ ہوں -

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸ — ۲	ثم ان کانت السرقة نهارا اعتبرت الخفية ابتداء وانتهاء وان کانت ليلا اعتبرت ابتداء فقط	کذا فی النهر الفائق
۳	حتی لو نقب البيت علی سبيل الخفية والاستتار ليلا ثم اخذ المال علی سبيل المغالبة والمکابرة جهارا من المالک بان استيقظ المالک ودخل عليه بالسلاح وقاتل معه لما منعه من اخذ المال فانه يقطع اما لو کابره نهارا بان نقب البيت علی سبيل الخفية ودخل البيت ثم اخذ المال مکابرة ومغالبة لا يقطع	کذا فی محيط السرخسی
۴	اقل النصاب فی السرقة عشرة دراهم مضروبة بوزن سبعة جياد	کذا فی العتابية
۵	فاذا سرق تبرا وزنه عشرة دراهم او متاعا قيمته عشرة دراهم غير مضروبة فانه لا قطع فيه علی الصحيح	کذا فی البحر الرائق
۶	ولو سرق نصف دينار قيمته النصاب قطع عندنا ولو سرق دينارا قيمته اقل من النصاب لا يقطع	کذا فی البحر الرائق
۷	ولو سرق عشرة مغشوشة والفضة غالبة لا يقطع فی ظاهر الرواية هو الاصح	کذا فی العتابية
۸	ولو سرق زيوفا او نبهرجة او ستوقة فلا قطع الا ان تکون کثيرة تبلغ قيمتها نصابا من الجياد	کذا فی البحر الرائق
۹	واذا وجب تقويم المسروق بعشرة دراهم أيقوم بأعز النقود ام بنقد البلد الذی يروج بين الناس فی الغالب روی ابو يوسفؒ عن ابی حنيفةؒ انه يقوم بعشرة دراهم بنقد البلد الذی يروج بين الناس فی الغالب وروی الحسنؒ عن ابی حنيفةؒ انه يقوم بعشرة دراهم	

۱ حکم نمبر ۳/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔ نیز رات کا وقت ہونے کی صورت میں حکم نمبر ۳۲ ج ، ۳۴/۴۷۰ بھی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲/۴۶۸ ، ۳۲ ، ۳۴/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۲/۴۶۸ اور حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ درہم میں وزن سبعہ کے متعلق حکم نمبر ۷ ب/۲۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ نصاب سے متعلقہ احکام حکم نمبر ۵ تا ۱۲/۴۶۸ میں نیز حکم نمبر ۳۱/۴۷۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان / چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸ - ۲	پھر چوری میں مال خفیۃ لینے سے مراد یہ ہے کہ، اگر چوری دن میں واقع ہو تو خفیۃ مال لینے کا اعتبار ابتدا میں بھی ہے اور انتہاء میں بھی - اور چوری رات میں واقع ہو تو خفیۃ مال لینے کا اعتبار فقط ابتداء میں ہے [1]	نہر فائق
۳	(مذکورہ حکم کی بناپر) (ا) حتیٰ کہ اگر کسی چور نے رات کے وقت خفیہ طور پرا اور چھپ کر نقب لگائی پھر اس نے مالک سے اعلانیہ بطور غلبہ و قہر مال لیا بایں طور کہ مالک جاگ اٹھا اور چور ہتھیار لے کر اندر داخل ہوا اور جب مالک نے اسے مال لینے سے روکا تو چور نے مالک سے مقاتلہ کیا (البتہ مالک کو قتل نہ کیا)، تو اس صورت میں چور (پر چوری کی حد لگے گی اور اس) کا ہاتھ کاٹا جائے گا [2] (ب) اور اگر چور نے دن کے وقت غلبہ کیا بایں طور کہ اس نے خفیہ طور پر گھر میں نقب لگائی اور گھر میں داخل ہوگیا پھر اس نے بطور قہر و غلبہ مال لیا تو اس صورت میں (چوری کرنے والے چور) کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا [3]	محیط سرخسی
۴	چوری (کی حد) کا کم سے کم نصاب دس درہم ہیں جو وزن سبعہ [4] میں مضروبہ ہوں (یعنی وہ درہم ڈھال کر یوں بنائے گئے ہوں کہ وہ دس درہم وزن میں سات مثقال کے برابر ہوں) اور کھرے ہوں [5]	عتابیہ
۵	جب کسی نے دس درہم وزن کا چاندی کا ڈلا یا کوئی سامان چوری کیا جس کی قیمت دس ایسے درہموں جتنی بنتی ہے جو غیر مضروب (یعنی ڈھلے ہوئے نہ) ہوں تو صحیح قول کے بموجب اس صورت میں (چوری کی حد میں) ہاتھ کاٹنا لازم نہ ہوگا -	بحر رائق
۶	اگر کسی نے ایسا نصف دینار (یعنی سونے کا سکہ) چرایا جس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہے تو ہمارے ہاں (اس چوری کی حد میں) ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر کسی نے ایسا دینار چرایا جس کی قیمت نصاب سے کم بنتی ہے تو (اس چوری کی حد میں اس چور کو) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی -	بحر رائق
۷	اگر کسی شخص نے دس مغشوشہ (یعنی غش والی) [6] درہمیں چرائیں اور ان میں چاندی غالب تھی تو اس میں ظاہر روایت کے بموجب قطع ید (یعنی ہاتھ کاٹنے) کا حکم نہ ہوگا - [7] یہی حکم زیادہ صحیح ہے -	عتابیہ
۸	اگر کسی شخص نے ایسے درہم چرائے جن کا رواج نہ رہا ہو یا جو بیکار ہوگئی ہوں یا جو کھوٹی ہوں تو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی لیکن اگر وہ زیادہ ہوں کہ ان کی قیمت (چوری کی حد کے) نصاب تک پہنچتی ہو (یعنی ان کی قیمت دس کھرے درہم جتنی یا زیادہ بنتی ہو) تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قطع ید کی حد لگائی جائے گی)	بحر رائق
۹	(ا) جب چوری شدہ مال کی قیمت کا اندازہ کرنا دس درہموں (کی نقدی کی مالیت) سے واجب ہو تو کیا اس نقدی سے اندازہ کیا جائے جو نقدی کمیاب ہے یا شہر کی اس نقدی سے اندازہ کیا جائے گا جو لوگوں میں زیادہ رائج ہے (تو اس کے متعلق) امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ اس مال کی قیمت کا اندازہ دس درہموں سے	

[6] غِش یعنی ملاوٹ، ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۲ ص ۳۶۰، غِش یعنی جعلی سکہ - ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۲۷ (مترجم) [7] حکم نمبر ۸/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظہر بہ — السرقۃ وظہورھا	حوالہ
۴۶۸ –	اعز النقود حتی لا یجب القطع بالشک	کذا فی المحیط
۱۰	وھو المختار عند البعض	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۱	ولا یقطع بتقویم الواحد ولا عند اختلاف المقومین	کذا فی المحیط
	وتثبت القیمۃ بقول رجلین عدلین لھما معرفۃ بالقیم	کذا فی التبیین
۱۲	وانما یعتبر کمال النصاب فی حق السارق ولذلک اذا سرق عشرۃ دراھم من عشرۃ انفس من کل نفس درھم من بیت واحد یقطع	کذا فی المحیط
۱۳	ویشترط ان یکون حرزا واحدا فلو سرق نصابا من منزلین مختلفین فلا تطع والبیوت من دار واحدۃ بمنزلۃ بیت واحد حتی لو سرق من عشرۃ انفس فی دار کل واحد فی بیت علیحدۃ من کل واحد منھم درھما قطع بخلاف ما اذا کانت الدار عظیمۃ وفیھا حجر	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ولا بد ان یخرجہ مرۃ واحدۃ فلو اخرج بعضہ ثم دخل [۳] واخرج باقیہ لا یقطع .	کذا فی النھر الفائق
۱۵	ولا بد ان یخرجہ ظاھرا حتی لو ابتلع دینارا فی الحرز وخرج لا یقطع ولا ینتظران یتغوطہ بل یضمن مثلہ	کذا فی البحر الرائق فی السرقۃ

[۱] مذکورہ اندازہ کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۳/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ اس صورت میں قطع ید کی حد ثابت نہ ہوگی کہ جو ہر بار بعض نصاب گھر سے باہر نکال لایا جیساکہ الجوہرۃ میں ہے اور اگر کوئی چور گھر میں داخل ہوا اور اس کے کمرہ سے ایک درہم چوری کی اور اسے اس گھر کے صحن تک لایا پھر لوٹا اور ایک درہم اور کمرہ سے نکال لایا اور اسی طرح اس نے دس درہم چوری کئے تو یہ ایک چوری قرار پائے گی پس اگر وہ چودہ دس درہم اس گھر سے باہر نکال لایا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اگر مذکورہ صورت میں وہ ہر بار ایک ایک درہم گھر سے باہر نکال لاتا رہا اور اس طرح دس درہم نکال لایا تو وہ کئی چوریاں ہیں (اور ہر چوری میں نصاب پورا نہیں) پس اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	شہر کی اُس نقدی میں کیا جائے گا جس کا رواج لوگوں میں زیادہ ہے۔	
	(ب) اور حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اس کا اندازہ دس درہموں سے اس نقدی میں کیا جائے گا جو کمیاب نقدی ہے حتیٰ کہ شک کے ساتھ قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی ۱ھ	محیط
۱۰	(مذکورہ صورت میں) بعض کے ہاں یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	خزانۃ المفتین
۱۱	(د) (چوری شدہ مال کی قیمت کا اندازہ کرنے میں) ایک آدمی کی تقویم (یعنی قیمت کا اندازہ کرنے) سے قطع ید کی حد جاری نہ ہوگی (ب) اور (دو آدمیوں کے متفقہ اندازہ کی بجائے) اندازہ کرنے والے دو آدمیوں کے باہم اختلاف کی صورت میں بھی قطع ید کی حد جاری نہ ہوگی۔	محیط
	(ج) اور قیمت کا اندازہ دو ایسے معتبر آدمیوں کے قول سے ثابت ہوگا جو قیمتوں کی پہچان رکھتے ہوں۔	تبیین
۱۲	مسروقہ مال کا نصاب پورا ہونے کا اعتبار چور پر متعلق ہی ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص نے دس آدمیوں کے مال سے دس درہم ایک گھر سے ۲ھ بایں صورت چوری کئے کہ ہر ایک کا ایک ایک درہم چوری کیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط
۱۳	(د) (قابل حد چوری کے نصاب میں) یہ شرط ہے کہ حرز (یعنی وہ محفوظ مقام جہاں سے مال چوری کیا گیا) ایک ہو۔ پس اگر کسی نے دو مختلف گھروں سے چوری کا (ایک) نصاب چرایا تو اس چوری پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔	
	(ب) اور ایک مکان کے مختلف کمرے ایک ہی مکان کے حکم میں ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک گھر میں سے دس آدمیوں کی چوری کی ان میں سے ہر آدمی اس گھر کے علیحدہ کمرے میں رہتا تھا اور چور نے ان میں سے ہر ایک کا ایک ایک (کھرا) درہم چوری کیا تو اس صورت میں اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۳ھ	
	(ج) اس صورت کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جبکہ مکان بڑا ہو اس میں کئی چھوٹے چھوٹے مکان ہوں ۴ھ	بحر رائق
۱۴	یہ (بھی) ضروری ہے کہ چور قابل حد نصاب کو ایک ہی بار نکال لائے پس اگر کوئی چور بعض نصاب نکال لایا پھر داخل ہوا اور بقیہ نصاب نکال لایا تو (چوری کی اس صورت میں چور کو) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	نہر فائق
۱۵	یہ (بھی) ضروری ہے کہ (قابل حد نصاب کی چوری میں) چور وہ مال (اپنے باطن میں نہیں بلکہ) اپنے ظاہر میں نکال لائے حتیٰ کہ اگر کسی نے محفوظ مکان میں (چوری کا) دینار نگل لیا اور نکل آیا تو (چوری کی اس صورت میں اس) چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اس کا انتظار نہ کیا جائے گا کہ وہ چور اس دینار کو پاخانہ میں پھرے۔ بلکہ وہ اس کے مثل کا ضامن ہوگا ۶ھ	بحر رائق

طرح تاتار خانیہ میں ہے۔ ماخوذ از درمختار در دالمحتار ج ۳ ص ۲۶۸ (نیز حکم نمبر ۱۴، ۲۲/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ھ حکم نمبر ۱۷ ب، ج/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ھ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ امیریہ مصر میں یہ عبارت یوں درج تھی "ثم خل" اور مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر ج ۲ ص ۱۱۲ میں یوں درج ہے "ثم دخل" اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے مطبوعہ میمنیہ کے نسخہ کی عبارت صحیح ہے لہٰذا وہی درج ہے۔ نیز حکم نمبر ۲۲ ب/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ھ جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں جب مالک ضمان طلب کرے تو وہ فی الحال واپس کرنے پر قادر نہیں پس وہ اس دینار کا ہلاک کنندہ قرار پاکر ضامن ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷۔ نیز حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما لظهرية	حوالہ
۴۶۸ - ۱۶	یقطع الردء والمباشر فی ظاهر الروایة	کذا فی الظهیریة
۱۷	ولو کانوا جماعة والسارق بعضهم قطعوا ان اصاب کلا منهم نصاب وهذا استحسان سواء خرجوا معه من الحرز او بعده من فوره او خرج هو بعدهم من فورهم ولو کان فیهم صغیر او مجنون او معتوه او ذو رحم محرم من المسروق منه لم یقطع احد	کذا فی النهر الفائق
۱۸	ولو سرق رجل من رجل عشرة دراهم ثم مات المسروق منه فورثه عشرة نفر کان لهم ان یقطعوا السارق فی سرقته فان غاب بعضهم لم یقطع السارق حتی یحضروا جمیعا	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	ولو وکل رجلا بطلب کل حق له فأخذ سارقا قد اقر بسرقة عشرة دراهم من موکله له ان یطالب بما اقر به من المال ولا اقطعه ولو حضر الموکل بعد القضاء للوکیل علیه بالعشرة لم اقطعه	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	العبد والحر سواء فی القطع	کذا فی الهدایة
۲۱	السرقة انما تظهر باحد الامرین اما بالبینة او بالاقرار فان کان ظهورها بالاقرار فالقاضی یسأله عن ماهیة السرقة فان بین ذلك فالقاضی یسأله عن المسروق فان المسروق اذا لم یکن مالا لا یجب القطع بسرقته فان بین جنس المال یسأله عن مقدار المال وهذا اذا کان المسروق غائبا عن مجلس القضاء فان کان حاضرا فی مجلس القضاء ویدعیه المسروق منه فاقر السارق فالقاضی لا یحتاج الی السؤال عن المسروق وعن مقداره ولکن ینظر الی المسروق فان امکن ایجاب القطع بسرقته اوجبه وما لا فلا۔ ثم یسأله کیف سرق ثم یسأله عن المکان ولا یسأله عن الوقت وان احتمل تقادم العهد ثم یسأله عن المسروق منه	

۱؎ حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے چھٹے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ و حکم نمبر ۱۷/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیساکہ درمختار رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس محفوظ مکان میں سب داخل ہوئے جیساکہ قرینہ موجود ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۱ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اگر وہ سب چوری کے فعل میں شریک ہوئے مگر گھر کے اندر ایک گیا اور مال نکال لیا تو مال نکالنے پر قطع ید کی حد اور اس کے باقی ساتھیوں پر تعزیر لازم ہوگی۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۲۷۵ وهکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۱۔ حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ، حکم نمبر ۱۶/۴۶۸، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳؎ جیساکہ درمختار رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی حد لازم نہ ہونے کا مطلق حکم اس کو بھی شامل ہے کہ جب بڑوں نے اور عقل والوں نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب، چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
٤٦٨ - ١٦	ظاہر روایت کے بموجب (قابل حد) چوری کے جرم کا ارتکاب کرنے والے کو اور اس کے مددگار کو (دونوں کو) قطع ید کی حد لگائی جائے گی ؎١	ظہیریہ
١٧	(۱) اگر (چوروں کی) ایک جماعت ہو اور ان میں سے بعض نے (قابل حد) چوری کا ارتکاب کیا ہو تو اگر اس جماعت میں سے ہر ایک کو چوری شدہ مال میں سے چوری کے نصاب کے بقدر آتا ہے تو سب پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور یہ حکم از روئے استحسان ہے خواہ وہ سب اس محفوظ مکان سے اس چور کے ساتھ نکلے یا اس کے بعد فوراً نکلے یا چوری کا ارتکاب کرنے والا اس محفوظ مکان سے ان سب کے بعد فوراً نکلا حکم برابر ہے ؎٢ (ب) اور اگر چوروں کی اس جماعت میں کوئی چھوٹا (یعنی نابالغ)، ہو یا مجنون (یعنی پاگل)، ہو یا معتوہ (یعنی مخبوط الحواس)، ہو یا جسکا مال چرایا گیا ہے اس کا ذی رحم محرم ہو تو (ان چوروں میں سے) کسی کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی ؎٣	نہر فائق
١٨	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے دس درہم چوری کئے پھر جس آدمی کی چوری کی گئی تھی وہ وفات پاگیا اور اس کے وارث دس شخص ہیں۔ تو ان وارثوں کو حق حاصل ہے کہ اس کی (مذکورہ) چوری کی حد میں چور کے ہاتھ کٹوائیں۔ اور اگر ان وارثوں میں سے بعض غائب ہوں تو جبتک سب وارث حاضر نہ ہوں تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی
١٩	کسی شخص نے کسی آدمی کو اپنے پر حق کے مطالبہ کے لئے وکیل بنایا پس اس وکیل نے چور پکڑا جس نے اس کے موکل کے دس درہم چوری کرنے کا اقرار کیا تو اس وکیل کو حق حاصل ہے کہ چور نے جس مال کی چوری کا اقرار کیا ہے اس کا مطالبہ کرے مگر میں (محض وکیل کی حاضری پر)، اس چور کے لئے کی حد کا حکم نہ دوں گا ؎٤ اور اگر اس چور پر وکیل کو دس درہم ادا کرنے کا فیصلہ ہونے کے بعد موکل خود حاضر ہوا تب بھی اس چور کے قطع ید کی حد کا حکم نہ دوں گا۔	محیط سرخسی
٢٠	(چوری کی حد کے لئے ہاتھ کاٹنے (کی حد) میں غلام اور آزاد برابر ہیں ؎٥	ہدایہ
٢١	چوری کا ظہور (یعنی ثبوت) دو امور میں سے کسی ایک سے ہوگا گواہی ؎٦ سے ہوگا یا مجرم کے اقرار سے ہوگا ؎٥ پس اگر چوری کا ظہور مجرم کے اقرار سے ہو تو قاضی (یعنی حاکم مجاز)، اس سے دریافت کرے گا کہ چوری کیا ہوتی ہے۔ اگر اس نے چوری کی ماہیت (ٹھیک)، بیان کر دی تو قاضی اس سے یہ دریافت کرے گا کہ کیا چیز چرائی ہے اس لئے کہ اگر چوری شدہ چیز مال نہ قرار پاتا ہو تو اس کی چوری سے قطع ید کی حد نہ واجب ہوگی۔ اگر اس نے چوری شدہ مال کی جنس بیان کر دی تو قاضی اس سے یہ دریافت کرے گا کہ چوری شدہ مال کی مقدار کیا ہے اور یہ سوال اس صورت میں ہوگا جبکہ چوری شدہ چیز مجلس قضا (یعنی عدالت کی مجلس)، سے غائب ہو اور اگر چوری شدہ چیز مجلس قضا میں موجود ہو اور جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ اس چیز کا دعویدار ہو اور چور نے (اسکی)	

مال لیا تھا تب بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ٢٧٢ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس صورت میں اگر ان میں سے مال نکالنے والا بچہ یا مجنون تھا تو بالاجماع ان سب پر حد لازم نہ ہوگی اور اگر مال نکالنے والا عاقل بالغ تھا لیکن ان میں بچہ یا مجنون تھا تو بھی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ان میں سے کسی پر حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ شبہہ جگہ پاتا ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں مال نکالنے والے پر اور بچہ اور مجنون کے علاوہ باقی ان سب پر حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ٢٧٥ ۔ حکم نمبر ٣٢/٤٦٨ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٢٠٤/٤٧٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎٤ حکم نمبر ١٥٢/٤٦٢ ملاحظہ ہو ؎٥ غلام کیلئے دیگر قابل حد جرائم کی سزا کے متعلق حکم نمبر ٣٠/٤٦٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎٦ گواہی سے ثابت شدہ چوری کے احکام حکم نمبر ٣٩/٤٦٨ سے شروع ہوتے ہیں اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸ -	فاذا بین ذلک الآن یقضی القاضی علیه بالقطع ویکتفی بالاقرار مرة واحدة عند ابی حنیفة رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ	کذا فی المحیط
۲۲	ویستحب للامام ان یلقن حتی لا یقر بالسرقة	کذا فی الظهیریة
۲۳	وینبغی ان یلقن المقر الرجوع احتیالا للدرء واذا رجع عن الاقرار صح فی القطع ولا یصح فی المال	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲۴	ولو اقر فقال سرقت من هذا مائة درهم ثم قال وهمت انما سرقت من الآخر لا یقطع لواحد منهما ویرد المال الی الاول ویضمن مثله للثانی	کذا فی محیط السرخسی
۲۵	ولو اقر بسرقة ثم رجع ثم اقر ببعض المال فلا یقطع	کذا فی الغیاثیة
۲۶	فی القدوری اذا اقر بسرقة فقال سرقت هذه الدراهم ولا ادری لمن هی او قال لا اعرف صاحبها لم یقطع	کذا فی الذخیرة
۲۷	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر رجلان اقرا بسرقة مائة درهم ثم قال احدهما هو مالی لا یقطع واحد منهما ویستوی ان قال احدهما هذه المقالة قبل القضاء بالقطع او بعد القضاء قبل الاستیفاء نص علیه محمدؒ فی الاصل وهذا لان الاستیفاء فی باب الحدود شبیها بالقضاء	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر $\frac{85}{464}$ ملاحظہ ہو۔ ۲؎ حکم نمبر $\frac{26، 50 تا 53}{468}$، $\frac{23}{471}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{5، 16}{471}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴؎ حکم نمبر $\frac{24، 29 ب، 38 ج، 39، 46، 75}{468}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر $\frac{23}{468}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ جیساکہ درمختار مع رد المحتار میں ہے اور اگر کسی نے یوں کہاکہ میں نے یہ دراہم چوری کئے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ یہ کس کے ہیں یا یوں کہاکہ میں تجھے اس کا مالک نہیں بتاؤں گا، تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اسلئے کہ مالک کا مطالبہ نہ پایا جائے گا

ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۷ وهکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۶۲۔ حکم نمبر $\frac{21، 50 تا 53}{468}$، $\frac{23}{471}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان / چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	چوری کا اقرار کیا ہے تو قاضی کے لئے چوری شدہ چیز اور اس کی مقدار کے متعلق دریافت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اس چوری شدہ چیز پر نظر کرے گا پس اگر اس چیز کی چوری پر قطع ید کی حد لگ سکتی ہو تب اس حد کا حکم دے گا ورنہ نہیں نیز قاضی اس سے یہ (بھی) دریافت کرے گا کہ اس نے کیسے چوری کی پھر اس سے یہ دریافت کرے گا کہ اس نے کہاں سے چوری کی اور قاضی اس سے چوری کے وقت کے متعلق دریافت نہ کرے اگرچہ تقادم العہد (یعنی عرصہ گذر جانے) کا احتمال ہو[1] پھر قاضی اس سے اس شخص کے متعلق دریافت کرے گا جس کا اس نے مال چرایا ہے۔ [2] جب اس چوری کا اقرار کرنے والے اس چور نے مذکورہ سب امور کو (ٹھیک) بیان کر دیا تو اب قاضی اس پر چوری کی حد میں قطع ید کا فیصلہ دے گا - اور امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں چوری کے اقرار کی صورت میں ایک بار اقرار کفایت کر جاتا ہے۔	محیط
۲۲	حاکم وقت کے لئے مستحب ہے کہ وہ چوری کا اقرار کرنے والے کو تلقین کرے کہ وہ چوری کا اقرار نہ کرے (تاکہ قطع ید کی حد کا دفاع ہو سکے) [3]	ظہیریہ
۲۳	چاہیئے کہ چوری کا اقرار کرنے والے کو قطع ید کی حد ہٹانے کے لئے حیلہ کے طور پر اس اقرار سے رجوع کر لینے کی تلقین کرے اور جب وہ چوری کے اقرار سے رجوع کرے تو قطع ید کی حد ہٹانے کے لئے صحیح قرار پائیگا مگر اس مال کا تاوان واجب نہ ہونے) کے لئے صحیح نہ ہوگا [4]	اختیار
۲۴	کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے اس آدمی کے سو درہم چرائے ہیں پھر کہا کہ مجھے یہ وہم ہوا ہے۔ البتہ میں نے فلاں دوسرے آدمی کے سو درہم چرائے ہیں۔ تو (اس صورت میں) ان دونوں میں سے کسی کے لئے بھی (اس چوری میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور وہ مال اس کو لوٹایا جائے گا جس کے لئے اس نے پہلے اقرار کیا تھا اور دوسرے کے لئے اس مال کے مثل کا ضامن ہوگا [5]	محیط سرخسی
۲۵	کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا پھر اس نے بعض مال چوری کرنے کا اقرار کیا تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	غیاثیہ
۲۶	قدوری میں ہے کہ کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ درہم چرائے ہیں اور مجھے پتہ نہیں کہ یہ کس کے ہیں۔ یا یوں کہا کہ میں ان درہموں کا مالک نہیں پہچانتا تو (چوری کی اس صورت میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ [6]	ذخیرہ
۲۷	(۱) امام محمد رح نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ دو آدمیوں نے سو درہم چوری کرنے کا اقرار کیا پھر ان دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ یہ میرا مال ہے تو اس صورت میں ان دونوں میں سے کسی پر بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی [7] خواہ ان دونوں میں سے ایک نے مذکورہ بات قطع ید کے فیصلہ سے پہلے کہی یا قطع ید کے فیصلہ کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے کہی حکم برابر ہے۔ الاصل میں اس حکم کو امام محمد رح نے بطور نص ذکر کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حدود کے باب میں حد کا جاری ہونا بھی حد کے فیصلہ سے ملا ہوا ہے	محیط

[3] حکم نمبر ۲۳ب/۴۶۸ ملاحظہ ہو اور گواہی سے ثابت شدہ چوری میں اس سے ملتی جلتی صورت کا حکم ۲۰/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۰و/۴۶۱ کا حاشیہ، ۲۵ج/۴۶۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۴۳/۴۶۸ ملاحظہ ہو اور گواہی سے ثابت شدہ چوری میں اس سے ملتا جلتا حکم ۲۰/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وماتظهربه السرقة وظهورها	حوالہ
۲۶۸-۲۸	ولواقر احدهما فقال سرقت انا وفلان من فلان هذا الثوب الذی فی ایدیهما ذکر محمدؒ هذه المسئلة فی الاصل وجعلها علی وجهین اما ان صدقه الآخر وفی هذا الوجه یقطعان بالاجماع۔ او ان کذبه الآخر فهو علی وجهین الاول ان یقول لم اسرق انا والثوب ثوبنا وفی هذا الوجه لا قطع علی واحد منهما بالاجماع واما ان یقول لم اسرق ولا اعرف الثوب وفی هذا الوجه اختلفوا قال ابوحنیفةؒ ومحمدؒ یقطع المقر والمنکر لا یقطع اجماعاً	کذا فی المحیط
	ولو صدقه فلان ثم رجع سقط بالاتفاق القطع عن المقر	هکذا فی العتابیة
	ولو قال احدهما سرقنا هذا الثوب من فلان فقال الآخر کذبت لم نسرقه ولکنه لفلان قطع المقر ولم یقطع المنکر عند ابی حنیفةؒ	کذا فی السراج الوهاج
۲۹	ولو ادعی رجل علی رجل سرقة فانکر یستحلف فان ابی ان یحلف لم یقطع ویضمن المال[1] ولو اقر بذلک اقرارا ثم رجع عن اقراره وانکر لم یقطع ویضمن المال	کذا فی السراج الوهاج
۳۰	ولو اقر بالسرقة فقال الآخر بل سرقتها انا دونه یقطع من صدقه المسروق منه فان صدق الاول ثم الثانی فلا قطع ولا ضمان لان تصدیق الثانی هذا تکذیب لذلک	کذا فی العتابیة
	فان قال المسروق منه بعد ما صدق الاول لم یسرقها الاول وسرقها الثانی لا یقطع واحد منهما ولا یقضی بالمال علی الاول ویقضی به علی الثانی	کذا فی محیط السرخسی

[1] حکم نمبر ۳۶/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۳، ۲۸، ۳۳، ۴۲/۲۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] غالباً اس لئے کہ اس صورت میں مسروق منہ نے پہلے پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۲۸	اگر دو میں سے ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اور اس فلاں آدمی نے فلاں آدمی سے یہ کپڑا[۱] چرایا ہے۔ جو کہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس مسئلہ کو امام محمدؒ نے الاصل میں ذکر کیا ہے اور اس کی دو صورتیں قرار دیں (ا) پہلی صورت یہ ہے کہ اگر دوسرے آدمی نے اس کی تصدیق کردی تو اس صورت میں بالاجماع دونوں کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	
	(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ اگر دوسرے آدمی نے اس کی تکذیب کردی تو وہ دو طریق پر ہے ایک یہ کہ وہ دوسرا یوں کہے میں نے چوری نہیں کی ہے اور یہ کپڑا ہمارا ہے تو اس طریق پر ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی بالاجماع قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور دوسرے یہ کہ وہ دوسرا آدمی یوں کہے کہ میں نے چوری نہیں کی اور میں اس کپڑے کو بھی نہیں پہچانتا تو اس صورت کے حکم میں فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب اقرار کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور انکار کرنے والے کو بالاجماع قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط
	(ج) اگر (مذکورہ صورت میں دوسرے آدمی نے اس کی تصدیق کی پھر اس نے اس تصدیق سے رجوع کرلیا (یعنی انکار کردیا) تو اقرار کرنے والے سے بالاتفاق قطع ید کی حد ساقط ہوجائے گی۔	عتابیہ
	(د) اور اگر دو میں سے ایک نے یوں کہا کہ ہم نے یہ کپڑا فلاں شخص سے چوری کیا ہے اور دوسرے نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے ہم نے چوری نہیں کی بلکہ یہ کپڑا فلاں آدمی کا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اقرار کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور انکار کرنے والے کو قطع ید کی حدؒ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۲۹	(ا) اگر کسی آدمی نے کسی آدمی پر چوری کا دعویٰ کیا تو مدعا علیہ نے انکار کیا تو اس سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم اٹھانے سے انکار کردیا تو اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی البتہ وہ اس (چوری شدہ) مال کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر اس نے چوری کا اقرار کرلیا پھر اس اقرار سے رجوع کرلیا اور چوری کرنے سے انکار کردیا تو اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی البتہ وہ اس مال کا ضامن ہوگا[۲]	سراج وہاج
۳۰	(ا) اگر ایک شخص نے چوری کا اقرار کیا تو دوسرے نے کہا کہ اس نے نہیں بلکہ میں نے چوری کی ہے تو جس شخص کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے جس کی تصدیق کی اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے پہلے (کے چور ہونے) کی تصدیق کی پھر اس نے دوسرے (کے چور ہونے) کی تصدیق کی تو (ان میں سے کسی پر) نہ قطع ید کی حد لازم ہوگی نہ ضمان لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا دوسرے (کے چور ہونے) کی تصدیق کرنا، اس کی تکذیب کرنا ہے[۳]	عتابیہ
	(ج) اگر (مذکورہ صورت میں)، جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے پہلے شخص (کے چور ہونے) کی تصدیق کے بعد یوں کہا کہ اس مال کو پہلے نے نہیں چرایا اسے دوسرے نے چرایا ہے تو ان دونوں میں سے کسی کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور پہلے پر مال (کی ضمان) کا حکم نہ ہوگا اور دوسرے پر مال (کی ضمان) کا حکم ہوگا۔	محیط سرخسی

دعویٰ کیا تو دوسرا بری ہوگیا اور اس نے دوسرے پر دعویٰ کیا تو پہلا بری ہوگیا۔ نیز اسلئے کہ مسروق منہ کا کلام متناقض یعنی باہم متضاد ہوگیا۔ چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے کہ قطع کی حد کیلئے خصومت شرط ہے اور تناقض کی صورت سرے سے نہیں بنتی۔ ماخوذ از مبسوط سرخسی ج ۹ ص ۱۹۱ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب، چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے پہلے شخص (کے چور ہونے) کی تصدیق کی پھر اس کے بعد دوسرے نے چوری کا اقرار کیا تو اس نے اس کی (بھی) تصدیق کردی تو دوسرا اس مال کا ضامن ہوگا۔	عتابیہ
۳۱	(ا) اگر کسی نے چوری کا اقرار کیا تو (مال کے) مالک نے (چوری کی بجائے) چھین کر لے جانے کا دعوی کیا یا اس کا الٹ ہو (یعنی مالک نے چوری کا دعوی کیا اور اس شخص نے چھین کر لے جانے کا اقرار کیا) تو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اقرار کرنے والا اس مال کا ضامن ہوگا [۱]۔	عتابیہ
	(ب) اور اگر اس نے (یعنی مذکورہ صورت میں مال کے مالک نے) یوں کہا کہ "نہیں"، پھر وہ خاموش ہوگیا اور پھر کہا کہ بلکہ تو نے مجھ سے چھین کر لیا ہے تو (اس صورت میں) اس (اقرارکنندہ) کو اس مال (کی ضمان) کا حکم نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۳۲	جب کسی نے یوں اقرار کیا کہ اس نے اس بچہ کے ساتھ یا اس گونگے کے ساتھ مل کر چوری کی ہے تو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۲]۔	محیط سرخسی
۳۳	اگر چار مردوں نے چوری کا اقرار کیا پھر ان میں سے دو نے (اس اقرار سے) رجوع کرلیا تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر دو نے چوری کا اقرار کیا پھر ان میں سے ایک نے (اس اقرار سے) رجوع کرلیا (تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) [۳]۔	عتابیہ
۳۴	جس شخص نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص سے یہ کپڑا چرایا ہے اور جس کی چوری کی گئی ہے اس نے یہ اقرار کیا کہ اس کپڑے میں سے نصف اس چرانے والے کا ہے چنانچہ اس نے یوں کہا آدھا کپڑا تیرا ہے اور چور نے اس امر کا انکار کیا تو اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط
۳۵	جب چوری کرنے والے نے یوں کہا کہ میں نے یہ مال فلاں شخص سے چرایا اور (اب) جس کے قبضہ میں ہے اس کے ہاں نے امانت رکھا ہے یا میں نے اسے ہبہ کردیا ہے یا اس نے مجھ سے چھین لیا ہے اور جس کے قبضہ میں وہ مال ہے اس نے اس کی تکذیب کی تو چوری کرنے والے اس شخص کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور قابض پر اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔	عتابیہ
۳۶	اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس نے اور فلاں شخص نے فلاں آدمی کے ایک ہزار درہم چرائے ہیں تو (اس صورت میں) امام ابوحنیفہؒ کے آخری قول کے بموجب اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور صاحبینؒ کا قول بھی یہی ہے اور اس کے ساتھی کے حاضر ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا [۴]۔	ظہیریہ
۳۷	نوادر بشرؒ میں امام ابویوسفؒ سے روایت ہے کہ جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت تسعة دراھم لابل عشرة" (یعنی میں نے نو درہم چوری کئے ہیں نہیں بلکہ دس درہم) تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے قیاس کے بموجب اسکو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط

۲ حکم نمبر ۱۷ ب / ۴۶۸، ۶ / ۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۲۳، ۲۸ ج، ۲۹ ب / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۱۴، ۲۸ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظہر بہ — السرقۃ وظہورہا	حوالہ
۲۶۸ -	ولو صدق الاول ثم اقر الثانی فصدقہ ضمن الثانی	کذا فی العتابیۃ
۳۱	ولو اقر بالسرقۃ فادعی المالک الغصب وعلی العکس فلا قطع وضمن	کذا فی العتابیۃ
	ولو قال لا وسکت ثم قال بل غصبتہ منی لا یقضی بالمال	کذا فی محیط السرخسی
۳۲	واذا اقر انہ سرق مع ہذا الصبی او مع الاخرس لا یقطع	کذا فی محیط السرخسی
۳۳	ولو اقر اربعۃ بسرقۃ فرجع اثنان فلا قطع وکذا لو اقر اثنان فرجع احدہما	ہکذا فی العتابیۃ
۳۴	من اقر انہ سرق ہذا الثوب من فلان فاقر المسروق منہ بنصف ذلک الثوب للسارق فقال نصف الثوب لک وانکر السارق ذلک لم یقطع	کذا فی المحیط
۳۵	واذا قال السارق سرقتہ من فلان واودعتہ الی ہذا الذی فی یدہ او وہبتہ منہ او غصب منی وکذبہ ذو الید قطع ولم یصدق علیہ	کذا فی العتابیۃ
۳۶	ولو اقر انہ سرق ہو وفلان من فلان الف درہم قطع المقر عند ابی حنیفۃ رح فی الآخر وہو قولہما رح ولا ینتظر حضور شریکہ	کذا فی الظہیریۃ
۳۷	فی نوادر بشر رح عن ابی یوسف رح اذا قال سرقت تسعۃ دراہم لا بل عشرۃ لا قطع علیہ فی قیاس قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی المحیط فی المتفرقات

ل؎ حکم نمبر ۲۶۸/۱ کا پانچواں حاشیہ، ۲۶۹/۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظهر به السرقۃ وظهورها	حوالہ
۲۶۸-۳۸	المنتقی رجل قال سرقت من مال فلان مائة درهم لا بل العشرة الدنانير يقطع في العشرة الدنانير ويضمن مائة درهم يريد به اذا ادعى المقرله المالين فهذا قول ابي حنيفة وان قال سرقت مائة لا بل مائتين قطع ولا يضمن يريد به اذا ادعى المقرله المائتين	كذا في محيط السرخسي
	ولو قال سرقت مائتين بل مائة لم يقطع ويضمن المائتين لانه اقر بسرقة مائتين ورجع عنها فوجب الضمان ولم يجب القطع ولم يصح الاقرار بالمائة اذا كان لا يدعيها المسروق منه ولو انه صدقه في الرجوع الى المائة لا ضمان	كذا في فتح القدير
۳۹	اذا قال سرقت من هذا عشرة دراهم لا بل سرقت من هذا عشرة قال ابوحنيفة اضمنه للاول عشرة واقطعه للثاني وقال ابو يوسف لا يقطع حتى يقر للثاني مرة اخرى ثم رجع الى قول ابي حنيفة رح	كذا في محيط السرخسي
۴۰	في المنتقى لو قال سرقت من هذا عشرة دراهم لا بل سرقتها من هذا اضمنه لكل واحد منهما عشرة ولا يقطع	كذا في الظهيرية
۴۱	ولو قال سرقت هذا الثوب منه وهو يساوي مائة ثم قال لا ولكن سرقت هذا الآخر لم يقطع في قول ابي حنيفة رح في الاول ويقطع في الثاني	كذا في محيط السرخسي

سلہ حکم نمبر ۳۵/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ حکم نمبر ۲۳، ۲۹/۲۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ حکم نمبر ۳۰، ۲۹/۲۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب ، چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۳۸	(و) المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت من مال فلان مائة درهم لا بل العشرة الدنانير" (یعنی میں نے فلاں کے مال سے سو درہم چوری کئے نہیں بلکہ دس دینار) تو دس دینار کی وجہ سے اسکو قطع ید کی حد لگائی جائیگی اور سو درہم کا وہ ضامن ہوگا اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہوگا کہ جس شخص کے لئے چوری کا اقرار کیا گیا ہے اس نے مذکورہ دونوں مالوں کا دعوی کیا ہو۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ (ب) اور اگر اس نے یوں کہا "سرقت مائة لا بل مائتين" (یعنی میں نے سو درہم چوری کئے نہیں بلکہ دو سو درہم) تو اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ ضامن نہ ہوگا اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جس کے لئے چوری کا اقرار کیا گیا ہے اس نے صرف دو سو درہم کا دعوی کیا ہو[1]۔ (ج) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت مائتين بل مائة" (یعنی میں نے دو سو چوری کئے نہیں بلکہ ایک سو) تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ دو سو کا ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے دو سو درہم چوری کرنے کا اقرار کیا اور پھر اس چوری کے اقرار سے رجوع کر لیا پس ضمان واجب ہوگی[2] اور قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی اور اس کا سو درہم کا اقرار صحیح نہ قرار پائے گا۔ جب کہ جس کی چوری کی گئی ہے وہ اس کا دعوی نہیں کرتا۔ اور اگر جس کی چوری کی گئی ہے اس نے سو درہم پر اس کے رجوع کی تصدیق کی تو ضمان لازم نہ ہوگی[3]۔	محیط سرخسی فتح قدیر
۳۹	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت من هذا عشرة دراهم لا بل سرقت من هذا عشرة" (یعنی میں نے اس کے دس درہم چوری کئے نہیں بلکہ میں نے اس کے دس چوری کئے) تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ میں پہلے کے لئے دس درہم کی ضمان کا حکم دوں گا اور دوسرے کے لئے (چوری کے اقرار پر) قطع ید کی حد کا حکم دوں گا[4] اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) دوسرے کے لئے (چوری کے (اقرار پر) قطع ید کا حکم نہ دیا جائے گا جبتک کہ وہ دوسرے (کی چوری) کے لئے دوبارہ اقرار نہ کرے پھر امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔	محیط سرخسی
۴۰	المنتقی میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت من هذا عشرة دراهم لا بل سرقتها من هذا" (یعنی میں نے اس کے دس درہم چوری کئے نہیں بلکہ میں نے وہ درہم اس کے چوری کئے) تو (اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ) میں ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دس درہم کی ضمان کا حکم دوں گا اور اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[5]۔	ظہیریہ
۴۱	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے یہ کپڑا اس سے چوری کیا ہے اور وہ کپڑا سو درہم کا ہے پھر یوں کہا "لا ولكن سرقت هذا الآخر" (یعنی نہیں بلکہ میں نے یہ دوسرا کپڑا چوری کیا ہے) تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اسکو پہلے کے لئے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور دوسرے کے لئے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی

[4] حکم نمبر ۲۳، ۲۸، ج ۲۰ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۹ / ۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وماتظهر به السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸-۴۲	لا يصح اقرار الصبى والصبية بالسرقة فان احتلم او احبل او كانت امرأة فحبلت او حاضت ثم اقرت صح الاقرار	كذا فى المحيط
۴۳	اذا اقر بالسرقة طائعا ثم قال المتاع متاعى او قال استودعته او قال اخذته رهنا بدين لى عليه درئ عنه القطع كما لو ثبتت السرقة عليه بالبينة واذا قضى القاضى على السارق بالقطع ببينة او باقرار ثم قال المسروق منه هذا متاعه لم يسرق منى انما كنت استودعته او قال شهد شهودى بزور او اقرهو بالباطل او ما اشبه ذلك سقط عنه القطع	كذا فى المحيط
۴۴	اذا اقر بالسرقة مكرها فاقراره باطل ومن المتاخرين من افتى بصحته	كذا فى الظهيرية
۴۵	المدعى عليه بالسرقة اذا انكر السرقة حكى عن الفقيه ابى بكر الاعمش ان الامام يعمل فيه باكبر رأيه فان كان اكبر رأيه انه سارق وان المال عنده عزره ويجوز له ذلك وعامة المشائخ على ان للامام ان يعزره كما لو راه الامام يمشى مع السراق	كذا فى الذخيرة
	ادعى على آخر سرقة كان على المدعى البينة وعلى المدعى عليه اليمين والضرب خلاف الشرع ولا يفتى به لان فتوى المفتى يجب ان يطابق الشرع	
	ادعى على آخر سرقة فقدمه الى السلطان وطلب من السلطان ان يضربه حتى يقر بالسرقة فضرب مرة او مرتين ثم اعيد الى السجن من غير ان يعذب فخاف المحبوس فصعد خوفا من التعذيب فسقط فمات وقد لحقه من هذا الحبس غرامة والسرقة ظهرت على يد غيره كان لورثته ان يأخذوا صاحب السرقة بدية ابيهم	

ا؎ جبر کرنے کی وجہ سے چوری کا اقرار کرنے کے متعلق حکم نمبر ۴۴/۴۶۸ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۷/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے، اور لکھا ہے کہ وہ حد، حق العبد کے ضمن میں ثابت ہوئی تھی اور جب اسکے اقرار سے وہ حق باطل ہو گیا تو جو حد اسکے ضمن میں ثابت تھی وہ بھی باطل قرار پائے گی۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صـ ۲۷۱ حکم نمبر ۲۷، ۴۲، ۴۳، ۱۰۰/۴۶۸ ۲۹/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔ اور مسروق منہ کے معاف کر دینے کے متعلق حکم نمبر ۵۵/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب – چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۴۲	لڑکا یا لڑکی چوری کا اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح نہیں قرار پایا پھر اگر لڑکے کو احتلام ہوا یا اس کے جماع سے حمل رہا یا وہ لڑکی عورت قرار پائی وہ حاملہ ہوئی یا اسے حیض آیا پھر اس نے (چوری کا) اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح ہوگا۔	محیط
۴۳	(ا) جب کسی شخص نے (بغیر کسی کے جبر کے) اپنی مرضی سے[1] چوری کا اقرار کیا پھر یہ کہا کہ یہ مال میرا مال ہے۔ یا یہ کہا کہ یہ مال میرے پاس امانت رکھا گیا ہے۔ یا یہ کہا کہ یہ مال میں نے اس قرض کے بدلے رہن رکھا ہے جو قرض میری طرف سے اس پر ہے تو (ان صورتوں میں) اس سے قطع ید کی حد ہٹا دی جائے گی (ب) جیسا کہ اگر کسی پر گواہوں کی گواہی سے چوری ثابت ہوئی ہو۔ اور جب قاضی نے گواہی یا اقرار کی بنا پر چور کو قطع ید کی حد لگانے کا فیصلہ دیا تو جس کا مال چوری کیا گیا تھا اس نے یہ کہا کہ یہ اس کا ایسا مال ہے جو اس نے مجھ سے چوری کر کے نہیں لیا البتہ میں نے اس کے پاس امانت رکھا تھا یا یہ کہا کہ میرے گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے یا یہ کہا کہ چور نے (چوری کا) جھوٹا اقرار کیا ہے یا اس جیسی بات کہی[2] تو (ان سب صورتوں میں) اس چور سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی۔	محیط
۴۴	(ا) جب کسی شخص نے اس پر جبر ہونے کی وجہ سے چوری کا اقرار کیا تو اس کا اقرار باطل ہے (ب) بعض متاخرین نے جبر سے اقرار کرنے کے صحیح قرار پانے کا فتویٰ دیا ہے[3]	ظہیریہ
۴۵	(ا) جس پر چوری کرنے کا دعویٰ کیا گیا جب وہ چوری کرنے کا انکار کر دے تو اس کے متعلق فقیہ ابو بکر الاعمشؒ سے مروی ہے کہ اس صورت میں حاکم مجاز اپنی غالب رائے سے عمل کرے گا۔ پس اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ شخص چور ہے اور مال اس کے پاس ہے تو اسے سزا دے گا اور حاکم مجاز کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور عام مشائخؒ کے ہاں حاکم مجاز کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ مشتبہ شخص کو تعزیری سزا دے جیسا کہ اگر حاکم مجاز کسی شخص کو چوروں کے ساتھ جاتے دیکھے (تو وہ اسے تعزیری سزا دے سکتا ہے)[4] (ب) کسی شخص نے دوسرے پر چوری کا دعویٰ کیا تو مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لائے اور (مدعی کے گواہ اور مدعا علیہ کا اقرار نہ ہونے کی صورت میں) مدعا علیہ پر قسم ہوگی اور ضرب (یعنی بدنی سزا دینا) خلاف شرع ہے۔ اس کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ اس لئے کہ مفتی کا فتویٰ شرع کے مطابق ہونا لازم ہے۔ (ج) کسی شخص نے دوسرے پر چوری کا دعویٰ کیا اور اسے سلطان (یعنی حاکم مجاز) کے پیش کیا اور درخواست کی کہ سلطانؒ اسے سزا دے تاکہ وہ چوری کا اقرار کرے۔ پس حاکم نے اسے ایک یا دو بار سزا دی پھر اسے تکلیف پہنچانے کے حکم کے بغیر واپس قید خانہ میں بھیج دیا پس گرفتار شدہ کو (پھر سزا پانے کا) خوف ہوا – وہ سزا دیئے جانے کے ڈر سے قید خانہ پر چڑھا اور گر کر وفات پا گیا اور اسے اس قید میں تاوان بھی اٹھانا پڑا اور چوری کسی اور کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی تو (اس صورت میں) اس وفات یافتہ کے وارثوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے باپ (یعنی وفات یافتہ مورثؒ	ذخیرہ

۳؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ مخفی نہ رہے کہ قطع ید کی حد شبہ کے تحقق کیوجہ سے دور ہو جاتی ہے جیسا کہ چوری کا اقرار کنندہ اقرار کے بعد اگر بھاگ جائے یا قاضی نے چور سے حلف لینا چاہی تو اس نے انکار کر دیا تو یہ انکار چوری کے ارتکاب کیلئے معنوی اقرار قرار پاتا ہے مگر ان صورتوں میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی البتہ مال کی ضمان لازم ہو سکتی ہے پس جبکہ ہاں جبر سے چوری کا اقرار صحیح قرار پانے پر فتویٰ ہے وہ ضمان لازم کے صحیح ہونے پر محمول ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۸ حکم نمبر ۴۶،۲۹، ۴۸، ۵۱، ۵۷ / ۴۶۸ نیز حکم ۴۵ / ۴۶۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۵۱ / ۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸-	وبالغرامة التی ادی الی السلطان لان الکل حصل بتسبیبه وهو متعد فی هذا التسبیب	کذا فی الفتاوی الکبری
۴۶	اذا اقر بالسرقة ثم هرب لا یتبع وان کان فی فوره بخلاف ما اذا شهد علیه الشهود بالسرقة ثم هرب فانه یتبع فی فوره ویقطع	کذا فی المحیط
۴۷	اذا قال الرجل انا سارق هذا الثوب فنون القاف ونصب الباء لا یقطع ولو قال انا سارق هذا الثوب بالاضافة یقطع	کذا فی الظهیریة
۴۸	قال محمد عبد الرجل فی یدیه عشرة دراهم اقر انه سرقها من هذا الرجل فان کان العبد مأذونا له فی التجارة او مکاتبا واقر بسرقة مستهلکة او بسرقة قائمة یصح اقراره فی حق القطع والمال فیقطع ید العبد ویرد المسروق علی المسروق منه ان کان المسروق قائما وان کان العبد محجورا علیه فان اقر بسرقة مستهلکة صح اقراره فی حق القطع وان اقر بسرقة مال قائم بعینه فی یده فان صدقه المولی یقطع ویرد المال علی المسروق منه وان کذبه المولی فی المال وقال المال مالی فعلی قول ابی حنیفة رح یصح فی حق القطع والمال جمیعا فیقطع العبد ویرد المال علی المسروق منه	هکذا فی الذخیرة
۴۹	واذا کان ظهور السرقة بالشهادة فانه یشترط شهادة رجلین عدلین ولا یکتفی بشهادة النساء بانفرادهن لا فی حق القطع ولا فی حق المال واما شهادة النساء مع الرجال فهی مقبولة فی حق المال عندنا غیر مقبولة فی حق القطع وکذا الشهادة علی الشهادة تقبل علی المال ولا تقبل علی القطع	هکذا فی المحیط
۵۰	واذا شهد رجلان عدلان بذلك فالقاضی یقبل الشهادة علی المال والقطع جمیعا ویسأل الشاهدین عن ماهیة السرقة ثم یسألهما عن المسروق عن جنسه وعن مقداره اذا لم یکن حاضرا فی المجلس فاما اذا کان حاضرا فی المجلس فلا یسألهما عن المسروق جنسا وقدرا	

۱؎ حکم نمبر ۲۳/۴۶۸ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۰/۴۶۱ ملاحظہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	کا تاوان قتل اور وہ تاوان جو اس نے حاکم کو ادا کیا سب اس شخص سے لیں جسکی چوری ہوئی تھی - اس لئے کہ یہ سب کچھ اسی کے سبب سے ہوا اور وہ اس کا سبب بننے میں تجاوز کرنے والا ہے -	فتاوی کبری
۴۶	(ا) جب کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا پھر بھاگ گیا تو اس کا پیچھا نہ کیا جائے گا اگرچہ اس کا پیچھا کرنا فوری طور پر (ہو سکتا) ہو [۱] (ب) اور حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب گواہوں نے کسی شخص پر چوری کرنے کی گواہی دی پھر وہ (چور) بھاگ گیا تو فی الفور اس کا پیچھا کیا جائیگا اور اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۲]	محیط
۴۷	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "اَنَا سَارِقٌ هٰذَا الثَّوْبَ (یعنی میں چور ہوں اس کپڑے کو) پس اس نے سَارِقٌ کے قاف تنوین سے اور "الثَّوْبَ" کی با کو نصب سے کہا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی - اور اگر اس نے یوں کہا کہ "اَنَا سَارِقُ هٰذَا الثَّوْبِ" (یعنی میں اس کپڑے کا چور ہوں) تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	ظہیریہ
۴۸	امام محمدؒ نے کہا ہے کہ کسی شخص کے غلام کے پاس دس درہم ہیں اس غلام نے اقرار کیا [۳] کہ اس نے یہ درہم فلاں آدمی کے چرلئے ہیں - تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ غلام ایسا ہے کہ وہ تجارت کرنے کے لئے (اپنے آقا سے) اجازت یافتہ ہے یا وہ غلام مکاتب ہے اور اس نے ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا ہے جسے تلف کیا جا چکا ہے یا ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا ہے جو مال (اس کے پاس) موجود ہے تو قطع ید کی حد اور مال کے حق میں اس کا اقرار صحیح قرار پائے گا پس اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور مسروقہ مال اگر موجود ہے تو وہ اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے - اور اگر وہ غلام تصرفات سے منع شدہ ہو - (یعنی نہ تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو اور نہ مکاتب ہو) تو اگر اس نے ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا جو تلف کیا جا چکا ہے تو اس کا اقرار قطع ید کے لئے صحیح قرار پائے گا اور اگر اس نے ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا جو بعینہ اس کے قبضہ میں موجود ہے تو اگر اس کے آقا نے (اس کے اقرار کی) تصدیق کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ مال اس شخص کو واپس کیا جائیگا جس کی چوری کی گئی ہے اور اگر اس کے آقا نے مال کے متعلق اپنے غلام کی تکذیب کی اور یہ کہا کہ وہ مال میرا مال ہے تو بھی) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اس غلام کا اقرار قطع ید کی حد اور مال سبھی کے متعلق صحیح قرار پائے گا پس اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی اور مسروقہ مال اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے -	ذخیرہ
۴۹	اور جب چوری کا ظہور (یعنی ثبوت) گواہی سے ہو تو شرط ہے کہ دو عادل [۴] (یعنی معتبر) مرد گواہ ہوں اور اس میں صرف عورتوں کی گواہی کفایت نہ کرے گی نہ قطع ید کے حکم میں اور نہ مال کے حکم میں - البتہ ہمارے ہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی مال کے حق میں قبول کی جائے گی اور قطع ید کے حق میں قبول نہ کی جائے گی [۵] اسی طرح گواہی پر گواہی بھی مال کے حق میں قبول کی جائے گی قطع ید کے حق میں قبول نہ ہو گی [۶]	محیط
۵۰	جب (حاکم مجاز کے ہاں) دو معتبر مردوں نے چوری کی گواہی دی تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) مال کے لئے اور قطع ید کی حد کے لئے سبھی کیلئے ان کی گواہی قبول کرے گا اور گواہوں سے دریافت کرے گا کہ چوری کیا ہوتی ہے - پھر ان سے یہ دریافت کرے گا کہ مسروقہ مال کی جنس اور اس کی مقدار کیا ہے بشرطیکہ مسروقہ مال مجلس عدالت میں موجود نہ ہو - اور اگر وہاں موجود ہو تو	

اور غلام پر چوری کی گواہی کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۶۲/۴۶۸ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۲/۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] گواہی اور معتبر گواہ کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو ...
سے ثابت شدہ چوری کے متعلق حکم نمبر ۲۱/... ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸-	ولکن ینظر الی السرقة علی نحو ما قلنا فی فصل الاقرار ثم یسألهما کیف سرق ویسألهما عن المکان والوقت والمسروق منه ایضا فاذا بیناجملة ذلك وعرف القاضی الشهود بالعدالة قضی علیه بالقطع وان لم یعرف الشهود بالعدالة فانه لا یقضی بالقطع مالم یتعرف عن حال الشهود بالسؤال من المزکی ویحبس السارق الی ان تظهر عدالة الشهود فان عدلت الشهود بعد ما حبس المشهود علیه ان کان المسروق منه حاضرا یقضی القاضی بالقطع وان کان غائبا لا یقضی بالقطع	هکذا فی المحیط
۵۱	فان کان حاضرا فقضی علیه بالقطع ثم غاب قبل استیفاء القطع لم یذکر محمد رح هذا الفصل فی الکتاب وقد اختلف المشائخ فیه بعضهم قالوا یجب ان یکون لابی حنیفة فیه قولان علی قوله الاول لا یستوفی القطع وعلی قوله الآخر یستوفی ومنهم من قال غیبة المسروق منه تمنع الاستیفاء علی قوله الاول والآخر جمیعا	هکذا فی المحیط
۵۲	واذا شهد شاهدان علی سرقة ثم غابا بعد ما ظهرت عدالتهما او ماتا قبل القضاء او بعد القضاء قبل الامضاء ففی الوجهین جمیعا القاضی لا یقضی ولا یمضی فی قول ابی حنیفة رح الاول وفی قوله الآخر یقضی ویمضی	هکذا فی المحیط
۵۳	واما اذا فسقا او عمیا او ارتدا او ذهب عقولهما فان کان ذلك قبل القضاء منع القضاء وان حدثت هذه العوارض بعد القضاء قبل الامضاء فانه منع الامضاء	هکذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۲۱و/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ اور اگر گواہ گواہی کے بعد غائب ہوجائیں یا فاسق، اندھے، مرتد یا پاگل ہوجائیں اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۵۲، ۵۳/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۵۱/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔ نیز درمختار ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی پر چوری کا دعوی کیا اور پھر ثابت نہ کرسکا تو اس پر تعزیر لازم نہ ہوگی جیساکہ کسی شخص نے کسی پر ایسا دعوی کیا جس سے مدعی علیہ کا کافر قرار دیا جانا لازم آتا ہو اور پھر ثابت نہ کرسکے تو تعزیر لازم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ بطور دعوی حاکم شرعی کے ہاں ہو اور اگر بطور گالی دینے یا اسکی تنقیص کے لئے ہو تو پھر تعزیر ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صـ۲۵۷ ـ حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۵۷/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیساکہ درمختار مع ردالمحتار میں بحوالہ شرح المنظومہ ہے اور لکھا ہے کہ قطع ید کے وقت چوری کے گواہوں کی حاضری صحیح حکم کے بموجب شرط نہیں ہے، ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ صـ۲۸۶ - اور جیساکہ ردالمحتار میں بحوالہ کافی الحاکم فی الحد: دلکھا ہے کہ جب (قطع ید کے وقت) مسروق منہ حاضر ہو اور چوری کے گواہ غائب ہوں تو (پہلے قول کے بموجب) جبتک وہ گواہ حاضر نہ ہوں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اسکے بعد امام ابوحنیفہ کا (آخری) قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد لگا دی جائے گی۔ اور یہی قول صاحبین کا ہے، اھ (امام ادد صفحہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	پھر مسروقہ مال کی جنس اور مقدار دریافت کرنے کی بجائے مسروقہ مال پر نظر کریگا جیسا کہ ہم نے چوری کے اقرار کی فصل میں کہا ہے [۱]۔ پھر قاضی یہ دریافت کریگا کہ اس نے چوری کیسے کی اور ان گواہوں سے چوری کے مکان، وقت اور جس شخص کی چوری کی گئی ہے اس کے متعلق بھی دریافت کرے گا۔ پس جب گواہوں نے مذکورہ سب امور (ٹھیک) بیان کر دیئے اور قاضی گواہوں کے معتبر ہونے سے آگاہ ہے تو قاضی اس (آگاہی سے) چور پر قطع ید کی حد لگانے کا فیصلہ کر سکے گا [۲]۔ اور اگر قاضی ان گواہوں کے معتبر ہونے سے واقف نہ ہو تو جب تک تزکیہ کرنے والے سے دریافت کر کے گواہوں کے حال سے واقفیت حاصل نہ کرے اس چور پر قطع ید کی حد کا حکم نہ دے گا البتہ چور کو ان گواہوں کے معتبر قرار پانے کے ظہور تک قید رکھے گا پس اگر اس کے قید میں ہونے کے بعد گواہ معتبر قرار پائے تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ حاضر ہو تو قاضی قطع ید کی حد کا حکم دے گا اور اگر جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ غائب ہو تو چور پر قطع ید کی حد کا حکم نہ دیا جائیگا [۳]۔	محیط
۵۱	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص جسکی چوری کی گئی ہے وہ (مجلس عدالت میں) حاضر تھا پس چور کو قطع ید کی حد لگانے کا فیصلہ سنا دیا گیا پھر قطع ید کی حد جاری ہونے سے پہلے وہ شخص غائب ہو گیا جس کی چوری کی گئی تھی تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ نے کتاب میں اس فصل کو ذکر نہیں کیا اور اس کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ لازم ہے کہ اس کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ کے دو قول ہیں آپ کے پہلے قول کے بموجب (اس صورت میں) قطع ید کی حد جاری نہ ہو گی اور آپ کے آخری قول کے بموجب قطع ید کی حد جاری ہو گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے پہلے اور آخری سبھی اقوال کے بموجب جس شخص کی چوری کی گئی ہے اس شخص کا غائب ہونا قطع ید کی حد نافذ کرنے کے لئے مانع ہے [۴]۔	محیط
۵۲	جب (مذکورہ صورت میں) دو گواہوں نے کسی چوری پر گواہی دی پھر ان دونوں کے معتبر قرار پانے کے بعد وہ دونوں غائب ہو گئے یا قاضی کے فیصلہ سے پہلے یا قاضی کے فیصلہ کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے وہ دونوں گواہ وفات پا گئے تو ان دونوں صورتوں کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کے پہلے قول کے بموجب قاضی نہ فیصلہ سنائے گا۔ اور نہ قطع ید کی حد کو نافذ کرے گا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے آخری قول کے بموجب قاضی فیصلہ سنا سکے گا اور قطع ید کی حد بھی لگا سکے گا [۵]۔	محیط
۵۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دو گواہ (چوری پر گواہی دینے اور معتبر قرار پانے کے بعد) فاسق یا اندھے یا مرتد ہو گئے یا ان کی عقل جاتی رہی تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مذکورہ امر قاضی کے فیصلہ سنانے سے پہلے پیش آیا تو یہ امر قاضی کے فیصلہ سنانے کے لئے مانع ہے اور اگر یہ امور قاضی کے فیصلہ سنانے کے بعد اور (قطع ید کی) حد نافذ ہونے سے پہلے پیش آئے تو یہ امر حد نافذ کرنے کے لئے مانع ہے [۶]۔	محیط

اور امام محمدؒ کا ہے اور ان گواہوں کی موت کی صورت میں بھی یہی حکم ہے اور رجم کے سوا ہر حد میں یہی حکم ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ در مختار (مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۲) میں جو مذکور ہے کہ قطع ید کے وقت چوری کے گواہوں کی حاضری شرط ہے ورنہ قطع ید نہ ہو گی یہ امام ابو حنیفہؒ کا پہلا قول ہے اور آپ کے آخری قول کے بموجب (مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد ہو گی۔ نیز لکھا ہے کہ قطع ید کے وقت چوری کے گواہوں کی حاضری کی شرط ہونے کے متعلق کافی الحاکم سے منقول، الفتح، البحر اور النہر میں جو کچھ لکھا ہے اسے الشرنبلالیۃ میں رد کیا گیا ہے۔ پھر صاحب المختار نے لکھا ہے کہ غالباً کافی کا وہ نسخہ جو صاحب الفتح تک پہنچا اس میں فقرہ رہ جانے سے سقط واقع ہو گیا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۲ وھکذا فی ص ۲۸۷ - حکم نمبر ۵۰، ۵۲/۴۶۸ نیز حکم نمبر ۲۵/۴۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۵۰، ۵۲/۴۶۸ نیز حکم نمبر ۲۵/۴۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالـه
۴۶۸-۴-۵۴	واذا شهد شاهدان علی رجلین انهما سرقا من فلان وبینا السرقة واحد المشهود علیهما غائب لم یوجد ولم یقدر علیه فعلی قول ابی حنیفة[۱] الآخر وهو قول ابی یوسف[۲] ومحمد[۲] یقطع الحاضر فان جاء الغائب فقدمه رب المال الی القاضی فالقاضی یأمره باعادة البینة	هکذا فی المحیط
۵۵	ولو امر الامام بقطع سارق فعفی المسروق منه کان عفوه باطلا[۳]	کذا فی الایضاح
۵۶	واذا شهد کافران علی کافر ومسلم بسرقة لا یقطع الکافر کما لا یقطع المسلم	کذا فی المحیط
۵۷	واذا شهد شاهدان علی رجل انه سرق بقرة واختلفا فی لونها فقال احدهما بیضاء وقال الآخر سوداء قبلت الشهادة عند ابی حنیفة رح خلافا لهما[۲] قال الکرخی[۲] هذا الاختلاف فی لونین یتشابهان کالحمرة والصفرة واما ما لا یتشابهان کالسواد والبیاض فلا تقبل الشهادة اجماعا والصحیح ان الکل علی الخلاف	کذا فی المحیط
۵۸	ولو شهد احدهما انه سرق ثورا وشهد الآخر انه سرق بقرة لا تقبل الشهادة اجماعا	کذا فی المحیط
۵۹	ولو شهدا انه سرق ثوبا وقال احدهما انه هروی وقال الآخر انه مروی ذکر فی نسخ ابی سلیمان[۲] انه علی الخلاف وذکر فی نسخ ابی حفص[۲] انه لا تقبل الشهادة اجماعا	کذا فی المحیط
۶۰	واذا قال المشهود علیه بالسرقة هذا متاعی کنت استودعته فجحد فی او اشتریته	

[۱] گواہی سے چوری کے ثبوت کے بیان کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۴۶۸، ۵۰۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۲] ... [۳] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں بحوالہ کافی الحاکم لکھا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر قطع ید کی حد ثابت ہو اور مسروق منہ (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے وہ) یہ کہے کہ میں نے اسے معاف کر دیا تو اس کے معاف کرنے سے وہ باطل نہ ہوگی اسلئے کہ قطع ید کی حد محض حق اللہ تعالیٰ ہے مسروق منہ اس حد کو ساقط کرنے کا مالک نہیں ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۱ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۴۸/۴۶۶۔ نیز حکم نمبر ۲۹/۴۷۱، ۴۳ ب/۴۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان	
	چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۴۶۴-۵۴	جب دو (معتبر) مرد گواہوں نے دو آدمیوں پر گواہی دی کہ انہوں نے فلاں آدمی کی چوری کی ہے اور انہوں نے چوری کا (کماحقہ)[1] بیان کر دیا اور جن دو پر چوری کی گواہی دی گئی ہے ان میں سے ایک غائب ہے - وہ نہ ملا اور نہ اس پر قدرت پائی جا سکی تو امام ابوحنیفہؒ کے دوسرے قول بموجب اور وہی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول بھی ہے کہ حاضر چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی پھر اگر غائب چور آ گیا اور صاحب مال شخص اسے قاضی کے ہاں لے گیا تو قاضی صاحبِ مال کو دوبارہ گواہی کے لئے کہے گا -	محیط
۵۵	اگر حاکم مجاز نے (ثبوت کے بعد) چور کو قطع ید کی حد لگانے کا حکم دیا تو جس شخص کی چوری کی گئی تھی اس نے چور کو معاف کر دیا تو اس کا معاف کرنا باطل قرار پائے گا[2]	ایضاح
۵۶	جب دو کافروں نے ایک کافر اور ایک مسلمان پر چوری کی گواہی دی تو کافر پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی جیسا کہ اس مسلمان پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی -	محیط
۵۷	(ا) جب دو (معتبر مرد) گواہوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے گائے چوری کی ہے اور ان دونوں نے اس گائے کا رنگ بیان کرنے میں اختلاف کیا پس ایک نے کہا کہ وہ سفید رنگ کی تھی اور دوسرے نے کہا کہ وہ سیاہ رنگ کی تھی تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں ایسی گواہی قبول کی جائیگی اور صاحبینؒ کا خلاف ہے - (ب) امام کرخیؒ نے کہا ہے کہ (امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ میں) اختلاف دو متشابہ رنگوں کے بیان کرنے میں گواہوں کے اختلاف کی صورت میں ہے جیسے سرخی اور زردی اور دو ایسے رنگ جو باہم متشابہ نہیں ہوتے جیسے سیاہی اور سفیدی تو ان کے بیان کرنے میں گواہوں کا اختلاف ہو تو بالاجماع ایسی گواہی قبول نہ کی جائے گی - (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ سب رنگوں (کے بیان کرنے میں اگر گواہوں کا اختلاف ہو تو اس گواہی کے قبول ہونے) میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کا مذکورہ اختلاف ہے -	محیط
۵۸	اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے بیل چوری کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے گائے چوری کی تو ایسی گواہی بالاجماع قبول نہ کی جائے گی -	محیط
۵۹	اگر دو (معتبر مرد) گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے کپڑا چوری کیا ہے اور گواہوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ کپڑا ہرو شہر کا بنا ہوا ہے - اور دوسرے گواہ نے یہ کہا کہ وہ مرو شہر کا بنا ہوا ہے تو اس کے حکم کے متعلق نسخ ابی سلیمانؒ میں مذکور ہے کہ ایسی گواہی کی قبولیت میں (مذکورہ) اختلاف ہے اور نسخ ابی حفصؒ میں مذکور ہے کہ ایسی گواہی، بالاجماع قبول نہ کی جائے گی -	محیط
۶۰	جب اس شخص نے جس پر چوری کی گواہی دی گئی ہے یہ کہا کہ یہ مال میرا ہے[3] میں نے اس کے پاس امانت رکھوایا تھا	

[3] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ چور پر چوری اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہوئی اور چور نے مسروقہ چیز پر ملکیت کا دعویٰ کیا تو خواہ اپنے (ملکیت پر) گواہی قائم نہ کی (مجرد دعوی سے) شبہ متحقق ہونے کی وجہ سے قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ اس کے قول کی سچائی کا احتمال ہے اور اسی لئے اقرار کے بعد اس کا رجوع صحیح قرار پاتا ہے - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صـ ۲۹ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ صـ ۶۴ - حکم نمبر ۲۷، ۲۹، ۳۲ / ۴۲۸ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۸۲ / ۴۴۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ
٤٦٨ـ	منه او اقرلی بهذا درئی الحد عنه فی جمیع ذلك	كذا فی المحیط
٦١	واذا شهد اثنان انه سرق هذا المال هذا الرجل و شهد الآخران انه سرق هذا هذا الآخر والمسروق منه یدعی السرقة علی الاول فانه لا یقطع الاول	كذا فی محیط السرخسی
٦٢	واذا شهد الشهود علی عبد مأذون له بسرقة عشرة دراهم او اكثر والعبد یجحد فان كان مولاه حاضرا قطع عندهم جمیعا وهل یضمن ان كان استهلكها لا یضمن وان كانت قائمة ردها المسروق منه ان كان المولی غائبا لا یقطع العبد عند ابی حنیفة ومحمد ویضمن السرقة وان كان الشهود شهدوا بسرقة اقل من عشرة دراهم قضی القاضی بالمال ولا یقضی بالقطع سواء كان المولی حاضرا او غائبا وان كان الشهود شهدوا علی اقرار المأذون بسرقة عشرة دراهم فالقاضی یقضی بالمال ولا یقضی بالقطع فی قول ابی حنیفة ومحمد ولو شهدوا علی عبد محجور علیه بسرقة عشرة او اكثر فان كان غائبا فالقاضی لا یقضی علیه بشئ لا بالقطع ولا بالمال عند ابی حنیفة ومحمد وان كان الشهود شهدوا علی اقرار العبد المحجور بالسرقة فالقاضی لا یقبل هذه البینة اصلا سواء كان المولی حاضرا او غائبا حتی لا یقطع العبد ولا یؤاخذ المولی ببیعه لاجل المال ولكن یؤاخذ العبد به بعد العتق	كذا فی الذخیرة فی فصل المتفرقات
٦٣	اللص اذا دخل دار رجل واخذ المتاع واخرجه فله ان یقتله	كذا فی محیط السرخسی
٦٤	وفی نوادر ابن سماعة قال محمد اللص اذا كان ینقب البیت فرآه صاحب البیت صاح به فان ذهب والا فله قتله قال محمد فی نوادر ابن رستم اذا رآه ینقب بیته	

١ـ اور اقرار سے ثابت شدہ چوری میں اس سے ملتا جلتا حکم ٢٧، ٣٣/٤٦٨ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ـ ماذون له وہ غلام جو اپنے آقا کی طرف سے تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو اسکے متعلق حکم نمبر ١/٢٣٢ ، ٣٣/٢٦١ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ـ غلام کے اقرار کی صورت حکم نمبر ٤٨/٤٦٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ـ حکم نمبر ٣٠٥/٢٦١ ، ٤٨/٤٦٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٥ـ حکم نمبر ٤٩/٤٦٨ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦ـ محجور علیہ غلام، یعنی جسے اس کے آقا نے تصرفات سے منع کر رکھا ہو مفہوم ماخوذ از باب ١ بحث ٣٩ فتاوی عالمگیری (مترجم) ٧ـ حکم نمبر ٣٠٥/٢٦١ ، ٤٨، ٤٩/٤٦٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	پہلا باب ـ چوری اور اسکے ظہور کا بیان ـ چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸ ـ	اور اس نے یہ امانت واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا یا یہ کہا کہ میں نے یہ مال اس سے خرید لیا ہے یا یہ کہا کہ اس نے یہ مال میرا ہونے کا اقرار کیا تھا تو ان سب صورتوں میں اس سے قطع ید کی حد ہٹا دی جائے گی [۱]	محیط
۶۱	جب دو (معتبر) مردوں نے گواہی دی کہ یہ مال اس آدمی نے چوری کیا اور دو اور (معتبر) مردوں نے یہ گواہی دی کہ یہ مال اس دوسرے آدمی نے چوری کیا ہے اور جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ پہلے آدمی پر چوری کا دعوی کرتا ہے تو (اس صورت میں) اس پہلے آدمی کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ـ	محیط سرخسی
۶۲	(ا) جب ماذون [۲] غلام پر گواہوں [۳] نے دس یا زیادہ درہم چرانے کی گواہی دی اور وہ غلام چوری سے انکار کرتا ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اس کا آقا حاضر ہو تو سب کے ہاں اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور کیا وہ اس مال کا ضامن ہوگا؟ تو اگر اس نے اس مال کو تلف کر دیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ مسروقہ مال موجود ہو تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے واپس کیا جائے گا۔ (۲) اور اگر اس کا آقا غائب ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس غلام کو قطع ید کی حد [۴] نہ لگائی جائے گی اور وہ مسروقہ مال کا ضامن ہوگا (۳) اور اگر گواہوں نے (اس ماذون غلام پر) دس درہموں سے کم کی چوری پر گواہی دی تو قاضی وہ مال دینے کا حکم دے گا اور قطع ید کی حد لگانے کا حکم نہ دے گا خواہ اس کا آقا حاضر تھا یا غائب تھا (۴) اور اگر گواہوں نے اس ماذون غلام کے متعلق دس درہم چوری کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو قاضی، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب، وہ مال دینے کا حکم دے گا اور قطع ید کی حد لگانے کا حکم نہ دے گا (ب) [۵] اور اگر محجور علیہ [۶] غلام پر گواہوں نے دس یا زیادہ درہم چرانے کی گواہی دی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) کہ اگر اس کا آقا غائب ہو تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں قاضی اس غلام پر کچھ حکم نہ دے گا نہ قطع ید کی حد لگانے کا اور نہ مال دینے کا۔ (۲) اور اگر گواہوں نے محجور علیہ غلام کے متعلق چوری کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کسی طرح قبول نہ کرے گا خواہ اس کا آقا حاضر ہو یا غائب ہو حتی کہ نہ اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور نہ مال کے لئے اس کا آقا اس کی فروخت کے لئے ماخوذ ہوگا۔ لیکن وہ غلام آزاد ہونے کے بعد اس مال کے لئے ماخوذ ہوگا [۷]	ذخیرہ
۶۳	کوئی چور کسی آدمی کے گھر داخل ہوا ـ اس کا مال لیا اور باہر نکال لایا تو گھر والے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے (اس وقت تعزیراً) قتل کر دے [۸]	محیط سرخسی
۶۴	(ا) نوادر ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ کا قول منقول ہے کہ جب کوئی چور (کسی کے) گھر میں نقب لگا رہا تھا کہ گھر کے مالک نے اسے دیکھ لیا اور اسکے متعلق شور کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو خیر ورنہ (اس وقت) گھر والے کو اختیار حاصل ہے کہ اسے قتل کر دے (ب) نوادر ابن رستمؒ میں امام محمدؒ کا قول منقول ہے کہ جب کسی شخص نے چور کو دیکھا کہ وہ اسکے گھر میں	

۸ـ حکم نمبر ۳ تا ۵ / ۴۶۷ ، حکم نمبر ۶۴ تا ۷۱ / ۴۶۸ ، ۴۲، ۴۰ / ۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حواله
۴۶۸ - ۴	فتقتله یغرم دیته وقال ابو حنیفة رح یسعه قتله ولا یغرم دیته	کذا فی محیط السرخسی
۶۵	ذکر فی المجرد وفی نوادر ابن سماعة رح عن محمد رح فی اللص اذا دخل دار رجل فعلم به صاحب الدار وعلم انه لا یقدر ان یأخذه بیده له قتله سواء دخل علیه مکابرة او غیر مکابرة وهو یرید ان یسرق ماله فقتله فلا قود علیه ولا دیة	کذا فی محیط السرخسی
۶۶	فی فتاوی اهل سمرقند سارق حفر جدار رجل ولم ینفذ الحفرة حتی علم صاحب البیت فالقی علیه حجرا فقتله فعلی عاقلته الدیة وعلیه الکفارة	کذا فی الذخیرة
۶۷	وفی فتاوی ابی اللیث رح رجل اطلع علی حائط رجل وعلی الحائط مُلاءة فخاف صاحب الحائط انه ان صاح به یأخذ الملاءة ویذهب هل یحل له ان یرمیه قال یسعه ذلك اذا کانت الملاءة تساوی عشرة دراهم فصاعدا قال الفقیه ابو اللیث رح اصحابنا لم یقدروا هذا التقدیر بل اطلقوا ان له ان یرمیه	کذا فی المحیط
۶۸	وفی جنایات الجامع الصغیر رجل دخل علی رجل لیلا فسرقه ثم اخرج السرقة من الدار فاتبعه الرجل وقتله فلا شیٔ علیه قالوا اراد بهذا اذا کان لا یقدر علی استرداد السرقة الا بالقتل اذ کانت الحالة هذه یباح القتل ولا ضمان علی القاتل	کذا فی المحیط
۶۹	وفی المنتقی اذا کان مع رجل رغیف فاراد رجل ان یأخذ منه وسعه ان یقاتل بالسیف اذا کان یخاف علی نفسه الجوع وکذلك الماء لشربه	کذا فی المحیط
۷۰	لص معروف بالسرقة وجده رجل یذهب فی حوائجه غیر مشغول بالسرقة لا یجوز له ان یقتله ولکنه یأخذه ویأتی به الی الامام حتی یستتیبه بالحبس	کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ مُلَاءَۃ چادر، پرنرم جامہ۔ ماخوذ از منتہی الادب عربی سے فارسی صفحہ ۱۱۸۰ (مترجم) ۵؎ بری نیت سے جھانک کر دیکھنا جرم ہے۔ نیز حکم نمبر ۱، ۳/۴۶۷ مع حواشی وحکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع

حوالہ	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	دفعات/نمبر
محیط سرخسی	نقب لگا رہا ہے تو اس نے اس چور کو قتل کر دیا تو اس کی دیت (یعنی تاوان قتل) کا ضامن ہوگا (ج) اور امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ گھر والے کو مذکورہ چور کے قتل کی گنجائش حاصل ہے اور اس کی دیت کا ضامن نہ ہوگا [1]	۴۶۸-
محیط سرخسی	المجرد اور نوادر ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ سے اس چور کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ کسی آدمی کے گھر میں داخل ہوا تو گھر والے کو پتہ چل گیا اور اس نے یہ بھی جانا کہ وہ اس چور کو ہاتھ سے پکڑنے پر قادر نہیں تو اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے قتل کر دے خواہ وہ بطور قہر و غلبہ داخل ہوا ہو یا وہ اس صورت کے بغیر داخل ہوا ہو درآنحالیکہ وہ اس کا مال چوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو پس اسے قتل کر دیا تو گھر والے پر قصاص اور دیت (یعنی تاوان قتل) کچھ لازم نہیں ہے [2]	۶۵
ذخیرہ	فتاویٰ اہل سمرقند میں ہے کہ کسی چور نے کسی شخص کی دیوار کو کھودا اور ابھی دیوار میں سوراخ نہ ہونے پایا تھا کہ گھر والے نے اسے دیکھ کر اوپر سے اس پر پتھر پھینک کر اسے قتل کر دیا تو گھر والے کی مددگار برادری پر اس کی دیت (یعنی تاوان قتل) اور قاتل پر کفارہ لازم ہے [3]	۶۶
محیط	فتاویٰ ابو اللیثؒ میں ہے کہ کسی آدمی نے کسی آدمی کی دیوار پر سے (چوری کے ارادہ سے) جھانک کر دیکھا اور دیوار پر ایک ملاءۃ[4] (یعنی چادر) ہے پس دیوار والے شخص کو یہ خدشہ ہوا کہ اگر اس نے شور کیا تو وہ (چور) چادر لے کر چلتا بنے گا۔ تو کیا (اس صورت حال میں) اس کے لئے جائز ہے کہ اسے تیر یا کوئی چیز پھینک مارے تو آپ نے کہا کہ ہاں اسے ایسا کرنا جائز ہے جبکہ وہ چادر دس درہم یا زیادہ کی ہو۔ فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ ہمارے اصحابؒ نے اس مقدار کو مقرر نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے مطلقاً حکم دیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ اسے پھینک مارے [5]	۶۷
محیط	جنایات الجامع الصغیر میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ہاں رات کو داخل ہوا۔ اس نے چوری کی اور پھر مسروقہ مال گھر سے باہر نکال لایا پس گھر والے نے اس کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایسی صورت ہے کہ وہ اسے قتل کئے بغیر مسروقہ مال واپس نہ لے سکتا ہو اور صورت یوں ہو تو اس کا قتل کرنا مباح ہے اور قاتل پر ضمان لازم نہیں ہے [6]	۶۸
محیط	المنتقی میں ہے کہ جب کسی آدمی کے پاس روٹی ہو اور دوسرا آدمی اس سے چھین لینا چاہے تو روٹی کے مالک کو گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس کے ساتھ تلوار سے مقاتلہ کرے بشرطیکہ اسے اپنے آپ پر بھوک کا خوف ہو اور اس طرح پانی کی صورت میں بھی یہی حکم ہے [7]	۶۹
ظہیریہ	کوئی چور چوری میں مشہور ہے اسے کسی آدمی نے ایسی حالت میں پایا کہ وہ اپنی بعض ضروریات کے لئے جا رہا ہے چوری میں مشغول نہیں ہے تو اس آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس مشہور چور کو قتل کرے بلکہ وہ اسے پکڑ کر حاکم مجاز کے ہاں لائے تاکہ وہ اسے قید کر کے توبہ کرائے [8]	۷۰

حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [8] حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظہر بہ السرقۃ و ظہورہا	حوالہ
۴۶۸-۷۱	السارق اذا صاح بہ رب المال فھرب لا یحل لصاحب المال ان یتبعہ و یضربہ الا اذا اذھب بمالہ فحینئذٍ یحل لہ ان یتبعہ ویضربہ بالسلاح حتی یلقی مالہ	کذا فی المحیط
۷۲	یستحب للمدعی ان یدعی بلفظ الأخذ دون السرقۃ وکذا یستحب للشھود ان یشھدوا بلفظ الأخذ دون السرقۃ اویقولوا ھذا المال للطالب درأ للحد	کذا فی السراجیۃ
۷۳	ادعی انہ سرق منہ کذا فقال گرفتہ ام[2] ضمن المال ولا یقطع ولو اقر بعد ذلک بالسرقۃ ایضا	کذا فی السراجیۃ
۷۴	قال ابو حنیفہ فیمن ادعی علی آخر سرقۃ وانکر المدعی علیہ یستحلف وان نکل یقضی علیہ بالمال دون القطع	کذا فی الظھیریۃ
۷۵	وکذا لو رجع عن الاقرار	کذا فی العتابیۃ
۷۶	وکذا فی الشھادۃ بعد حین لا یقطع و ضمن	کذا فی العتابیۃ
۷۷	شھدا نقطع ثم قالا بل آخر لا یقطع و ضمنا الدیۃ للاول	کذا فی التاتارخانیۃ
۷۸	ولو شھد آخران علی رجوعھما لا تقبل شھادتھما و یقطع	کذا فی التاتارخانیۃ
۷۹	شھدا علی اقرارہ وھو ساکت او منکر لا یقطع	کذا فی التاتارخانیۃ
۸۰	شھد اربعۃ فرجع اثنان و شھدا علی آخر لا یقطعان و یقضی بالمال علی الاول	کذا فی التاتارخانیۃ

[1] حکم نمبر ۲۳/۴۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] أخذت یعنی میں نے لیا" حاشیہ عربی فتاوی عالمگیری (مترجم)، [3] حکم نمبر ۲۹/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۲۹، ۲۳/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۸۵/۴۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] یعنی دو معتبر گواہوں نے چور کی چوری پر شرعی شہادت دی اور انہوں نے خود قاضی کے ہاں اس گواہی سے رجوع نہ کیا بلکہ انکے رجوع پر دو اور گواہوں نے گواہی دی تو انکے رجوع پر یہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸ - ۷۱	چور پر جب مال کے مالک نے شور کیا تو وہ بھاگ پڑا تو اس صورت میں مال کے مالک کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کا پیچھا کرے اور اسے مارے لیکن جب وہ چور اس کا مال لے گیا تو پھر اسے جائز ہے اس کا پیچھا کرے اور اسے ہتھیار سے ضرب لگائے حتیٰ کہ وہ اس کا مال ڈال دے [۱]	محیط
۷۲	(مال کے) مدعی کے لئے مستحب ہے کہ وہ (چور پر) دعویٰ کرے تو "چوری کرنے" کے لفظ کی بجائے "لے لینے" کے لفظ سے دعویٰ کرے۔ اسی طرح (چوری کے) گواہوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ (چوری پر گواہی دیں تو) "چوری کرنے" کے لفظ کی بجائے "لے لینے" کے لفظ سے گواہی دیں یا یوں کہیں "یہ مال اس طالب کا ہے" تاکہ قطع ید کی حد ہٹائی جا سکے	سراجیہ
۷۳	کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی چوری کی ہے تو مدعا علیہ نے کہا "گرفتہ ام" (یعنی میں نے لیا ہے) تو اس صورت میں وہ مال کا ضامن ہوگا اور اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اگرچہ اس کے بعد چوری کرنے کا بھی اقرار کرلے ۔	سراجیہ
۷۴	امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ جس شخص نے دوسرے پر چوری کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ نے چوری کرنے سے انکار کیا تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی پس اگر اس نے قسم اٹھانے سے انکار کیا تو اس پر مال (کی ضمان) کا حکم دیا جائیگا قطع ید کی حد کا حکم نہ دیا جائے گا [۳]	ظہیریہ
۷۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے چوری کا اقرار کیا پھر اس اقرار سے رجوع کرلیا (تو اس پر مال کی ضمان لازم ہوگی قطع ید کی حد نہ لازم ہوگی) [۴]	عتابیہ
۷۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم (چوری پر) عرصہ بعد گواہی کی صورت میں ہے کہ اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ چور مال کا ضامن ہوگا [۵]	عتابیہ
۷۷	(چوری پر) دو (معتبر) مرد گواہوں نے گواہی دی پس اس چور کو قطع ید کی حد لگائی گئی پھر ان گواہوں نے کہا کہ (چور یہ نہیں تھا) بلکہ دوسرا شخص ہے تو اس دوسرے کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ دونوں گواہ پہلے شخص کی دیت (یعنی تاوان) کے ضامن ہوں گے ۔	تتارخانیہ
۷۸	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی دو معتبر گواہوں نے چوری پر گواہی دی تو) دو اور گواہوں نے پہلے گواہوں کے متعلق گواہی سے رجوع کرلینے کی گواہی دی تو بعد والے گواہوں کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۶]	تتارخانیہ
۷۹	دو گواہوں نے کسی شخص کے (چوری کرنے کے) اقرار پر گواہی دی اور وہ شخص چپ رہا یا اس نے انکار کردیا تو اس صورت میں اس پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۷]	تتارخانیہ
۸۰	چار گواہوں نے (چوری کی) گواہی دی پھر (ان میں سے) دو گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا اور کسی اور شخص پر اس چوری کی گواہی دی تو ان دونوں پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (جن پر مذکورہ صورت میں چوری کی گواہی دی گئی ہے) اور پہلے پر مال کی ضمان کا حکم کیا جائے گا ۔	تتارخانیہ

[۷] حکم نمبر ۶۲/۴۶۸ ، ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فیما یقطع فیہ ومالا یقطع فیہ

دفعات ۳۶۹ تا ۳۷۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۸۲

وفیہ ثلاثة فصول

الفصل الاول فی القطع

دفعات ۳۶۹ تا ۳۶۹ عنوان ۱ تعداد شق ۸۴

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
۳۶۹	**فیمایقطع** تعداد شق ۸۴	
۱	لاقطع فیما یوجد تافھا مباحا فی دار الاسلام کالخشب[۱] والحشیش والقصب والسمک والزرنیخ والمغرة والنورة ویدخل فی السمک المالح والطری۔	کذا فی الھدایة وھکذا فی الکافی والاختیار
۲	ویقطع بالساج والقنا والآبنوس والصندل	کذا فی الکافی
۳	وبالفصوص الخضر والیاقوت والزبرجد	کذا فی الکافی
۴	ویقطع فی الجواھر کلھا	کذا فی الغیاثیة
۵	فاما الذھب والفضة واللولؤ والفیروزج فقد روی ھشام رحمہ اللہ عن محمد رحمہ اللہ انہ اذا سرقھا علی الصورة التی توجد مباحة وھو المختلط بالحجر والتراب لا یجب القطع وفی ظاھر الروایة یجب القطع علی کل حال	کذا فی المحیط

[۱] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ مباح فی الاصل یہ کہ وہ چیزیں اس صورت میں غیر مرغوب اور حقیر سمجھی جاتی ہوں طبیعتیں ان کے دینے میں بخل نہ کریں - ان کے لینے میں بالعموم مالک کو ناگواری نہ ہو اور ان کا حرز یعنی ان کا محفوظ کرنا بھی ناقص ہوتا ہو جیسا کہ جلانے کی جو لکڑی باہر دروازہ پر پڑی رہتی ہے - پس ان کی چوری میں حد لازم نہیں ہوتی جیسا کہ دس درہم سے کم کی چوری میں حد لازم نہیں ہوتی یا اس میں شرکت عامہ کی وجہ سے شبہ جگہ پاتا ہے لہٰذا قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی - ماخوذ از ہدایہ ج ۳ ص ۲۶۲ ملخصا - (مترجم) [۲] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس سے مراد جلانے کی وہ لکڑی ہے جو عادةً محفوظ کر کے نہیں رکھی جاتی - ماخوذ درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۳ نیز حکم نمبر ۶، ۲۵ / ۳۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے / پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید کی حد ہے اور جنمیں نہیں ہے انکے احکام

دفعات ۴۶۹ تا ۴۷۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۸۲

اور اس میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزوں کا بیان

دفعات ۴۶۹ تا ۴۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۸۴

۴۶۹ - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں - اور اس میں ۸۴ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	جو چیزیں دار الاسلام میں ایسی پائی جاتی ہیں جو کم قیمت اور حقیر ہوں انکا لینا مباح [۱] سمجھا جاتا ہو تو انکی چوری پر قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی - مثلاً جلانے کی لکڑی [۲]، گھاس، [۳] نٹر، مچھلی، ہڑتال، گیری اور چونا - اور مچھلی میں نمک لگائی ہوئی اور تازی مچھلی دونوں شامل ہیں -	ہدایہ - کافی - اختیار
۲	ساج (یعنی [۵] ساگوان) قنا (یعنی نیزہ [۶] کی لکڑی)، آبنوس اور صندل کی لکڑی کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائیگی [۷]	کافی
۳	اور سبز نگینوں، یاقوت اور زبرجد (یعنی ان قیمتی پتھروں سے قابل حد نصاب کی چوری پہ قطع ید کی حد لگائی جائیگی)	کافی
۴	تمام جواہرات میں (قابل حد نصاب کی چوری پر) قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	غیاثیہ
۵	(ل) سونے، چاندی، لولؤ اور فیروزج کے متعلق ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی نے ان چیزوں کو اس صورت میں چرایا جس صورت میں یہ بطور مباح [۸] پائی جاتی ہیں - یعنی پتھر اور مٹی میں ملی ہوئی صورت میں ہوں تو (ان کی چوری پر) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور ظاہر روایت کے بموجب حکم یہ ہے کہ ان چیزوں کی چوری پر ہر حال میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	محیط

[۳] حکم نمبر ۶/۴۶۹ ملاحظہ ہو - (مترجم) [۴] قولہ المالح الافصح المملوح. مصححہ - یعنی المالح بمعنی نمک دانی کی بجائے المملوح بمعنی نمک لگائی ہوئی کا لفظ زیادہ فصیح ہے حاشیہ عربی فتاوی ھذا (مترجم) [۵] جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ سیاہ رنگ کی یہ لکڑی بلاد ہند میں پائی جاتی ہے زمین میں بوسیدہ نہیں ہوتی - آبنوس کی لکڑی سے قدرے کم سیاہ ہوتی ہے - ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۲ (مترجم) [۶] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ القناء یعنی نیزہ کی لکڑی - ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۲ (مترجم) [۷] یعنی جبکہ ان صورتوں و مابعد کی صورتوں میں چوری کے نصاب اور چوری کی حد کیلئے دیگر شرائط پائی جائیں تو قطع ید کی حد لگائی جائے گی - (مترجم) [۸] بطور مباح پائے جانے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو - (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وما لا یقطع الفصل الاول - فیما یقطع وما لا	حوالـه
٤٦٩ - ٦	وان جعل من الخشب الذی لا قطع فیه بابا او کرسیا او سریرا یجب القطع بسرقته وفی فی الحشیش والقصب والبوری کما لم یوجب القطع قبل العمل لم یوجب بعد العمل حتی لو اتخذ منها حصیرا وسرق لا یقطع	کذا فی المحیط
	واذا غلبت الصنعة علی الاصل فی الحصیر کما فی الحصیر البغدادیة والجرجانیة قالوا یقطع ایضا	کذا فی الکافی
٧	وانما یقطع فی الابواب اذا کانت فی الحرز وکانت خفیفة لا یثقل حملها علی الواحد لانه لا یرغب فی سرقة الثقیل من الابواب وان کانت مرکبة علی الباب لا یقطع فیها	کذا فی التبیین
٨	ولا یقطع فیما یتسارع الیه الفساد کاللبن واللحم والفواکه الرطبة	کذا فی الهدایة
٩	اما الفاکهة الیابسة التی تبقی فی ایدی الناس کالجوز واللوز فانه یقطع فیها اذا کانت محرزة	کذا فی السراج الوهاج
١٠	ولا قطع فی الفاکهة علی الشجر والزرع الذی لم یحصد واذا قطعت الفاکهة بعد استحکامها وحصدت الحنطة وجعلت فی حظیرة وعلیها باب مغلق قطع فیها	کذا فی السراج الوهاج
١١	ولا فرق فی عدم القطع باللحم بین کونه مملوحا قدیدا او غیره	کذا فی فتح القدیر
١٢	اذا سرق من آخر طعاما والسنة سنة قحط لا یجب القطع بسرقة سواء کان طعاما	

ـ١ه حکم نمبر ٦، ٧ / ٤٦٩ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٢ه حکم نمبر ١ / ٤٦٩ اور ٦، ج / ٤٦٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٣ه حکم نمبر ١ / ٤٦٩ ، ٦، ب / ٤٦٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٤ه جیسا کہ درمختار ودرّ المختار میں ہے اور لکھاہے کہ گھر کا جو دروازہ جڑا ہوا ہو اسکی چوری سے قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی ۔ نیز لکھاہے کہ وہ دروازہ خفیف ہو۔ جسکا اٹھانا ایک آدمی کیلئے ثقیل نہ ہو کیونکہ ثقیل دروازہ کی چوری مرغوب نہیں ہوتی جیساکہ ہدایہ اور زیلعی میں ہے اور فتح میں ہے کہ یہ حکم محل نظر ہے اس لئے کہ ثقیل ہونا اس کے مال قرار پانے کے منافی نہیں ۔ نیز یہ کہ اس کی چوری میں ایک آدمی کیلئے رغبت کم ہوتی ہے مگر چوروں کی ایک جماعت کیلئے ایسا نہیں ہوتا ۔ اسلئے الحاکم نے اس کے متعلق الکافی میں مطلقاً قطع ید کا حکم دیاہے نیز لکھاہے کہ یہ باہر کے دروازے کا بیان ہے ۔ اور حویلی کے اندر کا دروازہ حرز میں قرار پاکر اسکی چوری میں حد سرقہ لازم ہوسکے گی ۔ البتہ مسجد کے دروازوں کیلئے سوت میں یہ حکم نہیں ہے ۔ ماخوذ از درمختار ودرّ المختار ج ٣ ص ٢٤٢ ، ٢٤٢ ملخصاً نیز حکم نمبر ٦، ١٠ / ٤٦٩ ، ١ ب / ٤٧٠ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٥ه درمختار میں ہے کہ تر چیز جو دو ماہ تک باقی نہیں رہ سکتی (یعنی خراب ہوجاتی ہے) اسکی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے ۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ٣ ص ٢٤٤ (مترجم) ـ٦ه حکم نمبر ١١، ١٢ / ٤٦٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٧ه حکم نمبر ١٠، ١٢ / ٤٦٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٨ه جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھاہے کہ یہ حکم اسلئے ہے کہ ان میں احراز یعنی محفوظ شدہ ہونا نہیں پایا جاتا ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ٢ ص ٢٦٢

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-۶	(د) اگر جلانے کی ایسی لکڑی جس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی[1] اس سے کسی نے کواڑ یا کرسی یا تخت بنوایا تو اس کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ب) اور گھاس، نرٹ، چٹائی کی چوری میں جس طرح عمل سے پہلے (یعنی ان سے کچھ بناتے کے عمل سے پہلے) قطع ید کی حد واجب نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان سے کچھ بنانے کے بعد چوری پر بھی قطع ید کی حد واجب نہیں ہوتی۔ حتی کہ اگر اس سے چٹائی بنائی گئی اور وہ چوری کی گئی تو اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی[2]	محیط
	(ج) اگر چٹائی میں اصل (مالیت) پر کاریگری (کی مالیت) غالب ہو جیسا کہ بغدادی چٹائی اور جرجانی چٹائی تو اس کے متعلق فقہاء نے کہا ہے کہ اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی[3]	کافی
۷	اور کواڑوں کی چوری میں قطع ید کی حد تب لگائی جائے گی جبکہ وہ حرز میں ہوں (یعنی محفوظ کئے ہوئے ہوں) اور ہلکے ہوں کہ ایک آدمی پر انکا اٹھانا بھاری نہ ہو۔ اس لئے کہ بھاری کواڑوں کی چوری میں رغبت نہیں کی جاتی۔ اور اگر وہ کواڑ دروازوں سے ملے ہوئے تھے تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[4]	تبیین
۸	ان چیزوں کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی جو جلد خراب ہو جاتی ہیں[5]۔ مثلاً دودھ، گوشت[6] اور تر و تازہ پھل[7]	ہدایہ
۹	خشک پھلوں کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے جو لوگوں کے پاس باقی رہتے ہیں۔ مثلاً اخروٹ اور بادام۔ بشرطیکہ وہ حرز میں (یعنی محفوظ مکان میں) ہوں۔	سراج وہاج
۱۰	(د) جو پھل درخت پر ہیں اور جو کھیتی ابھی کاٹی نہیں گئی ان کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے[8]	
	(ب) اور جب پھل پکنے کے بعد توڑ لئے گئے اور گندم کی کھیتی کاٹ لی گئی اور انہیں کسی حظیرہ (یعنی احاطہ) میں کر دیا گیا جس کے دروازہ کو تالا لگایا گیا ہے تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔[9]	سراج وہاج
۱۱	گوشت کی چوری سے قطع ید کی حد نہ ہونے کے حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ گوشت ٹکڑے کیا ہوا نمک دیا ہوا ہو یا اس کے علاوہ ہو[10]	فتح قدیر
۱۲	(د) جب کسی شخص نے دوسرے کا طعام[11] چوری کیا (۱) اور وہ سال قحط والا ہے تو طعام کی چوری سے قطع ید کی حد واجب	

اور جیسا کہ درمختار ردالمحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ان میں محفوظ شدہ ہونا نہیں پایا جاتا۔ خواہ وہ درخت محفوظ جگہ میں ہو، اسلئے کہ الکافی الحاکم میں ہے کہ اگر کسی نے محفوظ چاردیواری میں کھجور کے درختوں پر سے کھجوریں چوری کیں یا وہ گندم چوری کی جو خوشوں میں ہے اور گندم کاٹی نہیں گئی تو اس سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کھجوریں محفوظ جگہ میں رکھی جائیں جیسکا دروازہ ہو یا گندم کی کھیتی کاٹ کر محفوظ جگہ میں رکھی جائے یا صحرا میں رکھی جائے اور مالک اسکی حفاظت کرتا ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ۲۷۴ نیز حکم نمبر ۲۰/۳۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[9] حظار، حظیرہ یعنی چاردیواری یا لکڑیوں کا باڑہ یا احاطہ و رکاوٹ۔ ماخوذ از منتہی الادب اردو ج ۱ صـ۱۰۲۳۔ اسمیں علیہا باب مغلق کا ذکر ہے تاکہ وہ حرز قرار پا سکے اور یا اسپر حفاظت کنندہ ہو اسکے متعلق حکم نمبر ۱۰ و/۴۶۹، ۳۷ ب/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۸، ۱۲/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ۸، ۱۲/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ طعام سے مراد واللہ اعلم مثلاً کھانے کے لئے تیار شدہ چیز اور جو اس کے حکم میں ہے مثلاً گوشت اور پھل۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ۳۶۶۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے گوشت چوری کیا تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اگرچہ اس گوشت کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچے ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صـ۲۹۲ نیز حکم ۳۰۸، ۳۰۷/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول ۔ فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹ -	یتسارع الیہ الفساد اولا یتسارع وسواء کان محرزا اولم یکن وان کانت السنۃ سنۃ خصب ان کان طعاما یتسارع الیہ الفساد فکذلک الجواب وان کان طعاما لایتسارع الیہ الفساد وھو محرز قطع قال مشائخنا" والجواب فی الثمار علی ھذا التفصیل ایضا اذا کانت السنۃ سنۃ قحط لایجب القطع فی سرقۃ الثمار سواء کان ثمرا یتسارع الیہ الفساد اولا یتسارع وسواء کان الثمر علی رأس الشجر اوکان محرزا وان کانت السنۃ سنۃ خصب ان کان ثمرا یتسارع الیہ الفساد لا یجب القطع سواء کان محرزا اولم یکن وان کان ثمرا لا یتسارع الیہ الفساد وھو محرز ففیہ القطع	کذا فی الذخیرۃ
۱۳	ویقطع فی الحبوب کلھا والادھان والطیب والعود والمسک	کذا فی السراج الوھاج
۱۴	وکذا اذا سرق قطنا اوکتانا اوصوفا قطع	کذا فی السراج الوھاج
۱۵	وکذا اذا سرق حنطۃ اوشعیرا اودقیقا اوسویقا اوسمنا اوتمرا اوزبیبا اوزیتا فانہ یقطع	کذا فی السراج الوھاج
۱۶	وکذا یقطع فی الامتعۃ الملبوسۃ والمفروشۃ وجمیع الاوانی من الحدید والصفر والرصاص والخشب والأدم والقراطیس والسکاکین والمقاریض والموازین والارسان	کذا فی السراج الوھاج
۱۷	ولا تقطع فی الحجارۃ	کذا فی السراج الوھاج
۱۸	ولا یقطع فی الرخام ولا فی القدور من الحجارۃ والملح	کذا فی التبیین
۱۹	وقال ابوحنیفۃ رح لاقطع فی القرون معمولۃ کانت اوغیر معمولۃ	کذا فی السراج الوھاج
۲۰	ولوسرق نخلۃ باصلھا اوشجرۃ باصلھا من البستان وھی تساوی عشرۃ لاقطع فیہ	کذا فی السراج الوھاج
۲۱	وفی الخل والعسل یقطع اتفاقا	کذا فی شرح مجمع البحرین
۲۲	سرق باغ من تاجر اھل العدل بینھم لایقطع	کذا فی التاتارخانیۃ

۱؎ حکم نمبر ۸،۱۰،۱۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴۴/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱۸/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۱۲،۳۰/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۱۰/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۳۴/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کردہ باغی محارب یعنی جنگ کنندہ ہے اور وہ ایسا کرنا حلال سمجھتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷ اور جیسا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-	نہ ہوگی خواہ وہ طعام ایسا ہو جو (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو یا جلد خراب نہ ہوتا ہو اور خواہ وہ طعام محفوظ شدہ ہو یا نہ ہو (۲) اور اگر وہ سال (قحط کا نہ ہو) سرسبزی و شادابی کا ہو تو اگر وہ طعام ایسا ہو کہ وہ (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو تو بھی مذکورہ حکم کی طرح جواب ہے - اور اگر وہ طعام ایسا ہو کہ وہ جلد خراب نہ ہوتا ہو اور محفوظ کیا ہوا ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ طعام کے متعلق حکم کی مذکورہ تفصیل کی طرح پھلوں کے متعلق بھی یہی جواب ہے - (۱) اگر وہ سال قحط والا ہے تو پھلوں کی چوری سے قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی خواہ وہ پھل ایسا ہو کہ (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو یا جلد خراب نہ ہوتا ہو - اور خواہ وہ پھل درخت پر ہو یا وہ محفوظ شدہ ہو (۲) اور اگر وہ سال سرسبزی اور شادابی کا ہو تو اگر وہ پھل ایسا ہو کہ وہ (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی خواہ وہ محفوظ شدہ ہو یا نہ - اور اگر وہ پھل ایسا ہو کہ وہ جلد خراب نہ ہوتا ہو اور وہ محفوظ شدہ ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہوگی [1]	ذخیرہ
۱۳	ہر قسم کے اناج، تیل، خوشبو، عود اور کستوری کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	سراج وہاج
۱۴	اسی طرح جب کسی نے روئی یا کتان (یعنی السی) یا اون چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	سراج وہاج
۱۵	اسی طرح جب کسی نے گندم یا جو یا آٹا یا ستو یا گھی یا کھجور یا کشمش یا زیتون کا تیل چوری کیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی	سراج وہاج
۱۶	اسی طرح وہ چیزیں جو بیچی جاتی ہیں اور وہ چیزیں جو بچھائی جاتی ہیں - اور سب برتن جو لوہے کے ہوں یا پیتل کے ہوں یا جست و سیسہ کے یا لکڑی کے یا چمڑے کے اور کاغذ[2] چھریاں، قینچیاں، ترازو اور رسیاں چوری کرنے میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	سراج وہاج
۱۷	پتھر چوری کرنے میں قطع ید کی حد نہیں ہے [3]	سراج وہاج
۱۸	(۱) سنگ مرمر کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے (ب) اور پتھر کی ہانڈیاں اور نمک چرانے میں بھی قطع ید کی حد نہیں ہے [4]	تبیین
۱۹	امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ سینگوں کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے خواہ اس میں کچھ عمل کیا گیا ہو (یعنی اس سے کچھ بنایا گیا ہو) یا اس میں کچھ عمل نہ کیا گیا ہو -	سراج وہاج
۲۰	اگر کسی نے کھجور کا درخت جڑ سمیت یا باغ میں سے کوئی درخت جڑ سمیت چوری کیا اور وہ قیمت میں دس درم کے برابر بنتا ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے [5]	سراج وہاج
۲۱	اور سرکہ اور شہد کی چوری میں بالاتفاق قطع ید کی حد لگائی جائے گی [6]	شرح مجمع البحرین
۲۲	کسی باغی نے اہل عدل کے تاجر کی چوری کی جو (تاجر ان) اہل عدل میں تھا تو (اس چوری سے) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [7]	تاتارخانیہ

حکم نمبر ۸۳/۴۶۹ میں ہے - نیز اگر صورت اس کے برعکس ہو تو اس کے متعلق حکم ۸۲، ۸۴/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا یقطع	حوالہ
۴۶۹-۲۳	ولیقطع فی السُّکَّر اجماعا	کذا فی الهدایة
۲۴	روی عن محمد انه لا یقطع فی العاج مالم یعمل منه شیٔ وقال اصحابنا یجب ان لا یقطع فی معمول العاج وغیر معموله لانه مختلف فی کونه مالا وقالوا یجب ان یکون هذا الجواب فی العاج الذی هو من عظام الجمال ولا یقطع فی غیر معموله لانه یوجد مباحا ویقطع فی معموله لان الصنعة تغلب علیه فصار کالخشب اذا عمل	کذا فی الایضاح
۲۵	وظاهر الروایة فی الزجاج انه لا یقطع	کذا فی فتح القدیر
۲۶	ولا قطع فی سرقة الصید وحشیا کان او غیر وحشی سواء کان صید البر او صید البحر	کذا فی التاتارخانیة فی فصل شرائط القطع
۲۷	ولا قطع فی الحناء ولا فی البقول والریحان الرطب	کذا فی العتابیة
۲۸	ولا قطع فی التبن والماء والنوی	کذا فی العتابیة
۲۹	ولا فی جلود السباع المذبوحة الا ان یجعل بساطا او مصلی	کذا فی العتابیة
۳۰	ولا فی الاناء وقد فیه طعام	کذا فی العتابیة
۳۱	ولا قطع فی سرقة الخمر والخنزیر من الذمی	کذا فی التمرتاشی
۳۲	ولا قطع فی البازی والصقر وسائر الطیور ولا فی الوحوش ولا فی الکلب والفهد ولا فی الدجاج والبط والحمام	کذا فی التمرتاشی
۳۳	والاشربة علی ثلاث مراتب حلال کالفقاع ونحوه نفیه القطع وشراب نقیع التمر والزبیب والصحیح ان فیه القطع والخمر لا یجب فیه القطع	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ اَلسُکَّر یعنی شکر از المنجد اردو ص۵۷۷ گنے کا رس از معجم الاعظمی جامع ازهر — (مترجم) ۲؎ عاج کے مفہوم کے متعلق منتهی الارب اردو ج ۲ ص۲۳۴ میں ہے کہ عاج دریائی چوپایہ کی ہڈی کچھوے کی ہڈی اور ہاتھی کی ہڈی کو کہتے ہیں اور منتهی الارب فارسی ص۱۳۲۲ میں ہے کہ عاج ہاتھی کی ہڈی اور عام لوگ عاج ہاتھی دانت کو کہتے ہیں اور المنجد اردو ص۵۵۱ میں ہے کہ العاج ہاتھی دانت کو اور ہاتھی دانت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں - (مترجم) ۳؎ اس مباح کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{469}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{6}{469}$ و ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیسا کہ در مختار ردالمحتار ج ۳ ص۲۷۳ میں ہے اور شکار کی تعریف کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{314}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر $\frac{8}{469}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ طعام کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{12}{469}$ و کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور اگر برتن میں شہد ہو تو اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر $\frac{57}{469}$ ج ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ حکم نمبر $\frac{1}{465}$ کے پہلے حاشیہ کا س، حکم نمبر $\frac{33}{469}$ میں تیسری قسم ملاحظہ ہو (مترجم) ۹؎ چنانچہ ہدایہ میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات دشتی نمبر	دوسرا باب ـ جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے / پہلی فصل ـ قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۲۳-۴۶۹	شکر[۱] چوری کرنے میں بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی ـ	
۲۴	(الف) عاج[۲] (یعنی ہاتھی دانت اور دیگر ہڈی) کے متعلق امام محمدؒ سے مروی ہے کہ عاج سے جبتک کوئی چیز نہ بنائی جائے اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں اور ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ عاج سے کچھ بنایا گیا ہو یا نہ بنایا گیا ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہ ہونا واجب ہے اس لئے کہ اس کا مال ہونا مختلف فیہ ہے (ب) اور فقہاءؒ نے کہا ہے کہ ضروری ہے کہ یہ جواب اس عاج کے متعلق ہو جو ہاتھیوں کی ہڈیوں سے ہو ـ اور اس میں کچھ بنایا نہ گیا ہو تو اس کی چوری سے قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی اسلئے کہ وہ بطور مباح[۳] پائی جاتی ہے اور اگر اس میں کچھ بنایا گیا ہو تو اس کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اس لئے کہ اس (کی اصل) پر کاریگری (کی مالیت) غالب ہو جاتی ہے پس وہ جلانے کی اس لکڑی کے حکم ہو گی جس سے کچھ بنایا جائے[۴] (تو اس کی چوری سے قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے)	ہدایہ
۲۵	شیشہ کی چوری پر ظاہر روایت کے بموجب قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ـ	ایضاح فتح قدیر
۲۶	شکار خواہ وحشی ہو یا غیر وحشی اور خشکی کا ہو یا آبی اس کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی[۵]	تتارخانیہ
۲۷	حنا (یعنی مہندی)، ساگ اور تازہ[۶] ریحان (یعنی نازبو) کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے ـ	عتابیہ
۲۸	انجیر، پانی اور گٹھلیوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے	عتابیہ
۲۹	ذبح شدہ درندوں کی کھالوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے لیکن اگر اس سے بچھونا یا مصلی بنایا گیا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قطع ید کی حد لگائی جائے گی)	عتابیہ
۳۰	ایسا برتن اور ہانڈی جسمیں طعام[۷] ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے ـ	عتابیہ
۳۱	خمر[۸] (یعنی شراب) اور خنزیر ذمی شخص سے چوری کرنے پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے	تمرتاشی
۳۲	(الف) باز، شکرہ اور تمام پرندوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے (ب) نیز وحشی جانوروں کی چوری پر بھی قطع ید کی حد لازم نہیں ہے (ج) نیز کتے اور چیتے کی چوری پر بھی قطع ید کی حد لازم نہیں ہے ـ (د) اور مرغی، بطخ اور کبوتر کی چوری پر (بھی) قطع ید کی حد لازم نہیں ہے[۹]	تمرتاشی
۳۳	(مشروبات کی چوری کے متعلق حکم یہ ہے کہ) مشروبات تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) حلال مشروب جیسے فقاع[۱۰] اور اسکی مانند مشروبات پس ان کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہے (۲) نقیع التمر و الزبیب[۱۱] اور صحیح حکم یہ ہے کہ ان کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہے (۳) اور خمر (یعنی شراب) اسکی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے[۱۲]	سراج وہاج

جبکہ کتے اور چیتے کی جنس میں سے بطور مباح پائے جاتے ہیں ـ اور کتے کے مال قرار پانے میں بھی اہل علم کا اختلاف ہے ـ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۹ ـ اور مباح کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو ـ اور درالمختار ج ۳ ص ۲۷۵ میں ہے کہ شکاری کتے کے لئے بھی یہی حکم ہے ـ نیز حکم نمبر ۵۷ و /۴۶۹ ملاحظہ ہو اور درمختار و درالمختار میں ہے کہ پرندے کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے اور بطخ اور مرغی کے لئے بھی زیادہ صحیح حکم یہی ہے اور لکھا ہے کہ پرندہ اڑ جاتا ہے اس کا محفوظ ہونا کم ہے ـ ماخوذ از درمختار و درالمختار ج ۳ ص ۲۷۳ ـ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۰ فقاع جو اور کشمکش کا مشروب ـ ماخوذ از منتہی الادب اردو ج ۲ ص ۵۴۴ (مترجم) ۱۱ نقیع التمر و الزبیب یعنی خشک کھجور اور خشک انگور پانی میں بھگو کر اس کا میٹھا پانی پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ـ نقیع التمر و نقیع الزبیب کے مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۲ حکم نمبر ۳۱/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثاني فيما يقطع ومالا يقطع — الفصل الاول فيما يقطع ومالا	حوالہ
۳۴-۳/۴۲۹	ويقطع في الدبس	كذا في السراج الوهاج
۳۵	ولا قطع في الطنبور والدف والمزمار وكل شيئ للملاهي	كذا في السراج الوهاج
۳۶	لا قطع في الطبل والبربط هذا اذا كان طبل لهو واما اذا كان طبل الغزاة فقد اختلف المشائخ في وجوب القطع بسرقته اذا كان يساوي عشرة واختار الصدر الشهيد انه لا يجب القطع	كذا في المحيط
	وهو الاصح وفي الولوالجية وهو المختار	كذا في النهر الفائق
۳۷	ولا يقطع في الثريد والخبز	كذا في السراج الوهاج
۳۸	في نوادر ابي يوسف لا قطع في الرب والجلاب	كذا في العيني شرح الكنز
۳۹	ولو سرق ذمي من ذمي خمرا لم يقطع	كذا في الايضاح
۴۰	ولا في سرقة الشطرنج وان كان من ذهب والنرد كذلك	كذا في المحيط
۴۱	ولا قطع في سرقة المصحف وان كان عليه حلية تساوي الف درهم	كذا في السراج الوهاج
۴۲	وكذا لا قطع في كتب الفقه والنحو واللغة والشعر	كذا في السراج الوهاج
۴۳	ولو سرق الجلد والاوراق قبل الكتابة يقطع	كذا في محيط السرخسي
۴۴	ويقطع في سرقة دفاتر الحساب	كذا في المحيط
	المراد بذلك دفاتر قد مضى حسابها اما اذا لم يمض لم يقطع واما دفاتر التجار ففيها القطع لان المقصود الورق	كذا في السراج الوهاج

[1] الدِبس۔ کھجور اور شہد کا دوشاب۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۱۲۳۱ اور دوشاب یعنی جس پر ایک دو شب گزر جائیں۔ ماخوذ از غیاث اللغات فارسی ص ۱۸۱ ملخصاً نیز حکم نمبر ۲۱/۴۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] طنبور یعنی ستار ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۴۷ (مترجم) [3] طبل یعنی ڈھول طبلہ۔ نقارہ ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ ص ۱۸۳ (مترجم) [4] بربط۔ یعنی عود باجا۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۵۱۵ اور عود یعنی رباب یا ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ ص ۱۴ (مترجم) [5] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ غازیوں کے طبل کے لئے بھی زیادہ صحیح حکم یہی ہے کہ اس کی چوری میں قطع ید نہیں ہے اس لئے کہ اسمیں لھو کی صلاحیت کی وجہ سے شبہ جگہ پاتا ہے پس حد نہیں ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۴ (مترجم) [6] ثرید یعنی شوربہ میں چوری کی ہوئی روٹی۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۱۸۸ (مترجم) [7] حکم نمبر ۸/۴۲۹ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [8] رُب یعنی گاڑھا شیرہ۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۳۲۶ (مترجم) [9] ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ نیز حکم نمبر ۳۰/۴۶۵، ۳۱، ۳۳/۴۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] جیساکہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ ملاہی یعنی آلات کھیل ہیں۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۵۸۔ اور شطرنج مشہور کھیل ہے۔ ماخوذ از منتہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات حکم نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-۳۴	دبس[۱] (شہد یا کھجور سے میٹھا کیا ہوا مشروب) کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۳۵	طنبور[۲] (یعنی ستار) دف، بانسری اور گانے بجانے کے تمام آلات کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج
۳۶	(د) طبل[۳] (یعنی ڈھول) اور بربط[۴] کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ کھیل کا طبل (یعنی ڈھول) ہو (ب) اور اگر وہ غازیوں کے لئے طبل (یعنی نقارہ) ہو تو اسکی چوری میں قطع ید کی حد واجب ہونے میں مشائخؒ کا اختلاف ہے جبکہ اس کی قیمت دس درہم بنتی ہو۔ صدر شہیدؒ نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ اس کی چوری میں (بھی) قطع ید کی حد واجب نہیں ہوتی۔	محیط
	(ج) یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے اور الولوالجیہ میں ہے کہ یہی مختار ہے[۵]	نہر فائق
۳۷	ثرید[۶] اور ردی[۷] کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج
۳۸	نوادر ابو یوسفؒ میں ہے کہ رب[۸] (یعنی شیرہ) اور جلاب (یعنی گلاب) کی چوری میں (بھی) قطع ید کی حد نہیں ہے۔	عینی
۳۹	اگر کسی ذمی شخص نے ذمی کی شراب چوری کی تو اس پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[۹]	ایضاح
۴۰	شطرنج خواہ سونے کا ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اور نرد کے لئے بھی یوں ہی حکم ہے[۱۰]	محیط
۴۱	قرآن مجید چوری کرنے پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اگرچہ اس پر ہزار درہم قیمت کا زیور ہو[۱۱]	سراج وہاج
۴۲	اسی طرح فقہ، نحو، لغت اور شعر کی کتابوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں[۱۲]	سراج وہاج
۴۳	اگر کسی شخص نے (خالی) جلد یا اوراق جن پر ابھی لکھا نہیں گیا، چوری کئے تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی
۴۴	(د) حساب کے رجسٹروں کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط
	(ب) اور مذکورہ رجسٹروں سے مراد حساب کے وہ رجسٹر ہیں جن میں درج وہ حساب ہے جو گذر چکا اور اگر وہ ایسے رجسٹر ہیں جن میں درج حساب ابھی نہیں گذرا تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور وہ رجسٹر جو تجارت پیشہ لوگوں کے (بغرض تجارت) ہوں تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد ہے اس لئے ان میں مقصود وہ ورق ہیں[۱۳]	سراج وہاج

الارب ج ۲ صـ ۳۵ اور نرد بھی ایک کھیل ہے اسے اردشیر بن بابک نے ایجاد کیا تھا اسے نرد شیر بھی کہا جاتا ہے ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ فارسی و ۱۸۳۴ (مترجم) [۱۱] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ پڑھنے کے لئے چرایا جاتا ہے اور وہ مال نہیں اور اس کی حفاظت مکتوب کی وجہ سے ہے اس جلد اور اوراق کی وجہ سے نہیں۔ اور اس پر لگا ہوا زیور اسکی ذیل میں ہے پس اس کا اعتبار نہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ ۲۶۸ (مترجم) [۱۲] چنانچہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ (لکھے ہوئے) رجسٹر اور کاپیاں خواہ ان میں تفسیر یا حدیث یا فقہ لکھی ہو ان کی چوری میں لکھا ہوا مضمون مقصود ہوتا ہے اور وہ مال نہیں ہے پس قطع ید لازم نہیں ہے۔ اور حساب کے رجسٹروں میں لکھا ہوا مضمون تو مقصود نہیں ہوتا پس ان میں وہ کاغذ مقصود ہوں گے اور کاغذ مال ہے پس قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ ۲۶۹ - نیز حکم نمبر ۴۳، ۴۴/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۳] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ گذرے ہوئے حساب سے مراد یہ ہے کہ اب کسی کو اس حساب سے تعلق نہیں اور اب وہ محض کاغذ کی حیثیت سے باقی ہیں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صـ ۲۷۵ - نیز حکم نمبر ۴۲، ۴۳، ۱۲/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و مالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع و مالا یقطع	حــوالــہ
۴۶۹ - ۴۵	ولا قطع فی قصب النشاب[1] ولو اتخذہ نشابا ثم سرقہ قطع	کذا فی الذخیرۃ
۴۶	لا قطع فی صلیب الذھب والفضۃ وکذا الصنم من الذھب والفضۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۴۷	واما الدراھم التی علیھا التماثیل فانہ یقطع فیھا لانھا لیست معدۃ للعبادۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۴۸	ویقطع فی الزعفران والورس[2] والعنبر والوسمۃ[3] والکتم[4]	کذا فی العتابیۃ
۴۹	ولا یقطع بعبد کبیر ای ممیز یعبر عن نفسہ ولو نائما او مجنونا او عجمیا[5] لانہ لیس سرقۃ بل اما غصب او خداع	کذا فی النھر الفائق
۵۰	ویقطع فی سرقۃ العبد الصغیر الذی لیس بممیز ولا معبر عن نفسہ بالاجماع[6]	کذا فی فتح القدیر
۵۱	فی المنتقی اذا سرق عبدا صغیرا قیمتہ خمسۃ دراھم وفی اذنہ لؤلؤۃ تساوی خمسۃ دراھم قطعتہ	کذا فی المحیط
۵۲	من کان لہ علی غریمہ عشرۃ دراھم فسرق من بیتہ مثلھا ان کان دینہ حالا لم یقطع وان کان مؤجلا فالقیاس ان یقطع وفی الاستحسان لا یقطع ولا فرق بین ان یکون الذی اخذہ بقدر مالہ او اکثر او اقل وان سرق منہ عرضا تساوی عشرۃ	

[1] النشاب یعنی تیر۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۲۷۷۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۶۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ورس۔ ایک گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتا ہے۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۳۶۰ (مترجم) [3] وسمہ یعنی نیل کے درخت کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۳۶۸ (مترجم) [4] کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب تیار کیا جاتا ہے اور اس کی جڑ کو جوش دے کر لکھنے کی روشنائی بنائی جاتی ہے۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ صفحہ ۷۳۸ (مترجم) [5] عجمی یعنی غیر عرب لوگ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۷۷۱ (مترجم) [6] جیسا کہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ بڑے غلام سے مراد وہ ہے جو امتیاز کر سکتا اور اپنے متعلق بیان کر سکتا ہے خواہ بالغ ہو یا بچہ ہو نیز لکھا ہے کہ نابینا غلام کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۵ اور چھوٹے غلام کے چوری کئے جانے کے متعلق حکم نمبر ۵۰، ۵۱/۴۶۹ اور آزاد بچہ چوری کئے جانے کے متعلق حکم نمبر ۶۳/۴۶۹، ۳۰، ۳۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۷

دفعات نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۱۶۹۴ - ۴۵	تیروں کی ڈنڈیوں (یعنی کانوں) کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے اور اگر اس سے[1] تیر بنالیا تھا پھر چور نے انہیں چوری کرلیا تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	ذخیرہ
۴۶	(ا) سونے یا چاندی کی بنی ہوئی صلیب کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے (ب) اسی طرح سونے یا چاندی کے بت کی چوری کے متعلق بھی یہی حکم ہے (یعنی اسمیں قطع ید کی حد نہیں ہے)	جوہرہ نیرہ
۴۷	اور جن درہموں پر تصاویر ہوں ان کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ کیونکہ وہ اس لئے تیار نہیں کی گئیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔	جوہرہ نیرہ
۴۸	زعفران، ورس[2] بوٹی، عنبر[3]، وسمہ اور کتم[4] بوٹی کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	عتابیہ
۴۹	ایسا غلام جو بڑا ہو یعنی برائی بھلائی کی تمیز رکھتا ہو۔ اپنے متعلق بیان کرسکتا ہو اس کو چوری کرلینے پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔ خواہ وہ اس وقت سویا ہوا تھا یا وہ پاگل ہو یا وہ عجمی ہو[5] اس لئے کہ وہ چوری نہیں بلکہ چھیننا ہے یا دھوکہ فریب سے لے جانا ہے[6]	نہر فائق
۵۰	ایسا چھوٹا غلام جو برائی بھلائی کی تمیز نہ رکھتا ہو اور اپنے متعلق بیان کرسکتا ہو تو اس کو چوری کرنے والے پر بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی[7]	فتح قدیر
۵۱	المنتقی میں ہے کہ جب ایسا چھوٹا[8] غلام چوری کیا گیا جس کی قیمت پانچ درہم ہے۔ اور اس کے کان میں، پانچ درہم کا موتی ہے تو میں اس چور کے لئے قطع ید کی حد کا حکم دوں گا۔	محیط
۵۲	جس شخص نے اپنے مقروض سے دس درہم لینے تھے اس نے اپنے مقرض کے گھر سے (ا) اسکی مثل (یعنی اس جیسے) درہم چوری کرلئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اس کا قرض ایسا تھا کہ اسے فی الحال ادا ہونا چاہیئے تھا۔ تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (۲) اور اگر وہ قرض ایسا تھا کہ اسے بعد میں ادا ہونا تھا (یعنی میعادی تھا) تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[9] (۳) اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس نے جو درہم مقروض سے چوری کئے وہ (اس قرض کے) مال کی مقدار جتنے لئے ہیں یا اس سے زیادہ لئے ہیں[10] یا اس سے کم لئے ہیں (ب) اور اگر اس نے مقروض کا سامان چوری کرلیا جس کی قیمت دس درہم بنتی ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد لازم ہے[11]۔ اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں	

ملاحظہ ہو (مترجم) [7] اور بڑے غلام کی چوری کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۴۹، ۵۰/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] جیساکہ درمختار ودرالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ میعاد، مطالبہ میں تاخیر کے لئے ہے مگر دائن کا حق ثابت پس شبہ جگہ پاتا ہے (لہٰذا حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از درمختار ودرالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۴۶ (مترجم) [10] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس چور نے اپنے قرضہ کے حق سے زیادہ چوری کی تب بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ وہ بمقدار حق اس میں شریک ہے (اور اس سے شبہ جگہ پاتا ہے) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۷۱ (مترجم) [11] جیساکہ درمختار ودرالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ نقدین (یعنی دراہم و دنانیر) تو حکماً ایک جنس قرار پاتی ہیں مگر سامان اور زیور کے لئے یہ حکم نہیں ہے پس (مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ لیکن اگر (اس صورت میں) وہ چور بطور رہن لینے یا اپنے حق کی ادائیگی میں لینے کا دعوی کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از درمختار ودرالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۴۶، صفحہ ۲۴۷ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹ -	قطع واما اذا قال اخذته رهنا بحقی اوقضاء بحقی وصرح بذلک درئ عنه الحد بالاجماع وان أخذ صنفا من الدراهم اجود من حقه اواردأ لم یقطع	کذا فی السراج الوهاج
	وان سرق من خلاف جنس حقه نقدا لا یقطع فی الصحیح	هکذا فی التبیین
	وان سرق حلیا من فضة وعلیه دراهم اوحلیا من ذهب وعلیه دنانیر فانه یقطع وان کان المتاع اوالحلی قد استهلکه السارق فوجب علیه قیمته وهو مثل الذی علیه من الدین فانه یقطع ایضا	کذا فی السراج الوهاج
۵۳	ولو سرق المکاتب اوالعبد من غریم المولی قطع الا ان یکون المولی وکلهما بالقبض فحینئذ لا یجب القطع ولو سرق من غریم ابیه اوغریم ولده الکبیر اوغریم مکاتبه قطع ولو سرق من غریم ابنه الصغیر لا یقطع	کذا فی غایة البیان
	لو سرق من غریم عبده المأذون الذی علیه دین قطع وان لم یکن علی العبد دین فالملک فیه له فلا یقطع فیه اذا کان من جنس حقه	کذا فی الایضاح
۵۴	اذا وقعت السرقة علی شیئین احدهما ما یجب القطع فیه والآخر مالا یجب فیه الاصل ان ماهو المقصود بالسرقة اذا کان مما یجب فیه القطع ویبلغ نصابا یقطع بالاجماع وان کان ماهو المقصود بالسرقة	

۱؎ حکم نمبر ۵۲ ب / ۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۲ ب / ۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ غالباً اس لئے کہ اس صورت میں وہ قیمت اپنے مساوی قرض کے بدلہ میں آگئی اور اس نے وہ قیمت ادا نہیں کرنی پس وہ ضمان نہ قرار پائے گی اور پھر قطع ید کی حد لازم ہو سکے گی۔ واللہ اعلم بالصواب - حکم نمبر ۳۵ و / ۴۷۱ مع حاشیہ ۱۰ / ۲۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ مکاتب غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۰ / ۲۰۸ ، ۲ / ۲۳۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ آقا کی طرف سے مکاتب یا غلام کو وصولی کا وکیل بنانے سے انہیں اس قرض کی وصولی کا حق مل جاتا ہے (پس قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۶ اس صورت میں یہ حکم ہے اور بالعموم قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۴۹ / ۴۷۰ ملاحظہ ہو - نیز حکم نمبر ۵۲، ۵۳ ب / ۴۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ہے پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹ -	نے جو (سامان) چوری کیا ہے وہ میں نے اپنے قرض کے حق کے لئے بطور رہن لیا ہے یا اپنے حق کی ادائیگی میں لیا ہے اور اس نے اسکی تصریح کی تو اس صورت میں اس سے چوری کی حد بالاجماع ہٹادی جائے گی (ج) اُو اگر اس نے (مقروض کے گھر سے) اپنے حق کے درہموں سے عمدہ یا ان سے ردی درہم لئے تو اس چوری میں (بھی) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قرض خواہ نے (اپنے مقروض سے) اپنے حق کی نقدی کی جنس کے خلاف (جنس کی) نقدی چوری کی تو صحیح حکم کے بموجب اس میں (بھی) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۱]	تبیین
	(س) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قرض خواہ نے (اپنے مقروض سے) چاندی کا زیور چوری کرلیا حالانکہ مقروض پر درہموں کا قرضہ ہے یا قرض خواہ نے (اپنے مقروض سے) سونے کا زیور چوری کرلیا حالانکہ مقروض پر دینار کا قرضہ ہے تو (اس صورت میں اس چوری پر) قطع ید کی حد [۲] لگائی جائے گی اور اگر اس چور نے (چوری کردہ) اس سامان یا زیور کو تلف کردیا اور اس پر اسکی قیمت لازم ہوئی اور وہ قیمت مقروض پر قرضہ جتنی بنتی ہے تو اس صورت میں بھی اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائیگی [۳]	سراج وہاج
۵۳	(و) اگر کسی مکاتب [۴] غلام نے یا غلام نے اپنے آقا کے مقروض کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۵] لیکن اگر آقا نے انہیں مال وصول کرنے کا وکیل بنا رکھا ہو تو (اس صورت میں اس چوری پر) قطع ید کی حد، واجب نہ ہوگی۔	
	(ب) اگر کسی شخص نے اپنے باپ کے مقروض یا اپنے بالغ بیٹے کے مقروض یا اپنے مکاتب غلام کے مقروض کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۶]	
	(ج) اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کے مقروض کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۷]	غایۃ البیان
	(د) اگر کسی شخص نے اپنے ماذون مقروض غلام کے مقروض کی چوری کی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اگر وہ ماذون غلام مقروض نہ تھا تو چونکہ اس کے اس قرض کی ملکیت آقا کی ہے پس اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی بشرطیکہ چوری کا مال اس کے حق والے مال کی جنس سے ہو [۸]	ایضاح
۵۴	جب چوری کا ارتکاب ایسی دو چیزوں میں واقع ہوا جنہیں سے ایک ایسی ہے جس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی۔ اور دوسری ایسی ہے جس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) قاعدہ یہ ہے کہ اگر چوری میں جو چیز لینا مقصود ہو وہ ایسی ہو کہ اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے اور وہ چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اس چوری میں بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اگر چوری میں جو چیز لینا مقصود ہو وہ ایسی ہو	

[۶] جیسا کہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ ان قرضوں کے قبض کرنے کا حق اسے نہیں ہے (بلکہ اسکے غیر کا حق ہے) ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۶۰ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶ - نیز حکم نمبر ۵۲، ۵۳ و ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت میں اس کو قرض وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ پس اس چوری میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۷ - نیز حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وما لا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع وما لا یقطع	حوالہ
۲۶۹/۵۴ -	فيما لا تقطع فيه لا يقطع وان كان معه غيره مما يقطع فيه ويبلغ نصابا وهذا قول ابي حنيفة[1] ومحمد رح	كذا في المحيط
۵۵	ولو سرق اناء فضة قيمته مائة وفيه نبيذ او طعام لا يبقى او لبن لا يقطع و انما ينظر الى ما في الاناء	كذا في السراج الوهاج
۵۶	ولا قطع على سارق الصبي الحر وان كان عليه حلية وهذا قولهما[2] وقال ابو يوسف[3] يقطع اذا كان عليه حلية وهو نصاب والخلاف في الصبي الذي لا يمشي ولا يتكلم كيلا يكون في يد نفسه اما اذا كان يتكلم ويمشي فلا قطع على سارقه بالاجماع وان كان عليه حلية كثيرة	كذا في السراج الوهاج
۵۷	في المنتقى اذا سرق كلبا في عنقه طوق قيمته مائة درهم لم اقطعه وان سرق حمارا قيمته تسعة وعليه اكاف قيمته درهم قطع وان سرق كوزا فيه عسل قيمة الكوز تسعة دراهم وقيمة العسل درهم قطع	كذا في الذخيرة
۵۸	وفي الاصل اذا سرق خابية من خمر والظرف يساوي عشرة فلا قطع قال شمس الائمة السرخسي في شرحه اذا شرب الخمر في الحرز ثم اخرج الظرف والظرف مما يقطع في سرقته قطع	كذا في الذخيرة
۵۹	سرق قمقمة وفيها ماء يساوي عشرة لا يقطع ولو شرب الماء الذي في الاناء في الدار ثم اخرجه فارغا قطع	كذا في الغياثية

[1] اس کی مثال حکم نمبر ۵۵/۲۶۹ میں ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] حکم نمبر ۵۴/۲۶۹ میں قاعدہ ملاحظہ ہو اور طعام اور دودھ کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۲۶۹ مع پہلا حاشیہ اور حکم نمبر ۸/۲۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] جیسا کہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ آزاد بچہ مال نہیں ہے اور اسپر زیور اس کی ذیل میں ہے اور حاشیہ میں ہے کہ اگر چور کا مقصود بچہ کا زیور چرانا ہوتا تو وہ زیور لیکر بچہ چھوڑ دیتا۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۲۸۔ نیز حکم نمبر ۱/۲۲۸، ۵۴/۲۶۹، ۱/۲۵۴ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہوں اور غلام بچہ کی چوری کی صورت میں حکم نمبر ۴۹ تا ۵۱/۲۶۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۶	کہ اس کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اگرچہ اسکے ساتھ (چوری شدہ) ایسی چیز بھی ہو جس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے اور وہ چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہے [۱]	محیط
۵۵	اگر کسی شخص نے چاندی کا ایسا برتن چوری کیا جس کی قیمت سو درہم ہے اور اس میں مشروب یا طعام ہے جو (زیادہ دیر) باقی نہیں رہ سکتا یا اس میں دودھ ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اس چیز کو ملحوظ رکھا جائے گا جو برتن میں ہے [۲]	سراج وہاج
۵۶	(و) وہ چور جس نے آزاد بچہ چوری کیا اسپر قطع ید کی حد نہیں ہے اگرچہ اس بچے پر زیور ہو یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی بشرطیکہ اس بچہ پر زیور ہو جو کہ چوری کا نصاب بنتا ہو اور مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ وہ بچہ چل نہ سکتا ہو اور نہ کلام کر سکتا ہو تاکہ وہ (زیور) اس کے اپنے قبضہ میں نہ قرار پاتا ہو - (ب) اگر وہ بچہ کلام کرتا ہو اور چل سکتا ہو تو اس کے چور پر بالاجماع قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اگرچہ اس پر زیور کثیر ہو [۳]	سراج وہاج
۵۷	المنتقی میں ہے (و) جب کسی شخص نے ایسا کتا چوری کیا جس کی گردن میں ایسا پٹہ ہے جس کی قیمت سو درہم ہے تو میں اس چور پر قطع ید کی حد کا حکم نہ دوں گا [۴]۔ (ب) اور اگر کسی شخص نے گدھا چوری کیا جس کی قیمت نو درہم ہے اور اسپر پالان (یعنی جھول) ہو جس کی قیمت ایک درہم ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی - (ج) اور اگر کسی شخص نے ایک ایسا کوزہ چوری کیا جس میں شہد ہے اس کوزہ کی قیمت نو درہم اور اس شہد کی قیمت ایک درہم ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۵]	ذخیرہ
۵۸	(و) الاصل میں مذکور ہے کہ جب کسی شخص نے شراب کا مٹکا چوری کیا اور اس برتن کی قیمت دس درہم بنتی ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۶]۔ (ب) اور شمس الائمۃ السرخسیؒ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ جب کسی چور نے اس محفوظ جگہ میں (برتن سے شراب) پی لی پھر اس برتن کو وہاں سے چرا لایا اور وہ برتن ایسا ہے کہ اس کی چوری میں قطع کی حد لگائی جا سکتی ہے تو (چوری کی اس مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	ذخیرہ
۵۹	(و) کسی شخص نے (کسی گھر سے) ایسا گھڑا چوری کیا جس میں پانی ہے اور اس (گھڑے) کی قیمت دس درہم بنتی ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۷] (ب) اور اگر اس نے وہ پانی جو اس برتن میں ہے اس گھر میں پی لیا پھر اسے خالی چرا لایا تو (اس صورت میں) اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	غیاثیہ

[۱] ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۳۲، ۵۴ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۲۱ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو اور اگر برتن میں طعام ہو تو اس کے حکم کے متعلق ۲۰ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۳۱، ۵۴ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱، ۵۲ / ۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع الفصل الاول - فیما یقطع ومالا یقطع	حوالہ
۴۶۹-۶۰	قال القدوری رح اذا سرق منديلا فيه صرة دراهم فعليه القطع يريد به المنديل الذي يشد فيه الدراهم عادة	كذا في المحيط
۶۱	ولو سرق ثوبا لا يساوي عشرة دراهم ووجد في جيبه عشرة دراهم مضروبة ولم يعلم بها لم اقطعه وان كان يعلم بها فعليه القطع ولو سرق جرابا فيه مال او جوالقا فيه مال او كيسا فيه مال قطع	كذا في المبسوط
۶۲	ولو سرق فسطاطا ان كان منصوبا لا يقطع وان كان ملفوفا يقطع	كذا في السراج الوهاج
۶۳	لا قطع على خائن ولا خائنة ولا منتهب ولا مختلس	كذا في الهداية
۶۴	ولا قطع على النباش هذا عند ابي حنيفة رح ومحمد رح	كذا في الهداية
۶۵	ولو سرق من القبر دراهم او دنانير او شياء غير الكفن لم يقطع بالاجماع	كذا في السراج الوهاج
۶۶	اختلف مشايخنا فيما اذا كان القبر في بيت مقفل والاصح انه لا يقطع سواء نبش الكفن او سرق مالا آخر من ذلك البيت وكذا اذا سرق الكفن من تابوت في القافلة لا يقطع في الاصح	كذا في الكافي

۱؎ غالباً اسلئے کہ اس صورت میں چورنے اس چیز کو نادر یعنی معمولی ناقابل حد چیز سمجھکر اٹھالیا اور اس عذر سے اس سے حد دور ہوگئی۔ اور تافہ یعنی معمولی چیز کے مفہوم کے متعلق حکم ۴۶۹/۱ مع حاشیہ نیز ۴۶۸/۱ کے چھٹے حاشیہ کا ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جراب یعنی برتن غلاف ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۹۳۲۔ جراب یعنی چمڑے کا برتن۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۶۹۔ اور ان صورتوں میں حرز (یعنی مال محفوظ شدہ) ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ رد المحتار میں ہے کہ اَلْجُوَالِقُ، اَلْجَوَالِقُ، اَلْجُوَالِقُ معروف برتن (جسکا منہ بند ہوسکے)، ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳ اور منتہی الارب میں ہے کہ اَلْجُوَالِقُ اون سے بنی ہوئی پوشش۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۹۲۴، پٹے کی بوری (مترجم) ۴؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ لگے ہوئے خیمہ کی چوری میں قطع ید کی حد اس لئے نہیں ہے کہ وہ محفوظ شدہ قرار نہیں پاتا بلکہ جو کچھ اسکے اندر رکھا ہے اسکی حفاظت اس خیمہ کے ذریعہ ہے اسی لئے خیمہ کے اندر سے چوری پر قطع ید ہے مگر لگے ہوئے خیمہ کی چوری پر قطع ید کی حد نہیں ہے۔ اور اگر وہ خیمہ لپٹا ہوا ہو یا کسی دوسرے خیمہ میں ہو یا محفوظ مکان میں ہو یا اسپر حفاظت کنندہ موجود ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳ تا ۲۸۴ (مترجم) ۵؎ چنانچہ خیانت کے متعلق درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶ میں ہے کہ خیانت کرنا یعنی جو امانت اسکے قبضہ میں ہے اس میں خیانت کرکے لے لینا اور اسمیں چوری کی حد اسلئے لازم نہیں کہ حرز متحقق نہیں الخ۔ اور حرز کے متعلق حکم نمبر ۶۰۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔ اور النہب کے متعلق المنجد اردو ص ۱۳۲۴ میں ہے کہ النَّھْبُ النُّھْبَۃ والنُّھْبَی یعنی لوٹ، غنیمت درحملہ الخ۔ نہب لٹانے کے معنی میں ہونے کے متعلق فتاویٰ عالمگیری

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۶۰-۷۶۹	قدوریؒ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے ایسا مندیل (یعنی رومال) چوری کیا جس میں درہموں کی تھیلی ہے تو اس پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اس سے مراد ایسا مندیل ہے جس میں عادۃً درہم باندھے جاتے ہیں (اور مسروقہ مال نصاب کو پہنچا ہو)۔	محیط
۶۱	(الف) اگر کسی شخص نے (محفوظ جگہ سے) ایسا کپڑا چوری کیا جس کی قیمت دس درہم نہیں بنتی اور اس کپڑے کی جیب میں دس درہم مضروبہ موجود تھے مگر چور کو اس کا علم نہ ہوا تو میں اس صورت میں اسے قطع ید کی حد کا حکم نہ دوں گا[۱] اور اگر وہ چور ان درہموں کے متعلق جانتا تھا تو اس پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) ایسا جراب[۲] چوری کیا جس میں مال تھا یا ایسا برتن[۳] (یا بوری کو) چوری کیا جس میں مال تھا یا ایسی تھیلی (یا بٹوا کی) چوری کی جس میں مال تھا تو (چور کو اس مال کا علم تھا یا نہ) اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	مبسوط
۶۲	کسی شخص نے بڑا خیمہ چوری کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ خیمہ نصب شدہ (یعنی لگا ہوا) تھا اور اس نے چوری کیا تو اس میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور اگر وہ لپیٹا ہوا تھا (یعنی لگا ہوا نہ تھا) تو اسکی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی[۴]۔	سراج وہاج
۶۳	جس مرد یا عورت نے خیانت کر کے مال لیا یا کسی نے لوٹ کر مال لیا یا کسی نے جھپٹا مار کر مال چھین لیا تو ان صورتوں میں اسپر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی[۵]۔	ہدایہ
۶۴	نباش[۶] (یعنی کفن چور) پر بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔	ہدایہ
۶۵	اگر کسی نے قبر میں سے درہم یا دینار یا کفن کے علاوہ کوئی اور چیز چوری کی تو اس سے قطع ید کی حد بالاجماع نہ لگائی جائیگی	سراج وہاج
۶۶	(الف) جب کوئی قبر تالا لگے ہوئے کمرے میں ہو تو وہاں سے چوری کے حکم کے متعلق ہمارے مشائخؒ میں اختلاف ہے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (اس چوری میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ خواہ چور نے (قبر کھود کر) کفن چرایا یا اس کمرے سے کوئی اور مال چوری کیا[۷] (ب) اسی طرح اگر کسی چور نے قافلہ میں کسی تابوت سے کفن چرالیا تو زیادہ صحیح کے بموجب اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	کافی

عربی ج ۵ بحث ۴۸، باب ۲ ص ۳۲۵ میں ہے کہ اگر کوئی شخص (کوئی چیز مثلاً) مٹھائی یا درہم رکھ دیں کہ ۔ جو چاہے لے یا یوں کہے کہ "اسمیں سے جو بھی لے وہ اسی کا ہے" تو یوں لینا جائز ہے اور جس کسی نے جو لے لیا وہ اسکا مالک ہے اور ضیافت یا نکاح کی تقریب میں مٹھائی یا دراہم بکھیرنا بھی جائز ہے الخ۔ اور نَہْب لوٹ ڈالنے کے معنی میں ہونے کے متعلق اور اختلاس یعنی اچک لیے جانے کے متعلق جوہرہ نیرہ ج ۲ ص ۲۵۹ میں ہے کہ انتہاب یعنی اعلانیہ اور غلبہ کیساتھ لینا اور اختلاس یعنی مالک کی غفلت میں کوئی مال جھپٹ لے سا چک لیے جانا ہے الخ اور یوں ہی درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶ میں ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ لوٹ ڈالنے اور اختلاس میں خفیۃً لینا نہیں ہوتا لہٰذا ان میں چوری کی حد لازم نہیں ہوتی الخ اور اگر اعلانیہ اور ناقابل مقابلہ شوکت غلبہ اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہو کر کسی سے مال لینے کا قصد کیا جائے تو شہر سے باہر واقع ہونے کی صورت میں قطع الطریق حقیقی قرار پائے اور شہر کے اندر واقع ہونے کی صورت میں امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب قطع الطریق حکمی قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۳۳ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ اور غصب یعنی چھین لینے کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ بحث ۴۱ ص ۱۱۹ میں ہیں اور درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۳۸۸ میں ہے کہ اگر کسی کو لقطہ یعنی گری پڑی چیز ملے اور پھر اس سے کوئی شخص چوری کر لے تو اس چوری میں بھی چوری کی حد لازم نہیں ہوتی الخ۔ نیز حکم نمبر ۱/۲۶۸ کا حاشیہ ۴ میں حکم نمبر ۱/۲۵۴ کے حاشیہ کا ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] جیساکہ البحرالرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ النباش وہ شخص ہے جو مردوں کے دفن کے بعد انکے کفن چوری کرے ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۵۵ (مترجم) [۷] جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر قبر مقفل کمرہ میں ہو تو بھی زیادہ صحیح حکم کے بموجب کفن چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔ اور اگر تابوت میں کفن کے علاوہ کپڑا ہو تو اسکی چوری میں بھی قطع ید کی حد نہیں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اس کمرہ سے چوری کی جسمیں قبر ہے یا میت ہے تو اس میں بھی قطع ید کی حد نہیں ہے اسلئے کہ قبر کی زیارت کیلئے میت کی تجہیز کیلئے اور عادۃً وہاں داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ قبر اور میت سے حرز (یعنی اس جگہ کا محفوظ جگہ قرار پانا) باطل ہے۔ اسلئے کہ میت اپنی حفاظت نہیں کرتا اور صحرا محفوظ جگہ نہیں ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی کو کفن چوری کی عادت ہو جائے تو اسے سیاستہ قطع ید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ صحرا محفوظ جگہ قرار نہیں پاتی حتیٰ کہ اگر کسی نے صحرا میں مال دفن کیا پھر وہاں سے کسی نے چوری کر لیا تو اس چوری پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اسکے متعلق تینؒ منلاجی حد کا حکم ضعیف ہے یہ متقدمین کا مذہب ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۶ ۔ نیز حکم نمبر ۱/۲۵۶۲۳ ، ۱/۳۲۹ حاشیہ ۸ ص ۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وما لا یقطع — الفصل الاول۔ فیما یقطع وما لا	حوالہ
۴۶۹-۶۷	ولو سرق ما اشتراہ من ید البائع فی مدۃ الخیار فلا قطع علیہ	کذا فی السراج الوهاج
۶۸	ولو اوصی له بشیئ فسرقه قبل موت الموصی قطع وان سرقه بعد موت الموصی وقبل القبول لم یقطع	کذا فی السراج الوهاج
۶۹	ولا قطع علی من سرق من الغنائم ولا علی من سرق من بیت مال المسلمین حرا کان او عبدا	کذا فی النهایة
۷۰	ولا یقطع فی مال للسارق فیه شرکة	کذا فی التبیین
۷۱	واذا قطعت ید السارق ورد المتاع الی صاحبه ثم سرقه مرة اخری لم یقطع عندنا استحسانا	کذا فی المبسوط
۷۲	وکذا لو سرقه منه سارق آخر لم یکن له ولا لرب المال ان یقطع السارق الثانی	کذا فی محیط السرخسی
۷۳	الاصل انه اذا لم تتبدل العین وکان بحاله لا یقطع ثانیا عندنا وان تبدلت عینه قطع کما لو کان قطنا فصار غزلا او کان غزلا فصار ثوبا فانه یقطع بالاجماع	کذا فی شرح الطحاوی

ۓ۱ جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ مال عامہ یعنی مسلمانوں کے بیت المال سے چوری پر قطع ید کی حد اس لئے نہیں کہ وہ مال تمام مسلمانوں کا ہے اور یہ بھی ان میں سے ہے بوقت احتیاج اس میں اس کا بھی حق ہے۔ پس شبہ جگہ پاتا ہے اور اس سے حد کا لازم ہونا ہٹ جاتا ہے نیز لکھا ہے کہ مال غنیمت سے چوری کرنے والے پر بھی حد نہیں اس لئے اگر وہ اس لشکر سے ہے تو اس میں اس کا حصہ ہے اور ایسا نہیں ہے تو چونکہ مال غنیمت کا خمس عام ضرورتمندوں کے لئے مال العامہ ہے اور مال العامہ سے چوری پر حد نہیں ہوتی اس لئے کہ ضرورت کے وقت وہ اس میں حقدار ہے پس شبہ جگہ پاتا ہے لہذا حد لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص$\frac{۲۷۶}{}$، ص$\frac{۲۷۹}{}$ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۰}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۶۳}{۴۶۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۂ۲ جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ مشترک مال یعنی وہ مال جسکے پاس ہے اور جس نے چوری کی ہے ان میں مشترک ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص$\frac{۲۷۶}{}$ اور جیسا کہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ بعض مال میں اس کی ملکیت کے ثبوت سے شبہ جگہ پاتا ہے۔ پس حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ج۲ ص$\frac{۲۵۹}{}$ (مترجم) ۂ۳ حکم نمبر $\frac{۷۳}{۴۶۹}$ میں قاعدہ ملاحظہ ہو۔ نیز اگر

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۶۹-۴۶۷	اگر کسی خریدار نے مدت خیار میں بائع سے وہ چیز چوری کر لی جو اس نے (بشرط خیار) خریدی تھی تو اس پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۶۸	اگر کسی وصیت کرنے والے نے کسی شخص کے لئے کسی چیز کی وصیت کی تو وصیت یافتہ نے وہ چیز وصیت کنندہ کی وفات سے پہلے چرالی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر اس نے وصیت کنندہ کی وفات کے بعد اور اپنے قبول سے پہلے چرالی تو (اس صورت میں) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۶۹	جس شخص نے مال غنیمت سے چوری کی اس پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اور جس نے مسلمانوں کے بیت المال سے چوری کی اس پر بھی قطع ید کی حد لازم نہیں ہے خواہ وہ چور آزاد شخص ہو یا غلام ہو[۱]	نہایہ
۷۰	ایسے مال کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی جس مال میں چوری کرنے والے کی شرکت ہو[۲]	تبیین
۷۱	جب (کسی مال کی) چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ مال مالک کو واپس کر دیا گیا پھر اس چور نے وہی مال دوبارہ چوری کر لیا تو ہمارے ہاں از روئے استحسان قطع ید کی حد (دوبارہ) نہ لگائی جائے گی[۳]	مبسوط
۷۲	اسی طرح (مذکورہ صورت میں) اگر کسی چور سے مسروقہ مال کسی دوسرے چور نے چوری کر لیا تو پہلے چور کے لئے اور مال کے مالک کے لئے دوسرے چور پر قطع ید کی حد (لگوانے) کا حق نہیں ہے[۴]	محیط سرخسی
۷۳	اور (مذکورہ احکام میں) قاعدہ یہ ہے کہ جب (مسروقہ) عین مال میں تبدیلی نہ ہوئی ہو اور وہ اپنے (سابقہ) حال کے مطابق ہو تو ہمارے ہاں اس چور کو (اس مال کی دوبارہ چوری میں) دوبارہ قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس مسروقہ عین مال میں تبدیلی آگئی تو (اس کی دوبارہ چوری میں اسے دوبارہ) قطع ید کی حد لگائی جائے گی جیسا کہ (پہلے) روئی تھی (اس کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی گئی اور روئی مالک کو واپس کر دی گئی) پھر اس روئی کا سوت کاتا گیا (اور اسے اس چور نے چرالیا) یا (پہلے) سوت تھا (اس کی چوری پر حد لگائی گئی) پھر اس کا کپڑا بنایا گیا (اور اسے اس چور نے چرالیا) تو (ان صورتوں میں) اسے بالاجماع (دوبارہ) قطع ید کی حد لگائی جائے گی[۵]	شرح طحاوی

[۴] حکم نمبر ۱/۴۶۸ ، ۷۳/۴۶۹ ، ۲۵/۴۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] جیسا کہ درمختار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ جب کسی چیز کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی اور اس چیز میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو اس چیز کی (دوبارہ) چوری پر اسے پھر قطع کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر مسروقہ عین مال میں تبدیلی آگئی یا سبب میں تبدیلی آگئی مثلاً بیع ہوگئی تو پھر اس کی (دوبارہ) چوری میں اسے قطع کی حد پھر لگائی جائے گی جیسا کہ مجتبیٰ میں ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶ حکم نمبر ۷۱، ۷۲، ۷۸، ۷۹/۴۶۹ ، ۲۵/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و ما لا یقطع — الفصل الاول-فیما یقطع وما لا	حوالہ
٤٦٩/ ٧٤-٧٢	ولو سرق مائة فقطعت یده فیها وردت الی مالکها ثم سرق ثانیا لم یقطع وان سرقها مع مائة اخری تقطع رجله سواء کانتا مخلوطتین او متمیزتین	کذا فی الظہیریة
٧٥	اذا سرق ذهبا او فضة فقطع فیها ورد العین علی صاحبها فجعل المسروق منه آنیة اوکانت آنیة فضرب بها دراهم ثم عاد فسرقها لا یقطع عند ابی حنیفة[۱] وقالا یقطع	کذا فی شرح الطحاوی
٧٦	فی کفایة البیهقی[۲] سرق ثوبا فخاطه ثم رده فنقض فسرق المنقوض لا یقطع	کذا فی النهر الفائق
٧٧	ولو سرق بقرة قطع فیها ثم ردها علی المالک فولدت فی ید المالک ولدا ثم سرق الولد قطع	کذا فی الظہیریة
٧٨	ولو قطع فی عین ورد العین علی المالک وباعه المالک من انسان ثم اشتراه فعاد السارق وسرقه ثانیا لم یذکر محمد[۳] هذه المسئلة فی الکتب وقد اختلف المشائخ فیها فالعراقیون من مشائخنا یقولون لا یقطع ومشائخ ماوراء النهر یقولون یقطع	کذا فی الظہیریة
٧٩	وکذا اذا باعه من السارق ثم اشتراه منه	کذا فی النهر الفائق
٨٠	افرز زکوة ماله لیؤدی الی الفقراء فسرقها غنی او فقیر قطع لبقائه علی ملکه هو المختار	کذا فی الغیاثیة
٨١	ولا یقطع السارق من مال الحربی المستأمن عندنا استحسانا	کذا فی المبسوط

۱؎ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ٧٣/٤٦٩ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ٧٣/٤٦٩ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ٧٣/٤٦٩ ، حکم نمبر ١٠/٤٧٣ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب ۔ جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے ۔ پہلی فصل ۔ قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۷۴-۴-۴۶۹	(۱) اگر کسی شخص نے ایک سو درہم چوری کئے اس سے اسے قطع ید کی حد لگائی گئی اور دہ درہم مالک کو واپس کئے گئے پھر اس چور نے (وہ درہم) دوبارہ چرالئے تو اسے (دوبارہ) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [1] (ب) اور اگر اس نے وہ درہم سو اور درہموں کے ساتھ (پھر) چرالئے تو (دوبارہ چوری کی حد کے طور پر) اس کا پاؤں کاٹا جائے گا خواہ وہ دونوں سینکڑے مخلوط تھے یا الگ الگ تھے ۔	ظہیریہ
۷۵	جب کسی شخص نے سونا یا چاندی چوری کیا پس اسے قطع ید کی حد لگائی گئی اور وہ عین مال مالک کو واپس کیا گیا پھر اس مسروقہ مال سے برتن بنایا گیا یا وہ (مسروقہ مال چاندی کا) برتن تھا اس سے درہمیں ڈھالی گئیں پھر اس چور نے ان کی دوبارہ چوری کی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے دوبارہ چوری کی حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے دوبارہ چوری کی حد لگائی جائے گی [2]	شرح طحاوی
۷۶	کفایۃ البیہقی میں ہے کہ کسی شخص نے کپڑا چوری کیا تو اسے سی لیا پھر اسے واپس کیا تو اسنے ادھیڑ دیا پھر (اس چورنے) ادھیڑا ہوا چوری کرلیا تو اسے (دوبارہ چوری پر) قطع کی حد لگائی جائیگی	نہر فائق
۷۷	اگر کسی شخص نے ایک گائے چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی گئی پھر وہ گائے مالک کو واپس کی گئی پھر اس گائے نے مالک کے ہاں بچہ جنا پھر اس چور نے وہ بچہ چرایا تو اسے اس چوری میں چوری کی حد لگائی جائے گی [3]	ظہیریہ
۷۸	کسی چور کو کسی عین مال کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی اور وہ عین مال مالک کو واپس لوٹایا گیا ۔ مالک نے وہ عین مال کسی انسان کے ہاتھ فروخت کردیا اور پھر اسے خرید لیا اس چور نے اسے پھر چرالیا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ نے کتابوں میں یہ مسئلہ ذکر نہیں کیا اور مشائخؒ کا اس کے حکم میں اختلاف ہے پس ہمارے عراقی مشائخؒ کا قول یہ ہے کہ اسپر (دوبارہ) چوری کی حد نہیں لگائی جائے گی [5] اور مشائخ ماوراءالنہر کا قول یہ ہے کہ اسپر (دوبارہ) چوری کی حد لگائی جائے گی ۔	ظہیریہ
۷۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (مذکورہ صورت میں) اس مالک نے وہ چیز (واپس لینے کے بعد) اسی چور کے ہاتھ فروخت کردی پھر اس سے خریدلی (اور پھر اس چور نے اس سے چوری کرلی تو اس کے حکم میں بھی مذکورہ اختلاف ہے) [6]	نہر فائق
۸۰	کسی شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ الگ کی تاکہ (مستحق) غریبوں کو دے ۔ پھر اس مالِ زکوٰۃ کو کسی دولتمند یا غریب چور نے چوری کرلیا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اس لئے کہ اس مال زکوٰۃ پر (ابھی) اس کی ملکیت باقی تھی یہی حکم مختار ہے ۔	غیاثیہ
۸۱	اگر کسی چور نے حربی مستأمن [7] کا مال چوری کیا تو اس چوری میں ہمارے ہاں از روئے استحسان قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔	مبسوط

[4] قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ، [5] حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ، [6] جیسا کہ رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۷ میں ہے ۔ نیز حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم) ، [7] حربی مستأمن یعنی سلطنت کفار کا وہ باشندہ جو امان حاصل کرکے دار الاسلام میں آیا ہو ۔ نیز اس حکم کی نظیر حکم نمبر ۸/۴۷۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و مالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع و مالا	حوالہ
۴۶۹-۸۲	رجل من اهل العدل اغار فی عسکر اهل البغی لیلا فسرق من رجل منهم مالا فجاء به الی الامام العدل قال لا نقطعه لان لاهل العدل ان یأخذوا مال اهل البغی علی ای وجه یقدرون علی ذلک و یمسکوه الی ان یتوبوا او یموتوا فیرد علی ورثتهم فتمکنت الشبهة فی أخذه بهذا الطریق	کذا فی المبسوط
۸۳	وکذلک لو اغار رجل من اهل البغی فی عسکر اهل العدل لم یقطع ایضا لان اهل البغی یستحلون اموال اهل العدل وتأویلهم وان کان فاسدا فاذا انضم الیه المنعة کان بمنزلة تأویل صحیح	کذا فی المبسوط
۸۴	ولو ان رجلا من اهل دار العدل سرق مالا من آخر وهو ممن یشهد علیه بالکفر و یستحل ماله ودمه قطعته لان التأویل ههنا تجرد عن المنعة و لا معتبر بالتأویل بدون المنعة ولهذا لا یسقط الضمان به فکذلک القطع وهذا لانه تحت حکم اهل العدل فیتمکن امام اهل العدل من استیفاء القطع عنه بخلاف الذی هو فی عسکر اهل البغی فان ید الامام العدل لا تتصل الیه	کذا فی المبسوط

۱ جیساکہ رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۷ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ٨٤/٤٦٩ ملاحظہ ہو اور اسکے الٹ صورت کے متعلق حکم نمبر ٢٢، ٨٣/٤٦٩۔ نیز حکم نمبر ١٢/٤٦٧ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ جیساکہ رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۷ میں ہے اور نیز حکم نمبر ٢٢/٤٦٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ١/٤٥٥، ١/٤٥٦ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ٨٣/٤٦٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۶۹ - ۴۸ - ۸۲	اہل عدل (کی حکومت کیطرف سے) کسی آدمی نے رات کے وقت باغیوں کے لشکر میں لوٹ ڈالی اور ان میں سے کسی آدمی کا مال چرالایا اور اہل عدل کے حاکم مجاز کے پیش کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) کہا ہے کہ ہم اسے قطع ید کی حد نہ لگائیں گے اس لئے کہ اہل عدل (کی حکومت) کو حق حاصل ہے کہ وہ باغیوں کا مال لے لیں جس طرح بھی وہ لینے پر قادر ہوں اور وہ اس مال کو روک رکھیں حتی کہ وہ باغی لوگ توبہ کریں یا مرجائیں اور ان کی وفات کی صورت میں وہ مال اس کے وارثوں کو لوٹا دیا جائے۔ پس اس آدمی کے اس طریق سے لینے میں شبہہ جگہ پاتا ہے (لہٰذا قطع ید کی حد کا حکم نہ ہوگا) ۱ہ	مبسوط
۸۳	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ باغیوں میں سے کسی آدمی نے اہل عدل کے لشکر پر لوٹ ڈالی (اور مال لے گیا) تو اسے بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ باغی لوگ اہل عدل کے اموال کو حلال سمجھتے ہیں اور اس میں ان کی تأویل اگرچہ فاسد تأویل ہے مگر جب اس کے ساتھ اقتدار مل گیا تو وہ بمنزلہ صحیح تأویل کے قرار پائی (پس شبہ جگہ پاتا ہے اور قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) ۲ہ	مبسوط
۸۴	اگر دارالعدل (یعنی دارالاسلام) کے کسی آدمی نے دوسرے ایسے شخص کا مال چرایا جس کے کفر کی گواہی دیتا ہے اور اس کا مال اور خون حلال سمجھتا ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ میں اس چوری میں قطع ید کا حکم دوں گا اس لئے کہ اس صورت میں تأویل اقتدار سے خالی ہے اور قوت و اقتدار کے بغیر کسی تأویل کا اعتبار نہیں ہے۔ اسی لئے اس سے ضمان ساقط نہیں ہوتی پس اسی طرح قطع ید کی حد بھی ساقط نہ ہوگی اور یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ آدمی (یعنی جس نے چوری کی ہے وہ) اہل عدل کے حکم کا ماتحت ہے پس اہل عدل کا حاکم مجاز اس پر قطع ید کی حد قائم کرنے کی دسترس رکھتا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو باغیوں کے لشکر میں ہے کہ اس پر اہل عدل کے حاکم مجاز کی دسترس نہیں ہے ۳ہ	مبسوط

toobaa-elibrary.blogspot.com

الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منہ

دفعات ۴۷۰ تا ۴۷۰ عنوان ۱ تعداد شق ۵۶

۴۷۰ الحرز

۱ الحرز علی ضربین (حرز بمعنی فیہ) کالبیوت والدور ویسمی ھذا الحرز ا بالمکان وکذلک الفساطیط والحوانیت والخیم کل ھذہ الاشیاء تکون حرزا وان لم یکن فیہا حافظ سواء سرق من ذلک وھو مفتوح الباب اولا باب لہ لان البناء یقصد بہ الاحراز الا انہ لا یجب القطع الا بالاخراج بخلاف الحرز بالحافظ حیث یجب القطع فیہ بمجرد الاخذ (وحرز بالحافظ) کمن جلس فی الطریق او فی الصحراء او فی المسجد وعندہ متاعہ فھو محرز بہ ھذا اذا کان الحافظ قریبا منہ واما اذا ابعد فلیس بحافظ وحد القرب ان یکون بحیث یراہ ویحفظہ ولا فرق بین ان یکون الحافظ مستیقظا او نائما والمتاع تحتہ او عندہ ھو الصحیح — کذا فی السراج الوہاج

۲ لو جمع متاعہ فی صحراء ولم ینم علی متاعہ وانما نام عندہ فسرق منہ یقطع اذا نام حیث یراہ ویحفظہ — کذا فی محیط السرخسی

۳ قال مشائخنا کل شیئ معتبر بحرز مثلہ کما اذا سرق الدابۃ من الاصطبل او الشاۃ من الحظیرۃ فانہ یقطع

۱؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ حرز بنفسہ برایسی ممتاز جگہ جو حفاظت کی غرض سے تیار کی گئی ہو اور اس میں داخلہ اجازت کے بعد ہی ہوتا ہو جیساکہ گھر۔ دکانیں۔ خیمے۔ خزانے اور صندوق اور حرز بغیرہ برایسی جگہ ہے جو حفاظت کی غرض سے تیار نہ کی گئی ہو اور اس میں حفاظت کنندہ موجود ہو جیساکہ مسجدیں۔ راستے اور صحرا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷، ص ۲۶۸ نیز حکم نمبر ۲/۴۷۰، ۹و/۴۷۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۰/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۸/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ حفاظت کنندہ عام ہے خواہ وہ اس مال کا مالک ہو یا اس کے علاوہ حفاظت کنندہ ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰۔ نیز حکم نمبر ۹ج/۴۷۰ کا حاشیہ و حکم نمبر ۳۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔ اور مسجد سے چوری کے متعلق رد المحتار میں بحوالہ ہدایہ لکھا ہے کہ مسجد کے دروازوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ احراز یعنی محفوظ قرار پانا نہیں پایا جاتا۔ جیساکہ حویلی کے دروازہ کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی (حکم نمبر ۷/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) بلکہ مسجد کے دروازوں کی چوری کی صورت میں بطریق اولی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ حویلی کے دروازے سے حویلی کے اندر کی متاع محفوظ قرار پاتی ہے اور مسجد کے دروازے سے مسجد کے اندر کی متاع محفوظ نہیں قرار پاتی۔ اسی لئے وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوسری فصل (مال کا) محفوظ جگہ میں قرار پانا اور اس سے لینے کا بیان

دفعات ۴۷۰ تا ۴۷۰ عنوان ۱ تعداد شق ۵۶

۴۷۰ (مال کا) محفوظ جگہ (میں) قرار پانا

۱ (مال کا) محفوظ قرار پانا دو قسم پر ہے (ا) ایک یہ کہ بنفسہ وہ جگہ محفوظ ہو۔ مثلاً مکانات اور گھر اور اسے حرز بالمکان بھی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح بڑے خیمے، دکانیں اور چھوٹے خیمے یہ مذکورہ سب جگہیں محفوظ قرار پاتی ہیں اگرچہ ان میں کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہو اور خواہ وہاں سے کسی نے چوری کی اور اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا یا اس کا دروازہ موجود ہی نہیں تھا اس لئے کہ عمارت سے غرض محفوظ کرنا ہوتا ہے لیکن (ان جگہوں میں سے چوری کرنے والے چور پر) چوری کی حد تب واجب ہوتی ہے کہ چور وہاں سے مال مسروقہ نکال لائے [۲] اور حرز بالحافظ کا حکم اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان جگہوں سے صرف مال چرانے پر ہی چوری کی حد واجب ہو جاتی ہے [۳] (ب) مال محفوظ قرار پانے کی دوسری قسم حرز بالحافظ ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص راستہ میں یا صحرا میں یا مسجد میں بیٹھا اور اس کا مال اس کے پاس تھا تو وہ مال حفاظت کنندہ شخص کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ قرار پاتا ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ حفاظت کنندہ (یعنی پہرہ دار) شخص اس مال کے قریب ہو اور اگر دور ہو جائے تو وہ حفاظت کنندہ نہیں ہے۔ اور قریب ہونے کی حد یہ ہے کہ وہ شخص مال سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ وہ اسے دیکھ سکتا اور اس کی حفاظت کر سکتا ہو۔ اور اس میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حفاظت کنندہ [۴] جاگ رہا ہو یا سویا ہوا ہو اور مال اس کے نیچے ہو یا اس کے پاس (یعنی قریب) ہو [۵] یہی حکم صحیح ہے۔ — سراج وہاج

۲ اگر کسی شخص نے صحرا میں اپنا مال جمع کیا اور اس پر نہ سویا بلکہ اس کے پاس سویا پھر اس کی چوری ہو گئی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ ایسی جگہ سویا تھا کہ وہ اپنے مال کو دیکھ سکتا اور حفاظت کر سکتا تھا۔ — محیط سرخسی

۳ (ا) ہمارے مشائخ رم نے کہا ہے کہ ہر چیز کے حرز (یعنی اس کے محفوظ شدہ ہونے) کا اعتبار اس قسم کی چیزوں کے حرز ہے۔ جیسا کہ کسی نے چوپایہ کو اصطبل سے چرایا یا بکری کو باڑے سے چرایا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی

سے چوری پر چوری کی حد لازم نہیں ہوتی۔ اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کے پردوں کے لئے بھی ان کا مالک نہ ہونے کی وجہ سے یہی حکم ہے۔ نیز بطور تنبیہ بحوالہ فخر الاسلام لکھا ہے کہ مسجد کے دروازوں کے عادی چور کے لئے تعزیری سزا واجب ہے۔ اسے سخت سزا دی جائے اور اسے قید کیا جائے۔ حتی کہ وہ توبہ کرے (حکم نمبر ۳۸/۴۷۰ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ (مسجد سے) نمازیوں کے جوتے چرانے والے کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسا چور جس سے کسی شبہ وغیرہ کے فائدہ کی بنا پر چوری کی حد ہٹائی جائے تو اسے تعزیری سزا ملنی چاہیئے (حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے حاشیہ د کا نمبر ۲ ملاحظہ ہو) ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۴ (مترجم) [۵] رد المحتار میں ہے کہ عندہ یعنی اس کے قریب کی قید سے تنبیہ ہے کہ اگر وہ اس چیز کو پہنے ہوئے تھا اور چوری ہو گئی تو بعض کے ہاں قطع کی حد نہیں اور بعض کے ہاں حد لازم ہے۔ اور محیط میں ہے کہ اگر کسی شخص پر کپڑا تھا وہ چوری ہو گیا یا اس کی پہنی ہوئی ٹوپی یا تلوار یا عورت پر سے زیور چوری ہو گیا تو یہ چھین لینا ہے یہ خفیہ چوری نہیں ہے پس حد سرقہ لازم نہ ہوگی اور اگر سوئے ہوئے شخص سے پہنا ہوا ہار یا پہنی ہوئی چادر چوری ہو گئی یا وہ اس کے قریب سے چوری ہو گئی تو یہ خفیہ چوری ہے اس پر سویا ہوا حافظ موجود ہے پس اس صورت میں قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۰، صفحہ ۲۸۱ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع　　الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منہ	حـــوالـــہ
۴۷۰ -	واذا سرق الدراهم او الحلی من هذه المواضع لا یقطع وفی الکرخی ماکان حرزا النوع فهو حرز لکل نوع حتی جعلوا شریجة البقال وقواصر التمر حرز اللدراهم والدنانیر واللولؤ[1] قال وهو الصحیح	کذا فی السراج الوهاج
	قال شمس الائمة هذا هو المذهب عندنا	کذا فی الظهیریة
۴	وفی المحرز بالمکان لا یعتبر الاحراز بالحافظ هو الصحیح[2]	کذا فی الهدایة
۵	اذا سرق من الحمام لیلا قطع وبالنهار لا وا ما ما اعتاده الناس من دخول الحمام بعض اللیل فهو کالنهار[3]	کذا فی الاختیار شرح المختار
	وعن ابی حنیفة[4] ان سرق ثوبا من تحت رجل فی الحمام یقطع کما لو سرق من المسجد متاعا وصاحبه عنده وعندهما لا یقطع وهو ظاهر المذهب وعلیه الفتوی	کذا فی الکافی
۶	ماکان محرزا بالابنیة فاذن له فی دخوله فسرق هذا المأذون فی الدخول شیئا لم یقطع ولم یکن حرزا فی حقه وان کان ثمة حافظ او کان صاحب المنزل نائما علیه	کذا فی الایضاح
۷	وماکان من هذه الابنیة یدخل بلا اذن متی شاء ولا یمنع فهذا والفناء فی البریة واحد یصیر محرزا بحافظ وذلک کالمساجد والطرق	کذا فی الایضاح

[1] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اصطبل سے لولؤ (یعنی موتی) چوری کیا گیا تو اس چوری میں علی المذہب قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۰ اور بکریوں کے بارے کے متعلق حکم نمبر ۳۸، ۳۹/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حرز بالمکان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱و/۴۷۰ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۵ ب/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۵/۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ حمام کا دروازہ کھلا ہو۔ نیز لکھا ہے کہ کسی نے ایسے حمام، یا سرائے یا اصطبل یا دکان سے چوری کی کہ ان کے دروازے بند تھے تو ایسی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اس صورت میں زیادہ صحیح حکم کے بموجب خواہ دن ہو یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۹ (مترجم) [5] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے چنانچہ لکھا ہے کہ حرز بالمکان میں حرز کا اعتبار حفاظت کنندہ سے نہیں (حکم نمبر ۴/۴۷۰ ملاحظہ ہو) اس لئے کہ حرز بالمکان اقوی ہے۔ پس حمام میں حرز بالحافظ کا اعتبار نہیں مسجد میں ہے لہذا اگر کسی شخص نے کوئی چیز حمام سے چرائی اور اس چیز کا مالک اس کے پاس تھا یا وہ چیز مالک کے نیچے تھی تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر مسجد میں یہی صورت پیش آئے تو اس کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (حکم نمبر ۷/۴۷۰ ملاحظہ ہو) وجہ فرق یہ ہے کہ حمام حرز کے لئے بنایا جاتا ہے وہ گھر کے حکم میں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۷۰/۴ -	اور اگر اصطبل یا باڑے سے دراہم یا زیور چرایا تو اس چوری میں سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور فتاوی کرخیؒ میں ہے کہ جو چیز ایک نوع کے لئے حرز قرار پاتی ہے وہ ہر نوع کے لئے حرز قرار پاتی ہے حتی کہ فقہاءؒ نے سبزی فروش کا ٹوکرا اور کھجوروں کی پیٹی کو درہموں اور دیناروں اور موتیوں کے لئے حرز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حکم صحیح ہے [1]	سراج وہاج
	(ج) شمس الائمۃؒ نے کہا ہے کہ یہ مذکورہ حکم ہی ہمارے ہاں تحقیق شدہ مسلک ہے۔	ظہیریہ
۴	حرز بالمکان [2] میں اس کا محفوظ جگہ قرار پانے کا اعتبار حفاظت کنندہ کی موجودگی سے نہیں ہے۔ یہ حکم صحیح ہے [3]	ہدایہ
۵	(د) جب کسی شخص نے حمام سے رات کے وقت چوری کی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور دن کے وقت (حمام سے) چوری کرنے میں حد نہیں لگائی جائے گی اور رات کا وہ حصہ جسمیں لوگوں کو حمام جانے عادت ہو وہ دن کے حکم میں ہے [4]	اختیار
	(ب) امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے حمام میں (اذن کے وقت) کسی آدمی کے نیچے سے کپڑا چوری کیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی جیسا کہ اگر کسی نے مسجد سے کسی کا مال چرایا اور اس مال کا مالک اس کے پاس تھا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے ہاں (حمام میں اذن کے وقت کسی آدمی کے نیچے سے کپڑا چرانے کی صورت میں) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جلئے گی اور یہی حکم ظاہر مذہب کا ہے اور اس پر فتوی ہے [5]	کافی
۶	جو جگہ جو محرز بالمکان ہے اس میں کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی تو داخلہ کے لئے اجازت یافتہ اس شخص نے (وہاں سے) کوئی چیز چوری کرلی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ جگہ اس اجازت یافتہ شخص کے حق میں محفوظ شدہ نہ قرار پائے گی اگرچہ وہاں حفاظت کنندہ موجود ہو یا گھر کا مالک اسپر سویا ہوا ہو [6]	ایضاح
۷	اور وہ عمارتیں جو ایسی ہوں کہ اس میں جب کوئی چاہے بلا اجازت داخل ہوسکتا ہے اور منع نہیں کیا جاتا پس وہ جگہ اور صحرا کے میدان کا حکم یکساں ہے وہ جگہ حفاظت کنندہ کی موجودگی سے محرز قرار پاتی ہے جیسا کہ مسجدوں اور راستوں کا حکم ہے [7]	ایضاح

پس اس میں حرز بالحافظ کا اعتبار نہیں اور مسجد اموال کے حرز کے لئے نہیں بنائی جاتی۔ پس اس میں حفاظت کنندہ کی حفاظت کا اعتبار ہے جیسا کہ راستہ اور صحرا میں حفاظت کنندہ کی حفاظت کا اعتبار ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ ظاہر مذہب ہے اور اسپر فتوی ہے! اور اس کے مقابل امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اگر کسی نے حمام میں اذن کے وقت حمام سے چوری کی اور اس چیز کا حفاظت کنندہ موجود ہو تو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور صاحبینؒ کے ہاں (حسب مذکور اس صورت میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۹، ص ۲۸۰ — نیز حمام میں داخلہ کے متعلق اور اس وقت میں حرز بالحافظ معتبر نہ ہونے کی مثال کے متعلق حکم نمبر ۵/۷۰-۴ اور حرز بالحافظ معتبر نہ ہونے کی مثال کے متعلق حکم نمبر ۶/۷۰-۴ اور راستہ، مسجد اور صحرا میں حرز بالحافظ معتبر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲،۱/۷۰-۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] جیسا کہ در مختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں داخلہ کے لئے اجازت یافتہ شخص نے اجازت دیئے گئے وقت میں اس مکان سے چوری کی تو اسپر قطع کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر اجازت مخصوص لوگوں کیلئے تھی۔ ان کے علاوہ کوئی شخص بغیر اجازت داخل ہوگیا اور اس مکان سے چوری کی تو اسپر قطع ید کی حد لازم ہونی چاہیئے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۹، حکم نمبر ۲۸، ۵۳ تا ۵۵/۷۰-۴ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۱۴، ۵، ۷/۷۰-۴، ۲۴/۷۳-۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۵، ۶/۷۰-۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حـــوالـــہ
۴۷ -۸	ان شق الحمل فسرق منه او ادخل يده في صندوق فاخذ المال قطع	کذا فی التبیین
۹	ولو سرق الابل من الطريق مع حملها لا يقطع سواء كان صاحبها عليها اولا لان هذا المال ظاهر غير محرز وكذا لو سرق الجوالق بعينها لم يقطع ولو شق الجوالق فاخرج ما فيها ان كان صاحبها هناك قطع والا فلا فان كانت الجوالق موضوعة على الارض فسرق الجوالق مع المتاع ان كان صاحبه هناك بحيث يكون حافظا له قطع سواء كان نائما او يقظان	کذا فی السراج الوهاج
	اذا سرق من القطار بعيرا لا يقطع ويستوى ان يكون معه سائق او قائد يسوقه او يقوده اولم يكن فلم يجعل القطار محرزا بالسائق والقائد وان كانا حافظين له لان المال انما يصير محرزا بالحافظ اذا كان قصده الحفظ واما اذا كان قصده شيئا آخر والحفظ يحصل بطريق التبعية فلا حتى لو كان مع القطار من يتبعه للحفظ يقطع	کذا فی الذخیرۃ
۱۰	ولو اخذ السارق في الحرز قبل ان يخرجه وقد حمله اولم يحمله فلا قطع عليه	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۱	ولو رمى الى صاحب له خارج الحرز فاخذ المرمى اليه فلا قطع على واحد منهما	کذا فی فتاوی الکرخی

۱ حکم نمبر ۱/و ۴/۷ میں حرز بالحافظ کا حکم و حکم نمبر ۲۷/۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۹ ج/۴۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ فتاوی عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ میمنیہ مصر میں یوں ہی لکھا ہے، لیکن متن میں "ان کان" کی بجائے "اذا کان" ہو یعنی "اگران برتنوں" کی بجائے "یا ان برتنوں" کا مفہوم ہو اور یہ زیادہ مناسب ہے واللہ علم۔ تاہم جوالق پھاڑ کر چوری کرنے اور خواہ اس صورت میں حفاظت کنندہ نہ ہو حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۸، ۹/۴۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جوالق یعنی برتنوں (یا بوریوں) میں مال حفاظت کے قصد سے رکھا جاتا ہے اور وہ حرز یعنی محفوظ جگہ قرار پاتی ہے انہیں پھاڑ کر مال لینے میں چور پر حد لگے گی بمفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۷۶ وهكذا فی الکنز ص ۱۷۷، ص ۱۷۸ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ وہ جوالق خواہ ان اونٹوں پر رکھیں یا زمین پر انہیں پھاڑ کر ان سے چوری کرنا محفوظ جگہ سے مال لینا ہے۔ اس چوری پر قطع ید کی حد لازم ہوگی خواہ حفاظت کنندہ نہ ہو اور پوری جوالق چوری کرنا جبکہ وہ راستہ یا صحرا یا مسجد میں پڑی ہوں ان کا محفوظ قرار پانا حفاظت کنندہ سے ہوگا اور انکی چوری سے قطع ید کی حد تب لازم ہوگی کہ وہاں حفاظت کنندہ موجود ہو اور غالباً اس تفصیل کے واضح ہونے کی وجہ سے فقہاء نے اس پر متنبہ کرنا ترک کیا ہے نیز لکھا ہے کہ جوالق پھاڑ کر اس سے مال نکالنے کا مطلب ہے کہ چور جوالق پھاڑ کر اس سے اتنا مال نکالے جو چوری کا نصاب قرار پاتا ہو تو حد لازم ہوگی اور اگر جوالق پھاڑنے کے بعد وہ مال خود باہر نکل آیا اور چور نے جوالق سے نہ لیا بلکہ پھاڑنے کی وجہ سے جو مال زمین پر گرا ہے اس سے لے لیا تو قطع ید کی حد نہ لگے گی اسلئے کہ حد کیلئے محفوظ جگہ سے مال نکالنا شرط ہے مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳ ملخصاً (مترجم)، ۴ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں وہ چیز اپنے مالک سے محرز

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں　　دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۷۰-۸	اگر کسی شخص نے بوری پھاڑی اور اس سے چوری کی یا کسی نے صندوق میں ہاتھ ڈالکر مال لے لیا تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۱ھ	تبیین
۹	(۱) اگر راستہ میں سے کسی نے اونٹ مع بوجھ کے چوری کر لیا تو اس چوری پر قطع ید کی حد نہ ہوگی خواہ اس اونٹ کا مالک اسپر تھا یا نہ تھا - اس لئے کہ یہ مال ظاہر اور غیر محرز ہے ۲ھ (ب) اسیطرح اگر کسی چور نے (اس اونٹ کے بوجھ کے) ان برتنوں (یا بوریوں کو) بعینہ چرالیا تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر کسی چور نے ان برتنوں (یا بوریوں) کو پھاڑا اور جو کچھ ان میں ہے وہ نکال لیا اگر ان برتنوں یا بوریوں کا مالک وہاں موجود تھا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ورنہ نہیں ۳ھ - پس اگر وہ برتن (یا بوریاں) زمین پر رکھی ہوئی تھیں اور چور نے انہیں مع مال چوری کر لیا تو اگر ان کا مالک وہاں یوں موجود تھا کہ وہ ان کا حفاظت کنندہ قرار پاتا تھا تو خواہ وہ سویا ہوا تھا یا جاگ رہا تھا اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۴ھ	سراج وہاج
	(ج) جب کسی شخص نے (راستہ میں) قطار میں سے اونٹ چرالیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی خواہ اس قطار کے ساتھ قائد (یعنی آگے سے کھینچنے والا) یا سائق (یعنی پیچھے سے ہانکنے والا) تھا یا نہ تھا - پس آپ نے (یعنی امام ابوحنیفہ نے) قطار کو قائد یا سائق کی وجہ سے محرز قرار نہیں دیا اگرچہ وہ دونوں اس قطار کی حفاظت کرنے والے ہوں اس لئے کہ مال حفاظت کرنے والے کی وجہ سے محفوظ شدہ تب قرار پاتا ہے جبکہ اس کا قصد حفاظت کرنا ہوا اور جب اس کا قصد کچھ اور ہوا اور حفاظت ذیلی طور پر حاصل ہو تو اس حفاظت سے وہ مال محفوظ شدہ نہیں قرار پاتا - حتی کہ اس قطار کے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھی ہو جو حفاظت کے قصد سے اس قطار کا پیچھا کرتا ہو تو (پھر) اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۵ھ	ذخیرہ
۱۰	اگر چوری کرنے والا حرز (یعنی محفوظ جگہ) میں مال کو باہر نکالنے سے پہلے پکڑا گیا تو خواہ وہ مال کو اٹھا چکا تھا یا نہ اسپر قطع ید کی حد نہ ہوگی ۶ھ	فتاوی کرخی
۱۱	اگر (مذکورہ صورت میں) چور نے وہ مال حرز میں سے باہر اپنے ساتھی کی طرف پھینک دیا اور اس نے پھینکا ہوا وہ مال لے لیا تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۷ھ	فتاوی کرخی

یعنی اس سے محفوظ شدہ قرار پاتی ہے کیونکہ وہ اسکی حفاظت کیلئے نگران ہوتا ہے اور معتاد حفاظت معتبر ہے اور اس چیز کے پاس بیٹھنا یا سونا عادتاً حفاظت کرنا قرار پاتا ہے - ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۹۲ - حکم نمبر اب ج/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ھ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی چور نے اونٹ کو یا اسکے بوجھ کو جو اسکے قطار یا چراگاہ سے چرایا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی - اس لئے کہ سائق اور قائد اور چرانے والا بالغرض حفاظت کنندہ نہیں قرار پاتے اور اگر ان کے ساتھ (بغرض حفاظت) حفاظت کنندہ موجود ہو یا اس نے ان تھیلوں کو پھاڑ کر ان سے چوری کی ہو اور یا مال والے برتن (یا بوریاں) چرائے ہوں اور مالک انکی حفاظت کر رہا ہو یا ان پر یا ان کے قریب سو رہا ہو، یا چور نے دوسرے کے صندوق میں ہاتھ ڈالکر یا اس کی جیب یا آستین میں ہاتھ ڈالکر چوری کی ہو تو پھر قطع ید کی حد لگائی جائے گی - اور ردالمحتار میں ہے کہ چرانے والے کا قصد اسے چرانا ہوتا ہے اور کھینچنے والے - ہانکنے والے اور سوار کا قصد قطع مسافت کرنا اور مال اٹھائے جانا ہوتا ہے (وہ حفاظت کنندہ نہیں قرار پاتا) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۲، صفحہ ۲۸۳ ملخصاً حکم نمبر ۳۶/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ھ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے محرز بالمکان سے چوری پر قطع ید کی حد تب لازم ہوتی ہے کہ چور اس محفوظ شدہ جگہ سے مال باہر نکال لائے - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۱ - حکم نمبر ۱ و/۴۷۰ مع حواشی اور حکم نمبر ۱۷/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۱۲-۴۷۰	ولو ناول صاحبه من وراء الجدار ولم یخرج هو به قال ابو حنیفة لا قطع علی واحد منهما قال ابو یوسف ومحمد یقطع الداخل ولا یقطع الخارج اذا کان الخارج لم یدخل یده الی الحرز ولو کان الخارج ادخل یده فی الحرز فاخذها من الداخل فلا قطع علی واحد منهما فی قول ابی حنیفة وقال ابو یوسف اقطعهما	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۳	ولو وضع الداخل المال عند النقب ثم خرج واخذه لم یذکره محمد والصحیح انه لا یقطع	کذا فی النهایة
۱۴	ولو کان فی الدار نهر جار فرمی المتاع فی النهر ثم خرج واخذه ان خرج بقوة الماء لا یقطع وان خرج بتحریکه الماء قطع ذکره الامام التمرتاشی ولکن ذکر فی المبسوط فی اخراج الماء بقوة جریه الاصح انه یلزمه القطع	کذا فی النهایة
۱۵	وان القاه فی الطریق ثم خرج فاخذه فهذا علی وجهین ان رمی فی الطریق بحیث یراه ثم خرج فاخذه قطع وان رمی بحیث لا یراه فلا قطع علیه وان خرج واخذه	کذا فی السراج الوهاج
۱۶	اذا حمله علی حمار وساقه فاخرجه یقطع بذلک	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی نے نقب لگائی اور چوری کردہ چیز دوسرے کو دے دی جو اس مکان سے باہر ہے تو دینے والے پر اس لئے قطع ید کی حد نہ ہوگی کہ اس سے مال نکال لانا نہیں پایا گیا کیونکہ اس چور کے نکلنے سے پہلے اس مال پر ایک اور معتبر ہاتھ آگیا۔ اور لینے والے پر قطع ید کی حد اس لئے نہیں کہ وہ محفوظ مکان میں نہیں گیا پس ہر ایک سے مکمل چوری سرزد نہیں ہوئی نیز لکھا ہے کہ خواہ دینے والے نے اندر سے ہاتھ نکال کر باہر والے کو دیا یا باہر والے نے ہاتھ اندر داخل کرکے اندر والے سے لیا حکم برابر ہے۔ اور یہ حکم ظاہر مذہب کا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۸۲۔ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۶، ۲۷/۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس صورت کے حکم میں اُس صورت کے حکم کی طرح فعل واحد نہیں قرار دیا گیا جس میں کسی چور نے اندر سے مال باہر راستہ میں پھینک دیا (جس کا ذکر حکم نمبر ۱۵/۴۷۰ میں ہے) حالانکہ دونوں صورتوں میں چور کے نکلنے سے پہلے اس مال پر کوئی اور معتبر ہاتھ نہیں آیا (جس کا ذکر حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ کے حاشیہ میں ہے) چنانچہ لکھا ہے کہ (۱۳، ۱۵/۴۷۰ کے احکام میں) غالباً وجہ فرق یہ ہے کہ اندر سے راستہ میں پھینکنے کی صورت میں چور کے نکلنے سے پہلے مال کا خفیۃً باہر نکالنا پایا گیا ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۷۰-۱۲	(د) اگر (مذکورہ صورت میں) چور نے مال دیوار کے پیچھے اپنے ساتھی کو دے دیا اور خود اس مال سمیت باہر نہیں نکلا تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی قطع ید کی حد نہیں ہے ۱؎۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ اندر داخل ہونے (اور پھر مال باہر دینے) والے پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور باہر والے پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی بشرطیکہ باہر والے نے اپنا ہاتھ اس محفوظ شدہ جگہ میں داخل نہیں کیا اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ اس محفوظ شدہ جگہ میں داخل کیا اور اندر سے مال لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ان دونوں میں سے کسی پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میں ان دونوں پر قطع ید کا حکم دوں گا۔	فتاوی کرخی
۱۳	اگر کسی چور نے محفوظ جگہ میں داخل ہو کر مال نقب میں رکھ دیا پھر باہر نکلا اور اس مال کو لے لیا تو امام محمدؒ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۲؎	نہایہ
۱۴	اگر کسی گھر میں نہر جاری تھی۔ چور نے مسروقہ متاع اس نہر میں پھینک دی پھر چور باہر آ گیا اور اسے (نہر سے) لے لیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ مسروقہ متاع خود پانی کے زور سے باہر نکل آیا تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی اور اگر چور نے پانی کو حرکت دی جس سے وہ متاع باہر نکل آئی تو (اس صورت میں) اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی یہ امام تمرتاشیؒ نے ذکر کیا ہے لیکن المبسوط میں مذکور ہے کہ اگر پانی اپنے بہاؤ کی قوت سے اس متاع کو باہر نکال دے تو اس صورت میں بھی زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس چور کو قطع ید کی حد لازم ہوگی ۳؎	نہایہ
۱۵	اگر کسی چور نے (محفوظ جگہ میں داخل ہو کر مال چوری کیا اور اندر سے) مسروقہ مال (باہر) راستہ میں ڈال دیا پھر وہ باہر نکلا اور اسے لے لیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسنے راستہ میں یوں پھینکا کہ وہ اس مال کو دیکھ سکتا ہے پھر باہر نکلا اور اسے لے لیا تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی ۴؎۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے وہ مال راستہ میں ایسی جگہ پھینکا کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تو پھر اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی خواہ اس نے نکل کر وہ مال لے لیا ۵؎	سراج وہاج
۱۶	اور اگر کسی چور نے (محفوظ جگہ میں داخل ہو کر مال چوری کیا اور (اندر سے) مسروقہ مال گدھے پر لاد دیا اور اسے ہانک دیا پس اس طرح وہ مال باہر نکال لایا تو ایسا کرنے سے اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۶؎	سراج وہاج

نقب میں رکھنے کی صورت میں ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ جب وہ باہر نکلا اور اس نے نقب سے مال لیا تو اس نے محفوظ مکان سے نہیں لیا اور وہ یوں قرار پایا کہ اسس نے مکان میں باہر سے ہاتھ ڈال کر مال لیا (جس کا ذکر حکم نمبر ۲۶/۴۷۰ میں ہے) پس مذکورہ دونوں صورتوں کے حکم میں فرق ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۸۲ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں وہ اس کے قبضہ میں باقی ہے پس گویا اس نے اس مال کو اپنے ساتھ نکالا۔ نیز لکھا ہے کہ سرقہ میں مال یوں راستہ میں ڈالنا معتاد ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ ص ۲۸۳ حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے اس صورت میں وہ اپنے نکلنے سے پہلے اس مال کو ہلاک کرنے والا ہے اس پر قطع ید کی حد نہ ہو گی ضمان واجب ہوگی جیسا کہ کسی نے کسی محفوظ جگہ میں جا کر بکری ذبح کر دی تو یونہی حکم ہے۔ نیز درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر وہ چور مال باہر پھینکنے کے بعد باہر نکلا اور وہ مال نہ لیا یا اس کے باہر آنے سے قبل کسی غیر نے وہ مال لے لیا تو اس صورت میں وہ اس مال کو ضائع کرنیوالا قرار پائیگا چوری کرنے والا نہ قرار پائیگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۴، ۶/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۲، ۱۹/۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۱۷-۴/۷۰	من سرق سرقة فلم یخرجها من الدار لم یقطع وهذا اذا کان الدار صغیرة بحیث لا یستغنی اهل البیوت عن الانتفاع بصحن الدار وان کانت کبیرة وفیها مقاصیر ای حجر ومنازل وفی کل مقصورة سکان ویستغنی اهل المنازل عن الانتفاع بصحن الدار وانما ینتفعون به انتفاع السکة فسرق رجل من مقصورة واخرجها الی صحن الدار قطع ولو سرق بعض اهل المقاصیر من مقصورة شیأ یقطع	کذا فی الکافی
۱۸	ولو نقب البیت ثم خرج ولم یأخذ شیأ ثم جاء فی لیلة اخری فدخل وأخذ شیأ ان کان صاحب البیت قد علم بالنقب ولم یسده اوکان النقب ظاهرا یراه الطارقون وبقی کذلک فلا قطع علیه والا قطع	کذا فی السراج الوهاج
۱۹	سارق دخل مع حمار منزلا فجمع الثیاب وحملها ثم خرج من المنزل وذهب الی منزله فخرج الحمار بعد ذلک وجاء الی منزله لم یقطع	کذا فی الفتاوی السراجیة
۲۰	وکذا لو علق علی طائر شیأ وترک فی المنزل فطار الی منزله بعد ذلک فأخذ منه	کذا فی الفتاوی السراجیة
۲۱	ولو سرق مالا من حرز فدخل آخر الحرز وحمل السارق والمال معه قطع المحمول خاصة	کذا فی السراج الوهاج

سلہ حکم نمبر ۱۳ ب / ۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ حکم نمبر ۱۳ ج ۱۴، / ۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ جیساکہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ جب مالک کو اس نقب کے متعلق علم ہوگیا اور پھر اس نے اسے بند نہ کیا تو وہ گھر حرز (یعنی محفوظ مکان) نہ رہا۔ پس وہاں سے چوری پر قطع ید کی حد نہ لگے گی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۸ نیز حکم نمبر ۱ / ۴۶۸، حکم نمبر ۱ / ۴۵۴ کے حاشیہ کا دس ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ حکم نمبر ۱۲، ۱۲، ۳۰ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیریہ ج ۶ ص ۴۳۲ میں ہے نیز حکم نمبر ۱۲، ۱۹ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ جیساکہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ چور کو اٹھانے والے کا اعتبار نہیں ہے جیساکہ نجاست والے پرندہ یا خود سنبھلنے کے قابل، نجاست والے بچے حامل نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۲۔ حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳ / ۱۰۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں دوسری فصل - محفوظ جگہ اور کس سے لینے کا بیان	حوالہ
۷۰/۴/۱۷	(د) جس چور نے (کسی گھر سے) چوری کی اور مسروقہ مال حویلی سے باہر نہ لایا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ حویلی چھوٹی ہو اہل خانہ اس کے صحن سے استفادہ کرنے سے بے نیاز نہ رہ سکتے ہوں [1] (ب) اور اگر وہ حویلی بڑی ہو اس میں کئی مقصورے یعنی چھوٹے مکان اور منزلیں ہوں اور ہر مکان میں لوگ رہتے ہوں اور منزلوں والے اس حویلی کے صحن سے استفادہ کرنے سے بے نیاز ہوں اور اس سے اسیقدر استفادہ کرتے ہوں جس طرح گلی سے فائدہ لیا جاتا ہے۔ پس کسی آدمی نے اس چھوٹے مکان سے چوری کی اور اس حویلی کے صحن میں لے آیا تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [2] (ج) اور اگر اس (مذکورہ حویلی) کے بعض چھوٹے مکان والوں نے اس حویلی کے کسی دوسرے چھوٹے مکان سے چوری کی تو اس میں بھی قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۔	کافی
۱۸	اگر کسی شخص نے کسی گھر میں نقب لگائی پھر وہاں سے نکل گیا اور کوئی چیز نہ لی پھر دوسری رات آیا اور داخل ہو کر کوئی چیز چرالی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر گھر والے کو اس نقب کا علم ہو گیا تھا اور اس نے اسے بند نہ کیا یا وہ نقب ایسی واضح تھی کہ رات کو گزرنے والے اسے دیکھ سکتے تھے اور وہ نقب ایسے ہی باقی رہی تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [3] ورنہ حد لگائی جائے گی ۔	سراج وہاج
۱۹	کوئی چور کسی گھر میں گدھے سمیت داخل ہوا پس اس نے کپڑے جمع کئے اور انہیں گدھے پر لاد دیا پھر خود اس گھر سے باہر نکل آیا اور اپنے گھر چلا آیا پھر اس کے بعد وہ گدھا وہاں سے نکلا اور اس کے گھر آگیا تو (اس صورت میں) اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [4]	سراجیہ
۲۰	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں کوئی چور کسی کے گھر میں داخل ہوا اور) اس نے (مسروقہ مال سے) کوئی چیز کسی پرندے کے ساتھ باندھ کر اس گھر میں چھوڑ دیا پھر اس کے بعد وہ پرندہ اڑ کر اس کے گھر آگیا اور اس نے اس پرندہ سے وہ مال لے لیا (تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) [5]	سراجیہ
۲۱	اگر کسی چور نے کسی محفوظ جگہ سے مال چوری کیا پھر اس جگہ میں کوئی اور چور آیا اور پہلے چور کو مال سمیت اٹھا لے گیا تو اس صورت میں صرف اٹھائے ہوئے چور (یعنی پہلے چور) کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [6]	سراج وہاج

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع　　الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منہ	حوالہ
۴۷۰-۲۲	ولو اخرج نصابا من حرز دفعتین فصاعدا ان تخلل بینہما اطلاع المالک فاصلح النقب او اغلق الباب فالاخراج الثانی سرقۃ اخری ولا یجب القطع اذا کان المخرج فی کل دفعۃ دون النصاب وان لم یتخلل ذلک قطع[1]	کذا فی السراج الوہاج
۲۳	ولو سرق من السطح ما یساوی نصابا یقطع	کذا فی الخلاصۃ
۲۴	رجل نقب حائطا بغیر اذن المالک ثم غاب فدخل سارق البیت و سرق شیئا المختار انہ لا یضمن الناقب ما سرقہ السارق	کذا فی الخلاصۃ
۲۵	ولو سرق ثوبا بسط فی السکۃ لا یقطع وکذا لو سرق ثوبا بسط علی خص الی السکۃ وان بسط علی الحائط الی الدار او علی الخص الی السطح قطع	کذا فی الظہیریۃ
۲۶	وان نقب البیت و ادخل یدہ فیہ فاخذ شیئا لم یقطع وھذا عند ابی حنیفۃؒ و محمدؒ ومن اصحابناؒ من قال فی ھذہ المسئلۃ ھذا محمول علی البیت الکبیر الذی یمکن الدخول فیہ من النقب اما اذا کان صغیرا لا یمکن دخولہ من النقب فادخل یدہ فیہ واخذ المال قطع اجماعا	کذا فی السراج الوہاج
۲۷	وان ادخل یدہ فی صندوق الصیرفی او فی کم غیرہ فاخذ المال قطع	کذا فی السراج الوہاج

[1] چنانچہ ردالمحتار میں اسکے متعلق لکھا ہے کہ قولہ " ان لم یتخلل ذلک قطع " یعنی اگر کئی بار کی ان چوریوں کے درمیان مالک کو اطلاع نہ ہوئی تو قطع ید کی حد لگے گی " اس کا مقتضی یہ نہیں ہے کہ اگر مالک کو اطلاع ہونے اور نقب کی اصلاح کرنے یا دروازہ بند کرنے سے پہلے وہ چور ہر بار بعض نصاب نکال لایا تو اسے قطع ید کی حد لگے گی اس لئے کہ یہ مقتضی تو اس حکم کے خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چور حرز سے ایک بار میں چوری کا نصاب چرالائے تب قطع ید کی حد لگتی ہے (حکم نمبر ۱۴/۳۴۶ ملاحظہ ہو) البتہ مالک کی اطلاع کا اعتبار اس میں ہے کہ اگر اسے اطلاع ہوگئی اور اس نے بند نہ کیا تو وہ حرز نہ رہا اور پھر وہاں سے چوری پر قطع ید کی حد نہ لگے گی (حکم نمبر ۱۸/۳۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۸ (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ سطح محفوظ جگہ قرار پاتی ہے اور لکھا ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ چور چھت پر چڑھا یا گھر کے اندر کی طرف داخل ہوکر چھت سے چوری کی۔ تو اسپر قطع ید کی حد ہے اور اگر اس نے گلی کی طرف کی دیوار پر پھیلا ہوا کپڑا چرالیا تو حد نہیں ہے اور گھر کی طرف والی دیوار پر سے چوری کی تو قطع ید کی حد ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰ حکم نمبر ۲۵/۳۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۳/۳۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی چور نے کسی گھر میں داخل

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات مشق نمبر	دوسرا باب۔ جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں دوسری فصل۔ محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۲۰،۲۱-۲۲	اگر کسی چور نے کسی محفوظ جگہ سے چوری کا نصاب دو بار یا زیادہ بار نکالا پس اگر دو باریوں کے درمیان مالک کو اطلاع ہو گئی اور اس نے نقب درست کر دیا یا دروازہ بند کر دیا تو دوسری بار کا نکالنا دوسری چوری قرار پائے گا اور جب ہر بار میں چوری کیا ہوا مال چوری کے نصاب سے کم تھا تو اس میں قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر چوری کی باریوں کے درمیان مالک کو اطلاع نہ ہوئی (اور دوسری بار چوری کا نصاب چرایا ہے) تو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔[1]	سراج وہاج
۲۳	اگر کسی شخص نے چھت پر سے وہ چیز چوری کی جو چوری کا نصاب قرار پاتی ہے تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی[2]	خلاصہ
۲۴	کسی آدمی نے کسی دیوار میں دیوار کے مالک کی اجازت کے بغیر سوراخ کیا اور غائب ہو گیا پھر چور (اس سوراخ سے) گھر میں داخل ہوا اور کوئی چیز چوری کر لی تو مختار حکم یہ ہے کہ جو چیز چور نے چوری کی ہے اس کے لئے سوراخ کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔	خلاصہ
۲۵	اگر کسی شخص نے ایسا کپڑا چوری کیا جو گلی میں پھیلایا گیا ہے تو اس سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اسی طرح اگر کسی نے ایسا کپڑا چرایا جو بانس یا لکڑی کی جھونپڑی پر گلی کی طرف پھیلایا گیا ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے۔ (کہ اس پر حد نہیں ہے) اور اگر (کسی نے) وہ کپڑا (چرایا جو) اس دیوار پر پھیلایا گیا تھا جو گھر کی طرف ہے یا اس جھونپڑی پر چھت کی طرف پھیلایا گیا تھا تو اس سے قطع ید کی حد لگائی جائے گی[3]	ظہیریہ
۲۶	اگر کسی شخص نے کسی گھر میں نقب لگائی اور اپنا ہاتھ نقب میں داخل کر کے کوئی چیز لے لی تو اس سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔ اور اس مسئلہ میں ہمارے اصحابؒ میں سے بعض کا قول ہے کہ یہ حکم اس صورت پر محمول ہے جبکہ وہ گھر بڑا ہو نقب لگا کر اس میں داخل ہونا ممکن ہو۔ اور گھر اتنا چھوٹا ہو کہ نقب لگا کر اس کے اندر داخل ہونا ممکن نہ ہو اور چور نے اس میں (نقب لگا کر) اپنا ہاتھ داخل کیا اور مال لے لیا تو اس پر بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی[4]	سراج وہاج
۲۷	اگر کسی شخص نے صراف کے صندوق میں ہاتھ ڈال کر یا دوسرے شخص کی آستین میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی[5]	سراج وہاج

ہوئے بغیر ہاتھ داخل کر کے کوئی چیز چرالی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگے گی اور ایسے چور کو لص ظریف نام رکھا گیا ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ماثور ہے۔ اور اگر چور نے صندوق میں ہاتھ ڈال کر کوئی چیز چرالی تو اس کا حکم یوں نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۲۔ حکم نمبر ۱۳، ۲۷ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنا ہاتھ غیر کے صندوق میں ڈالا یا اسکی جیب میں ڈالا یا اس کی آستین میں ڈالا اور مال لے لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ نیز لکھا ہے جیب سے مراد قمیض یا اس قسم کی چیز کی جیب ہے جو درہمیں رکھنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ عمامہ (یعنی پگڑی) اور حزام (یعنی چمڑے کی چیز) سے لینے کا حکم بھی یوں ہی ہے اور لکھا ہے کہ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر حرز (یعنی محفوظ جگہ کا مقام) ایسا ہو کہ اس میں چور کا داخل ہونا ممکن ہو تو اس کے ہتک میں چور کے داخل ہونے اور نکال لانے کا اعتبار ہے اور اگر وہ حرز ایسا ہو کہ میں اس کے اندر چور کا داخل ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے ہتک میں اس میں ہاتھ ڈال کر لینے کا اعتبار ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳، ص ۲۸۴۔ نیز حکم نمبر ۱۰، ۱۳، ۲۲، ۲۹ / ۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۲۷/۴-۲۸	جماعة نزلوا خانا او بیتا فسرق بعضهم من بعض متاعا وصاحب المتاع یحفظه او هو تحت رأسه[1] لم یقطع	
۲۹	واذا طرّ صرة[2] خارجة من الکم واخذ الدراهم لم یقطع وان ادخل یده فی الکم فطرّها قطع ولو حل الرباط یقطع فی الوجه الاول وفی الوجه الثانی لا یقطع	کذا فی السراجیة کذا فی الکافی
۳۰	فی المنتقی الحسنؒ عن ابی حنیفةؒ قال فی الفشّاش وهو الذی یهیئ لغلق البیت ما یفتحه به اذا فش نهارا ولیس فی البیت ولا فی الدار احد واخذ المتاع لا یقطع وان کان فیها احد من اهلها فأخذ المتاع وهو لا یعلم قطع وکذلك اذا فش بابا فی السوق لم یقطع	کذا فی المحیط
۳۱	والقفاف لا یقطع وهو الذی یعطی الدراهم لینظر الیها فیأخذ منها وصاحبه لا یعلم	کذا فی المحیط
۳۲	فی الحاوی اذا کان باب الدار مردودا غیر مغلق فدخلها السارق خفیة واخذ المتاع خفیة قطع ولو کان باب الدار مفتوحا فدخل نهارا وسرق لا یقطع ولو دخل لیلا من باب الدار وکان الباب مفتوحا مردودا بعد ما صلی الناس العتمة وسرق خفیة او مکابرة ومعه سلاح اولا وصاحب الدار یعلم به اولا قطع ولو دخل اللص دار انسان ما بین العشاء والعتمة والناس یذهبون ویجیئون فهو بمنزلة النهار	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۲/۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھاہے کہ طرّ ای شقّ یعنی پھاڑا اور صُرَّۃ یعنی وہ خرقہ جس میں درہم باندھے جائیں (یعنی کیسہ) اور یہاں صرۃ سے مراد وہ بندھی ہوئی آستین جسمیں درہم ہوں اور من الکم ای من نفس الکم یعنی وہ کیسہ جو نفس آستین سے ہو الگ شئی نہ ہو اور لکھاہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں چار صورتیں ہیں جب کیسہ نفس آستین سے بنایاگیا تو بندھن باہر اور دراہم آستین کے اندر ہونگے یا اسکا الٹ ہوگا اور دونوں صورتوں میں چور نے کیسہ پھاڑ کر مال لیا یا وہ بندھن کھولکر لیا پہلی صورت جب بندھن باہر اور درہم آستین کے اندر تھے اور چور اس کیسہ کو پھاڑ کر مال لے لے تو اسمیں قطع ید کی حد نہ ہوگی (اسکے متعلق البحر الرائق ج ۵ ص ۶۰ میں ہے کہ اس لئے کہ اس صورت میں پھاڑنے سے کیسہ آستین کے اندر نہیں ہوتا وہ آستین سے باہر سے دراہم لینا قرار پاتاہے پس ہتک حرز نہیں پایاگیا) دوسری صورت یعنی جب بندھن آستین کے اندر کی طرف ہو اور چور وہ کیسہ پھاڑ کر دراہم لے لے بایں طور کہ اس نے آستین کے اندر ہاتھ ڈالا اور موضع دراہم کو پھاڑ کر دراہم لئے تو اس میں قطع ید کی حد لازم ہے اس لئے کہ اس نے حرز سے لیاہے تیسری صورت یعنی جب بندھن باہر تھا چور نے اس بندھن کو کھولکر دراہم لئے تو اس میں قطع ید کی حد لازم ہے اس لئے کہ اس صورت میں درہم چرانے کے لئے آستین کے اندر ہاتھ ڈالکر درہم لینے ہوتے ہیں پس اس نے حرز سے لیاہے۔ وہ چوتھی صورت یعنی جب بندھن آستین کے اندر کی طرف تھے چور نے وہ بندھن کھولکر دراہم لئے تو قطع ید کی حد لازم نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	دوسرا باب۔ جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — دوسری فصل۔ محفوظ جگہ سے اور اسی لینے کا بیان	حوالہ
۲۷۰-۲۸	ایک جماعت کسی سرا میں یا کسی گھر میں اتری تو ان میں سے بعض نے بعض کا مال چوری کرلیا اور مال کا مالک اس مال کی حفاظت کررہا تھا یا وہ مال اس کے سر کے نیچے تھا تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [1]	سراجیہ
۲۹	اگر کسی چور نے آستین سے بنائے ہوئے کیسہ کو جو کیسہ آستین کے بیرونی طرف ہے اسے پھاڑ کر درہم لئے تو (اس چوری پر) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے اپنا ہاتھ آستین کے اندر ڈالکر اس کیسہ کو پھاڑا (اور درہم لئے) تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اگر چور نے (اس کیسہ کے) بندھن کو کھولا (اور درہم لئے) تو (مذکورہ) پہلی صورت میں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور (مذکورہ) دوسری صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [2]	کافی
۳۰	المنتقی میں بروایت حسنؒ امام ابوحنیفہؒ سے نشاش کے متعلق قول منقول ہے کہ نشاش اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ بند دروازہ کے لئے ایسی چیز تیار رکھتا ہے جس سے اسے کھول لے جب اس نے دن کے وقت دروازہ کھولا اور کمرے میں اور گھر میں کوئی نہ تھا اور اس نے مال لے لیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر گھر والوں میں سے کوئی شخص گھر میں تھا پس چور نے مال لے لیا اور وہ چور (اہل خانہ کی موجودگی کو) نہیں جانتا۔ تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اسی طرح اگر اس نے بازار کا کوئی دروازہ کھولا تو یہی حکم ہے [3]	محیط
۳۱	اور قفاف کو بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور قفاف اس (ٹھگ، شخص کو کہتے ہیں کہ جسے درہم اس لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ انہیں دیکھ کردے (یعنی پرکھے یا شمار کرے) پس وہ ان میں سے لے لیتا ہے اور مالک کو پتہ نہیں چلتا [4]	محیط
۳۲	الحاوی میں ہے کہ (ا) جب گھر کا دروازہ یوں تھا کہ اس کے کواڑ بند تھے دروازہ مغلق یعنی تالا زدہ نہ تھا پس اس گھر میں چور خفیۃ داخل ہوا اور خفیۃ مال لیا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور گھر کا دروازہ کھلا تھا پس چور دن کے وقت داخل ہوا اور چوری کی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [5] (ج) اگر کوئی چور رات کے وقت جب لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اس کے بعد کسی کے گھر میں گھر کے دروازہ سے داخل ہوا اور دروازہ یوں تھا کہ کھلا تھا (یعنی تالا نہ لگا ہوا تھا) اور اس کے کواڑ بند تھے۔ اس نے (اس گھر سے) خفیۃ چوری کی یا غلبہ وقہر کے ساتھ کی اس کے پاس ہتھیار تھا یا نہ، گھر والے کو اس کا علم ہوگیا یا نہ اسپر قطع ید کی حد لگائی جائے گی [6] (د) اور جب کوئی چور کسی انسان کے گھر عشا اور عتمہ (یعنی عشاء اور مغرب) کے درمیان وقت میں داخل ہوا جبکہ لوگ آجارہے ہوں تو وہ وقت بمنزلہ دن کے ہے۔	محیط

[1] اسلئے جب اس نے آستین کے اندر سے بندھن کھولا تو درہم آستین سے باہر ہے اور اس کا دراہم لینا باہر سے قرار پایا حرز سے نہیں۔ پس حد لازم نہ ہوگی! اور امام ابویوسفؒ اور دیگر تینوں اماموں کے ہاں مذکور سب صورتوں میں قطع ید کی حد لازم ہے اس لئے کہ آستین حرز ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۸۲ (مترجم) [3] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ نشاش دن کو دروازہ کھول کر مال لے لے تو اسمیں قطع ید نہ ہونے کی وجہ غالبا یہ ہے کہ اسطرح وہ اعلانیہ لینے والا قرار پاتا ہے اور چوری قرار پانے کیلئے خفیۃ لینا شرط ہے تب قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے اور رات کو دروازہ کھول کر لینے میں ایسا حکم نہیں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر گھر والوں میں سے کوئی شخص گھر میں موجود ہو اور دروازہ کھولنے والے کو اسکا علم نہ ہو تو چونکہ وہ اپنے گمان میں خفیۃ لے رہا ہے اسلئے اسے قطع ید کی حد لگے گی لیکن اگر اسے علم ہو کہ گھر میں کوئی ہے تو پھر وہ اعلانیہ لینے والا ہے پھر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۸۰ نیز حکم نمبر ۲۳۰۲۲/۲۷۰، ۲/۲۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ قفاف کی چوری یوں ہوتی ہے کہ اسے درہم پرکھنے کیلئے دیئے جائیں تو وہ اپنی انگلیوں میں اس طرح رکھ کر چرا لیتا ہے کہ مالک کو پتہ نہیں چلتا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۸۰ (مترجم)، [5] جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں سرقہ نہیں بلکہ مکابرہ یعنی اعلانیہ و غلبہ سے لینا قرار پاتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ ۲۸۰۔ نیز حکم نمبر ۲۲ و ۲۳ ج/۲۷۰ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۳۰/۲۷۰، ۲/۲۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۰۲/۲۲۸، ۲۷۰۰۳۳۱ ب/۲۷۰ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) [7]

[illegible] ج ۳ صـ ۲۸۵ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۴۷۰-۳۳	واذا کان صاحب الدار یعلم بدخول اللص واللص لا یعلم ان فیہا صاحب الدار او یعلم به اللص وصاحب الدار لا یعلم قطع ولو علما لا یقطع ولو لم یعلما قطع	کذا فی المحیط
۳۴	ولو کابر انسانا لیلا حتی سرق متاعه قطع ولو کابره نهارا فنقب بیته سرا واخذ متاعه مغالبة لا یقطع والقیاس ان لا یقطع فی الفصلین لکنا استحسنا فی الفصل الاول وقلنا بوجوب القطع	کذا فی المحیط
۳۵	ولو اخرج شاة من الحرز فتبعها اخری و لم تکن الاولی نصابا فلا قطع علیه	کذا فی السراج الوهاج
۳۶	واذا سرق شاة او بقرة او فرسا من المرعی لا یقطع هکذا ذکر محمد رحمه الله فی الاصل قال شیخ الاسلام الا ان یکون علیها راع یحفظها و فی البقالی انه لا قطع فی المواشی فی المرعی وان کان معها الراعی لان الراعی ینتصب لاجل الرعی لا لاجل الحفظ فلا تصیر محرزة بالراعی فان کان معها سوی الراعی من یحفظها یجب القطع وعلیه الفتوی	کذا فی الذخیرة
۳۷	وان کانت الغنم تأوی الی بیت باللیل قد بنی لها علیه باب مغلق فکسره ودخل فسرق منه شاة قطع و فی البقالی وقیل لا یعتبر الغلق اذا کان الباب مردودا الا ان یکون منفردا فی الصحراء	کذا فی الذخیرة
۳۸	یأوی باللیل الی حائط قد بنی لها علیه باب وهناک من یحفظها وکسر الباب لیلا وسرق بقرة فقادها او ساقها او رکبها حتی اخرجها قطع	

ل حکم نمبر ۳۰/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ع جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی انسان نے کسی انسان پر رات کے وقت مکابرہ (یعنی قہر و غلبہ) کرکے اس کا مال چوری کرلیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ صفحہ ۴۳۱ - نیز حکم نمبر ۱، ۲، ۳/۴۷۰ اور شہر میں قطع الطریق متحقق ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) عہ چوری میں کم از کم نصاب کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۳-۳۲/۴۷۰ (نیز لکھا ہے کہ) (ل) جب گھر والے کو چور کے داخل ہونے کا علم ہوا اور چور کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس گھر میں گھر والا (موجود) ہے یا چور کو علم ہو کہ گھر والا گھر میں ہے اور گھر والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ چور داخل ہوا ہے تو ان صورتوں میں چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر چور اور گھر والے دونوں کو ایک دوسرے کے متعلق مذکورہ علم ہو گیا تو اس صورت میں چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور اگر دونوں کو ایک دوسرے کے متعلق مذکورہ علم نہ ہو تو چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۱] — محیط

۳۴ (نیز لکھا ہے کہ) (ل) اگر کسی چور نے رات کے وقت کسی انسان سے مکابرہ کیا (یعنی زبردستی اور غلبہ کیا) حتی کہ اس کا مال چوری کر لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی (ب) اور اگر کسی چور نے دن کے وقت یوں قہر و غلبہ کیا کہ اس کے گھر میں خفیہ نقب لگائی اور اس کا مال زبردستی اور غلبہ سے لیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور قیاس یہ ہے کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے لیکن ہم نے اول صورت میں استحسان اختیار کیا اور اسی پر قطع ید واجب ہونے کا حکم کیا [۲] — محیط

۳۵ کوئی چور کسی محفوظ جگہ سے بکری نکال لایا اور دوسری بکری اس کے پیچھے (خود) چلی آئی اور پہلی بکری چوری کا نصاب [۳] نہ قرار پاتی تھی تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے ۔ — سراج وہاج

۳۶ (ل) جب کسی چور نے کوئی بکری یا گائے یا گھوڑا چراگاہ سے چرایا تو اس چوری سے اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ امام محمدؒ نے الاصل میں یونہی ذکر کیا ہے (ب) اور شیخ الاسلامؒ نے کہا ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی چرواہا ہو جو ان کا حفاظت کنندہ ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے ۔ (ج) اور البقالی میں ہے کہ چراگاہوں سے مویشی چوری کرنے میں قطع ید کی حد نہیں ہے اور اگرچہ ان کے ساتھ چرواہا ہو اس لئے کہ چرواہا چرانے کے لئے مقرر ہوتا ہے حفاظت کرنے کے لئے مقرر نہیں ہوتا لہذا وہ جانور چرواہے کی وجہ سے حرز میں (یعنی حرز بالحافظ میں) نہ قرار پائیں گے ۔ پس اگر ان جانوروں کے ساتھ چرواہے کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص ہو جو ان کا حفاظت کنندہ ہو تو پھر (اس چوری سے) قطع ید کی حد واجب ہوگی اور اس پر فتوی ہے [۴] — ذخیرہ

۳۷ (ل) اگر بکریاں رات کو اس گھر میں آکر رہا کرتی ہوں جو ان کے لئے بنایا گیا ہے ۔ اس پر مغلق دروازہ (یعنی تالا زدہ بند دروازہ) ہے پس چور نے توڑا اور داخل ہوا پھر وہاں سے بکری چوری کی تو اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) البقالی میں ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ جب دروازہ کے کواڑ بند ہوں تو دروازہ کے تالا زدہ بند ہونے کا اعتبار نہیں ہے لیکن اگر وہ گھر جنگل میں اکیلا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر دروازہ بند ہونے یعنی تالا لگا ہونے کا اعتبار ہے) [۵] — ذخیرہ

۳۸ (ل) جو مال رات کو اس چار دیواری میں آکر رہا کرتا ہو جو اس کے لئے بنائی گئی ہے ۔ اور اس چار دیواری کا دروازہ ہے ۔ اور وہاں کوئی ایسا شخص ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے ۔ کسی نے رات کے وقت اس دروازہ کو توڑا اور (وہاں سے) گائے چوری کی

[۴] حکم نمبر ۹/ج ۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۰/۴۶۹ ، ۳۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۴۷۰ -	اتخذ حظیرة من حجر او شوک وجمع فیها الاغنام وهو نائم عندها یقطع سارقها قال محمدؒ اذا جمع الغنم فی حظیرة اوفی غیر حظیرة وعلیها حافظ او لیس علیها حافظ بعد ان جمعها فی موضع قطع سارقها	کذا فی الحاوی
	وعامة المشائخؒ علی انه اذا جمعها فی مکان اعد لحفظها فسرق رجل منها فعلیه القطع سواء کان معها حافظ او لم یکن	کذا فی المحیط
	وهو الصحیح	هکذا فی الذخیرة
۳۹	من سرق من ابویه وان علیا او ولده وان سفل او ذی رحم محرم منه کالاخ والاخت والعم والخال والعمة والخالة لا یقطع ولو سرق من بیت ذی الرحم المحرم متاع غیره لا یقطع ولو سرق مال ذی الرحم المحرم من بیت غیره یقطع	کذا فی فتح القدیر
۴۰	ولو سرق من امه او اخته رضاعا یقطع	کذا فی الکافی
۴۱	واذا سرق احد الزوجین من الآخر لم یقطع وکذلک اذا سرق احد الزوجین من حرز خاص للآخر لا یسکنان فیه	کذا فی غایة البیان
۴۲	ولو سرقت المرأة من زوجها او سرق هو منها ثم طلقها ولم یدخل بها فبانت بغیر عدة لا یقطع واحد منهما لو سرق من امرأته المبتوتة او المختلعة ان کانت فی العدة لم یقطع سواء کان طلقة او طلقتین او ثلاثا وکذا اذا سرقت هی من بیت زوجها وهی فی العدة فلا قطع علیها	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ حکم نمبر ۳/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۹۱ نیز حکم نمبر ۴۰/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۹/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ اس کے متعلقہ احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۸؎ میں ہیں (مترجم) ۶؎ خلع یعنی بیوی سے کوئی بدل لیکر خلع کرنے کے لفظ کے ساتھ نکاح کی ملک کو زائل کر دینا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۱ ص ۴۸۸ اس کے دیگر احکام بحث ۸؎ کے باب ۸؎ میں ہیں۔ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
-۴۷۰	پھر اسے کھینچ لایا یا ہانک لایا یا اسپر سوار ہوا حتیٰ کہ وہاں سے نکال لایا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) کسی نے پتھروں یا کانٹوں کا حظیرہ (یعنی احاطہ، باڑہ) بنایا۔ اسمیں بکریاں جمع کیں۔ اور وہ خود اس حظیرہ کے پاس سوتا ہے تو وہاں سے چوری کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ج) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب باڑہ میں یا غیر باڑہ میں بکریاں جمع کردی جائیں اور ان پر حفاظت کنندہ ہو یا نہیں ایک جگہ جمع کردیا گیا اور اس کے بعد ان پر حفاظت کنندہ نہ رہا تو ان سے چوری کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [1]	حاوی
	(ج) عام مشائخ کے ہاں حکم یہی ہے کہ جب اس نے بکریوں کو ایسے مقام میں جمع کردیا جو ان کی حفاظت کے لئے تیار کیا گیا ہے پھر ان بکریوں سے کسی آدمی نے چوری کی تو اسپر قطع ید کی حد لگائی جائے گی خواہ ان بکریوں کے ساتھ حفاظت کنندہ تھا یا نہ تھا [2]	محیط
	(د) اور یہی مذکورہ حکم صحیح ہے۔	ذخیرہ
۳۹	(و) جس شخص نے اپنے ماں باپ کی چوری کی خواہ وہ اوپر درجہ تک کے ہوں (مثلاً دادا دادی وغیرہ) یا کسی نے اپنی اولاد کی چوری کی خواہ وہ نیچے درجہ تک ہوں (مثلاً پوتا۔ پوتی وغیرہ) یا کسی نے ذی رحم محرم کی چوری کی مثلاً بھائی بہن، چچا، ماموں، پھوپھی اور خالہ تو اس چوری سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [3] (ب) اور اگر کسی نے ذی رحم محرم کے گھر سے کسی غیر کا مال چوری کیا تو بھی اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور اگر کسی نے ذی رحم محرم کا مال کسی غیر کے گھر سے چوری کرلیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	فتح قدیر
۴۰	اگر کسی شخص نے اپنی رضاعی (یعنی دودھ کے رشتہ سے) ماں یا بہن کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [4]	کافی
۴۱	جب خاوند بیوی میں سے ایک نے دوسرے کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب خاوند بیوی میں سے ایک نے دوسرے کے حرز خاص (یعنی اس کے لئے مخصوص محفوظ جگہ) سے چوری کی جس میں وہ دونوں رہتے نہیں تو بھی اس چوری سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	غایۃ البیان
۴۲	(و) اگر بیوی نے خاوند کی چوری کی یا خاوند نے بیوی کی چوری کی پھر اس خاوند نے اسے طلاق دے دی اور اس نے ابھی اس سے دخول نہ کیا تھا پس وہ بغیر عدت کے بائنہ ہوگئی [5] تو اس صورت میں ان دونوں میں سے کسی پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ (ب) اگر کسی نے مبتوتہ بیوی (یعنی جسے طلاق بائنہ دے چکا ہے) یا مختلعہ بیوی (یعنی جس [6] سے خلع کیا گیا ہو) کی چوری کی اور وہ عورت ابھی عدت میں تھی تو خواہ اسے ایک طلاق دی تھی یا دو یا تین طلاقیں دے دیں۔ اس چوری سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اسی طرح اگر بیوی نے خاوند کے گھر سے چوری کی اور وہ عدت میں ہو تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۲۷۰-۴۲	ولو ابانها بعد السرقة و نقضت عدتها ثم رفع الامر الی القاضی لا یقطع	کذا فی التبیین
۴۳	اذا سرق من اجنبیة او سرقت من اجنبی ثم تزوجها قبل المرافعة الی الامام ثم ترافع الامر الی الامام واقر لسارق فالقاضی لا یقطع	کذا فی الذخیرة
	وان تزوجها بعد القضاء لم یقطع عند ابی حنیفة و محمد	کذا فی السراج الوهاج
۴۴	اذا سرق من امرأة قد حرمت علیه بتقبیل امها او ابنتها قطع	کذا فی المحیط
۴۵	ولو سرق من بیت الاصهار والاختان لم یقطع عند ابی حنیفة وعندهما یقطع والخلاف فیما اذا کان البیت للختن اما اذا کان للبنت فلا یقطع اتفاقا وکذا فی مسئله الصهر اذا کان البیت للزوجة لا یقطع اجماعا	کذا فی الجوهرة النیرة
۴۶	الختن زوج کل ذی رحم محرم منه کزوج البنت والاخت وکل ذی محرم من الختن والصهر من حرم علیه بالمصاهرة کام المرأة وابنتها وکامرأة الاب وکل ذی رحم محرم من اولادها	کذا فی المحیط
۴۷	ولو سرق العبد من مولاه لا یقطع	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	وکذلک لو سرق من ابی مولاه او امه او ذوی رحم محرم منه او من امرأة مولاه	کذا فی محیط السرخسی
۴۹	وکل ما لا یقطع المولی بالسرقة منه فعبده بمنزلته	کذا فی محیط السرخسی
۵۰	ولا فرق بین ان یکون العبد مدبرا او مکاتبا او مأذونا او ام ولد سرقت من مولاها	کذا فی السراج الوهاج

۱ ختن اور صہر کے مفہوم کے متعلق حکم ۴۶/۲۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ جیساکہ رد المحتار میں ہے کہ (ختنه وصهره) ختنه زوج کل ذی رحم محرم منه وصهره کل ذی رحم محرم من امرأته الخ یعنی ختن ہر ذو رحم محرم کے خاوند کو کہتے ہیں اور صہر جو اس کی بیوی کا ذو رحم محرم ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ ۲۷۹ اور محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ عادۃً اسے داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے اسی طرح اس غلام کے آقا کی بیوی آقا کے اقارب اور شریک کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۷۸، صـ ۲۷۹ حکم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ وار مسلسل نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۲	(د) اور اگر کسی خاوند نے (بیوی کی) چوری کرنے کے بعد اسے طلاق بائنہ دے دی اور پھر اس کی عدت ختم ہوگئی پھر اس چوری کا مقدمہ قاضی کے ہاں پیش ہوا تو (اس صورت میں بھی) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	تبیین
۴۳	(و) اگر کسی مرد نے کسی اجنبیہ عورت کا مال چرایا یا کسی عورت نے اجنبی مرد کا مال چرایا پھر قاضی کے ہاں اس کا مقدمہ پیش ہونے سے پہلے اس سے نکاح کرلیا پھر وہ مقدمہ قاضی کے ہاں پیش ہوا اور چوری کرنے والے نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی قطع ید کا حکم نہ دے گا۔	ذخیرہ
	(ب) اور اگر اس نے قاضی کے قطع ید کے فیصلہ کے بعد (اور حد جاری ہونے سے پہلے) اس سے نکاح کرلیا تو بھی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۴۴	جب کسی شخص نے کسی ایسی عورت کی چوری کی جو اس پر اس وجہ حرام ہو چکی ہو کہ اس نے اس کی ماں یا اس کی بیٹی کا (شہوت کے ساتھ) بوسہ لے لیا تو اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط
۴۵	اگر کسی شخص نے ان لوگوں کے گھر سے چوری کی جو (رشتہ میں) صہر[1] ہیں یا ختن ہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ وہ گھر ختن کا تھا اور اگر وہ گھر اس بیٹی کا تھا تو بالاتفاق قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اسی طرح صہر کے مسئلہ میں جب وہ گھر اس کی بیوی کا تھا تو پھر بالاجماع اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	جوہرہ نیرہ
۴۶	(و) ختن (یعنی دامادی کے رشتہ) سے مراد ہر ذورحم محرم کا خاوند ہے مثلاً بیٹی یا بہن کا خاوند نیز ختن سے مراد ختن کے محرم (افراد) ہیں۔	
	(ب) اور صہر (یعنی سسرال ہونے کے رشتہ) سے مراد وہ جو نکاح و مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہو جیسا کہ اپنی بیوی کی ماں اور اپنی بیوی کی بیٹی اور جیسا کہ اپنے باپ کی بیوی نیز صہر سے مراد بیوی کی اولاد کا ذورحم محرم ہے[2]	محیط
۴۷	اگر غلام نے اپنے آقا کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[3]	محیط سرخسی
۴۸	اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی غلام نے اپنے آقا کے باپ یا اپنے آقا کی ماں یا اپنے آقا کے ذورحم محرم یا اپنے آقا کی بیوی کی چوری کی (تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی)[4]	محیط سرخسی
۴۹	وہ سب (لوگ) کہ ان کا مال چوری کرنے سے آقا پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی تو اس آقا کا غلام بھی (اس حکم میں) بمنزلہ آقا کے ہے[5]	محیط سرخسی
۵۰	(غلام پر اپنے آقا کی چوری سے قطع ید کی حد لازم نہ ہونے کے مذکورہ حکم میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ غلام مدبر ہو یا مکاتب ہو یا ماذون ہو یا ام ولد ہو جس نے اپنے آقا کی چوری کی (سب صورتوں میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے)[6]	سراج وہاج

[1] نمبر ۴۸ تا ۵۰ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۷ / ۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس حکم میں غلام اپنے آقا سے ملحق ہے حتی کہ آقا پر جس چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی اس کے غلام پر بھی اس چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی مثلاً آقا کے اقارب وغیرہ اگر انکے گھر سے آقا چوری کرے تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی تو آقا کے ان اقارب وغیرہ کے گھر سے آقا کا غلام چوری کرے تو اس پر بھی قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اسلئے کہ مصلحتوں کو قائم رکھنے کی غرض سے ان لوگوں کے گھر میں داخلہ کیلئے وہ غلام عادۃً اجازت یافتہ قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۹ البتہ حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] مدبر، مکاتب، ماذون اور ام ولد غلاموں کے مفہوم کے لئے حکم نمبر ۲ / ۳۳۳، ۲۴ / ۳۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۷۰/۴ - ۵۱	وکذلك المولی اذا سرق من مال مکاتبه اوعبده المأذون	کذا فی محیط السرخسی
۵۲	ویقطع بالسرقة من العبد لانه بمنزلة المودع فیما فی یده ویقطع السارق من المودع	کذا فی محیط السرخسی
۵۳	ولا قطع علی الضیف اذا سرق ممن اضافه	کذا فی الهدایة
۵۴	ولا قطع علی خادم القوم اذا سرق متاعهم	کذا فی السراج الوهاج
۵۵	ولا علی اجیر سرق من موضع اذن له فی دخوله	کذا فی السراج الوهاج
۵۶	واذا آجر داره من رجل فسرق المؤجر من المستأجر او المستأجر من المؤجر وکل واحد منهما فی منزل علی حدة قطع السارق منهما عند ابی حنیفة رح وعندهما اذا سرق المؤجر من المستأجر فلا قطع وان سرق المستأجر من المؤجر قطع بالاجماع اذا کان فی بیت مفرد	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس کی کمائی میں آقا کا حق ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ حق اس لئے کہ وہ آقا کا مملوک ہے پس چوری قرار نہیں پاتی۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۷۳ اور چوری کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲؎ حکم نمبر ۲۴/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۳؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اجازت یافتہ مہمان نے خواہ اس کرہ سے چوری کی جس میں وہ بطور مہمان تھا یا اس نے اس گھر کے کسی اور کرہ سے چوری کی یا وہاں سے مقفل صندوق سے چوری کی اسپر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ گھر اپنے تمام کمروں سمیت ایک حرز قرار پاتا ہے پس اس گھر میں اسے اجازت ملنے سے (اس کے لئے) اس گھر کے سب کمروں کا محفوظ شدہ قرار پانا خلل پذیر ہوگیا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۱۔ نیز حکم نمبر ۶/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۴؎ حکم نمبر ۶/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۵؎ حکم نمبر ۶/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۶؎ حکم نمبر ۱۷/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۷۰۴- ۵۱	اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب آقا نے اپنے مکاتب غلام یا ماذون غلام کی چوری کی (تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) [1]	محیط سرخسی
۵۲	غلام کے مال کی چوری کی گئی تو چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ جو کچھ غلام کے پاس ہے وہ بمنزلہ امانت رکھے ہونے کے ہے اور جس شخص نے امانت رکھے ہوئے مال کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے [2]	محیط سرخسی
۵۳	اگر مہمان نے اس شخص کے گھر سے چوری کی جس نے اسے مہمان بنایا تھا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [3]	ہدایہ
۵۴	جب ایک گروہ کے خدمت گار نے ان کا مال چرالیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [4]	سراج وہاج
۵۵	مزدور نے اس جگہ سے چوری کی جہاں داخلہ کے لئے اسے اجازت دی گئی تھی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی [5]	سراج وہاج
۵۶	(۱) جب کسی شخص نے اپنا گھر کسی آدمی کو کرایہ پر دیا تو کرایہ پر دینے والے نے کرایہ دار کی چوری کر لی یا کرایہ دار نے کرایہ پر دینے والے کی چوری کی اور ان دونوں میں سے ہر ایک علیحدہ گھر میں رہتا ہے تو ان میں سے جس نے چوری کی امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ب) اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں جب کرایہ پر دینے والے نے کرایہ پر لینے والے کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد نہیں ہے (ج) اور اگر کرایہ پر لینے والے نے کرایہ پر دینے والے کی چوری کی تو اسے بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ علیحدہ گھر میں رہتا تھا [6]	سراج وہاج

toobaa-elibrary.blogspot.com

الفصل الثالث فی کیفیۃ القطع واثباتہ

دفعات ۴۷۱ تا ۴۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۴۲

۴۷۱۔ کیفیۃ القطع واثباتہ تعداد شق ۴۲

شق	متن	حوالہ
۱	تقطع یمین السارق من الزند وتحسم وثمن الزیت وکلفۃ الحسم علی السارق عندنا	کذا فی البحر الرائق
۲	فان سرق ثانیا قطعت رجلہ الیسریٰ وان سرق ثالثا لم یقطع وخلد فی السجن حتی یتوب ھذا استحسان ویعزر ایضا ذکرہ المشائخ رح	کذا فی الھدایۃ
۳	وللامام ان یقتلہ سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد	کذا فی السراجیۃ
۴	وان کان السارق اشل الید الیسریٰ او اقطع او مقطوع الرجل الیمنی لم یقطع وکذا اذا کانت رجلہ الیمنی شلاء وکذلک ان کانت ابہامہ الیسریٰ مقطوعۃ او شلاء او الاصبعان منہا سوی الابہام وان کانت اصبع واحدۃ سوی الابہام مقطوعۃ او شلاء قطع	کذا فی الھدایۃ
۵	ولو کانت یدہ الیمنی شلاء او ناقصۃ الاصابع یقطع فی ظاہر الروایۃ	کذا فی التبیین

۱؎ چوری قرار پانے کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۶۸ اور قابل حد چوری کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۶۹، ۴۷۰ اور حدود کے مفہوم اور اس کے رکن و شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۵۴ تا ۴۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ دوسری بار یا زائد بار چوری کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲، ۳ / ۴۷۱ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۴ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ الزَّند یعنی ہاتھ کے گٹے کا جوڑ۔ الزَّند ہاتھ کا وہ جوڑ جو اسے کلائی سے ملاتا ہے اس جوڑ کے انگوٹھے کی طرف کو زند الکوع اور چھنگلیاں کی طرف کو زند الکرسوع کہتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانا حاکم وقت کی رائے پر ہے کیونکہ قطع ید کی ہر حد میں اسکا مسنون ہونا ثابت نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵ (مترجم) ۴؎ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ الحسم۔ یعنی ابلتے تیل یا اس قسم کی چیز سے داغنا یا گرم لوہے سے داغنا تاکہ خون بہنا بند ہو جائے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵ (مترجم) ۵؎ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ یہ حکم وجوبا ہے تاکہ خون کا بہنا اس کی ہلاکت کا سبب نہ بنے۔ کیونکہ ان حدود میں مقصد اسے ہلاک کرنا نہیں انزجار ہے۔ یعنی تاکہ مجرم جرم کا اعادہ نہ کرے اور دوسرے لوگ اس سے نصیحت و عبرت حاصل کر کے اس جرم کا ارتکاب نہ کریں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار

toobaa-elibrary.blogspot.com

تیسری فصل قطع کی کیفیت اور اسکے اثبات کا بیان

دفعات ۴۷۱ تا ۴۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۴۲

۴۷۱۔ قطع کی کیفیت اور اسکا اثبات

اور اس میں ۴۲ شقیں ہیں

۱ (جس شخص پر حسب [۱] شرائط چوری ثابت ہونے کے بعد چوری کی حد اور اس کا نفاذ لازم ہو جائے تو چور پر پہلی [۲] حد سرقہ میں) چور کا دایاں ہاتھ زند (یعنی گٹے کے جوڑ) [۳] سے کاٹ دیا جائے گا اور تل کر [۴] (داغنے سے) اس کا خون بند کر دیا جائے گا [۵] اور ہمارے ہاں تیل کی قیمت اور تل کر خون بند کرنا چوری کرنے والے پر ہے۔ — بحر الرائق

۲ (الف) پھر اگر اس چور نے دوبارہ [۶] چوری کی (اور حد لازم ہو گئی) تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا [۷] (ب) اور اگر اس نے تیسری بار چوری کی (اور حد لازم ہو گئی) تو (مزید) قطع عضو کی سزا نہ دی جائے گی بلکہ اسے ہمیشہ قید میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ (چوری سے) تائب ہو جائے اور یہ حکم از روئے استحسان ہے۔ (ج) چور کو تعزیری سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ مشائخ نے اسے ذکر کیا ہے [۹]۔ — ہدایہ

۳ حاکم مجاز کو اختیار حاصل ہے کہ چور کو (تعزیری سزا میں) سیاسۃً قتل کرنے کا حکم دے دے اس لئے کہ چور چوری کا ارتکاب کر کے زمین میں فساد کے لئے کوشاں ہے [۱۰]۔ — سراجیہ

۴ (الف) اگر چور ایسا ہو کہ اس کا بایاں ہاتھ شل (یعنی سوکھا ہوا ۔ بے جان) ہو یا کٹا ہوا ہو یا اس کا دایاں پاؤں کٹا ہوا ہو تو اسے قطع عضو کی حد نہ لگائی جائے گی (یعنی چوری کی حد میں اس کا دایاں ہاتھ یا بایاں پاؤں نہ کاٹا جائے گا (ب) اسی طرح اگر چور ایسا ہو کہ اس کا دایاں پاؤں شل ہو تو بھی یہی حکم ہے (ج) اسی طرح اگر اس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا کٹا ہوا یا شل ہو یا انگوٹھے کے سوا ہاتھ کی دو انگلیاں ایسی ہوں (یعنی کٹی ہوئی یا شل ہوں) تو اسے قطع عضو کی حد نہ لگائی جائے گی (د) اور اگر چور ایسا ہو کہ انگوٹھے کے سوا اس کے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی کٹی ہوئی ہو تو اسے قطع عضو کی حد لگائی جائے گی [۱۱]۔ — ہدایہ

۵ اگر چور (پر دایاں ہاتھ کاٹنے کی حد لازم ہو اور اس) کا دایاں ہاتھ (پہلے ہی) شل ہو یا اس کی انگلیاں ناقص (یعنی کم و تکمل) ہوں تو ظاہر روایت کے بموجب (چوری کی حد میں) وہ ہاتھ کاٹا جائے گا۔ — تبیین

[۱] ج ۳ صفحہ ۲۸۵ حکم ۱/۴۵۷ مع حاشیہ ۵/۴۶۲، ۵۲ و ۲۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۶] پہلی بار چوری کی حد کے متعلق حکم ۱/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۷] جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائیگا۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵ (مترجم)۔ [۸] جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے توبہ کرے یعنی اس میں توبہ کے نشان ظاہر ہو جائیں اور یا پھر قید میں مر جائے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵۔ حکم نمبر ۶/۴۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۹] چنانچہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ تیسری بار چوری کی حد میں بایاں ہاتھ اور چوتھی بار کی چوری کی حد میں دایاں پاؤں کاٹنے کا مروی حکم اگر صحیح بھی قرار پائے تو سیاسۃً اور تعزیری سزا پر محمول ہوگا۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵۔ حکم نمبر ۳/۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)۔ [۱۰] تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کا حاشیہ "د" و حکم نمبر ۱/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔
[۱۱] نیز ہدایہ میں ہے کہ اسلئے کہ پکڑنے کی قوت انگوٹھے سے ہوتی ہے اور جن صورتوں میں گرفت یعنی پکڑنے یا چلنے کی منفعت کی جنس ہی فوت ہوتی ہو ان میں قطع عضو کی حد نہ لگے گی اور صرف ایک انگلی کے نہ ہونے سے پکڑنے کی قوت میں واضح خلل نہیں آتا پس اس صورت میں قطع عضو کی حد لگے گی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۸۔ نیز حکم نمبر ۷/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حوالہ
۱۷۴-۶	واذا کان للسارق کفان فی معصم واحد قال بعضهم تقطعان جمیعا وقال بعضهم ان تمیزت الاصلیة وامکن الاقتصار علی قطعها لم تقطع الزائدة وان لم یمکن قطعتا جمیعا وهذا هو المختار فان کان یبطش باحدهما قطعت الباطشة	کذا فی الجوهرة النیرة
۷	وان کانت رجله الیمنی مقطوعة الاصابع فان کان یستطیع القیام والمشی علیها قطعت یده وان کان لا یستطیع ان یمشی علیها لم تقطع	کذا فی المبسوط
۸	ومن وجب علیه القطع فی السرقة فلم یقطع حتی قطع قاطع یمینه فان کان قبل الخصومة فعلی قاطعه القصاص فی العمد والارش فی الخطاء وتقطع رجله الیسری فی السرقة وان کان بعد الخصومة قبل القضاء فکذا الجواب الا انه لا تقطع رجله الیسری وان کان بعد القضاء فلا ضمان علی القاطع وناب قطعه عن السرقة حتی لا یجب الضمان علی السارق فیما استهلك من مال السرقة	کذا فی شرح الطحاوی
۹	وان لم تقطع یده الیمنی ولکن قطعت یده الیسری لا تقطع یده الیمنی بسبب السرقة کیلا یؤدی الی تفویت جنس منفعة البطش ولو لم تقطع ید الیسری ولکن قطعت رجله الیمنی سقط عنه القطع بسبب السرقة فان لم تقطع رجله الیمنی ولکن قطعت رجله الیسری قطعت یده الیمنی	کذا فی المحیط
۱۰	اذا قال الحاکم للجلاد اقطع یمین هذا السارق فی سرقة سرقها فقطع یساره عمدا فلا شیٔ علیه عند ابی حنیفة رح ولکن یؤدب	کذا فی فتح القدیر

۱ نیز الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ ایسے چورنے اگر دوبارہ چوری کی تو اس کی مد میں حسب حکم اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور وہ زائد ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۶۳ (مترجم) ۲ حکم نمبر $\frac{1،4}{471}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر $\frac{18}{471}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ خصومت کے وقت اسکا دایاں ہاتھ سلامت ہونے کیوجہ سے حد کا وجوب اسکے دائیں ہاتھ میں تھا اور وہ جاتا رہا تو وجوب قطع ہوگیا۔ ماخوذ از رد المحتار ج۳ ص ۲۸۴ (مترجم) ۵ حکم نمبر $\frac{9،10،15}{471}$ ملاحظہ ہوں اور قطع ید کا حکم ہونے کے بعد جلاد نے چور کا کوئی غیر عضو کاٹ دیا تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{10 تا 12،13،14،16}{472}$ ملاحظہ ہوں اور در مختار میں ہے کہ صحیح حکم کے بموجب جب حاکم مجاز نے کسی پر قطع عضو کا فیصلہ دے دیا تو اس کا فیصلہ دینا قطع عضو کے امر (یعنی حکم) کی طرح قرار

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۱۷۴-۶	اگر چور کی ایک کلائی میں دو ہتھیلیاں ہوں تو قطع ید کی حد میں اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ دونوں کاٹی جائیں گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر ان دونوں میں اصلی ہاتھ کا امتیاز ہوتا ہو اور تنہا اس کا کاٹنا ممکن ہو تو زائد ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور یہ ممکن نہ ہو تو پھر (دائیں کلائی سے) وہ دونوں ہاتھ کاٹے جائینگے اور یہی حکم مختار ہے اور اگر ان دونوں میں سے ایک سے ہی گرفت کرتا ہو تو ان میں سے گرفت کرنے والے ہاتھ کو (قطع ید کی حد میں) کاٹا جائے گا [1]	جوہرہ نیرہ
۷	اگر چور (پر دایاں ہاتھ کاٹنے کی حد لازم ہوا ور اس) کے دائیں پاؤں کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ پاؤں پر کھڑا ہو سکتا اور اس سے چل سکتا ہو تو (قطع ید کی حد میں) اس کا (دایاں) ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر اس سے نہ چل سکتا ہو تو پھر اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [2]	مبسوط
۸	(ا) جس شخص پر چوری کی حد میں قطع ید واجب ہوا اور ابھی اس کا ہاتھ نہ کاٹا گیا تھا کہ کسی اجنبی آدمی نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ایسا امر خصومت (یعنی قاضی کے ہاں وہ مقدمہ پیش ہونے سے) پہلے پیش آیا تو اس کا ہاتھ کاٹنے والے پر عمداً (یعنی جان بوجھ کر) کاٹنے کی صورت میں قصاص (یعنی بدلہ) لازم ہوگا اور خطاء (یعنی غلطی سے) کاٹنے کی صورت میں ارش (یعنی تاوان) لازم ہوگا اور اس چور کو چوری کی حد لگانے کے لئے اس کا بایاں پاؤں کاٹ دینے کی حد لگائی جائے گی [3] (ب) اور اگر ایسا امر قاضی کے ہاں وہ مقدمہ پیش ہونے کے بعد اور فیصلہ سے پہلے پیش آیا تو اس کے حکم میں بھی وہی جواب ہے لیکن اس صورت میں اس چور پر چوری کی حد لگانے کے لئے اس کا بایاں پاؤں نہ کاٹا جائے گا (ج) اور اگر ایسا امر اس چوری کے متعلق قاضی کے فیصلہ کے بعد پیش آیا تو ہاتھ کاٹنے والے اس آدمی پر ضمان لازم نہ ہوگی اور اس کا کاٹنا چوری کی حد میں ہاتھ کاٹنے کے قائمقام قرار پائے گا حتیٰ کہ اگر اس چور نے مسروقہ مال سے جو تلف کر دیا ہو - اس پر اس کی ضمان (بھی) لازم نہ ہوگی [5]	شرح طحاوی
۹	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں اس اجنبی کے کاٹنے میں) اس چور کا دایاں ہاتھ نہ کاٹا گیا مگر اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو چوری کی حد کی وجہ سے اس چور کا دایاں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا تاکہ گرفت یعنی پکڑنے کی منفعت کی جنس فوت کرنا لازم نہ آئے (ب) اور اگر اس چور کا بایاں ہاتھ نہ کاٹا گیا مگر اس کا دایاں پاؤں کاٹ دیا گیا تو اس چور سے چوری کی وجہ سے قطع عضو کی حد ساقط ہو جائے گی (ج) اور اگر اس چور کا دایاں پاؤں نہ کاٹا گیا مگر اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا تو چوری کی حد کی وجہ سے اس چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا [6]	محیط
۱۰	جب کسی حاکم مجاز نے جلاد کو حکم دیا کہ "اس چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دو اس چوری کے جرم کی حد میں جسکا اس نے ارتکاب کیا ہے" پس جلاد نے جان بوجھ کر اس چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں [7] اس جلاد پر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن اسے تادیبا کچھ سزا دی جائے گی۔	فتح قدیر

پاتا ہے - ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۶ (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{۸،۳،۲}{۲۷۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں اس صورت میں اسلئے کچھ لازم نہ ہوگا کہ اسنے چور کا ہاتھ تلف کرنے میں مخالفت تو کی مگر جس کی مخالفت کی وہ یعنی چور کا دایاں ہاتھ جنس میں تلف کردہ یعنی چور کے بائیں ہاتھ سے بہتر تھا پس کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے ہاں اس صورت میں جلاد ضامن ہے - ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۷۹ - نیز حکم نمبر $\frac{۱۱}{۲۷۱}$ ملاحظہ ہو اور اگر مذکورہ صورت میں جلاد نے ہاتھ کی بجائے پاؤں کاٹ دیا تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۶،۱۲}{۲۷۱}$ ملاحظہ ہو اور اگر غیر جلاد نے چور کا عضو کاٹ دیا تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۵،۱۲،۹،۸}{۲۷۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
١٧٣-١١	والخلاف فیما اذا قطع یسارہ عمدا ولو قطعہ خطاء لا یضمن اجماعا سواء اخطأ فی الاجتہاد بان اجتہد وقال الید مطلق فی النص نقطع الیسری او فی معرفۃ الیمین والیسار ھو الصحیح	کذا فی المصفی
١٢	ولو قال لہ اقطع ید ھذا فقطع الیسار لا یضمن بالاتفاق	کذا فی فتح القدیر
١٣	ولو ان السارق اخرج یسارہ وقال ھذہ یمینی فقطعھا لا یضمن وان کان عالما بانھا یسارہ بالاتفاق	کذا فی فتح القدیر
١٤	ولو قطع غیر الجلاد یسارہ لا یضمن ایضا ھو الصحیح	ھکذا فی الھدایۃ
١٥	وان حکم علیہ بالقطع فقطع رجل یدہ الیمنی من غیر اذن الامام فلا شیٔ علیہ لکن الامام یؤدبہ علی ذلک	کذا فی المبسوط
١٦	وان قطع الجلاد رجلہ الیمنی ضمن الجلاد دیتھا وضمن السارق السرقۃ وان قطع رجلہ الیسری ضمن الجلاد دیتھا وقطعت من السارق یدہ الیمنی وان قطع یدیہ جمیعا صارت الیمنی بالسرقۃ وضمن الجلاد للسارق یدہ الیسری	کذا فی المحیط
١٧	ولو قطع یدیہ ورجلیہ ضمن الیسری والرجلین	کذا فی العتابیۃ
١٨	ولو کانت یمین السارق معدومۃ قطعت رجلہ الیسری	کذا فی العتابیۃ

١ حکم نمبر ١٠/١٧٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ جیساکہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس جلاد نے وہ ہاتھ چور کے امر سے کاٹا ہے۔ ماخ
از الجوھرۃ النیرۃ ص ٢٦٣۔ نیز حکم نمبر ١٠/١٧٤ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ جیساکہ درمختار رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جلاد کے علاوہ نے
کاٹ دیا یعنی حاکم مجاز نے جلاد کو (چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا) حکم دیا۔ اور کسی غیر نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا اور ما حصل یہ ہے کہ جب حاکم مجاز چور کے
قطع ید کا حکم دے دے اور جلاد یا غیر جلاد اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دے تو وہ ضامن نہ ہوگا ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ ص ٢٨٦، ص ٢٨٧۔ حکم نمبر ١٠/١٧٤

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۱۷۴-۱۱	اور مذکورہ صورت کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف اس صورت میں ہے جب اس جلاد نے جان بوجھ کر اس چور کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا اور اگر اس نے خطاء یعنی غلطی سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا تو وہ بالاجماع ضامن نہ ہوگا خواہ اس کی یہ غلطی از روئے اجتہاد تھی بایں طور کہ اسنے اجتہاد کرتے ہوئے کہا کہ نصِ قرآنی میں چور کا ہاتھ کاٹنے کے حکم میں مطلق ہاتھ کا ذکر ہے (دایاں یا بایاں) پس اس نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا یا اس نے دایاں اور بایاں ہاتھ پہچاننے میں غلطی کی (اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا) یہ حکم صحیح ہے۔	مصفی
۱۲	اور اگر حاکم مجاز نے جلاد کو (چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے ہوئے) یوں کہا "اس کا ہاتھ کاٹ دو" پس اس نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو وہ بالاتفاق ضامن نہ ہوگا ؎۱	فتح قدیر
۱۳	اور اگر (حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو) چور نے اپنا بایاں ہاتھ نکال کر کہا کہ یہ میرا دایاں ہاتھ ہے پس جلاد نے وہ ہاتھ کاٹ دیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اگرچہ وہ جانتا تھا کہ وہ ہاتھ اسکا (دایاں نہیں) بایاں ہے - یہ حکم بالاتفاق ہے ؎۲	فتح قدیر
۱۴	اور اگر (حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو) جلاد کے علاوہ شخص نے چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو وہ (بھی) ضامن نہ ہوگا یہ حکم صحیح ہے ؎۳	ہدایہ
۱۵	اگر کسی چور پر قطع ید کا فیصلہ ہوا تھا (قطع ید کا حکم نہ ہوا تھا) کہ کسی (اجنبی) آدمی نے حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر اس چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن حاکم مجاز (بغیر اجازت چور کا) ہاتھ کاٹنے والے کو ایسا کرنے پر تادیبی سزا دے گا ؎۴	مبسوط
۱۶	(و) اگر حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور) جلاد نے چور کا دایاں پاؤں کاٹ دیا تو وہ جلاد اس کی دیت (یعنی تاوان) کا ضامن ہوگا اور وہ چور مسروقہ مال کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر جلاد نے چور کا بایاں پاؤں کاٹ دیا تو وہ جلاد اس کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور کا دایاں ہاتھ (چوری کی حد میں) کاٹا جائے گا (ج) اور اگر جلاد نے چور کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے تو دایاں ہاتھ تو چوری کی حد میں کاٹا جانا قرار پائے گا اور جلاد اس چور کے لئے اس کے بائیں ہاتھ کے تاوان کا ضامن ہوگا ؎۵	محیط
۱۷	اگر (مذکورہ صورت میں) جلاد نے چور کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے تو وہ جلاد چور کے بائیں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے تاوان کا ضامن ہوگا۔	عتابیہ
۱۸	اگر (حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور) چور کا دایاں ہاتھ نہ ہو تو اس صورت میں اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا ؎۶	عتابیہ

؎۱ مع حاشیہ ۸، ج، ۹ / ۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۸، ج / ۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۹، ۴ / ۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۸، ۱ / ۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حوالہ
۱۹-۴۷۱	واذا حکم علیه بالقطع بشهود فی السرقة ثم انفلت اولم یکن حکم علیه حتی انفلت فاخذ بعد زمان لم یقطع وان اتبعه الشرط فاخذ وامن ساعته قطعت یده	كذا فی المبسوط
۲۰	ولو سرق من رجلین لم یقطع بغیبة احدهما	كذا فی العتابیة
۲۱	رجل سرق من جوزجانیات فرفع الی قاضی بلخ فله ان یقطعه فان غلب رجل علی جوزجانیات من اهل البغی من غیر تقلید من جهة والی خراسان لم یکن لقاضی بلخ ان یقیم وهو نظیر مالو سرق فی خوارزم فرفع الی قاضی بخاری	كذا فی المحیط
۲۲	واذا ثبتت السرقة فی البرد الشدید والحر الشدید الذی یتخوف علیه الموت ان قطع حبس حتی ینکشف الحر والبرد واذا کان لا یتخوف علیه الموت ان قطع لم یؤخر وان حبس الی فتور الحر والبرد فمات فی السجن فضمان المسروق دین فی ترکته	كذا فی المبسوط
۲۳	ولا یقطع السارق الا ان یحضر المسروق منه فیطالب بالسرقة وقال ابو یوسف[۵] اقطعه والصحیح ظاهر الروایة	كذا فی زاد الفقهاء
	ولا فرق بین الشهادة والاقرار عندنا وکذا ان غاب عند القطع عندنا	كذا فی الهدایة

[۱] حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۲۳/۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱/۴۷۱ کا پانچواں حاشیہ ۱/۴۲۸ کا چھٹا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] اور چوری کے اقرار کی صورت میں حکم نمبر ۴۲/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ چوری کے ظہور کے لئے خصومت شرط ہے اور اس حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ چوری اقرار سے ثابت ہوئی ہو یا گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی ہو۔ اسی طرح اگر چوری کی سزا میں قطع ید کے وقت وہ شخص غائب ہوگیا جس کی چوری کی گئی ہے تو بھی ہمارے ہاں یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ حدود کے باب میں حد کا جاری ہونا اس فیصلہ کا حصہ ہے۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وہ شخص حاضر نہ ہو جس کی چوری ہوئی ہے تو یہ شبہ جگہ پاتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس شخص نے اس مال کو مباح کر رکھا ہو یا اسے مسلمانوں پر وقف کر رکھا ہو یا اس چور پر وقف کر رکھا ہو یا اس محفوظ جگہ میں اسے داخلہ کی اجازت دی ہو پس ان شبہات کی بنا پر اس کی خصومت و مطالبہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات متن نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۱۹-۴۷	جب کسی شخص پر گواہوں سے ثابت شدہ چوری کی حد میں قطع ید کا حکم ہوا تو وہ بھاگ نکلا یا اس پر ابھی قطع ید کا حکم نہ ہوا کہ وہ بھاگ نکلا پھر عرصہ بعد پکڑا گیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۱ھ اور اگر اس کے بھاگنے پر پولیس اس کے تعاقب میں گئی اور اسے فورا پکڑ لائی تو اس پر قطع ید کی حد لگائی جا سکتی ہے۔	مبسوط
۲۰	اگر کسی شخص نے دو آدمیوں کی چوری کی (اور حد لازم ہوگئی)، تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی غیر حاضری میں اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۲ھ	عتابیہ
۲۱	(ا) کسی آدمی نے جوز جانیات (بستی) سے چوری کی تو اس کا مقدمہ بلخ شہر کے قاضی کی عدالت میں پیش ہوا تو قاضی بلخ کو اختیار ہے کہ (ثبوت کے بعد) اس چور پر قطع ید کی حد لگائے (ب) اگر جوز جانیات بستی پر باغیوں میں سے کسی ایسے آدمی نے قبضہ کر لیا جو گورنر خراسان کی طرف سے وہاں مقرر نہیں ہے تو پھر مذکورہ صورت میں (یعنی جوز جانیات میں واقع شدہ چوری کے مرتکب چور پر)، بلخ شہر کے قاضی کو حد قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور پھر یہ صورت اس صورت کی نظیر قرار پائے گی کہ کسی شخص نے خوارزم میں چوری کی اور وہ بخاری کے قاضی کے ہاں پیش کیا گیا۔	محیط
۲۲	(ا) جب چوری کی حد کا ثبوت ایسی سخت گرمی یا سخت سردی میں ہوا کہ اگر چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے تو اس سبب سے اس کی موت کا خدشہ ہے تو اس چور کو قید میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ سخت گرمی یا سخت سردی رفع ہو جائے ۳ھ (ب) اور اگر اس میں قطع ید سے اس چور کی موت کا خدشہ نہ ہو تو حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی جائیگی (ج) اور اگر کسی چور کو سخت گرمی یا سخت سردی کا جوش ماند پڑ جانے تک قید میں رکھا گیا اور اس قید کے دوران اس کی وفات ہوگئی تو مسروقہ مال کی ضمان اس کے ترکہ میں بطور قرض لازم ہوگی۔	مبسوط
۲۳	(ا) چور کو چوری کی سزا میں قطع ید کی حد تب ہی لگائی جائے گی کہ جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ (قاضی کے ہاں) حاضر ہو کر چوری شدہ مال کا مطالبہ کرے (ب) اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میں چور کو چوری کی سزا میں قطع ید کا حکم دے دوں گا (خواہ وہ شخص جس کی چوری کی گئی ہے حاضر ہو کر مطالبہ نہ کرے) (ج) اور صحیح حکم ظاہر روایت کا ہے (جو ۲۳ی/۱۴۷ میں ہے) ۴ھ	زاد الفقہاء
	(د) اور ہمارے ہاں (اس حکم میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ چوری گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی ہو یا چور کے اقرار سے ثابت ہوئی ہو۔ اسی طرح اگر وہ شخص جس کی چوری کی گئی ہے وہ چوری کی حد میں قطع ید کے وقت غائب ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے (یعنی پھر چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) ۵ھ	ہدایہ

کا اعتبار کیا جائے گا اور زنا کی صورت میں ایسا نہیں ہے اس لئے کہ وہ مباح کرنے سے مباح نہیں ہوتا پس اس میں مذکورہ شبہات جگہ نہیں پاتے ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ صفحہ ۲۸۰ حکم نمبر ۳۱/۴۶۸ کا چوتھا حاشیہ، حکم ۲۰، ۲۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔ اور زنا کے احکام کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۳۴، ۳۵/۴۶۱، ۸، ۲۵/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حـــوالـــہ
۱۷۱/۲۳-۲۴	وللمستودع والغاصب وصاحب الربا والمستعیر وللمستأجر والمضارب والمستبضع والقابض علی سوم الشراء والمرتهن وکل من له ید حافظة سوی المالک کالاب والوصی ان یقطعوا السارق منهم ویقطع بخصومة المالک فی السرقة من هؤلاء الا ان الراهن انما یقطع بخصومته حال قیام الرهن بعد قضاء الدین	کذا فی الکافی
۲۵	ان قطع سارق بسرقة فسرقت منه لم یکن له ولا لرب السرقة ان یقطع السارق الثانی ولللاول ولایة الخصومة فی الاسترداد فی روایة ولو سرق الثانی قبل ان یقطع الاول اوبعد مادرئ الحد بشبهة یقطع بخصومة الاول	کذا فی الهدایة
۲۶	فی نوادر هشام قال سألت محمداً عن رجل سرق من رجل الف درهم ثم ان رجلا آخر له علی هذا المسروق منه الف درهم غصب الالف المسروق من السارق قال أدرأ القطع عن السارق الاول	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۵۲/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ مضاربت اور بضاعت کے مفہوم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جب کاروبار میں ایک کا مال ہو اور دوسرے کی طرف سے محنت ہو اور یہ طے ہو کہ وہ (دونوں کاروبار کے) نفع (نقصان) میں دونوں شریک ہوں گے تو یہ مضاربت ہے اور اگر یہ طے ہو کہ نفع سب مال والے کے لئے ہوگا تو یہ بضاعت ہے اور اگر یہ طے ہو کہ نفع سب کاروبار کی محنت کرنے والے کے لئے ہوگا تو یہ قرض ہے اور مزید احکام بھی ہیں جنکی تفصیل فتاوی عالمگیری کی بحث ۳۱ میں ہے (مترجم) ۳؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ متولی کو بھی یہ حق پہنچتا ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۷ (مترجم) ۴؎ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ مال چور کے حق میں غیر متقوم ہے۔ اسی لئے اس کے ضائع ہونے پر ضمان لازم نہیں اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ قطع ید کی حد کے بعد وہ مال چور اور مالک دونوں کے حق میں مال معصوم نہیں رہا۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۸۱۔ حکم نمبر ۳۵/۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ اسکا لوٹانا ا سپر واجب ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۱ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات/شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۲۴-۴۷۱	جس شخص کے پاس مال امانت رکھا ہوا ہے [1] اور جس شخص نے کسی سے چھین کر مال لیا ہے اور جس شخص کے پاس سود کا مال ہے اور جس شخص نے مانگ کر مال لیا ہے اور جس شخص نے کوئی مال کرایہ پر لیا ہے اور وہ شخص جس نے عقد مضاربت پر مال لیا۔ اور وہ شخص جس نے عقد بضاعت پر مال لیا [2] اور وہ شخص جس نے خریدنے کے لئے کسی مال پر قبضہ کر رکھا ہو اور وہ شخص جس کے ہاں کوئی مال رہن رکھا ہوا ہو اور ہر وہ شخص جو اس مال کا مالک نہیں مگر اس کے قبضہ وہ چیز بغرض حفاظت ہے جیسا کہ (بچہ کی طرف سے اس کا) باپ اور (وصیت کنندہ کی طرف سے اس کا) وصیت یافتہ ان سب کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مذکورہ مالوں کے چوروں کو قطع ید کی حد لگوانے کے لئے خصومت کریں [3] اور ان سب کے ہاں سے مذکورہ مالوں کی چوری ہو جانے کی صورت میں اس مال کے مالک کی طرف سے چوری کا مقدمہ قائم کرنے سے بھی چور کو قطع ید کی حد لگائی جا سکتی ہے لیکن رہن رکھے ہوئے مال کی چوری کی صورت میں رہن میں دینے والے کی طرف سے مقدمہ قائم کرنے میں چور کو تب قطع ید کی حد لگائی جا سکتی ہے کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد رہن قائم ہو (یعنی موجود ہو)	کافی
۲۵	(و) اگر کسی چور کو کسی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی پھر اس چور سے وہ مسروقہ مال کسی اور چور نے چوری کر لیا تو پہلے چور کو یا اس مال کے مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ (اس مال کے) دوسرے چور پر قطع ید کی حد لگوائیں [4] (ب) ایک روایت کے بموجب پہلے چور کو دوسرے چور سے وہ مال واپس لینے کے لئے خصومت (یعنی مقدمہ پیش کرنے) کا حق حاصل ہے [5] (ج) اور اگر پہلے چور کو (اس مال کی چوری میں) ابھی قطع ید کی حد نہ لگی تھی یا اس سے قطع ید کی حد کوئی شبہ متحقق ہونے کی وجہ سے ہٹا دی گئی تھی کہ دوسرے چور نے اس سے وہ مال چرا لیا تو (اس صورت میں) پہلے چور کی خصومت سے دوسرے چور کو قطع ید کی حد لگائی جا سکے گی [6]	ہدایہ
۲۶	نوادر ہشام رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی شخص کے ایک ہزار درہم چوری کئے پھر ایک اور آدمی نے جس کے ایک ہزار درہم اس شخص کے ذمے تھے جس کی چوری کی گئی ہے اس چور سے چوری شدہ ہزار درہم چھین لئے تو اس کے حکم کے متعلق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں پہلے چور سے قطع ید کی حد ہٹانے کا حکم دوں گا [7]	محیط

[6] چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس مال کا غیر متقوم قرار پانا قطع ید کی حد پائی جانے کی وجہ سے تھا اور اس صورت میں حد نہیں پائی گئی۔ لہذا اب پہلے چور کا حکم غاصب کے حکم طرح ہے اور غاصب سے کوئی اور چوری کرے تو غاصب کی خصومت پر چور کو قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۱ - نیز حکم نمبر ۷۱ تا ۷۳ / ۴۶۹ ، ۲۴ / ۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] حکم نمبر ۲۵، ۳۰ / ۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۱۷۴-۲۷	من سرق سرقۃ وردھا علی المالک قبل الارتفاع الی الحاکم لم یقطع فان ردھا بعد سماع البینۃ والقضاء یقطع وقبل القضاء یقطع استحسانا ولو ردہ علی ولدہ او ذی رحمہ ان لم یکن فی عیال المسروق منہ یقطع وان کان فی عیالہ لا یقطع وکذا لو رد علی امرأتہ او عبدہ او اجیرہ مشاھرۃ او مسانھۃ ولو دفع الی والدہ او جدہ او والدتہ وجدتہ ولیسوا فی عیالہ لا یقطع ولو دفع الی عیال ھولاء یقطع ولو دفع الی مکاتبہ لا یقطع لانہ عبدہ	کذا فی الکافی
۲۸	ولو سرق من مکاتب وردہ الی سیدہ لا یقطع و لو سرق من العیال ورد الی من یعولھم لا یقطع	کذا فی الکافی
۲۹	اذا قضی علی رجل بالقطع فی سرقۃ فوھبہا لہ المالک و سلمہا الیہ او باعہا منہ لا یقطع	کذا فی فتح القدیر
۳۰	ولو غصبہ منہ رجل وضمن الغاصب سقط القطع	کذا فی العتابیۃ

[1] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ چوری پر قطع ید کی حد کے فیصلہ کے بعد اور وہ حد جاری ہونے سے قبل اگر وہ چور مسروقہ مال کا مالک قرار پاگیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگے گی۔ کیونکہ حدود میں حد کا جاری کرنا فیصلہ کا حصہ ہے پس گویا وہ چور فیصلہ سے قبل اس مسروقہ مال کا مالک ہوگیا اور ملکیت کے بعد قطع کی حد سے اپنے مال پر قطع کی حد لازم آتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ عہدۂ قضا حقوق العباد کے باب میں تو صرف فیصلہ سنا کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ براہ ہوسکتا ہے مگر حدود کے باب میں محض فیصلہ سنانے سے نہیں بلکہ اس فیصلہ کے مطابق کوڑوں یا رجم یا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب۔ جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل۔ قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۲۷—۴۷۱	(ا) جس شخص نے کوئی مال چوری کیا اور پھر حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے اس چور نے وہ مال مالک کو واپس کر دیا تو اسے اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر اس چور نے اس چوری پر گواہی کی سماعت ہونے اور (قطع ید کا) فیصلہ ہونے کے بعد مسروقہ مال مالک کو واپس کر دیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اگر اس نے (گواہی کی سماعت ہونے کے بعد اور قطع ید کا) فیصلہ ہونے سے پہلے وہ مال مالک کو واپس کر دیا تو بھی از روئے استحسان اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس چور نے وہ مسروقہ مال (حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے) مال کے مالک کی اولاد یا اس کے ذی رحم رشتہ دار کو واپس کر دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ اولاد یا رشتہ دار اس مالک کی عیال میں نہ ہوں تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اگر وہ اس مالک کے عیال میں ہوں تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس چور نے وہ مسروقہ مال مالک کی بیوی یا اس کے غلام یا اس کے ماہانہ نوکر یا اس کے سالانہ نوکر کو واپس کر دیا (تو اگر وہ اس کی عیال میں نہ ہوں تو حد لگائی جائے گی اور عیال میں ہوں تو حد نہ لگائی جائے گی) (د) اور اگر اس چور نے وہ مسروقہ مال اس کے مالک کے باپ یا دادا یا والدہ یا دادی کو دے دیا جو اس کی عیال میں نہیں ہیں تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے وہ مسروقہ مال ان (یعنی باپ، دادا، ماں اور دادی) کے عیال کو دے دیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی (س) اور اگر اس چور نے وہ مسروقہ مال اس مال کے مالک کے مکاتب غلام کو دے دیا تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اسلئے کہ وہ اسکا غلام ہے۔	کافی
۲۸	اگر (مذکورہ صورت میں) (ا) چور نے مکاتب غلام سے مال چوری کیا اور (حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے مسروقہ مال) اس غلام کے مالک کو واپس کر دیا تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور اگر چور نے عیال سے مال کی چوری کی اور (حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے مسروقہ مال) اس شخص کو واپس کر دیا جس کا وہ شخص عیال ہے تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	کافی
۲۹	جب (حاکم مجاز نے) چوری کے مقدمہ میں کسی آدمی پر قطع ید کی حد کا فیصلہ دے دیا تو مسروقہ مال کے مالک نے وہ مال چور کو ہبہ کر کے اس کے سپرد کر دیا یا اس کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس صورت میں اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۱]	فتح قدیر
۳۰	اگر کسی آدمی نے چور سے مسروقہ مال چھین لیا اور چھیننے والے نے اس مال کی ضمان دی تو اس چور سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی [۲]	عتابیہ

قطع کی حد جاری کرنے سے ہی عہدہ براہ ہو سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص۲۸۹، ص۲۹۰ وهکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۶۴۔ حکم نمبر ۴۳ب/۴۶۸ نیز حکم نمبر ۵۵/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۲۵،۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و تنقیح نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حوالہ
٣١-٤٧١	ويعتبر ان تكون قيمته يوم السرقة عشرة دراهم وكذلك يوم القطع ولوكانت قيمته يوم السرقة عشرة دراهم وانتقص بعد ذلك ان كان نقصان القيمة لنقصان العين يقطع وان كان نقصان القيمة لنقصان السعر لا يقطع فى ظاهر الرواية	كذا فى المحيط
٣٢	اذا اقر العبد بسرقة عشرة دراهم ان كان ماذونا فانه يصح اقراره وتقطع يده والمال يرد الى المسروق منه ان كان قائما وان كان هالكا لا ضمان عليه سواء صدقه المولى اوكذبه	كذا فى السراج الوهاج
	وان كان محجورا والمال قائم ان صدقه مولاه يقطع ويرد المال الى المسروق منه وان كذبه مولاه فقال الدراهم مالى فعند ابى حنيفة رح القطع والرد الى المسروق منه وان كان المال هالكا صح اقراره بالحد فى قول اصحابنا جميعا ولا ضمان عليه سواء صدقه مولاه اوكذبه وهذا اذا كان العبد كبيرا وقت الاقرار اما اذا كان صغيرا فلا قطع عليه اصلا لكنه اذا كان ماذونا يرد المال الى المسروق منه ان كان قائما وان كان هالكا يضمن وان كان محجورا فان صدقه المولى يرد المال الى المسروق منه ان كان قائما اما اذا كان هالكا فلا ضمان عليه لا فى الحال ولا بعد العتق	كذا فى غاية البيان
٣٣	ولو اقر العبد بسرقة مادون عشرة لم يقطع ثم ينظر ان كان	

[1] حکم نمبر ۴/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ کمال نصاب حد جاری ہوتے وقت ضروری ہے پس اگر کسی چور نے کوئی (قابل حد) چیز چوری کی جس کی قیمت چوری کا نصاب قرار پاتی تھی پھر فیصلہ کے بعد اور قطع ید کی حد جاری ہونے سے قبل مسروقہ چیز کی قیمت اس چوری کی خصومت کے شہر میں بھاؤ گرنے کی وجہ سے نصاب سے کم ہوگئی تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اور اگر اس مسروقہ عین چیز میں نقصان کی وجہ سے قیمت کم ہوگئی مثلاً اس کا بعض حصہ ضائع ہوگیا یا اس میں عیب پیدا ہوگیا: پھر اس کی قیمت نصاب سے کم ہوگئی تو اس صورت میں اس پر قطع ید کی حد لازم ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۴۷۱-۳۱	(مسروقہ مال کے نصاب قرار پانے میں) معتبر یہ ہے کہ مسروقہ مال کی قیمت چوری کے دن (کم از کم) دس درہم ہو۔ اسی طرح قطع ید کی حد جاری کے دن بھی وہ مال مذکورہ نصاب قرار پاتا ہو ۔[1] اور اگر مسروقہ مال کی قیمت چوری کے دن دس درہم بنتی تھی اور اس کے بعد اس کی قیمت نصاب سے کم ہوگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس مال کی قیمت میں کمی اس چیز کی ذات میں کسی کمی کی وجہ سے ہوئی تو اس میں قطع ید کی حد جاری ہو سکے گی اور اگر اس کی قیمت میں وہ کمی بھاؤ میں کمی ہوجانے کی وجہ سے ہوئی تو اس صورت میں ظاہر روایت کے بموجب اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔[2]	محیط
۳۲	(الف) جب کسی (بڑے) غلام نے (کم از کم) دس درہم چوری کرنے کا اقرار کیا تو (۱) اگر وہ غلام آقا کی طرف سے کاروبار کے لئے اجازت یافتہ تھا تو اس کا اقرار صحیح قرار پائے گا۔[3] اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور مسروقہ مال اگر اس کے پاس موجود ہو تو اسے واپس کیا جائے گا جس کی اس نے چوری کی اور اگر مسروقہ مال تلف ہوگیا ہو تو اس غلام پر اس کی ضمان لازم نہ ہوگی خواہ اس کا آقا اس کی تصدیق کرے یا اس کی تکذیب کرے (حکم برابر ہے) ۔[4]	سراج وہاج
	(۲) اگر (مذکورہ صورت میں جب اس بڑے غلام نے چوری کا نصاب چرانے کا اقرار کیا اور) وہ غلام تصرفات سے منع شدہ تھا اور مسروقہ مال موجود ہے تو اس کے آقا نے اس (کے اقرار کی) تصدیق کی تو اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی اور مسروقہ مال اسے واپس کیا جائیگا جس کی چوری کی ہے ۔ اور اگر اس کے آقا نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ وہ مال میرا ہے تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور مال اسے واپس کیا جائے گا جس کی چوری ہوئی ہے اور اگر وہ مسروقہ مال تلف ہوگیا ہو تو ہمارے سب اصحاب رح کے قول کے بموجب اس غلام کا اقرار قطع ید کی حد کے لئے صحیح قرار پائے گا ۔ اور اس پر مسروقہ مال کی ضمان لازم نہ ہوگی خواہ اس کا آقا اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے اور مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں کہ وہ غلام اقرار کے وقت بڑا تھا ۔[5] (یعنی بھلائی برائی کی تمیز رکھتا تھا)	
	(ب) اور اگر وہ غلام چھوٹا تھا (یعنی بھلائی برائی کی تمیز نہ رکھتا تھا) تو اس پر قطع ید کی حد بالکل لازم نہ ہوگی (۱) لیکن اس صورت میں اگر وہ چھوٹا غلام اپنے آقا کی طرف سے کاروبار کے لئے اجازت یافتہ تھا اور مسروقہ مال موجود تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے اور اگر وہ مال تلف ہوگیا تھا تو وہ ضامن ہوگا (۲) اور اگر وہ چھوٹا غلام تصرفات سے منع شدہ تھا تو اگر اس کے آقا نے اس کے اقرار کی تصدیق کی اور مسروقہ مال موجود تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی اور اگر وہ مال تلف ہوگیا تھا تو اس پر اس کی ضمان اس غلام پر نہ فی الحال لازم ہوگی اور نہ اس کے آزاد ہونے کے بعد لازم ہوگی ۔	غایۃ البیان
۳۳	(الف) اگر کسی غلام نے دس درہم سے کم چوری کا[6] اقرار کیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ غلام	

[1] ... گی ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹ ۔ [2] وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۶۴ (مترجم) [3] اور اگر غلام نے دس درہم سے کم چوری کرنے کا اقرار کیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اور اگر وہ غلام کاروبار کے لئے اجازت یافتہ نہ تھا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۲ (۲)/۴۷۱ اور اگر وہ غلام چھوٹا تھا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۲ ب/۴۷۱ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۴۸/۴۶۸ ، اور حکم نمبر ۳۰/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] بڑے غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۴۶۹ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اگر کسی غلام نے کم از کم دس درہم کی چوری کا اقرار کیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۱۷۴-	ماذونا صح اقرارہ ویرد المال الی المسروق منه وان کان ھالکا یضمن صغیرا کان اوکبیرا وان کان محجورا ان صدقه مولاہ فکذلک وان کذبه فالمال للمولی ویضمن العبد بعد العتق ان کان کبیرا وقت الاقرار وان کان صغیرا لاضمان علیه	کذا فی السراج الوہاج
۳۴	اذا قطع السارق والعین قائمة فی یدہ ردت علی صاحبها لبقائها علی ملکه	کذا فی الھدایة
۳۵	وان کانت ھالکة لم یضمنها وکذا اذا کانت مستھلکة فی المشھور لانه لا یجمع بین الضمان والقطع عندنا	کذا فی السراج الوہاج
	وھذا اذا کان بعد القطع وان کان الھلاک والاستھلاک قبل قطع یدہ ان قال المالک انا اضمنه لا یقطع عندنا وان قال انا اختار القطع یقطع ولا ضمان عندنا	ھکذا فی المحیط
۳۶	ولو قطعت یمین السارق ثم استھلکه غیرہ کان للمسروق منه ان یضمن المستھلک قیمته ولو اودعه السارق عند غیرہ فھلک فی یدہ لا یضمن المودع	کذا فی السراج الوہاج

؎۱ بڑے غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۴۶۹ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سارق پر قطع ید سے پہلے یا بعد مسروقہ مال کے ہلاک ہونے یا ہلاک کرنے سے ضمان کا لازم نہ آنا قضاءً ہے دیانۃً ضمان کا فتویٰ دیا جائے گا اس لئے کہ مالک کو سارق کی وجہ سے نقصان لاحق ہوا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۱ جیسا کہ اس سے ملتا جلتا حکم ۱۰/۴۷۲ میں ہے خلاصہ یہ کہ چور پر قطع کی حد کے بعد مسروقہ مال اس سے تلف ہوگیا یا اس چور نے وہ مال تلف کر دیا تو اس پر حد و ضمان جمع نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۵ و، ۴۰ و، ب/۴۷۱ ملاحظہ ہوں اور اگر چور پر قطع کی حد کی بعد اس شخص کے ہاں تلف ہوگیا جسکے ہاں وہ مال چور نے امانت رکھا تھا تو اس پر ضمان لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۶ ب، ۳۷ ب، ۳۸/۴۷۱ ملاحظہ ہوں اور اگر چور پر قطع کی حد کے بعد وہ مسروقہ مال کسی غیر نے تلف کر دیا تو اس پر ضمان لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۶ ا، ۳۷ ج/۴۷۱ ملاحظہ ہوں اور اگر چور پر قطع ید کی حد سے پہلے وہ مسروقہ مال تلف ہوگیا یا تلف کر دیا گیا تو مالک کی طرف سے ضمان لینا اختیار کرنے کی صورت میں چور پر قطع ید کی حد لازم نہ ہونے اور مالک کی طرف سے قطع کی حد اختیار کرنے کی صورت میں چور پر ضمان لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۵ ب/۴۷۱ ملاحظہ ہو۔ اور اگر مسروقہ مال موجود ہو تو اسے مال کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جنھیں قطع ید ہے اور جنھیں نہیں تیسری فصل۔ قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۱/۳۴ -	کاروبار کے لئے آقا کی طرف سے اجازت یافتہ تھا تو اس کا اقرار صحیح قرار پائے گا۔ مسروقہ مال اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے اور اگر مال تلف ہو گیا تھا تو خواہ وہ غلام چھوٹا تھا یا بڑا تھا ؎۱ وہ اس مال کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ غلام تصرفات سے منع شدہ تھا تو اگر اس کے آقا نے اس کے اقرار کی تصدیق کی تو بھی حسب مذکورہ حکم ہے (یعنی مال موجود ہے تو واپس ہوگا اور تلف شدہ ہے تو ضمان لازم ہوگی) اور اگر اس کے آقا نے اس کی تکذیب کی تو وہ مال اس کے آقا کا ہے اور وہ غلام اگر اقرار کے وقت بڑا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس مال کا ضامن ہوگا اور اگر اقرار کے وقت چھوٹا تھا تو اس پر اس مال کی ضمان لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج
۳۴	جب کسی چور کو قطع ید کی حد لگائی گئی اور اس کے پاس مسروقہ مال موجود ہو تو وہ مال صاحب مال کو واپس کر دیا جائیگا اس لئے کہ وہ مال اپنے مالک کی ملک میں باقی ہے۔	ہدایہ
۳۵	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں چور سے) وہ مسروقہ مال تلف ہو گیا تو وہ چور اس کا ضامن نہ ہوگا اسی طرح اگر وہ مال چور نے تلف کر دیا ہو تب بھی مشہور روایت کے بموجب یہی حکم ہے (یعنی چور پر ضمان لازم نہ ہوگی) اس لئے کہ ہمارے ہاں چور پر قطع ید کی حد اور (تلف) مال کی ضمان دونوں جمع نہیں ہوتے ؎۲	سراج وہاج
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ (اس مال کا تلف ہونا یا تلف کرنا) قطع ید کی حد کے بعد ہوا ہو۔ اور اگر مسروقہ مال کا تلف ہونا یا تلف کرنا اس چور پر قطع ید کی حد جاری ہونے سے پہلے ہوا ہو تو (پھر حکم یہ ہے کہ) اگر مسروقہ مال کے مالک نے یہ کہا کہ میں مال کی ضمان لوں گا تو ہمارے ہاں (اس چور کو) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۳ اور اگر مالک نے یہ کہا کہ میں چور پر قطع ید کی حد کو اختیار کرتا ہوں تو اسے قطع ید کی حد کی لگائی جائے گی اور پھر ہمارے ہاں مال کی ضمان لازم نہ ہوگی۔	محیط
۳۶	(د) اگر کسی چوری کی حد میں چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر مسروقہ مال کو چور کے علاوہ کسی شخص نے تلف کر دیا تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے حق حاصل ہے کہ تلف کنندہ سے اس مال کی قیمت کا ضمان لے (ب) اور اگر اس چور نے مسروقہ مال کسی اور کے پاس امانت رکھا تھا اور اس کے پاس تلف ہو گیا تو جسکے پاس وہ مال امانت رکھا گیا تھا وہ اس کی ضمان نہ دے گا ؎۴	سراج وہاج

مالک کو لوٹانے کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر درہم یا دینار کے قرض کے عوض مقروض سے اسی مالیت کا سامان یا زیور چرایا یا تلف کر دیا اور اسے اسی کی قیمت لازم ہوئی جو کہ اس کے قرض جتنی تھی تو اسے قطع ید کی حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۴۶۹ ملاحظہ ہو۔ نیز درمختار ورد المحتار میں کہ (ضمان اور قطع ید کی حد جمع نہ ہونے کے) مذکورہ احکام میں قاعدہ یہ ہے کہ جس صورت میں مالک ضمان لے تو وہ ضمان اس چور سے لینا ہوتی ہے تو وہ ضمان (قطع ید کی حد کے ساتھ جمع) نہ ہوگی اور جس صورت وہ ضمان چور سے لینا نہیں ہوتی وہ ضمان (قطع ید کی حد کے ساتھ جمع) ہو سکتی ہے نیز لکھا ہے کہ اگر چور سے مسروقہ مال امانت رکھنے والے نے یا خریدنے والے نے یا اجرت پر لینے والے نے وہ مال ہلاک کر دیا تو ہلاک کنندہ تعدی کنندہ ہے۔ اسکی ضمان کا لینا اس چور سے نہ ہوگا (پس مذکورہ ہلاک کنندہ سے ضمان کا لینا اس چور پر قطع ید کی حد کے ساتھ جمع ہو سکے گا) (مترجم) ؎۳ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ اس لئے کہ مالک کا یوں کہنا اسکی طرف سے دعوئ سرقہ سے دعوئ مال کی طرف رجوع کرنے کو متضمن قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۱ (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حواله
۳۷-۴۷۱	واذا ملک السارق المسروق من رجل ببیع او هبة او ما اشبه ذلک وکان ذلک قبل القطع او بعده فتملیکه باطل و یرد المسروق علی المسروق منه و یرجع المشتری علی السارق بالثمن الذی دفعه الیه وان کان هلک فی ید المشتری او فی ید الموهوب له فلا ضمان علی المشتری ولا علی السارق هکذا روی عن ابی یوسف رحمه الله وان کان المشتری او الموهوب له استهلکه فللمالک[1] ان یضمنه ثم یرجع المشتری علی السارق بالثمن الذی دفعه ولا یرجع علیه بالقیمة	کذا فی المحیط
۳۸	ولو غصب انسان من السارق فهلک فی ید الغاصب بعد القطع فلا ضمان للسارق ولا ضمان[2] للمالک ایضا	کذا فی الایضاح
۳۹	قال محمد رحمه الله فی رجل سرق غیر مرة فحد حدا واحدا فهو لذلک کله لان الحدود الخالصة لله تعالی متی اجتمعت تداخلت اذا کان الجنس واحدا لان المقصود من اقامة الحد الزجر عن مباشرة سببه بخلاف ما لو اقیم الحد مرة ثم سرق ثانیا لانا تیقنا ان الزجر لم یحصل بالاول	کذا فی المحیط
۴۰	واجمعوا علی انه لو حضر ارباب السرقات وخاصموا واثبتوا علیه السرقات لا یضمن لهم شیأ من السرقات اذا هلکت الاموال فی یده او استهلکها واما اذا حضر واحد منهم او اثنان وخاصم والباقون غیب فقطع القاضی السارق بخصومة الذی حضر ثم حضر الباقون فعلی قول ابی حنیفة رحمه الله لا یضمن لهم شیأ اذا هلکت الاموال عنده او استهلکها وقال ابو یوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله یضمن قیمة سرقات الغائبین ولا یضمن لمن کان حاضرا وقت الخصومة	

[1] مثلاً جیساکہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ اگر میراث سے مالک بن گیا تو بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۶۴ (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۳۰/۲۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۲۷، ۱۲۸/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۱، ۳۲/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۲۷-۱، ۲، ۳	(ا) جب چور نے کسی اور آدمی کو (اپنی طرف سے) مسروقہ مال کا مالک بنا دیا اس کے ہاتھ بیچ دیا یا اسے ہبہ کر دیا یا اس کی مانند کوئی ۱؎ اور امر کیا - اور اسکا ایسا کرنا اسپر قطع ید کی حد سے پہلے ہوا یا بعد ہوا تو اس کا مالک بنانا باطل ہے مسروقہ مال اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے - اور چور سے خریدنے والے شخص نے اس مال کی جو قیمت اس چور کو دی ہے وہ اس سے واپس لے گا (ب) اور اگر وہ مسروقہ مال اس کے ہاں تلف ہوگیا جس نے خریدا تھا یا جسکو ہبہ کیا گیا تھا تو اس کی ضمان نہ خریدار پر ہے اور نہ چور پر امام ابو یوسفؒ سے یونہی مروی ہے (ج) اور اگر اس خریدار نے یا اس شخص نے جسے چور نے ہبہ کیا تھا مسروقہ مال کو تلف کر دیا تو مسروقہ مال کے مالک کو حق حاصل ہے کہ وہ اس خریدار سے اس کی ضمان لے اور پھر وہ خریدار چور سے وہ مالیت واپس لے جو اس نے (اس چیز کی خریداری کے عوض) اسے دی تھی اور وہ خریدار اس چور سے اس چیز کی (اصل) قیمت نہ لے گا ۲؎	محیط
۲۸	اگر کسی انسان نے چور سے مسروقہ مال چھین لیا اور پھر وہ مال چور پر قطع ید کی حد لگائے جانے کے بعد چھیننے والے کے پاس تلف ہوگیا تو اس مال کی ضمان چور کے لئے نہ ہوگی اور مسروقہ مال کے مالک کے لئے بھی اس مال کی ضمان نہ ہوگی ۳؎	ایضاح
۲۹	(ا) امام محمدؒ نے اس آدمی کے متعلق کہا ہے کہ جس نے کئی بار چوری کی پھر اسے قطع ید کی ایک حد لگائی گئی تو وہ حد (سابقہ) سب (چوریوں) کے لئے قرار پائے گی - اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود خالصہ (یعنی جنمیں حق اللہ تعالیٰ کی اہمیت زیادہ ملحوظ ہوتی ہے وہ) جب جمع ہو جائیں اور ان کی جنس ایک ہو تو وہ متداخل ہو جاتی ہیں (یعنی ایک جنس کی لازم شدہ کئی حدیں ایک دوسرے میں داخل ہو کر ایک حد قرار پاتی ہے) اس لئے کہ حد قائم کرنے سے مقصود اس حد کے لازم ہونیکے سبب (یعنی جرم) کے ارتکاب سے باز رکھنا ہوتا ہے (ب) اور مذکورہ حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی چور پر کسی چوری میں حد جاری کی گئی اور اس نے پھر دوبارہ چوری کا ارتکاب کیا اس لئے ہمیں یقین ہوگیا کہ (اسے) جرم (کے ارتکاب) سے باز رہنا پہلی حد سے حاصل نہیں ہوا ۴؎	محیط
۳۰	(ا) نیز کہا ہے کہ مذکورہ صورت میں (یعنی جب کسی شخص نے کئی چوریاں کیں اور اسے ایک حد لگائی تو) اسپر فقہاءؒ کا اجماع ہے کہ جن لوگوں کی چوریاں ہوئیں وہ سب حاکم مجاز کے ہاں حاضر ہوئے انہوں نے مقدمہ پیش کیا اور انہوں نے اس چور پر سب چوریاں ثابت کیں (اور اسے حد لگائی گئی) تو جب وہ اموال مسروقہ چور کے پاس تلف ہوگئے یا چور نے انہیں تلف کر دیا تو وہ چور ان لوگوں کے لئے مسروقہ اموال میں سے کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر ان لوگوں میں سے ایک یا دو حاضر ہوئے انہوں نے مقدمہ پیش کیا اور باقی غائب رہے پس قاضی نے حاضر ہونے والے مدعی کے مقدمہ میں چور پر قطع ید کی حد لگائی پھر (ان میں سے) باقی لوگ حاضر ہوئے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب (اس صورت میں) جب مسروقہ اموال اس چور کے پاس تلف ہوگئے یا اس نے تلف کر دیئے تو وہ ان لوگوں کے لئے مسروقہ مال میں سے کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا ۵؎ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ وہ غائبین کے مسروقہ مال کا ضامن ہوگا۔	

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۱۷/۴ –	قیمۃ سرقۃ اجماعا فان کانت السرقات قائمۃ ردھا الامام علی اربابھا والقطع لایمنع رد السرقۃ	کذا فی المحیط
۴۱	واذا سرق النصب من واحد مرارا فخوصم فی بعض النصب فقطع لا یضمن باقی النصب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ خلافا لھما رحمہما اللہ	کذا فی غایۃ البیان
۴۲	ولو اقر بالسرقۃ والمسروق منہ غائب فاجتھد الحاکم وقطع یدہ فیما لا یضمن للمسروق منہ شیأ وان حضر فصدقہ	کذا فی المبسوط

۱ حکم نمبر ۳۲، ۳۵/۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۴۰ ب، ۴۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۲۰، ۲۳، ۴۰، ۴۱/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں؛ تیسری فصل: قطع یدکی کیفیت اور اس کا اثبات	حوالہ
۱۷۴ -	اور مقدمہ کی پیشی کے وقت ان لوگوں میں سے، جو شخص مالک تھا اس کے مسروقہ مال کی قیمت کے لئے وہ چور بالاجماع ضامن نہ ہوگا (ج) اور اگر مسروقہ اموال موجود تھے تو حاکم مجاز ان مالوں کو ان کے مالکوں کو واپس کردے گا اور (موجود) مسروقہ مال کا واپس کرنا قطع ید کی حد کے لئے مانع نہیں ہوتا ہے [1]	محیط
۴۱	جب کسی چور نے ایک ہی شخص سے کئی بار چوری کے نصاب چوری کئے پھر چوری کے بعض نصابوں میں مقدمہ قائم کیا گیا پس اسے قطع ید کی حد لگائی گئی تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں وہ چور اس شخص کے باقی نصابوں کے لئے ضامن نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رح اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے [2]	غایہ بیان
۴۲	کسی شخص نے چوری کرنے کا اقرار کیا اور جس کی چوری کی گئی ہے وہ غائب ہے۔ پس حاکم مجاز نے اپنے اجتہاد سے اس چوری میں اسے قطع ید کی حد لگا دی تو جس آدمی کی چوری کی گئی ہے اس کے لئے وہ چور کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا اگرچہ وہ آدمی (چور پر قطع ید کی حد کے بعد) حاضر ہوگیا اور اس نے چور کے اقرار کی تصدیق کی [3]	مبسوط

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقۃ / مایحدث السارق فی السرقۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقۃ

دفعات ۴۷۲ تا ۴۷۲ عنوان ۱ تعداد شق ۱۸

۴۷۲- مایحدث السارق فی السرقۃ تعداد شق ۱۸

شق	متن	حوالہ
۱	اذا سرق ثوبا فشقہ فی الدار نصفین ثم اخرجہ فان کان لا یساوی عشرۃ دراھم بعدما شقہ لم یقطع بالاتفاق بخلاف مالو شقہ بعد الاخراج فانقصت قیمتہ من النصاب بذلک	کذا فی المبسوط
۲	واذا شق فی الحرز ثم اخرجہ وھو یساوی عشرۃ فان کان ھذا التعییب یمکن نقصانا یسیرا فعلیہ القطع بالاتفاق واما اذا کان النقصان فاحشا فان اختار رب الثوب اخذ الثوب وتضمین النقصان فعلیہ القطع وان اختار ان یضمنہ قیمۃ الثوب وسلم لہ الثوب فلا قطع علیہ وقال ابو یوسفؒ لا یقطع فی الوجھین جمیعا	کذا فی المبسوط

۱ حکم نمبر ۴۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ البحر الرائق میں ہے کہ نقصان فاحش اور نقصان یسیر میں فرق کے متعلق صحیح یہ ہے کہ نقصانِ فاحش اسے کہتے ہیں کہ اس چیز کے عین کا بعض حصہ اور اس چیز کا بعض نفع فوت ہو جائے اور نقصان یسیر یہ ہے کہ اس چیز کا نفع فوت نہ ہو بلکہ اس میں صرف کچھ عیب آ جائے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶۲ حکم نمبر ۳/۴۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے کپڑا چوری کیا اور اسے (حرز میں ہی) ٹکڑے کر دیا پھر وہاں سے نکال لایا تو اگر ٹکڑے کرنے کے بعد بھی اسکی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ اسکا ایسا کرنا چوری کرنے کی بجائے تلف کرنا نہ قرار پاتا ہو۔ اور تلف کرنا قرار پانے کی صورت میں وہ اسکی قیمت کی ضمان دیکر لینے کے وقت سے اسکا مالک قرار پائیگا اور اسپر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اور اسمیں محل اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس نے ٹکڑے کرنے میں نقصانِ فاحش کیا اور مالک نے نقصان کا ضمان اور وہ کپڑا لینا اختیار کیا تو طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں قطع ید کی حد لگائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام	دفعات و شق نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تیسرا باب: چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام

دفعات ۴۷۲ تا ۴۷۲ عنوان ۱ تعداد شق ۱۸

۴۷۲- **مسروقہ مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنا** اور اس میں ۱۸ شقیں ہیں

۱ (و) جب چور نے (کسی گھر سے) کوئی کپڑا چوری کیا تو اس نے گھر کے اندر ہی اس کپڑے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیئے اور پھر اس کپڑے کو اس گھر سے نکال لایا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ٹکڑے کرنے کے بعد اس کپڑے کی قیمت دس درہم کے برابر بھی نہ رہی تھی تو بالاتفاق اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۱] (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر چور نے وہ کپڑا اس گھر سے نکالنے کے بعد ٹکڑے کیا اور اس وجہ سے اس کپڑے کی قیمت چوری کے (کم از کم) نصاب (یعنی دس درہم) سے کم ہوگئی (تو اس صورت میں اسے چوری کی حد لگائی جائے گی)۔ — مبسوط

۲ (و) اگر (مذکورہ صورت میں) چور نے حرز میں (یعنی محفوظ جگہ مثلاً گھر میں) وہ کپڑا ٹکڑے کر ڈالا پھر باہر نکال لایا اور اس کپڑے کی قیمت دس درہم کے برابر (یا زائد) بنتی ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر کپڑے کو یوں عیب دار کرنے سے [۲] اسے نقصان یسیر (یعنی معمولی نقصان) ہوا تھا تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم ہے (ب) اور اگر کپڑے کو نقصان فاحش ہوا تھا تو اگر (۱) کپڑے کے مالک نے یوں پسند کیا کہ (چور سے ٹکڑے شدہ) کپڑا اور ٹکڑے کرنے سے واقع شدہ نقصان کا تاوان لے لے تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۳] (۲) اور اگر کپڑے کے مالک نے یوں پسند کیا کہ وہ (چور سے) کپڑے کی ضمان لے لے اور ٹکڑے شدہ کپڑا چور کو دے دے تو اس صورت میں اس چور پر قطع کی حد لازم نہیں ہے [۴]۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مذکورہ ہر دو سب صورتوں میں اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ — مبسوط

جائے گی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نہ لگائی جائے گی اور اگر مالک نے اس (سب) کپڑے کی ضمان لینا اختیار کیا اور وہ کپڑا چور کو دے دیا تو بالاتفاق قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ یہ مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۲ نیز ردالمحتار میں لکھا ہے کہ مسروقہ مال میں نقصان یعنی کمی کرنے کی ضمان کا واجب ہونا قطع ید کی حد لازم ہونے کیلئے مانع نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اس نقصان کا ضمان اس مال کے نکال لانے سے پہلے کے ضائع کردہ پر ہے اور قطع ید کی حد باقی کے نکال لانے پر ہے۔ پس نقصان کا ضمان قطع ید کی حد کے لئے مانع نہیں ہے جیساکہ اگر کسی چور نے دو کپڑے چوری کئے ان میں سے ایک کو وہیں حرز میں جلا دیا اور دوسرے ایک کپڑے کو نکال لایا جس کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہے تو اسے جلانے کی ضمان اور چرانے پر قطع ید کی حد لازم ہوگی) ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۲۔ نقصان فاحش، نقصان یسیر اور تلف کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۳ تا ۵ / ۴۷۲ اور حکم نمبر ۱۵ / ۴۶۴ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۱۵۰، ۱۰۱ / ۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۴] حکم نمبر ۳۵ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ و شق نمبر	الباب الثالث فيما يحدث السارق في السرقة — ما يحدث السارق في السرقة	حوالہ
٤٧٢-٣	واختلفوا في الفرق بين الفاحش واليسير والصحيح ان الفاحش ما يفوت به بعض العين وبعض المنفعة واليسير ما لا يفوت به شئ من المنفعة بل تعيب به نقط	كذا في البحر الرائق
٤	واذا كان الشق اتلافا فله تضمين جميع القيمة من غير خيار ويملك السارق الثوب ولا يقطع	كذا في التبيين
٥	وحد الاتلاف ان ينقص اكثر من نصف القيمة	كذا في التبيين
٦	ان سرق شاة نذبحها ثم اخرجها لم يقطع ولو ساوت نصابا بعد الذبح لكنه يضمن قيمتها للمسروق منه	كذا في فتح القدير
٧	وان سرق ذهبا او فضة يجب فيه القطع فصنعه دراهم او دنانير قطع فيه ويرد الدراهم والدنانير الى المسروق منه هذا عند ابي حنيفة رح وقالا لا سبيل للمسروق منه عليها	كذا في الهداية

لے حکم نمبر ٢/٤٧٢ ب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے تلف کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٥/٤٧٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اختیار نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مالک کے لئے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ چور سے (صرف) نقصان کا ضمان لے اور اس چور پر قطع ید کی حد بھی لازم ہو۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۲ حکم نمبر ٢/٤٧٢ ب مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ حرزمیں ہی تلف کرنے کی صورت میں اس وقت سے ہی مالک قرار پانے کی وجہ سے اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ جیسا کہ کسی چور پر قطع ید کی حد کا فیصلہ ہو جائے اور (حد جاری ہونے سے قبل) وہ چور ہبہ کے ذریعہ سے اس چیز کا مالک قرار پائے تو اسے قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۲ حکم نمبر ٢٩/٤٧١، ٢/٤٧٣ ب ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ے حکم نمبر ٢/٤٧٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ے جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اس چوری کا اتمام بکری پر نہیں گوشت پر ہوا ہے اور گوشت کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۶ حکم نمبر ١٢،٨/٤٦٩ مع حواشی، ١٥/٤٧٠ ب کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص زندہ بکری چوری کر کے نکال لایا اور وہ چوری کا نصاب بنتی تھی پھر اس چور نے اسے ذبح کیا تو اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ خواہ اس صورت میں اس کے گوشت کی قیمت نصاب سے کم ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۲ (مترجم) ۷ے جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جب کسی شخص نے سونا یا چاندی چوری کیا اور لیتے وقت وہ چوری کے نصاب کے بقدر قرار پاتا تھا۔ اور پھر اس سے درہم یا دینار یا برتن بنا دیئے تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ درہم یا دینار یا برتن اس شخص کو واپس کئے جائیں گے جس کی چوری کی گئی ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب۔ چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کر دے اسکے احکام — مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۲۷۲-۴-۳	فقہاءؒ نے نقصانِ فاحش (یعنی بہت اور حد سے زیادہ نقصان) اور نقصان یسیر (یعنی معمولی نقصان) میں فرق بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نقصان فاحش یہ ہے کہ اس نقصان کی وجہ سے عین مال کا کچھ حصّہ اور اس مال کی منفعت کا کچھ حصہ فوت ہو جائے اور نقصان یسیر یہ ہے کہ اس نقصان کی وجہ سے اس مال کی منفعت سے کچھ فوت نہ ہو البتہ اس مال میں صرف ایک عیب آگیا ہو۔[۱]	بحر رائق
۴	جب (مذکورہ صورت $\frac{۲}{۲۷۲}$ میں) چور نے حرز میں وہ کپڑا یوں ٹکڑے کیا کہ اس کے (ٹکڑے کرنے سے وہ کپڑا[۲] آملف (یعنی بے کار) ہو گیا تو مالک اس چور سے اس کپڑے کی پوری قیمت کا ضمان لے گا اور اسے اس کے علاوہ مزید اختیار نہ ہوگا۔[۳] اور چور کی بولا وہ شخص (ضمان دینے کی وجہ سے) اس کپڑے کا مالک قرار پائے گا اور اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[۴]	تبیین
۵	آملاف (یعنی تلف کرنے) کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی قیمت نصف سے بھی زیادہ گھٹ جائے (یعنی وہ نصف قیمت کا بھی نہ رہے)۔[۵]	
۶	اگر کسی شخص نے بکری چوری کی اور اسے ذبح کر کے پھر حرز (یعنی اس محفوظ جگہ سے باہر نکال لایا تو (اس صورت میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اگرچہ ذبح شدہ بکری نصاب کے برابر (یا زیادہ) کی ہو (یعنی دس درہم یا زائد کی ہو) لیکن چوری کرنے والا شخص جس کی چوری کی گئی ہے اس کو (یعنی مالک کو) اس بکری کی قیمت کی ضمان دے گا[۶]	فتح قدیر
۷	(ا) اگر کسی شخص نے اتنا سونا یا چاندی چوری کی کہ اس میں قطع ید کی حد واجب ہو سکتی ہے پھر اس نے اس (مسروقہ چاندی یا سونے) کو درہموں یا دینار کی صورت میں بنا دیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ درہم اور دینار اس شخص کو واپس کئے جائیں گے جس کی چوری کی گئی ہے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ صورت میں جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے ان درہموں اور دینار پر (واپسی کا) کوئی حق نہیں ہے (اور چور پر ضمان یا حد لازم ہوگی)۔[۷]	ہدایہ

درہم یا دینار یا برتن واپس نہ کئے جائیں گے۔ کیونکہ انکے ہاں یہ صنعت متقوم (قابل قیمت) ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس اختلاف کی اصل یہ ہے کہ غصب کی مذکورہ کے حکم میں اختلاف ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۲۔ اور جیسا کہ ہدایہ میں سرقہ کی بحث میں مزید لکھا ہے کہ مذکورہ صورت کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے اختلاف کی اصل یہ ہے کہ غصب کی مذکورہ صورت کے حکم میں اختلاف ہے، اور ہدایہ میں غصب کی بحث میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں سونا یا چاندی غصب کرنے کے بعد ان سے دینار یا درہم یا برتن بنانے سے اصل مالک کی ملک باقی رہتی ہے کیونکہ عین مال باقی ہے اور سونے چاندی سے دینار، درہم اور برتن بنانے کی صنعت غیر متقوم ہے اسی لئے اگر وہ درہم یا دینار یا برتن اپنی جنس کے مقابل ہو (یعنی اتنی ہی ہوں) تو اسمیں صنعت کی قیمت نہیں ہوتی۔ پس مالک غاصب سے وہ عین مال واپس لے سکے گا۔ اور صاحبینؒ کے ہاں غصب کی مذکورہ صورت میں جب غاصب نے اس سونے چاندی سے دینار، درہم یا برتن بنالئے تو اسنے توڑ کر ایک نئی چیز بنالی ہے۔ کیونکہ صاحبینؒ کے ہاں یہ صنعت متقوم ہے۔ مالک کی ملک باقی نہیں رہی۔ غاصب ان درہموں یا دینار یا برتنوں کا مالک قرار پائیگا اور اسپر مالک کیلئے اس سونے چاندی کی ضمان لازم ہوگی (یہ ضمان قطع کے ساتھ جمع ہونا نہیں ہے کیونکہ چھیننے والے پر قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۶۳}{۳۶۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز ہدایہ میں سرقہ کی بحث میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ انکے ہاں اس صورت میں چور اس مال کا مالک قرار نہیں پاتا۔ عین مال موجود ہے وہ مالک کو واپس ہوگا اور چور پر قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ مگر صاحبینؒ کے قول پر بعض کے ہاں حکم یہ ہے کہ چونکہ وہ چور قطع ید کی حد سے پہلے مسروقہ مال کا مالک ہو گیا ہے لہٰذا اسپر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی (حکم نمبر $\frac{۲۹}{۲۷۱}$ ملاحظہ ہو) اور بعض کے ہاں حکم یہ ہے کہ چونکہ وہ چور اس صنعت سے ان درہموں یا دینار یا برتنوں کا مالک بنا ہے عین مسروقہ مال کا مالک نہیں بنا اس لئے اسپر قطع ید کی حد لازم ہوگی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۶ کتاب السرقۃ، ج ۳ ص ۳۷۷، ص ۳۷۸ کتاب الغصب ملخصاً وھکذا فی درمختار

(۱) بحر رائق ج ۵ ص ۶۸ (۲) ... ج ۳ ص ۲۲۹ (۳) ... (۴) تبیین ج ۳ ص ۲۲۹ (۵) درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۲ (۶) فتح قدیر ج ۴ ص ۲۶۸ ... (۷) ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۶ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	مایحدث السارق فی السرقۃ	حوالہ
	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقۃ	
۴۷۲-۸	وعلی ہذا الخلاف اذا اتخذہ حلیا او آنیۃ	کذا فی التبیین
۹	ولو سرق حدیدا او نحاسا او صفرا او ما اشبہ ذلک فجعلہ اوانی ان کان بعد الصنعۃ یباع وزنا فعلی الاختلاف وان کان یباع عددا یکون للسارق بالاجماع	کذا فی الغیاثیۃ
۱۰	ولو سرق ثوبا فقطعہ وخاطہ یکون لہ بعد القطع و لاضمان بالاجماع	کذا فی الغیاثیۃ
	ولکن لا یحل لہ ان ینتفع بہ بوجہ ما و یضمن فیما بینہ و بین اللہ تعالی	کذا فی التمرتاشی
	اذا قطع ید السارق و قد قطع الثوب قمیصا و لم یخطہ یرد علی المسروق منہ	کذا فی المبسوط
۱۱	من سرق ثوبا فصبغہ احمر فقطعت یدہ لم یؤخذ منہ الثوب ولم یضمن قیمۃ الثوب وھذا عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح	کذا فی الکافی
	ولو صبغہ بعد القطع یردہ کذا فی البحر الرائق وھکذا	فی الاختیار شرح المختار
	وان صبغہ السارق اسود ثم قطع او قطع ثم صبغہ اسود یؤخذ منہ عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وعند ابی یوسف رح ھذا والاول سواء	کذا فی فتح القدیر

۱؎ حکم نمبر ۷/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۷/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس صنعت سے اس کے عین اور نام میں تبدیلی آگئی ہے کیونکہ وزن کرکے لین دین نہ ہونے کی وجہ سے وہ وزن کی جانے والی چیزوں سے خارج قرار پایا اور اس میں سود کا حکم بدل گیا مگر سونے یا چاندی کے برتنوں کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے حتی کہ چاندی کی جس چیز کا وزن دس ہو اسے چاندی کی اس چیز کے بدلے بیچنا صحیح نہیں ہوتا جس کا وزن گیارہ ہے - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۲ ملخصا نیز حکم نمبر ۱۱/۴۷۲، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا دوسرا ملاحظہ ہوں ۴؎ حکم نمبر ۷۶/۲۶۹، ۹/۴۷۲ کا دوسرا حاشیہ، نیز حکم نمبر ۱۰ اب،ج/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۳۵ و/۴۷۱، ۷۵۲/۲۶۹، ۱۲، ۱۵/۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۳۴/۴۷۱، ۱۵/۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی چور نے (سفید) کپڑا چوری کیا پھر اسے سرخ رنگ میں رنگ لیا یا گیہوں چوری کیا اور اسے آٹا بنالیا یا جو چوری کئے اور ستو بنالئے پھر اسے

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام — مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۴۷۲-۸	اور اس (مذکورہ) اختلاف کے بموجب اس صورت کا حکم بھی (مختلف فیہ) ہے کہ جب (مذکورہ صورت میں) چوری کرنے والے نے اس سونے یا چاندی کو زیور یا برتن کی صورت میں بنا دیا ۱ھ	تبیین
۹	اگر کسی شخص نے لوہا یا تانبا یا پیتل یا اس کی مانند کوئی چیز چوری کی پھر اس سے برتن بنالئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس چیز سے برتن بنائے جانے کے بعد وہ برتن وزن کر کے فروخت کئے جاتے ہوں تو اس کے متعلق مذکورہ اختلاف ہے ۲ھ اور اگر وہ برتن گن کر فروخت ۳ھ کئے جاتے ہوں تو وہ بالاجماع چور کی ملکیت قرار پائیں گے (اور ضمان یا حد لازم ہوگی)	غیاثیہ
۱۰	(ا) اگر کسی شخص نے (قابل حد) کپڑا چوری کیا پھر اسے کاٹ کر سی لیا تو قطع ید کی حد لگنے کے بعد وہ سلائی شدہ مذکورہ کپڑا چور کا قرار پائے گا (یعنی مالک کی ملک سے خارج قرار دیا جائے گا) اور بالاجماع اس چور پر ضمان لازم آئے گی ۴ھ	غیاثیہ
	(ب) لیکن (مذکورہ صورت میں) اس چور کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس کپڑے سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرے اور فی ما بینہ و بین اللہ تعالیٰ مالک کے لئے اس (کی قیمت) کا ضامن ہوگا ۵ھ	تمرتاشی
	(ج) جب (مذکورہ صورت میں) چور نے اس کپڑے کو قمیص بنانے کے لئے کاٹا اور قمیص سی نہ تھی کہ (اس چوری میں) اس چور کو قطع ید کی حد لگائی گئی تو (قمیص بنانے کے لئے کٹا ہوا) وہ کپڑا اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے ۶ھ	مبسوط
۱۱	(ا) جس شخص نے (قابل حد) کپڑا چوری کیا پھر اسے سرخ رنگ میں رنگ لیا پھر اس چوری میں اسے قطع ید کی حد لگائی گئی تو (اس صورت میں) اس سے وہ کپڑا نہ لیا جائیگا اور وہ چور اس کپڑے کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے ۷ھ	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس چور نے قطع ید کی حد لگنے کے بعد وہ کپڑا (سرخ رنگ میں) رنگا تو چور وہ کپڑا (مالک کو) واپس کرے گا ۸ھ	(بحرالرائق - اختیار شرح مختار)
	(ج) اگر (مذکورہ صورت میں) اس چور نے مسروقہ کپڑا کالے رنگ میں رنگا پھر اسے قطع ید کی حد لگائی گئی یا اسے قطع ید کی حد لگائی اور پھر اسنے وہ کپڑا کالے رنگ میں رنگا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس چور سے وہ کپڑا واپس لیا جائیگا۔ (اور مالک کو لوٹایا جائیگا) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں یہ صورت (یعنی کالے رنگ میں رنگنا) اور پہلی صورت (یعنی سرخ رنگ میں رنگنے) کا حکم برابر ہے ۹ھ	فتح قدیر

اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی تو اس چور پر اس رنگے ہوئے کپڑے یا آٹا کے موجود ہونے کی صورت میں واپس کرنا لازم نہیں ہے اور اس کے تلف ہونے کی صورت میں اس پر اس کی ضمان لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس چور نے اس کپڑے کو کالے رنگ میں رنگ لیا تو وہ کپڑا کپڑے کے مالک کو واپس کریگا۔ نیز لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کالے رنگ میں رنگنا نقصان کرنا ہے۔ اس سے مالک کا حق منقطع نہیں ہوتا اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں کالے رنگ میں رنگنا سرخ رنگ کی طرح اضافہ کرنا ہے اور امام محمدؒ کے ہاں کالے رنگ میں رنگنا سرخ رنگ میں رنگنے کی طرح اضافہ ہے مگر اس سے مالک کا حق منقطع نہیں ہوتا۔ نیز لکھا ہے کہ یہ اختلاف برہان کا نہیں زمان کا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے دور میں کالے رنگ کو پہننا مرغوب نہ ہوتا ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲، ص ۲۹۳ نیز حکم نمبر ۳۴، ۳۵/۴۷۱، ۱۰، ۱۵، ۱۶/۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۳۴/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ھ حکم نمبر ۱۱ و/۴۷۲ مع حاشیہ و حکم نمبر ۳۴/۴۷۱، ۱۵/۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فيما يحدث السارق فی السرقة — ما يحدث السارق فی السرقة	حوالہ
۴۷۲-۱۲	وفی نوادر ابن سماعة عن محمد رح اذا قطع السارق وقد صبغ الثوب حتی لم يكن لصاحب الثوب ان يأخذ الثوب او خاطه قميصا افتی للسارق ان يبيع الثوب ويأخذ من ثمنه ما زاد الصبغ فيه ويتصدق بالفضل وكذلك يبيع القميص ويأخذ منه قيمة خيوطه ويتصدق بالفضل وكذلك الحنطة يأخذ منها مقدار نفقته عليها	كذا فی المحيط
۱۳	فان كان المسروق دراهم فسبكها او صاغها قلبا كان للمسروق منه ان يأخذها	كذا فی المبسوط
۱۴	فان كانت السرقة صفرا فجعله قمقمة او حديدا فجعله درعا لم يأخذه	كذا فی المبسوط
۱۵	وكذلك كل شیء من العروض وغيرها اذا كان قد غير عن حاله فان كان التغيير بالنقصان فللمسروق منه ان يأخذه	كذا فی المبسوط
۱۶	وان كانت السرقة شاة فولدت اخذهما جميعا المسروق منه	كذا فی المبسوط
۱۷	ولو سرق حنطة فطحنها تكون للسارق بعد القطع ولو سرق سويقا فلته بسمن او بعسل فهو مثل الاختلاف فی الصبغ	كذا فی شرح الطحاوی
۱۸	اذا اجتمع فی يده قطع فی السرقة والقصاص بدئ بالقصاص وضمن السرقة فان قضی بالقصاص فعفی عنه صاحبه اوصالحه قطعت يده فی السرقة وان لم يرتفعا اليه حتی مضی زمان وهما يتراضيان فيه علی الصلح	

۱؎ حکم نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۵ / ۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۷، ۸ / ۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۹ / ۴۷۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲، ۱۰، ۱۱ الخ / ۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں - اور اگر چور نے اس چیز میں ایسا تغیر کیا کہ اس تغیر سے اس چیز میں اضافہ ہوگیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۹ / ۴۷۲ کا دوسرا حاشیہ، ۱۰، ۱۱ تا ۱۴، ۱۶، ۱۷ / ۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۳۴ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ رنگنے کے متعلق حکم نمبر ۱۱ / ۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۴ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اس کے احکام مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۱۲-۴-۷۲	نوادر ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب کسی چور پر قطع ید کی حد لگا دی گئی تو وہ چور چوری کا کپڑا رنگ چکا تھا حتی کہ کپڑے کے مالک کو وہ کپڑا واپس لینے کا حق نہ رہا یا وہ چور اس کپڑے (کو کاٹ کر اس) سے قمیص سی چکا تھا تو میں اس کے متعلق یہ فتوی دوں گا کہ وہ چور اس کپڑے کو فروخت کرے اور اس کی قیمت سے اتنا کچھ لے لے جتنا کہ رنگنے سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اور باقی صدقہ کردے۔ اسی طرح وہ اس قمیص کو فروخت کرے اور اس کی قیمت سے اس کی سلائی کی قیمت لے لے اور باقی صدقہ کردے۔ اور اسیطرح گیہوں کے متعلق (بھی یوں ہی فتوی ہے کہ (اگر اسکی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی تو وہ چور اسکا آٹا بنا چکا تھا تو وہ اسے فروخت کرے اور) وہ اس سے اتنا کچھ لے لے جتنا اس (نے اسکا آٹا بنانے) پر خرچ کیا ہے (اور باقی صدقہ کردے) [1]	محیط
۱۳	اور اگر مسروقہ مال درہم تھے چور نے انہیں پگھلا دیا یا انہیں ڈھال کر ان سے کنگن بنا لئے تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے حق حاصل ہے کہ وہ مسروقہ مال واپس لے لے [2]	مبسوط
۱۴	اگر مسروقہ مال پیتل تھا چور نے اس سے صراحی بنالی یا مسروقہ مال لوہا تھا چور نے اس سے زرہ بکتر بنالی (اور چوری کی حد لگائی گئی) تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ اس مسروقہ مال کو واپس لینے کا حق نہ رکھے گا [3]	مبسوط
۱۵	اسی طرح ہر وہ چیز جو برتن وغیرہ ہو جب چور نے اس کی حالت میں تغیر کر دیا تھا اور اس تغیر سے اس چیز میں نقصان آگیا تھا تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے وہ چیز واپس لینے کا حق حاصل ہے [4]	مبسوط
۱۶	اور اگر وہ مسروقہ چیز بکری تھی اس نے (چور کے ہاں) بچہ دے دیا تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ اس بکری اور بچہ سبھی کو واپس لینے کا حق رکھتا ہے [5]	مبسوط
۱۷	(و) اگر کسی شخص نے گندم چوری کی پھر اسے آٹا بنالیا تو اس چور کو قطع ید کی حد لگنے کے بعد وہ آٹا چور کا ہو جائے گا۔ (ب) اور اگر جو چوری کئے اور انہیں پیں کر گھی میں یا شہد میں ملایا تو اس کے حکم میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ کپڑا چوری کرنے کے بعد اسے رنگنے کی صورت میں اختلاف ہے [6]	شرح طحاوی
۱۸	(و) جب کسی شخص میں چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد اور قصاص کی وجہ سے قطع ید جمع ہو گئے تو پہلے اسے قصاص کی وجہ سے قطع ید ہوگا اور وہ مسروقہ مال کا ضامن ہوگا [7] (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس پر قصاص کی وجہ سے قطع ید کا فیصلہ ہوا تو قصاص کے حقدار نے اسے معاف کر دیا یا اس سے باہم صلح کر لی تو پھر چوری کی حد کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا (ج) اور اگر باہم صلح نہ ہوئی حتی کہ عرصہ گذر گیا در آنحالیکہ وہ صلح کیلئے	

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقہ — ما یحدث السارق فی السرقۃ	دفعات و شق نمبر
کذا فی المبسوط	ثم صالحہ درأت القطع فی السرقۃ لتقادم العہد[1] و ان کان القصاص فی الرجل الیسریٰ بدئ بالقصاص ثم حبس حتی یبرأ ثم تقطع یدہ فی السرقۃ وکذلک ان کان القصاص فی شجۃ فی رأسہ	۴۷۲-۱۸۰

[1] تقادم عہد یعنی زائد المیعاد ہونے کے مفہوم اور اس کی وجہ سے حد ہٹانے کے متعلق حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام　　　　مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۲۷۴۸۱۸۲	ایک دوسرے سے رضامندی ظاہر کرتے رہے - پھر انہوں نے باہم صلح کر لی تو تقادم عہد یعنی زائد المیعاد ہونے کی وجہ سے چوری سے لازم شدہ قطع ید کی حد ہٹا دی جائے گی ـ۱ـه (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد کے ساتھ) قصاص کی وجہ سے بایاں پاؤں کاٹنا جمع ہوا تو پہلے قصاص لیا جائے گا پھر اسے قید میں رکھا جائے گا تاکہ وہ تندرست ہو جائے پھر اسے چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد لگائی جائے گی - (س) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر قصاص اس کے سر میں زخم کا تھا تو پہلے قصاص ہوگا پھر تندرست ہونے تک اسے قید میں رکھا جائے گا پھر چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد لگائی جائے گی)۔	مبسوط

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق	قطاع الطریق	حوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الباب الرابع فی قطاع الطریق

دفعات ۴۷۳ تا ۴۷۳ عنوان ۱ تعداد شق ۴۳

۴۷۳۔ قطاع الطریق

تعداد شق ۴۳

شق	متن	حوالہ
۱	اعلم ان لقطاع الطریق الذین لهم احکام مخصوصة شرائط (احداها) ان یکون لهم شوکة ومنعة بحیث لم یمکن للمارة المقاومة معهم وقطعوا علیهم الطریق سواء کان بالسلاح اوبالعصا الکبیر اوالحجر اوغیرها	کذا فی التتارخانیة
۲	(والثانیة) ان یکون خارج الامصار بعید اعنها و فی الینابیع لایکون بین القریتین ولا بین المصرین ولا بین المدینتین ویکون بینهم و بین المصر مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها هکذا فی ظاهر الروایة وعن ابی یوسف رح	

سلہ ہدایہ میں ہے کہ قطاع الطریق کی حد کی اصل یہ آیت ہے ۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الایة ۳۳ مائدہ (یعنی جولوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں۔ انکی سزا یہ ہے الخ) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۷۔ اور اس آیت کی تفسیر کے متعلق تفسیر روح المعانی ج ۶ صفحہ ۱۱۸ میں ہے کہ ذهب اکثر المفسرین کما قال الطبرسی وعلیه جملة الفقهاء الی انها نزلت فی قطاع الطریق الخ یعنی اکثر مفسرین اور سب فقہاء اس پر ہیں کہ یہ آیت قطاع الطریق (یعنی رہزنوں) کے بارے میں نازل ہوئی۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ نزلت فی قطاع الطریق الخ یعنی یہ آیت قطاع الطریق کے متعلق نازل ہوئی تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ المحاربة هی المضادة والمخالفة وهی صادقة علی الکفر وعلی قطع الطریق واخافة السبیل الخ یعنی محاربہ ضرر دینا اور مخالفت کرنا ہے۔ (اور خدا اور رسول سے محاربہ کرنا) اسکا مصداق کفر، قطع الطریق اور راستہ میں ڈرانا ہے اور احکام القرآن لجصاص میں ہے کہ ولم یسم بذلك کل عاص اللہ تعالی اذ لیس بهذه المنزلة فی الامتناع واظهار المغالبة فی اخذ الاموال وقطع الطریق الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے دیگر نافرمانوں کو اسلئے محارب نہیں کہا جاتا کہ وہ مال لینے اور قطع الطریق کرنے کیلئے قوت و شوکت قہر و غلبہ کے اظہار میں اس درجہ نہیں ہوتے۔ ماخوذ از احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی رازی حنفی الجصاص م ۳۷۰ھ اور فتح القدیر میں ہے کہ قاطع الطریق کو اللہ تعالیٰ کا محارب کہا گیا ہے اسلئے کہ شہر میں تو لوگوں اور حکومت کیطرف سے فریادرسی ہو سکتی ہے مگر دوران سفر ایسا نہیں ہوتا بلکہ) سفر کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کئے ہوتا ہے۔ پس جو شخص اس مسافر کا امن زائل کرے وہ اس ہستی کا محارب ہے، جس پر اس نے حصول امن کیلئے اعتماد کر رکھا ہو۔ اور درالمختار میں ہے کہ "قطع الطریق" کے فقرہ میں حذف و ایصال ہے "ای قطع المارة عن الطریق" یعنی راستہ گذرنے والوں کو راستہ سے روکنا یا اس میں اطلاق المحل علی الحال ہے۔ والمراد بالطریق المارة" یعنی راستہ گذرنے والے کو روکنا یا اضافت بمعنی فی ہے یعنی قطع فی الطریق" ای منع الناس المرور فیه" یعنی لوگوں کو راستہ میں گذرنے سے روکنا (یعنی رہزنی کرنا) اور لکھا ہے کہ قطع الطریق کا ذکر سرقہ صغری یعنی چوری کے بعد کیا گیا ہے اسلئے کہ رہزنی سرقہ مطلقہ نہیں۔ کیونکہ سرقہ میں متبادر مفہوم یہی ہے کہ وہ لوگوں سے خفیة ہوتی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چوتھا باب - رہزنوں کے احکام

دفعات ۴۷۳ تا ۴۷۳ عنوان ۱ تعداد شق ۴۳

۴۷۳ رہزنوں کے احکام کا بیان اور اس میں ۴۳ شقیں ہیں

۱ جان لو کہ جن رہزنوں کی سزا[۱] کے احکام مخصوص ہیں ان کی چند خاص شرطیں ہیں رہزنوں کی، مخصوص شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ ان رہزنوں کو ایسی قوت اور روکنے کی طاقت حاصل[۲] ہو کہ گذرنے والے ان کا مقابلہ نہ کر سکیں اور ان رہزنوں نے گذرنے والوں پر رہزنی کی ہو۔ خواہ ہتھیار سے یا لٹھ سے یا پتھر سے اور اس کے علاوہ سے کی ہو۔ — تتارخانیہ

۲ رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے دوسری شرط یہ ہے کہ (الف) رہزنی شہروں سے باہر ان سے دور واقع ہو۔ الینابیع میں ہے کہ دو گاؤں کے مابین، دو قصبوں (یعنی چھوٹے شہروں کے مابین) اور دو بڑے شہروں کے مابین رہزنی نہیں قرار پاتی۔ اور رہزنی تب قرار پاتی ہے کہ ان رہزنوں اور شہر کے درمیان تین دن رات کا (معتاد بپیدل) سفر ہو۔ ظاہر روایت میں یونہی حکم ہے[۳] (ب) امام ابو یوسفؒ

اور رہزنی میں ایک قسم کا اخفاء ہے اور وہ یہ کہ رہزنی، حاکم مجاز اور راستوں کی حفاظت پر مامور حاکم سے خفیۃ ہوتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ قطع الطریق (یعنی رہزنی) کو سرقہ کبری بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اسکا ضرر تمام مسلمانوں پر ہونے کی وجہ سے عظیم ہے یا یہ کہ اسکی سزا عظیم ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ ۲۹۳۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ ب ۵، ۱/۴۶۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اگر انہیں ایسی قوت حاصل نہ ہو تو انہیں قطاع الطریق (یعنی رہزن) نہ کہا جائے گا۔ بلکہ وہ ایسے چور قرار پائیں گے جو لوگوں کی غفلت کے انتظار میں گھوم پھر رہے ہیں۔ ماخوذ از ہدایہ و حاشیہ ہدایہ ج ۲ صـ ۲۸۷، صـ ۲۸۸ (مترجم) [۳] جیسا کہ رد المحتار ج ۳ صـ ۲۹۲ میں ہے، اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ از روئے استحسان یہی حکم ہے اور لکھا ہے کہ قطع الطریق کا تعلق راستہ گذرنے والے پر (جیسا کہ حکم نمبر ۱/۴۷۳ کے پہلے حاشیہ میں ہے) قطع سے ہے (یعنی اس سے مال لینے کے قصد سے ہے جیسا کہ رد المحتار ج ۳ صـ ۲۹۶ میں ہے) اور یہ شہر اور اسکے قرب میں متحقق نہیں اس لئے کہ بظاہر (حکومت یا عوام کی طرف سے جلد) مدد پہنچ سکتی ہے۔ پس وہ قاطع الطریق نہ قرار پائیں گے۔ البتہ انہیں پکڑا جائیگا۔ مال صاحب حق کو لوٹایا جائے گا اور اسے (معاف کرنے کا) اختیار ہو گا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ ۲۹۱ اور معالم التنزیل لمحی السنۃ حسین بن سعودؒ میں ہے کہ شہروں میں مکابرین (یعنی قہر و غلبہ سے لینے والے) قطع الطریق کی حد کیلئے محاربین کے حکم میں نہیں ہیں یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ اور قرطبی ای الجامع لاحکام القرآن لامام عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ میں ہے کہ یہی قول النعمانؒ، سفیان ثوریؒ اور اسحقؒ کا ہے۔ اور مبسوط ج ۹ صـ ۲۰۲ میں امام شمس الائمہ السرخسیؒ نے لکھا ہے کہ اگر مسافر لوگ کسی بستی میں پڑاؤ کریں تو وہ بمنزلہ اہل قریہ کے ہیں ان پر قطع الطریق متحقق نہ ہو گا اس لئے کہ انہیں مدد پہنچ سکتی ہے۔ اور البحر المحیط لاثیر الدین ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن حیان اندلسیؒ میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ایک جماعت کے ہاں (مذکورہ) محاربین وہ ہیں جو شہر سے باہر قطع الطریق کرنے والے ہیں اور شہر کے اندر انہیں (قطع الطریق کی حد کی بجائے) حسب جرم قتل، چوری یا غصب وغیرہ کی سزا ملے گی۔ سفر کے متعلق حکم نمبر ۲۰۵، چوری کے متعلق حکم نمبر ۴۶۸ اور نہب یعنی لوٹ لینے

جلس یعنی اچک لے جانے اور غصب یعنی چھین لینے کے متعلق حکم ۶۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲ب/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳	اذا کان بینھم و بین المصر اقل من مسیرۃ سفر او قطعوا الطریق فی المصر لیلا اجری علیھم حکم قطاع الطریق و علیہ الفتوی	کذا فی التتارخانیۃ
۳	(و الثالثہ) ان یکون ذلک فی دار الاسلام	کذا فی التتارخانیۃ

[1] چنانچہ شہر میں قطع الطریق متحقق ہونے کے متعلق، حنفی تحقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل فقہی حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) درمختار و رد المحتار میں ہے کہ جب (حسب دیگر شرائط) قطع الطریق (دارالاسلام کے) شہر میں رات کے وقت بغیر ہتھیار کے یا ہتھیار کے ساتھ یا دن کے وقت ہتھیار کے ساتھ ہو (خواہ وہ ہتھیار لاٹھی اور پتھر وغیرہ ہو) تو اس کا مرتکب قاطع الطریق قرار پائے گا۔ یہ حکم امام ابویوسفؒ کے ہاں ہے اور متغلب مفسدین کے دفاع کے لئے مشائخ نے اس پر فتوی دیا ہے۔ جیساکہ القہستانی میں الاختیار وغیرہ سے منقول ہے۔ اور ایسا ہی البحر میں ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۳، ص ۲۹۷۔

(۲) ہدایہ میں ہے کہ از روئے قیاس شہر میں بھی قطع الطریق متحقق ہو سکتا ہے۔ یہ حکم امام شافعیؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ ہتھیار اور لاٹھی، پتھر وغیرہ سے دیر نہیں لگتی اور جس پر قطع الطریق کیا گیا ہو وہ اتنی مہلت نہیں پاتا کہ اسے مدد پہنچ سکے اور رات کے وقت مدد دیر سے پہنچتی ہے۔ اور حاشیہ میں ہے کہ اس لئے بھی کہ نص (یعنی آیت ۳۳۔ مائدہ) میں مکان (یعنی جگہ) کی تفصیل نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۹۱۔

(۳) جامع الرموز قہستانی میں ہے کہ "عن ابی یوسفؒ ان من قطاع الطریق من زاحم علی اقل من مسیرۃ السفر او فی المصر لیلا و علیہ الفتوی دفعا للشر المتغلبۃ المفسدین کما فی الاختیار وغیرہ وقال بعض المتاخرین ان ھذا فی زمانھم واما فی زماننا فیتحقق قطع الطریق فی القری والامصار" الخ یعنی امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ بیشک قطع الطریق کرنے والوں میں سے وہ بھی ہے جس نے (دیگر شرائط پائے جانے مگر شرعی) سفر کے فاصلہ سے کم فاصلہ پر، یا شہر میں، مزاحمت کی۔ اور متغلب مفسدین کے دفاع کیلئے اس حکم پر فتوی ہے، جیساکہ اختیار وغیرہ میں ہے۔ اور بعض متاخرین کا قول ہے کہ یہ حکم اس زمانہ کا ہے اور ہمارے زمانہ میں شہروں اور بستیوں میں بھی قطع الطریق متحقق ہوگا۔ ماخوذ از جامع الرموز قہستانی ج ۴ ص ۲۵۳۔

(۴) احکام القرآن از الجصاصؒ میں ہے کہ وحکی اصحاب الاملاء عن ابی یوسفؒ فی اللصوص الذین یکبون الناس لیلا فی دورھم فی المصر انھم بمنزلۃ قطاع الطریق یجری علیھم احکامھم" الخ یعنی امام ابویوسفؒ سے اصحاب املاء نے حکایت کیا ہے کہ وہ چور جو شہر میں رات کے وقت لوگوں کے گھروں پر حملہ آور ہوتے ہیں وہ (حسب دیگر شرائط) قطاع الطریق کے حکم میں ہیں ان پر قطاع الطریق کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ نیز لکھا ہے کہ اجری ابویوسفؒ علی اللصوص فی المصر حکم المحاربین لامتناعھم والخروج علی وجہ المحاربۃ لاخذ المال فلا یختلف حکمھم بالمصر وغیرہ کما ان سائر مایوجب الحد من الزنا والسرقۃ والقذف والقتل لا یختلف احکام فاعلیھا بالمصر و غیرہ" الخ یعنی امام ابویوسفؒ نے (اپنی تحقیق کی رو سے) شہر میں ایسے چوروں پر انکا صاحب قوت و شوکت ہونے، اور مال لینے کے لئے جنگ کنندگان کے بطور نکلنے، کی وجہ سے ان پر (بطریق دلالۃ النص یا بطور قیاس) محاربین (یعنی قطع الطریق) کا حکم جاری کیا ہے پس ایسا کرنے والوں کے لئے شہر میں اور غیر شہر (یعنی بیرون شہر مثلا صحرا وغیرہ) میں احکام مختلف نہ ہوں گے جیساکہ دیگر قابل حد جرائم مثلا زنا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوالہ	چوتھا باب۔ رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	دفعات وشق نمبر
تتار خانیہ	سے مروی ہے کہ اگر ان رہزنوں اور شہر کے درمیان فاصلہ شرعی سفر سے کم بھی ہو یا انہوں نے رات کے وقت شہر میں رہزنی کی ہو تب بھی ان پر رہزنی کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ اور اسی حکم پر فتوی ہے [1]۔	۴۷۳۔
تتار خانیہ	رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ رہزنی دارالاسلام (یعنی اسلامی حکومت) میں ہو [2]۔	۳

سرقہ اور قذف کے اور قتل کے احکام، ان جرائم کے مرتکبین کے لئے، شہر و غیر شہر میں مختلف نہیں ہوتے۔ ماخوذ از احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی رازی حنفی الجصاص م ۳۷۰ھ ج ۲ ص ۵۰۲، ص ۵۰۳۔

(۵) عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ "وفی الحلیۃ ذکر فی الحاوی ان القری التی قل اھلھا حکمھا حکم الصحراء فیتحقق المحاربۃ اما الامصار الکبار فمن قصد نواحیھا جھارا فکذلک واما وسط المصر فی المواضع التی یتکاثر الناس فیھا فی اسواقھم ودورھم اذا اکبوا سوقا فیھا و نھبوھا او دورا فنھبوھا فیہ وجھان اصحھما ان لھم حکم المحاربین الخ یعنی الحلیہ میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے کہ وہ بستیاں جن کے رہنے والے قلیل تعداد میں ہوتے ہیں وہ صحرا کے حکم میں ہیں پس ان میں محاربہ (یعنی قطع الطریق) متحقق ہوگا اور بڑے شہروں کا حکم یہ ہے کہ جس نے ان شہروں کے قرب میں اعلانیہ ایسا کیا تو اس کا حکم بھی وہی ہے (یعنی وہاں بھی قطع الطریق متحقق ہوگا) اور شہروں کے درمیان کی جگہیں جہاں بازاروں اور گھروں میں لوگوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے جب وہ وہاں کسی بازار پر حملہ آور ہوکر لوٹیں یا گھروں پر حملہ آور ہوکر لوٹیں تو اس (صورت) کے متعلق دو قسم کے حکم ہیں ان میں سے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ان کے لئے بھی محاربین (یعنی قطاع الطریق) کا حکم لاگو ہوگا۔ ماخوذ از عینی شرح ہدایہ ج ۲ ص ۷۸۹۔

(۶) المغنی للحنابلہ میں ہے کہ "وقال کثیر من اصحابنا ھو قاطع حیث کان وبہ قال الاوزاعی واللیث والشافعی وابویوسف وابوثور لتناول الآیۃ بعمومھا کل محارب ولان ذلک اذا وجد فی المصر کان اعظم خوفا واکثر ضررا فکان بذلک اولی الخ یعنی ہمارے بہت سے اصحاب کا قول ہے کہ وہ قاطع الطریق قرار پاتا ہے خواہ (واقعہ) جہاں کہیں ہو۔ امام اوزاعی، امام اللیث، امام شافعی، امام ابویوسف، امام ابوثور کا قول بھی یوں ہی ہے اس لئے کہ آیت (یعنی سورۃ مائدہ کی آیت ۳۳) اپنے عموم پر ہر محارب کو شامل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ جب واقعہ شہر میں ہو تو از روئے خوف بہت عظیم اور از روئے ضرر بہت زیادہ ہے پس اس میں بطریق اولی ہے۔ ماخوذ از المغنی لابن قدامۃ ج ۱۰ ص ۳۰۳۔

[1] حکم نمبر ۵/۴۶۷، ۶۳ تا ۶۵/۴۶۸، ۳۴/۴۷۰، ۴۳/۲۰۲، ۱/۴۷۳، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا د ۲ نیز ۲ و ۳/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱/۴۵۷، ۲۴/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع في قطاع الطريق	حوالہ
۴۷۳-۴	والرابعة: ان يوجد جميع ما شرط في سرقة الصغرى[1] و يشترط ان يكون القطاع كلهم اجانب في حق اصحاب الاموال من اهل وجوب القطع	كذا في التتارخانية
۵	(والخامسة) ان يظفر بهم الامام قبل التوبة ورد الاموال الى اربابها	كذا في التتارخانية
۶	اذا خرج جماعة ممتنعين او واحد يقدر على الامتناع فقصدوا قطع الطريق فأخذوا قبل ان يأخذوا مالا و يقتلوا نفسا حبسهم الامام حتى يتوبوا بعد ما يعزرون	كذا في الكافي
۷	وان اخذوا مالا معصوما بان يكون مال مسلم او ذمي والمأخوذ اذا قسم على جماعتهم اصاب كل واحد منهم عشرة دراهم فصاعدا او ما يبلغ قيمته ذلك قطع الامام ايديهم وارجلهم من خلاف	كذا في الكافي
۸	ولو قطعوا الطريق على المستأمنين لم يحدوا	كذا في الكافي
۹	فان قتلوا ولم يأخذوا مالا قتلهم حدا حتى لو عفى الاولياء عنهم لم يلتفت الى عفوهم	كذا في الكافي

[1] سرقہ صغری یعنی چھوٹی چوری کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ ب کا ۵ اور حکم نمبر ۱/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۲۱/۴۷۳ ملاحظہ ہو اور اس کی نظیر حکم نمبر ۱۷ ب/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ ب کا ۴ اور حکم نمبر ۱۷ تا ۲۰/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ آیت قرآنی (اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ الآیۃ سورۃ مائدہ ۳۳) یعنی یا رہزن اس زمین سے دور کردیئے جائیں میں مراد قید کرنا بھی ہے اس لئے کہ انہیں تمام زمین سے نفی کرنا تو محال ہے اور دوسرے علاقہ میں نفی کرنا وہاں والوں کے لئے ایذا ہے۔ پس مراد اپنے ہی علاقہ میں قید رکھنا ہے اور قیدی منفی عن الارض یعنی زمین سے دور کیا ہوا ہی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ دنیا کی طیبات اور لذات، اور اپنے خویش و اقارب سے دور ہو جاتا ہے (حکم نمبر ۴۰/۴۶۲ ملاحظہ ہو)۔ نیز لکھا ہے کہ تعزیری سزا اسلئے کہ انہوں نے ڈرانے کا جرم کیا ہے۔ اور چونکہ قید کرنا بھی تعزیری سزا ہے لہذا قید کرنے اور تعزیر کے بعد توبہ کرنے سے مراد یہ ہوگا کہ انہیں بدنی سزا بھی بطور تعزیر دی جائے۔ نیز لکھا ہے کہ توبہ کرلے یا مرجائے۔ اور توبہ کرنے سے مراد صرف زبانی توبہ نہ ہوگی بلکہ ان کی توبہ ظاہر ہو یعنی ان میں صالح ہونے کی علامت ظاہر ہو۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۴۔ حکم نمبر ۱۶، ۵۸/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] اس کی نظیر حکم نمبر ۱۷ ج/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو۔ اور اگر مال ہر ایک کو دس درہم تک نہ پہنچتا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] مستأمن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸۱/۴۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [8] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ حد نہ لگائی جائے گی مگر انہیں قید اور تعزیری سزا دی جائے گی اور مذکورہ صورت میں ان رہزنوں پر حد اس لئے نہیں کہ حدود ان کے لئے ہیں جن کی جان و مال کا تحفظ اسلام نے دائمی طور پر دیا ہے اور دم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - رہزنوں کے احکام رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
٤٧٣-٤	رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ تمام امور جو سرقہ صغریٰ (یعنی چھوٹی چوری)[1] میں شرط ہیں رہزنی (یعنی سرقہ کبریٰ) میں بھی انکا پایا جانا ضروری ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ سب رہزن ان اصحاب اموال کے حق میں ایسا جنبی ہوں جو قطع عضو کی سزا کے اہل قرار پاتے ہوں[2]	تتارخانیہ
٥	رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے پانچویں شرط یہ ہے کہ ان رہزنوں کے توبہ کرنے اور مالکوں کو ان کا مال واپس کرنے سے پہلے حاکم مجاز ان پر قابو پالے[3]	تتارخانیہ
٦	جب ایک جماعت جو روک ٹوک کی طاقت رکھنے والی ہے نکلی یا ایک شخص جو روک لینے پر قادر ہے نکلا اور رہزنی کا قصد کیا اور قبل اس کے کہ کس کا مال لیں یا کسی کو قتل کریں وہ پکڑے گئے تو حاکم مجاز انہیں قید میں رکھے گا حتی کہ وہ تعزیری سزا کے بعد توبہ کریں[4]	کافی
٧	اگر (مذکورہ صورت میں) ان رہزنوں نے معصوم مال یعنی کسی مسلمان یا ذمی[5] شخص کا مال لے لیا اور وہ لیا ہوا مال اتنا تھا کہ اگر ان رہزنوں پر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کا حصہ دس درہم یا زیادہ تک پہنچتا ہے[6] یا ہر ایک کے حصہ میں اتنی چیز آتی ہے جس کی قیمت دس درہم یا زیادہ تک پہنچتی ہے تو (ثبوت کے بعد ان کی شرعی حد یہ ہے کہ) حاکم مجاز ان رہزنوں کے ہاتھ اور الٹے طرف کے پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوا دے۔	کافی
٨	اگر (مذکورہ) رہزنوں نے مستأمن[7] لوگوں پر رہزنی کی تو انہیں (مذکورہ) حد نہ لگائی جائے گی[8]۔	کافی
٩	اگر (مذکورہ) رہزنوں نے کسی (مسلمان یا ذمی) کو قتل کر دیا اور مال نہ لیا تو حاکم مجاز ان رہزنوں کو ان پر حد جاری کرنے کے طور انہیں قتل کرائے گا۔ حتی کہ اگر مقتول کے وارثوں نے ان رہزنوں کو معاف کر دیا تو حاکم مجاز ان کے معاف کر دینے پر توجہ نہ دے گا[9]۔	کافی

مسلمان اور ذمی ہیں اور مستأمن کے لئے دائمی تحفظ نہیں۔ اس لئے وہ شرعی حدود کے لئے مخاطب نہیں۔ اور مذکورہ صورت میں ان رہزنوں پر تعزیری سزا اس لئے ہے کہ انہوں نے راستہ پر خوف پیدا کرنے اور مسلمانوں کی ذمہ داری کو توڑنے کا جرم کیا ہے۔ نیز چونکہ مستأمن کو بطور حال حفاظت حاصل ہوتی ہے لہذا ان رہزنوں پر مال کی ضمان لازم ہوگی، نیز لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ تنہا مستأمن پر رہزنی ہوتی ہوا ور اگر وہ قافلہ میں تھا اور صرف اس پر رہزنی ہوئی تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ قافلہ میں تھا جس میں مسلمان اور ذمی بھی تھے اور مسلمانوں اور ذمیوں پر بھی رہزنی ہوئی تو پھر مستأمن کی وجہ سے ان پر رہزنوں سے حد ساقط نہ ہوگی۔ البتہ اگر قافلہ میں رہزنوں کے ذو الرحم ہوں تو ان کی وجہ سے ان رہزنوں سے حد ساقط ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ٣ ص ٢٩٣، ص ٢٩٤ حکم نمبر ٤/٤٧٣، ٢٣/٤٧٣ ملاحظہ ہوں اور اس کی نظیر کے متعلق حکم ١٧ب/٣٦٨، ٨١/٤٦٩ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب اس صورت میں ان رہزنوں کو بطور حد قتل کیا جائیگا نہ کہ بطور قصاص۔ تو پھر یہ شرط نہ ہوگی کہ ان رہزنوں کا وہ قتل قابل قصاص ہو۔ پس قاتل اور اس کے مددگار بھی قتل کئے جائیں گے اور ان رہزنوں نے تلوار سے قتل کیا یا پتھر سے یا لاٹھی سے قتل کیا حکم برابر ہوگا اور حد لازم ہونے کے بعد مقتول کے وارث ان رہزنوں کو معاف نہ کر سکیں گے۔ اور لکھا ہے کہ قاضیخان میں لکھا ہے کہ رہزن نے قتل کیا اور مال نہ لیا تو اسے بطور قصاص قتل کیا جائے اسمیں مراد یہ ہے کہ اس نے مال بقدر نصاب نہ لیا تو بطور قصاص قتل کیا جائیگا (حکم نمبر ١٨/٤٧٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ اگرچہ رہزنی میں اصل مقصد مال لینا ہوتا ہے مگر جب رہزنوں نے مال بالکل نہ لیا اور قتل کیا تو واضح ہوا کہ اس رہزنی میں انکا مقصد مال نہ تھا قتل تھا۔ پس انہیں حد کے طور پر قتل کی سزا دی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ٣ ص ٢٩٤، ص ٢٩٥، ص ٢٩٦۔ اور حد لازم ہونے کے بعد صاحب حق کے معاف کرنے سے حد ساقط نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ١/٤٥٥ کے حاشیہ کاب نمبر ٢ اور حکم نمبر ٥٥/٣٦٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۱۰	وان قتلوا واخذ وا المال ان شاء الامام قتل ایدیهم وارجلهم من خلاف ثم قتلهم و صلبهم وان شاء قتلهم من غیر قطع وان شاء صلبهم	کذا فی الکافی
۱۱	واذا اراد الصلب ففی ظاهر الروایة یصلب حیا ویبعج بطنه برمح یموت وعن الطحاوی لایصلب حیا بل یقتل ثم یصلب والاول اصح وبه قال الکرخی والصحیح انه یترک مصلوبا ثلاثة ایام ثم یخلی بینه وبین اهله لینزلوه ویدفنوه	کذا فی الکافی
۱۲	واذا قتل قاطع الطریق اوقطع فلیس علیه ضمان المال	کذا فی المحیط
۱۳	وکذا لایضمن ماقتل و ماجرح	کذا فی التبیین
۱۴	ان باشر القتل واحد منهم اجری الحد علی الکل	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۵	ان لم یقتل القاطع ولم یأخذ مالا وقد جرح اقتص منه ممافیه القصاص وأخذ الارش ممافیه الارش وذلك الی الاولیاء	کذا فی الهدایة
۱۶	وان اخذ وا المال وجرحوا قطعوا من خلاف ویبطل حکم الجراحات سواء کان عمدا اوخطاء	کذا فی السراج الوهاج

^۱ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ مذکورہ رہزنوں کی حد میں حاکم مجاز کے ہاں کل دس عقلی صورتیں ہیں (۱) صرف قطع عضو (۲) صرف قتل (۳) صرف سولی (۴) قطع، قتل اور سولی تینوں (۵) قطع پھر قتل (۶) قتل پھر قطع (۷) قطع پھر سولی (۸) سولی پھر قطع (۹) قتل پھر سولی (۱۰) سولی پھر قتل۔ اور لکھا ہے کہ مذکورہ رہزنوں کے لئے صرف قطع عضو کی حد تو جائز نہیں نیز قتل کے بعد قطع عضو اور سولی کے بعد قطع عضو کا فائدہ نہیں (پس صورت نمبر ۱، ۶، ۸ خارج ہوئیں اور باقی ماندہ صورتوں کو درمختار میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ) درمختار میں ہے کہ حاکم مجاز کو ان رہزنوں کی حد کے لئے چھ صورتوں میں اختیار ہے (۱) قطع عضو پھر قتل (۲) قطع عضو پھر سولی (۳) قطع و قتل اور سولی (۴) قتل اور سولی (۵) صرف قتل (۶) اور صرف سولی ماخوذ از رد المحتار و درمختار ج ۳ ص ۲۹۵ اور درمختار کی بیان کردہ صورتیں رد المحتار کی باقی ماندہ صورتوں کو شامل ہیں۔ کیونکہ درمختار کی صورت نمبر ۱، ۲، ۳ علی الترتیب رد المحتار کی صورت ۵، ۷، ۴ کو علی الترتیب شامل ہے۔ اور درمختار کی صورت نمبر ۴ رد المحتار کی صورت نمبر ۹، ۱۰ کو شامل ہے اور درمختار کی صورت نمبر ۵، ۶ علی الترتیب رد المحتار کی صورت نمبر ۲، ۳ کو شامل ہے اور فتاوی عالمگیری میں مذکورہ رہزنوں کی حد کیلئے حاکم مجاز کو تین صورتوں میں اختیار کا ذکر ہے جو فی الجملہ درمختار کی چھ بیان کردہ صورتوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب۔ رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۴۷۴-۱۰	اگر (مذکورہ) رہزنوں نے کسی (مسلمان یا ذمی) کو قتل کر دیا اور مال بھی لے لیا تو حاکم مجاز ان پر حد جاری کرنے میں چاہے تو (۱) ان رہزنوں کے ہاتھ اور الٹے پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوائے اور پھر انہیں قتل کرائے اور سولی دے (۲) چاہے تو انہیں قطع عضو کے بغیر قتل کرائے (۳) اور چاہے تو انہیں سولی دے دے ؎۱	کافی
۱۱	جب حاکم مجاز رہزنی کی سزا میں کسی کو سولی دینا چاہے ؎۲ تو (ا) ظاہر روایت کے بموجب حکم یہ ہے کہ رہزن کو زندہ سولی پر چڑھایا جائے گا اور اس کا پیٹ نیزے سے پھاڑ دیا جائے گا تاکہ وہ مر جائے ؎۳ اور امام طحاویؒ سے مروی ہے کہ رہزن کو زندہ سولی پر نہ چڑھایا جائے گا بلکہ اسے قتل کیا جائیگا اور پھر اسے سولی پر لٹکایا جائیگا اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے اور امام کرخیؒ کا قول بھی یہی ہے۔ (ب) پھر صحیح حکم یہ ہے کہ اسے تین دن تک سولی پر لٹکایا جائے گا پھر اس میں اور اس کے وارثوں میں رکاوٹ دور کر دی جائے گی تاکہ وہ اسے اتاریں اور اسے دفن کریں۔	کافی
۱۲	جب رہزن کو قتل یا قطع عضو کی حد لگائی دی گئی تو اس پر (لئے ہوئے مال سے ہلاک شدہ) مال کی ضمان نہیں ہے ؎۴	محیط
۱۳	اسی طرح (جب رہزن کو قتل یا قطع عضو کی حد لگا دی گئی تو) وہ اسکی ضمان نہ دے گا جو اس نے قتل کیا یا زخمی کیا تھا ؎۵	تبیین
۱۴	اگر رہزنوں کی جماعت میں سے کسی ایک نے قتل کا ارتکاب کیا (اور بطور حد قتل کی سزا لازم ہوئی) تو ان سب کو بطور شرعی حد قتل کی سزا دی جائے گی ؎۶	اختیار شرح مختار
۱۵	اگر رہزن نے کسی کو قتل نہ کیا اور نہ مال لیا البتہ اس نے کسی کو زخمی کر دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) جس زخم میں قصاص لیا جاتا ہے اس میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور جس میں تاوان لیا جاتا ہے اس میں اس سے تاوان لیا جائیگا اور اس میں ولی کو اختیار حاصل ہے ؎۷	ہدایہ
۱۶	اگر ان رہزنوں نے مال بھی لیا اور زخمی بھی کیا تو انہیں قطع عضو من خلاف کی حد لگائی جائے گی (یعنی ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا) اور (ان پر حد لگنے کے بعد) ان زخموں کا حکم باطل ہو جائے گا (جو انہوں نے رہزنی میں لگائے تھے) خواہ انہوں نے عمداً (یعنی جان بوجھ کر) یا خطاءً (یعنی غلطی سے) زخمی کیا تھا ؎۸	سراج وہاج

کو شامل ہو سکتی ہیں (مترجم) ؎۲ حکم نمبر $\frac{10}{347۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۳ جیسا کہ درمختار ردالمحتار میں ہے۔ اور سولی دینے کے متعلق بحوالہ الجوہرہ النیرہ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ سولی دینے کی کیفیت یہ ہے کہ (مثلاً) زمین میں ایک لکڑی (عمودا) گاڑی جائے اس پر ایک لکڑی عرضا باندھی جائے اس پر رہزن کے دونوں پاؤں ہوں اور (عموداً) گاڑی ہوئی لکڑی کے اوپر کے حصہ میں ایک اور لکڑی (عرضا) باندھی جائے اور اس پر اس رہزن کے دونوں ہاتھ باندھے جائیں۔ پھر اس کے بائیں پستان میں نیزہ مارا جائے اور اسکا پیٹ نیزہ سے پھاڑ دیا جائے حتیٰ کہ وہ مر جائے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۵ وکذا فی الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۲۶۶، صفحہ ۲۶۷ (مترجم) ؎۴ جیسا کہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ مال (جو رہزنی کرنیوالے نے لیا تھا) تلف ہو چکا تھا تو اس رہزن پر (حد جاری ہونے کے بعد) اسکی ضمان نہیں ہے۔ اور اگر وہ مال باقی تھا تو مالک کو واپس کیا جائے اسی طرح اس رہزن پر قتل یا قطع کی حد جاری ہونے کے بعد اس پر قتل یا زخمی کرنے کی ضمان نہ ہوگی جس کا اس نے ارتکاب کیا تھا۔ اس لئے کہ حد لگنے کے بعد اس مال کی عصمت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ سرقہ صغری یعنی چوری کے حکم میں ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۵۔ نیز حکم نمبر $\frac{35}{347۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۵ حکم نمبر $\frac{12}{347۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ محاربہ میں ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ پس سب پر حد لگے گی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۹ اور جیسا کہ حکم نمبر $\frac{9}{347۳}$ کے حاشیہ میں ہے (مترجم)

؎۷ اور ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ ان جنایات میں حد نہیں ہے۔ پس حق العبد کیلئے قصاص یا تاوان لازم ہوگا ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۹، صفحہ ۲۹۵ (مترجم) ؎۸ حکم نمبر $\frac{13،12}{347۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	قطاع الطریق	حوالہ
	الباب الرابع فی قطاع الطریق	
۴۷۳-۱۷	وان اخذ بعد ما تاب وقد قتل عمدا فان شاء الاولیاء قتلوہ وان شاء واعفوا عنہ ویجب الضمان اذا ھلک فی یدہ او استھلکہ	کذا فی الھدایۃ
۱۸	ان اخذ واقبل التوبۃ وقد قتلوا اوجرحوا عمدا ولکن ما اخذوہ من الاموال شئ تافۃ ولا یصیب کل واحد منھم نصاب فالامر فی القصاص بین النفس وغیرھا الی الاولیاء ان شاؤا استوفوا وان شاء واعفوا	کذا فی النھایۃ
۱۹	واذا اخذ المال ولم یصنع شیأ غیرہ فان جاء تائبا قبل ان یؤخذ فعلیہ ان یرد ما اخذ و ضمانہ ان ھلک	کذا فی السراجیۃ
۲۰	واذا قطع الطریق واخذ المال ثم ترک ذلک واقام فی اھلہ زمانا لم یقم الامام علیہ الحد استحسانا	کذا فی المبسوط
۲۱	وان کان من القطاع صبی او مجنون اوذورحم محرم من المقطوع علیہ سقط الحد عن الباقین	کذا فی الکافی
۲۲	وکذا اذا کان فیھم اخرس	ھکذا فی المحیط
۲۳	واذا قطعوا الطریق علی قافلۃ عظیمۃ فیھا المسلمون والمستأمنون اقیم علیھم الحد الا ان یکون القتل واخذ المال وقع علی اھل الحرب خاصۃ فحینئذ لا یجب الحد کما لو لم یکن معھم غیرھم	کذا فی النھایۃ

[1] چنانچہ ہدایہ مع بین السطور وحواشی میں ہے کہ ہمارے ہاں دیگر تمام حدیں توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں مگر رہزنی کی حد بموجب نص قرآنی اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ الآیۃ ۳۴ سورۃ مائدہ۔ پ ۶ یعنی ان رہزنوں میں سے جو لوگ قابو کئے جانے سے پہلے توبہ کریں تو جانے رہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا اور بڑی رحمت والا ہے، اس نص کی رو سے رہزنی کے جرم کی صورت میں اگر مجرم نے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلی تو اس پر رہزنی کی حد قائم نہ کی جائیگی (یعنی اسلامی حکومت کیطرف سے مطالبہ رہے گا وارثوں اور مدعیوں کا مطالبہ رہے گا) پس قصاص کا ولی حق رکھتا ہے کہ وہ اس سے قصاص لے یا معاف کردے۔ اسیطرح اس رہزن نے جو مال لیا تھا اور وہ اس کے پاس تلف ہوگیا یا اس نے تلف کردیا تو حق العبد کیلئے وہ اس کا ضامن ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور وحاشیہ ج ۲ ص ۲۹۰ نیز توبہ کرنے کے متعلق حکم نمبر ۴۷۳/۶ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۴۷۳/۱۸ تا ۲۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] تافہ یعنی کم قیمت، معمولی و حقیر چیز اسکے متعلق حکم نمبر ۴۶۶/۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو اور اگر وہ مال دس درہم تک پہنچتا ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر ۴۷۳/۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور درمختار میں ہے کہ اگر کسی رہزن نے قتل کیا اور نصاب سے کم یعنی دس درہم یا اتنی مالیت سے کم مال لیا تو اس پر رہزنی کی حد نہ لگے گی اور یہ مسئلہ غرائب میں سے ہے اور رد المحتار میں ہے کہ عیسیٰ بن ابان نے طعن کیا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اگر رہزن قتل کرے اور مال نہ لے تو اس پر رہزنی کی حد لگانے کا حکم ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۴۷۳/۱ میں ہے) اور اگر رہزن قتل کرے اور نصاب سے کم مال بھی لے تو اس پر رہزنی کی حد لازم نہ ہو بلکہ قصاص کا حکم ہو (جیسا کہ حکم نمبر ۴۷۳/۱۸ میں ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ رہزنی کو سرقہ کبری کہا جاتا ہے اس لئے کہ رہزنی میں مال

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳-۱۷	اگر کوئی رہزن توبہ کر لینے کے بعد پکڑا گیا اور اس نے رہزنی میں عمداً قتل کیا ہوا ہے تو (اس صورت میں) مقتول کے وارثوں کو اختیار حاصل ہے کہ چاہیں تو اسے (قصاص میں) قتل کرائیں اور چاہیں تو اسے معاف کر دیں اور اس صورت میں جو مال اس نے لیا تھا وہ اس سے "تلف ہوگیا یا اس نے "تلف کر دیا تو اس پر اس کی ضمان واجب ہوگی [۱]۔	
۱۸	اگر رہزنوں کی جماعت توبہ کر لینے سے پہلے گرفتار کر لی گئی اور انہوں نے عمداً یعنی جان بوجھ کر قتل کیا ہے اور عمداً زخمی کیا ہے لیکن انہوں نے جو مال لیا ہے وہ "نافہ [۲] یعنی معمولی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو حصہ میں بقدر نصاب (یعنی دس درہم یا اس کی مالیت کو) نہیں پہنچتا۔ تو قصاص کا معاملہ خواہ وہ جان کا ہو یا اس کے علاوہ کا (مثلاً قطع یا جرح) ہو۔ اس قصاص کے ولیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو ان سے قصاص لیں اور چاہیں تو انہیں معاف کر دیں [۳]۔	بدایہ
۱۹	اگر رہزن نے صرف مال لیا اس کے علاوہ (زخم یا قتل کرنا وغیرہ) اور کچھ نہ کیا۔ تو اگر پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر حاضر ہو گیا تو اس پر لازم ہے کہ جو کچھ اس نے لیا ہے واپس لوٹائے اور اگر "تلف ہو گیا ہے تو اس کی ضمان دیدے	نہایہ
۲۰	اگر کسی شخص نے رہزنی کی اور مال لیا پھر اس نے یہ پیشہ ترک کر دیا (یعنی رہزنی سے باز آگیا) اور اپنے اہل و عیال میں ایک عرصہ تک مقیم رہا تو از روئے استحسان حاکم مجاز اس پر رہزنی کی حد قائم نہ کرے گا [۵]۔	سراجیہ
۲۱	اگر رہزنوں کی جماعت میں کوئی رہزن بچہ ہو یا مجنون ہو یا جس شخص پر رہزنی کی گئی ہے اس کا ذو رحم محرم ہو تو ان میں سے باقی سب رہزنوں سے بھی رہزنی کی حد ساقط ہو جائے گی [۶]۔	مبسوط
۲۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر ان رہزنوں کی جماعت میں کوئی شخص گونگا تھا (تو ان سب سے رہزنی کی حد ساقط ہو جائے گی) [۷]۔	کافی محیط
۲۳	جب رہزنوں نے کسی ایسے بڑے قافلہ پر رہزنی کی جس میں مسلمان بھی ہیں اور مستأمن [۸] بھی تو ان رہزنوں پر رہزنی کی حد قائم کی جائے گی۔ لیکن اگر اس رہزنی میں قتل کرنا اور مال لینا صرف اہل حرب (یعنی کافروں) پر واقع ہوا ہو تو پھر ان رہزنوں پر رہزنی کی حد لازم نہ ہوگی جیسا کہ اگر ان مستأمن حربیوں کے ساتھ ان کے سوا (مسلمانوں میں سے) کوئی نہ ہوا اور ان پر رہزنی ہو تو ان رہزنوں پر حد لازم نہیں ہوتی۔	نہایہ

و زیادہ تر مقصد مال لینا ہوتا ہے۔ اکمیں قتل کرنا مال لینے کے ذریعہ کے طور پر ہوتا ہے (مقصود کے طور پر نہیں ہوتا) لیکن جب رہزنوں نے صرف ڈرایا یا صرف قتل کیا تو شریعت نے اس پر حد لگانے کا حکم دیا اسلئے کہ واضح ہو گیا کہ انکا مقصود قتل کرنا تھا، مال لینا نہ تھا۔ لیکن جب انہوں نے قتل کے ساتھ مال بھی لیا تو واضح ہو گیا کہ ان کا مقصود وہی تھا جو رہزنی کا غالب اور اصلی مقصد ہوتا ہے یعنی مال لینا۔ پس دیکھا جائیگا کہ جو مال انہوں نے لیا ہے، وہ ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں بقدر نصاب آتا ہے تو ان پر شرط پائے جانے کی بنا پر رہزنی کی حد لازم ہوگی ورنہ حد لازم نہ ہوگی اور جب حد لازم نہ ہوگی تو قتل کی وجہ سے قصاص، دیت اور اس مال کی ضمان لازم ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۶۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا "د" ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ھ حکم نمبر ۱۷/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ھ حکم نمبر ۱۷/۴۷۳، ۸۵ تا ۸۸/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ھ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ و امام زفرؒ کے ہاں ہے۔ اس لئے کہ جنایت یعنی قصور ایک ہے اور بعض کے حق میں حد کا منع ہونا باقی سب پر حد کیلئے مانع ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۹۰۔ نیز حکم نمبر ۴/۴۷۳ ملاحظہ ہو۔ اور ذو رحم محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۴۹۱، ۲۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) ۷ھ حکم نمبر ۴/۴۷۳، ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ھ مستأمن کے مفہوم کے متعلق حکم ۸۱/۴۶۹ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۸/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو، نیز حکم نمبر ۴۷/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۲۳/۴۷۳-۲۴	واذا قطع بعض القافلة الطريق على البعض لم يجب الحد	هكذا في الهداية
۲۵	روى ابراهيمؒ عن محمدؒ في قوم قطعوا الطريق وقتلوا ثم ولوا وذهبوا اهل يتبعونهم قال ان كان فيهم ١٠/١١ قتيل فاتبعهم فلهم ان يتبعوهم والا فلا وان اخذوا متاعا لرجل فلهم ان يتبعوهم وان لم يتبعهم صاحب المتاع وان كان المتاع مستهلكا ليس لهم ان يتبعوهم لانه صار دينا عليهم	كذا في المحيط
۲۶	فان كان فيهم عبد فالحكم فيه كالحكم في الرجال الاحرار	هكذا في المبسوط
۲۷	والمرأة كذلك في ظاهر الرواية	هكذا في المبسوط
	ولو اشترك النساء والرجال في قطع الطريق لاقطع عليهم في ظاهر الرواية	كذا في خزانة المفتين
	ولو كان منهم امرأة فقتلت وأخذت المال دون الرجال لم تقتل المرأة وقتل الرجال هو المختار عشر نسوة قطعن الطريق وقتلن وأخذن المال قتلن وضمن المال	كذا في السراجية
۲۸	يثبت قطع الطريق بالاقرار مرة واحدة ويقبل رجوع القاطع كما في السرقة الصغرى فيسقط الحد ويؤخذ بالمال ان كان اقر به معه	كذا في فتح القدير

لہ جیساکہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ قافلہ ایک حرز یعنی ایک محفوظ جگہ ہے جیساکہ ایک گھر ہو۔ تو جس طرح کسی گھر میں رہنے والا اسی گھر میں چوری کرے تو حد نہیں اسی طرح اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۹۰، ص ۲۹۱ حکم نمبر ۲۸، ۲۷/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ہ حکم نمبر ۳۸/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ہ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ رہزنی کے احکام میں غلام غیر غلام کی طرح ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷ اور غلام کے لئے دیگر قابل حد جرائم کی سزا کے متعلق ۳۰ ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ہ درمختار ورد المحتار میں بھی عورتوں کی رہزنی کے متعلق اسی طرح کے (اختلافی) احکام درج ہیں چنانچہ (و) درمختار میں ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب رہزنی کے احکام میں عورت غیر عورت کی طرح ہے۔ اور اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ مبسوط میں یہی منصوص ہے اور طحاویؒ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ البتہ امام کرخیؒ کے ہاں عورت رہزنی کے احکام میں بچہ کی طرح ہے مگر یہ حکم اطلاقِ قرآن سے متصادم ہے۔ (ب) درمختار میں ہے کہ اگر رہزن مردوں میں عورت بھی تھی اس نے مال لیا اور قتل بھی کیا تو مردوں کو قتل کی سزا ملے گی عورت کو قتل نہ کیا جائے گا یہی حکم مختار ہے۔ اور اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ الشرنبلالیۃ میں ہے کہ یہ حکم غیر ظاہر روایت کا ہے (ج)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب ۔ رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳-۲۴	اگر قافلہ والوں میں سے بعض نے بعض پر رہزنی کی تو ان پر رہزنی کی حد لازم نہ ہوگی [۱] ۔	ہدایہ
۲۵	ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے اس جماعت کے متعلق روایت کیا ہے (و) جس جماعت نے رہزنی کی اور قتل کیا پھر انہوں نے پیٹھ پھیری اور چلے گئے تو کیا قافلہ والوں کو ان کا پیچھا کرنے کا حق ہے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں مقتول کا ولی موجود ہو اور اس نے ان رہزنوں کا پیچھا کیا تو قافلہ والوں کو بھی حق پہنچتا ہے کہ ان رہزنوں کا پیچھا کریں ورنہ نہیں [۲] (ب) اور اگر رہزنوں کی وہ جماعت کسی آدمی کا مال لے گئی تو قافلہ والوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ان رہزنوں کا پیچھا کریں اگرچہ مال کے مالک نے ان کا پیچھا نہ کیا ہو ۔ (ج) اور اگر وہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو پھر قافلہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان رہزنوں کا پیچھا کریں اس لئے کہ وہ مال ان رہزنوں کے ذمہ قرض ہو گیا ہے ۔	محیط
۲۶	اگر رہزنوں میں کوئی شخص غلام ہو تو رہزنی کے احکام میں اس کے لئے وہی حکم ہے جو حکم آزاد مردوں کیلئے ہے [۳]	مبسوط
۲۷	(و) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ظاہر روایت کے بموجب عورت کا حکم بھی یہی ہے (یعنی اگر رہزنوں میں کوئی عورت ہو تو رہزنی کے احکام میں اس کا حکم مردوں کے حکم کیطرح ہے)۔	مبسوط
	(ب) اگر رہزنی کرنے میں عورتیں اور مرد سبھی شریک ہوئے تو ظاہر روایت کے بموجب ان پر قطع عضو کی حد نہیں ہے ۔	خزانۃ المفتین
	(ج) اگر رہزن مردوں میں عورت بھی تھی اس نے قتل کیا اور مال بھی لیا مردوں نے یہ نہ کیا ۔ تو (حد میں) وہ عورت قتل نہ کی جائیگی اور مرد قتل کئے جائیں گے یہی حکم مختار ہے (د) دس عورتوں نے رہزنی کی ۔ انہوں نے قتل کیا اور مال لیا تو سب (از روئے قصاص) قتل کی جائیں گی اور لئے ہوئے مال کی ضامن ہوں گی [۴]	سراجیہ
۲۸	(رہزنی کے اقرار کی صورت میں) رہزنی کا ثبوت رہزن کے ایکبار کے اقرار سے ہو جاتا ہے [۵] اور رہزن اقرار کے بعد اس اقرار سے رجوع کرلے تو رجوع قبول کیا جاتا ہے، جیسا کہ سرقہ صغری (یعنی چھوٹی چوری) کے احکام میں ہے ۔ پس اقرار کے بعد رہزنی سے رجوع کی صورت میں اس سے رہزنی کی حد ساقط ہو جائیگی اور اگر اس نے اقرار میں رہزنی کے ساتھ مال لینے کا بھی اقرار کیا تھا تو اس سے مال لیا جائیگا ۔	فتح قدیر

درمختار میں ہے کہ دس عورتوں نے رہزنی کی ۔ مال لیا اور قتل بھی کیا تو انہیں قتل کی سزا دی جائے گی اور وہ مال کی ضامن ہوں گی ۔ اور اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ اس حکم میں مال کی ضمان لازم ہونا دلیل ہے کہ وہ عورتیں از روئے حد نہیں بلکہ از روئے قصاص قتل کی جائیں گی (کیونکہ حد اور ضمان جمع نہیں ہوتے) اور از روئے قصاص قتل کا حکم اس بنا پر ہے کہ عورت رہزن نہیں قرار پاتی ۔ اور الشرنبلالیۃ میں ہے کہ یہ حکم بھی ظاہر روایت کے خلاف ہے ۔ (د) پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ جب (بموجب مذکورہ و) مصنف نے (یعنی صاحب تنویر الابصار نے) رہزنی کے احکام میں عورت کا غیر عورت کی طرح قرار پانے کو ظاہر روایت قرار دیا ہے تو شارحؒ کو (یعنی صاحب درمختار کو) چاہیئے تھا کہ بعد کی دونوں فروع (جو ب، ج میں مذکور ہیں انہیں) ذکر نہ کرے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷ (مترجم)

[۵] حکم نمبر ۲۱/۴۷۳ ملاحظہ ہو ۔ اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۲۹-۴۷۳	وبالبینۃ بشہادۃ اثنین علی معاینۃ القطع والاقرار	کذا فی فتح القدیر
۳۰	فلو شہد احدہما بالمعاینۃ والآخر علی اقرارہم بہ لا یقبل	کذا فی فتح القدیر
۳۱	ولا تقبل الشہادۃ بالقطع علی ابی الشاہد وان علا وابنہ وان سفل	کذا فی فتح القدیر
۳۲	ولو قالا قطعوا علینا وعلی اصحابنا واخذوا مالنا لا یقبل	کذا فی فتح القدیر
۳۳	ولو شہدوا انہم قطعوا علی رجل من عرض الناس ولہ ولی یعرف اولا یعرف لا یقیم الحد علیہم الا بمحضر من الخصم	کذا فی فتح القدیر
۳۴	ولو قطعوا فی دار الحرب علی تجار مستأمنین او فی دار الاسلام فی موضع غلب علیہ اہل البغی ثم اتی بہم الی الامام لا یمضی علیہم الحد	کذا فی فتح القدیر
۳۵	ولو رفعوا الی قاض یری تضمینہم المال فضمنہم وسلمہم الی اولیاء القود فصالحوہم علی الدیات ثم رفعوا بعد زمان الی قاض آخر لم یمض علیہم الحد	کذا فی فتح القدیر
۳۶	واذا قضی القاضی علیہم بالقتل وحبسہم لذلک نذہب اجنبی نقتلہم لا شئ علیہ وکذا لو قطع ایدیہم	کذا فی فتح القدیر
۳۷	واذا قتلہ رجل فی حبس الامام قبل ان یثبت علیہ شئ ثم قامت البینۃ بما صنع فعلی قاتلہ القود الا ان یکون القاتل ہو ولی المقتول الذی قتلہ ہذا فی قطع الطریق فحینئذ لا لا یلزمہ شئ	کذا فی المبسوط

۱؎ حکم نمبر ۳۰/۴۷۳ ملاحظہ ہو اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۳۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۰/۴۷۳ ملاحظہ ہو۔ اور اقرار پر گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم ۷/۳۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۹/۴۷۳ ملاحظہ ہو اور دیگر قابل حد جرائم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶۶/۳۶۴، ۱۱۴/۴۶۶، ۳۶ تا ۳۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲/۴۶۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات نمبر	چوتھا باب - رہزنوں کے احکام رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳-۲۹	اور (رہزنی کی صورت میں) دو گواہوں کی گواہی سے رہزنی ثابت ہو جاتی ہے جو کہ رہزنی کے معائنہ (یعنی آنکھوں دیکھی رہزنی) پر گواہی دیں [1] یا رہزنی پر رہزن کے اقرار [2] پر گواہی دیں (تو بھی رہزنی ثابت ہو جاتی ہے)	فتح قدیر
۳۰	پس اگر رہزنی پر دو گواہوں میں سے ایک نے معائنہ (یعنی رہزنی کو خود آنکھوں سے دیکھنے) کی گواہی دی اور دوسرے گواہ نے رہزنوں کے رہزنی کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو رہزنی کے ثبوت کے لئے ایسی گواہی قبول نہ ہوگی [3]	فتح قدیر
۳۱	رہزنی پر گواہی میں اگر گواہ نے اپنے باپ پر خواہ اوپر کے درجہ تک ہو (یعنی دادا یا پردادا وغیرہ پر) رہزنی کی گواہی دی یا اپنے بیٹے پر خواہ نیچے کے درجہ تک ہو (یعنی پوتا و پڑپوتا وغیرہ پر) رہزنی کی گواہی دی تو یہ گواہی قبول نہ کی جائیگی [4]	فتح قدیر
۳۲	(رہزنی پر گواہی میں) اگر دو مردوں نے یہ کہا کہ ان رہزنوں نے ہم پر اور ہمارے ساتھیوں پر رہزنی کی اور ہمارا مال لے لیا۔ تو رہزنی کے ثبوت کے لئے یہ گواہی قبول نہ ہوگی [5]	فتح قدیر
۳۳	اگر (رہزنی پر گواہی میں) گواہوں نے گواہی دی کہ ان رہزنوں نے شرفا میں سے ایک آدمی پر رہزنی کی ہے۔ اور اس آدمی کا ولی یعنی قریبی رشتہ دار معروف یا غیر معروف موجود ہے تو خصم (یعنی مدعی) کے حاضر ہوئے بغیر حاکم مجاز ان رہزنوں پر رہزنی کی حد قائم نہ کرے گا [6]	فتح قدیر
۳۴	اگر رہزنوں نے دار الحرب (یعنی سلطنتِ کفار) میں مستأمن (مسلمان) تاجروں پر رہزنی کی یا دار الاسلام (یعنی اسلامی سلطنت) میں ایسے مقام پر رہزنی کی جہاں باغیوں [7] نے غلبہ حاصل کر رکھا ہے پھر وہ رہزن مسلمانوں کے حاکم مجاز کے سامنے پیش کئے گئے تو حاکم مجاز ان پر رہزنی کی حد جاری نہ کرے گا [8]	فتح قدیر
۳۵	اگر رہزن لوگ ایسے قاضی کے ہاں لائے گئے جس کا مسلک یہ ہے کہ ان رہزنوں سے مال کی ضمان لے پس اس نے ان رہزنوں سے مال کی ضمان لی اور انہیں مقتولوں کے [illegible] قصاص کے وارثوں کے سپرد کیا تو ان رہزنوں نے ان وارثوں کے ساتھ تاوان ہائے قتل دینے پر [illegible] جیسا کہ سرقہ صغ[illegible] رہزن عرصہ بعد ایک دوسرے قاضی کے ہاں لائے گئے تو وہ قاضی ان رہزنوں پر رہزنی کی حد قائم [illegible] [9]	فتح قدیر
۳۶	جب ان رہزنوں پر حاکم مجاز [illegible] ملہ دے دیا اور اس غرض سے انہیں قید میں رکھا تو کسی اجنبی شخص نے جا کر (بغیر امرِ حاکم) ان رہزنوں کو قتل [illegible] ل پر کچھ لازم نہیں ہے۔ اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس اجنبی نے ان رہزنوں کے [illegible] ڈالے (تو اس اجنبی پر کچھ لازم نہیں [illegible] [10]	فتح قدیر
۳۷	حاکم مجاز نے کسی رہزن کو [illegible] تھا اور ابھی ان پر رہزنی کا جرم کچھ ثابت نہ ہوا تھا کہ کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا پھر اس رہزن کے ارتکاب رہزنی پر گواہ قائم ہوئے تو اس رہزن کے مذکورہ قاتل پر قصاص لازم آئے گا لیکن اگر مذکورہ قاتل اس مقتول کا ولی (یعنی قریبی وارث) ہو جس مقتول کو اس رہزن نے رہزنی میں قتل کیا تھا تو پھر مذکورہ قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا [11]	مبسوط

[illegible] ۵۰/۴۶۸ ، ۳۳/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۲۵/۴۶۴ کا حاشیہ، ۳۲/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] باغی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۲۱۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۳/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] اس کی نظیر حکم نمبر ۱۴۰۸/۴۷۱ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [11] اسکے متعلق مزید احکام قصاص کے احکام میں ہیں۔ جن کا ذکر فتاوی عالمگیری کی بحث ۵۵ میں ہے (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۳۸	لو ان لصوصا اخذوا متاع قوم فاستغاثوا بقوم وخرجوا فی طلبھم ان کان ارباب المتاع معھم حل قتالھم	کذا فی فتح القدیر
۳۹	ولکن اذا غابوا والخارجون یعرفون مکانھم ویقدرون علی رد المتاع علیھم وان کانوا لا یعرفون مکانھم ولا یقدرون علی الرد علیھم لا یجوز لھم ان یقاتلوھم	کذا فی فتح القدیر
۴۰	ولو اقتتلوا مع قاطع فقتلوہ لا شئ علیھم لانھم قتلوہ لاجل مالھم فان فر منھم الی موضع لو ترکوہ لا یقدر علی قطع الطریق علیھم فقتلوہ کان علیھم الدیۃ لانھم قتلوہ لا لاجل مالھم	کذا فی فتح القدیر
۴۱	ولو فر رجل من القطاع فاتبعوہ وقد القی نفسہ الی مکان لا یقدر معہ علی قطع الطریق، فقتلوہ کان علیھم الدیۃ لان قتلھم ایاہ لا لاجل الخوف علی الاموال	کذا فی فتح القدیر
۴۲	ویجوز للرجل ان یقاتل دون مالہ وان لم یبلغ نصابا و یقتل من یقاتلہ علیہ	کذا فی فتح القدیر
۴۳	من خنق رجلا حتی قتلہ فالدیۃ علی عاقلتہ عند ابی حنیفۃ فان تکرر منہ فی المصر قتل بہ سیاسۃ	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۲۵/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۲/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ درمختار میں ہے "بما صنع فعلی" ہے اور "دون مالہ" کے مفہوم کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ "دون مالہ" یعنی اپنے مال کے تحت یا اپنے مال کے اوپر یا اپنے مال کے درپے یا اپنے سامنے ہے۔ یہ دون کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان میں مناسب وہ معانی ہیں جو ہم نے ذکر کئے اور بعض کے ہاں "دون مالہ" یعنی اپنے مال پر کے مفہوم میں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۷ مطلب یہ کہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے قتال جائز ہے۔ حکم نمبر ۴۰، ۴۲ب/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور بحوالہ التجنیس لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں چور داخل ہوا اور مال لے گیا تو گھر والے کو حق حاصل ہے کہ اس سے قتال کرے جبتک کہ وہ مال اس چور کے پاس ہے۔ اور اگر اس چور نے ان کا وہ مال پھینک دیا تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس چور کو قتل کرے اور بحوالہ البزازیہ لکھا ہے کہ کسی آدمی کو گھر والے نے (گھر میں) قتل کر دیا تو اگر گھر والے نے ثابت کیا کہ وہ آدمی قہر و غلبہ سے آیا تھا (یعنی اس نے ڈاکہ ڈالا تھا) تو اس کا خون رائیگاں ہے اور اگر گھر والا مذکورہ ثبوت فراہم نہ کر سکا تو اگر مقتول چوری اور شرارت میں مشہور نہ تھا تو قاتل قصاص میں قتل کیا جائیگا اور مقتول چوری اور شرارت سے متہم تھا تو از روئے استحسان قاتل کے مال سے تاوان قتل لازم ہوگا اس لئے کہ دلالۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعداد/شق نمبر	چوتھا باب - رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۸-۴۷۲	اگر چوروں نے کسی قوم کا مال لیا پس اس قوم نے کسی اور قوم سے مدد چاہی اور ان چوروں کی طلب میں نکلے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مال کے مالک اس قوم کے ساتھ تھے تو ان کے لئے ان چوروں سے قتال کرنا حلال ہے [1]	فتح قدیر
۳۹	(د) اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر مذکورہ صورت میں وہ چور غائب ہو گئے ہوں اور ان کی طلب میں نکلنے والے لوگ ان کا ٹھکانہ پہچانتے ہوں اور ان سے وہ مال واپس لینے پر قادر ہوں (تو ان چوروں سے قتال حلال ہے) (ب) اور وہ لوگ ان کا ٹھکانہ نہ پہچانتے ہوں اور ان سے وہ مال واپس لینے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان چوروں سے قتال کریں۔	فتح قدیر
۴۰	(د) اگر لوگوں اور رہزن میں باہم قتال ہوا پس لوگوں نے اس رہزن کو قتل کر دیا تو ان پر کچھ لازم نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنے مال کی حفاظت کی غرض سے اسے قتل کیا ہے [2] (ب) اور اگر وہ رہزن بھاگ کر ایسی جگہ چلا گیا کہ اگر یہ لوگ اسے اسی جگہ چھوڑ دیتے تو وہ ان پر رہزنی کرنے پر قادر نہ ہوتا تاہم انہوں نے اسے قتل کر دیا تو ان لوگوں پر اس کے قتل کا تاوان لازم ہوگا اس لئے کہ انہوں نے اسے اپنے مالوں کی حفاظت کی غرض سے قتل نہیں کیا۔	فتح قدیر
۴۱	اگر رہزنوں میں سے کوئی آدمی بھاگ گیا اور اس نے اپنے آپ کو ایسی جگہ لا ڈالا کہ اس میں وہ رہزنی پر قادر نہیں ہو سکتا ہے پھر لوگ اس کا پیچھا کر کے اس تک پہنچے اور انہوں نے قتل کر دیا تو ان لوگوں پر اس رہزن کے قتل کا تاوان لازم ہوگا اس لئے کہ ان کا اسے قتل کرنا اموال کے خوف سے واقع نہیں ہوا ہے۔	فتح قدیر
۴۲	(د) آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ دون مالہ [3] یعنی اپنے مال کی حفاظت کے لئے قتال کرے خواہ وہ چوری کے نصاب کو نہ پہنچتا ہو (یعنی دس درہم یا اتنی مالیت سے کم ہو) (ب) اور اسے یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص اس سے وہ مال لینے کے لئے قتال کرے اسے قتل کر دے [4]	فتح قدیر
۴۳	(د) جو شخص ... آدمی کا گ... گا [5] ... مار دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس قتل کا تاوان اس کی مدد گار برادری ... سی آدمی کا گلا گھونٹ کر مارنے کے جرم کا ارتکاب ایک سے زیادہ بار کیا تو ... سکے گا۔	کافی

... در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷ نیز فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ جس شخص پر رات کے وقت ... ا ور ہو اور یہ اس سے خوف زدہ ہو اور یہ جانے کہ وہ اس کے قتل کا ارادہ کر رہا ہے تو اس شخص کے لئے ... اگر وہ یہ جانے کہ وہ اس کے قتل کا ارادہ نہیں کر رہا تو اسے قتل کرنا حلال نہیں اور اسمیں اعتبار غلبہ ...
... لگیری ج ۶ ص ۲۳۳ و ھکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۰ حکم نمبر ۱ تا ۹ / ۴۶۷ ، ۸۶ / ۲۲۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔
... ملاحظہ ہو (مترجم) [6] جیسا کہ در مختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ شہر کے ذکر کی قید اتفاقی ہے اور اس وہم کو دور کرنے ... طرح شہر میں یہ حکم نہ ہو - ورنہ یہ جرم اگر شہر کے علاوہ کیا جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اسیطرح کے دوسرے لوگ مثلاً لوطی، ساحر، ... ہیر ... کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷، ص ۲۹۸ - نیز حکم نمبر ۴۰ تا ۴۳ / ۲۲۲ ، ۶۹ ج / ۴۶۳ ، ۳ تا ۵ / ۴۶۷ ، ۶۳ تا ۷۱ / ۴۶۸ ، ۴۳ / ۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

اللھم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتھاء الاجل - والعون علی الاتمام - یاذا الجلال والاکرام والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین